

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

فَجَعَلْنَاهُ زَكَاةً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَوْعَدُ لِلْمُتَّقِينَ

الحمد لله کہ کتاب موسوم بہ

# حِوَالَةُ الْجِهَادِ

(جلد اول)

{ جس میں مشاجرہ پر ہر پہلو سے نہایت ہی محققانہ بحث کی گئی ہے  
اور سنار سالہ جہاد و شہادت کی کھلم کھریا پر کجا جواب بھی دیا گیا ہے  
(از تالیف لطیف)

میر تقی حسین وزارت حسین  
صاحب احمدی اور نبی سنگھ  
(پشاور)



بایں تمام شیخ یعقوب علی صاحب اب احمدی اُنکے اپنے مطبع انوار احمدی قادیان

تعداد اشاعت ۷۰۰ دین چیمبر شائع ہوئی قیمت فی جلد عہد

تجدید و کتاب ہر روز

# مرآة البحار

جسین منوچہر بادشاہ پریم پور سے نہایت ہی معتقد بحث لکھی ہے  
(اوپر شمار کردہ قیاد و تہذیب و تمدن کے بارے میں سافرا کا جوابی بیان ہے)

(از تالیف لطیف)

پیشانی مستند وزارت  
مستند احمدی پورہ سنہ ۱۳۱۵  
(۱۳۱۵)







With the author's  
best compliments  
S. W. Hussain

Cat No. ....

Acc. No. 992... Price.....

Shipped..... Checked.....

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وہی احمد میرا آج ہے نہ کہ خاطر میں خواست  
آخر آمد ز پس پردہ تحقیق پدید

ڈیڈ یکیشن

چونکہ حضرت امام ہمام مسیح موعود دہم کی دوران مرزا غلام احمد صائبی قادیان اور اللہ  
سلاہ الرحمن کی آن نیک کوششوں نے مسئلہ جہاد کی غلط فہمیوں کو رفع کرتے ہوئے کار آمد  
نتیجے ظاہر کیے ہیں اور اس عاجز نے بھی اس کتاب کو کسی غرض و نشان کے بغیر  
ایسے پر کتابچہ نمونہ صوفیہ کے نام نامی و ڈیڈیکٹ کیجاتی ہے +

عاجز سید فخر الدین اورینی



## قوم و ملک اور گورنمنٹ برطانیہ کے خیر خواہوں! ایک نظر اور حیرت

اس کتاب کا بے حد مقصد یہ ہے کہ مسئلہ جہاد کی غلط فہمیاں جو عام طور پر  
قوم و ملک میں مسلمانوں کی بدقسمتی سے پھیلی ہوئی ہیں، جنکی وجہ سے سب سے افغانستان اور افریقہ  
کے بعض حصوں میں اُتر رہے ہیں پھیل جاتی ہے، وہ نشانہ کامیابان و فوج میں آجاتی ہیں اور  
وینڈ برطانیہ کو کرنی بڑا ہوا فوج سے کام لینے میں ضرورت پیش آجاتی رہتی ہے۔ ان میں  
سے بڑے امرور ہے کہ اس کتاب کی کثرت سے اشاعت ہو اور خصوصاً سرحد کی علاقوں اور  
افریقہ میں خوب شہرت پائی جائے۔ اعلیٰ قسمتی سے افریقہ کے بڑے حصوں میں بھی اردو بولی  
درج کی جانے لگی ہے۔ — نیز وہ کامیابی کے لئے پشتہ واد افریقہ کی زبانوں میں اس کتاب  
کے ترجمے ہوں اور شان لئے جانیں گے سب سب کچھ ہو، بغیر قوم کی توجہ کے ناممکن سا منصوبہ ہے۔  
میں نے قوم و ملک اور گورنمنٹ برطانیہ کے خیر خواہوں! اور جو دہمیت چھڑت  
ہندو اور پوشش کروا کر سب باتیں پوری ہو جائیں، اور مسند جھاد کی غلط فہمیاں جن کی  
وجہ سے بد بخت بعض جتنی قوموں کی طرف سے نسلانی امن و امان میں خلل نیک حق میں لگا رہا ہے  
کا حق پر غور ہو جائے، اور جو ان غلط فہمیوں کے پھیلنے کا ناخلاقوں اور متعصب دلوں کو  
موقوف ہے۔

میں نے خیر خواہوں! سے ملک کے دلدادہ! اسے گورنمنٹ برطانیہ کے خیر خواہوں!

میں نے قوم کو بڑے بڑے تہذیب سے نہ بنے دو۔ — سچ + گیز وقت پھر باتہ آتا نہیں +  
میں نے پوشش میں تہذیب کو تہذیب سمجھا ہوں اور کان لگاتے ہوئے ہیں کہ کب تم مجھے آواز  
دیتے ہو۔ اگر نہ کبھی تو مجھ کی اس کتاب کی دوسری جلد ہی بہت جلد شائع کر دوں گا۔ اور مجھے سید  
ہوں کہ دوسری جلد کے ساتھ بلکہ اس سے پہلے ہی مجھے پہلی جلد کی سکنہ ادیشن بھی چاہی ہوگی۔  
وہ جبکہ ۱۹۶۶ء تک فقط۔

رض

سید وزارت حسین احمدی اورینی (مؤلف کتاب)

# فہرست مضامین مراۃ الجہاد

## مضامین

### صفحات

۴ تا ۱	دیباچہ
۶ تا ۱	حمد و ثنا
۱	زمانہ بشت آنحضرتؐ میں اور اس سے قبل کوئی قوم مختلف قوموں کے باہمی فرائض کا لحاظ نہیں کرتی تھی بلکہ جاتی بنی تھی
۱	رومی بھی ان فرائض کو نہیں سمجھتے تھے
۲۰۱	آریہ بھی اس اخلاق سے بے بہرہ تھے
۲	دین یسعی نے بھی ان خیالات کو کچھ تغیر نہ کیا
۳۰۲	اسلام نے اس کے خلاف تعلیم فرمائی اور مغلوب قومین کو اون شرائط سے بری کر دیا جو ابتدائے خلقت عالم سے فتح نے مفتوحین پر قائم کئے تھے
۴۰۳	گو اسلام فطری قویٰ میں انتقامی طاقتوں کو مد نظر رکھ کر اور ﴿دفع اللہ الناس بعضهم بعضا﴾ کے سچے فلسفی کے مطابق جنگ کی ہی اجازت دیتا ہے مگر ساتھ ساتھ اخلاقی شریعت کی تکمیل بھی کرتا ہے
۴	قیدیانِ جنگ کے غلام بنانے سے اسلام منع فرماتا ہے
۵۰۴	ہر قسم کی مذہبی آزادی اور دوسرے حقوق غیر فریب والوں کو دئے گئے
۶۰۵	خدا کی شناخت اور اس کے صفات کی پہچان میں سب قومیں سرگرداں ہیں
۶	آریوں کے مانے ہوئے صفات خداوندی کی رد میں ایک نظم
۷	وجہ تالیف کتاب
۸۰۷	رسالہ جہاد میں جس کا یہ جواب ہے، کیا کیا ہے
۸۰۷	کیا وید میں جنگ کی تاکید اور وید کے مخالفوں کے اشتیصال اور خطرناک سزاؤں کا حکم نہیں



# نسب نامہ مؤلف کتاب قرأت الجہاد عفی عنہ

کچھ خور ویم نسبتے است بزرگ  
ذریعہ آفتاب تابان نسیم

نبی عری محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت فاطمہ الزہراء ..... حضرت علی کرم اللہ وجہہ

حضرت امام حسین علیہ السلام

حضرت امام زین العابدین	امام محمد باقر علیہ السلام	امام جعفر صادق علیہ السلام
امام تقی علیہ السلام	امام موسیٰ رضا علیہ السلام	امام بی بی کاظم علیہ السلام
امام تقی علیہ السلام	امام علی سکری علیہ السلام	امام غنی عرف سید زید حرملہ
سید فضل رحمہ اللہ	سید شمس رحمہ اللہ	حضرت ابو فرح واسطی
سید داؤد	سید محمود	سید محمد مدنی
سید سلیم الدین	سید محمد یوسف	حضرت سید محمد حاجی خان

حضرت سید محمد خان	سید عین الدین	سید محبت اللہ	سید حریم الدین
سید خلافت حسین بیٹہ	سید ہریت حسین	سید عنایت حسین	سید تاج الدین

(۷) سید ملا دین حسین احمدی (۸) سید وزارت حسین احمدی مذاہب عفی عنہ

صفحہ ۱۹	اسپر مخالفون کی طرف سے تشدد بڑھ گیا اور ناجار بقیہ مسلمان پھر حبش کو بھاگ گئے۔
۲۰	مشکین اذن کی گرفتاری کے لئے حبش تک گئے مگر ناکام واپس آئے اسلئے ایذا رسانی میں اور بھی ترقی ہو گئی۔
۲۰	آنحضرت پر سجدہ میں اونٹنی کا بچہ دان ڈالا گیا۔
۲۰ و ۲۱	آپ تبلیغ کے لئے طایف تشریف لے گئے مگر دمان کے لوگوں نے آپکو اور آپکے خادم کو سخت زخمی کیا۔
۲۱	پھر آپ اپنے مواسم حج میں وعظ کہنا شروع کیا اور اکثر اہل مدینہ زائران بیت اللہ مسلمان ہو گئے اور مظلوم مسلمانوں کو ایک نئی جانشین بنا دیا۔
۲۱ تا ۲۳	مکہ کی مصائب کی مثالیں۔
۲۳	ان کل مصیبتوں پر بھی اسلام گہر گہر پھیلتا جاتا تھا مگر ساتھ ساتھ مخالفون کے بغض و حسد کی آگ بھی تیز ہوتی جاتی تھی۔
۲۳	جب کسی طرح اسلام کی ترقی میں فرق نہ آیا تو مخالفون نے آنحضرت ہی کو شہید کر ڈالنا چاہا۔
۲۳ و ۲۴	آپ الہام الہی کے منبر سے اطلاع پا کر مع حضرت ابوبکرؓ مدینہ کو چلے گئے۔
۲۴	آپ کی گرفتاری کے لئے سنواونٹ کا انعامی اشتہار دیا گیا۔
۲۴	آپ مدینہ پہنچے اور بڑے اعزاز و اکرام سے قبول کئے گئے۔
۲۴	اسلئے کہ اور بھی جھنجھلائے اور مدینہ پر سخت حملہ کی فکر میں ہوئے۔
۲۴	مکہ میں جو مسلمان رہ گئے تھے اونپر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔
۲۴	کفار مکہ کو مدینہ کے نومسلموں سے بھی سخت دشمنی ہو گئی تھی۔
۲۴	سب سے پہلے ابو بھیل ذنوناؤ دیون کے ساتھ مدینہ پر چھاپا ماسیکے لئے روانہ ہوا جس پر آنحضرت نے پہلا سریہ ابو عبیدہ جراح کی ماتحتی میں بھیجا۔
۲۴	غرض کہ جب مخالفون کی بیسیر حمی اور زیادتی انتہا کو پہنچ گئی اور دوسری جگہ بھاگ جانے پر بھی وہ ظلم سے باز نہ آئے تو احکام جنگ نازل ہوئے اور مقابلہ کے لئے تلوار کے جواب میں تلوار سے کام لیا گیا۔



۸ صفحہ	بادشاہان اسلام کی چال و چلن کا اسلام ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔
۸۰	اسلام صرف بانی اسلام اور اوس کے جانشینان برحق کے افعال کا ذمہ دار ہے۔
۹ و ۸	اس کتاب کی تصنیف کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ رسالہ جہاد اور اس قسم کی کتابوں سے ملکی امن و امان میں خلل آنیکا احتمال ہے حکومت جہاد کتاب انشاء اللہ تعالیٰ نہ آنے دیگی۔
۱۵ تا ۹	<b>باب اول - تحقیق جہاد و اکراہ</b>
۱۰ و ۹	اسلام کے معنی اور اسلامی ایمان کی تشریف ثابت کرتی ہے کہ دین اسلام میں جہاد ناممکن ہے۔
۱۰ تا ۱۳	قرآن کریم کی وہ کئی وعدنی آیتیں جو جہاد و اکراہ سے دین میں لائیکی صاف صاف نفی ابطال کرتی ہیں۔
۱۳ و ۱۲	مخالفین کی یہ حجت کہ اس قسم کی نصیحتیں صرف مکی زندگی تک محدود ہیں غلط ہے۔
۱۲	اسلام اور بانی اسلام اور خلفائے راشدین کی چال و چلن سے ہی صاف آشکارا ہے کہ دین اسلام جہاد کے لئے جہاد و اکراہ کو دخل نہیں۔
۱۵ و ۱۴	<b>جزیہ کی حقیقت</b>
۱۵ و ۱۴ (اور حاشیہ ۱۲-۱۵)	جزیہ لغت فارسی گزنیہ کا معرب ہے اور نو شیردان نے اس کو اپنی رعایا پر مقرر کیا تھا۔
۱۵	جزیہ قتل کا پکا ذمہ نہیں تھا بلکہ محافظت کا معاوضہ۔ اور جن بیہ دنیا کی محبت والے کو اسلام سونپ دیا
۱۵	اگر اسلام کو اپنی اشدت کے لئے سوا تلوار کے اور کوئی چارہ نہیں تو پہلے مسلمان خیمکی تلوار سے
۱۵	اسلام کا پھیلنا بتایا جاتا ہے کس تلوار سے مسلمان ہوئے تھے۔
۲۷ تا ۱۶	<b>باب دوم - جہاد</b>
۱۷ و ۱۶	لفظ جہاد اور جدوہ کی بحث۔
۲۶ تا ۱۷	اسلام کو جہاد (یعنی جدوہ) کی کوئی ضرورت پڑی اور جہاد کیا چیز ہے۔
۱۸ و ۱۷	جب کوئی نبی یا رسول مبعوث ہوتا ہے تو لوگ اوس کے مخالف ہو جاتے ہیں۔ اور اوس کے سلسلہ کو
۱۸ و ۱۷	نابود کرنا چاہتے ہیں۔
۱۹ و ۱۸	ایسا ہی آنحضرت کی بعثت کے وقت بھی ہوا۔
۱۹	مشرکین کے ظلم و زیادتی کیوجہ سے مسلمان مجبور ہو کر افریقہ کو ہجرت کر گئے۔
۲۰ و ۱۹	مگر آنحضرت ٹھہرے رہے اور تبلیغ جاری رہی۔ سیدھی تعلیم جلد گہرا اثر کرنے لگی۔

فوجی خدمت (جو ہر مسلم پر فرض تھی) کی رضا مندی پر غیر مذہب والوں سے بھی جزیئہ معاف - ۳۸ و ۳۹  
 جزیئہ کے مصارف - جزیئہ کی تعداد - ۳۹

**باب ششم - معازی الرسول** - ۸۵ تا ۹۵

غزوہ و ن اور سریوں کی تعداد میں اختلاف اور اس کے وجوہ - ۳۹ - ۴۰

آنحضرت نے کن مجبور یوں کے بعد امن قایم کرنے کے لئے تلوار اٹھائی اور اسکا ایک ٹھکڑا کہ - ۴۰ - ۴۱

حالت موجودہ کے مطابق اپنی اور مدینہ کی حفاظت اور امن و آمان قایم کرنے کے لئے - ۴۱ - ۴۲

جو کرنا چاہئے تھا وہی کیا - اس کے سوا کچھ بھی نہیں - ۴۲ - ۴۳

مدینہ پہنچ کر سب پہلا عہد نامہ مسلمانوں اور مدینہ کے قرب و جوار کی قوموں میں - ۴۳ - ۴۴

ذکر غزوات و سرایا و اسباب و وجوہات و بحث مناسب - ۴۴ تا ۴۷

غزوہ و ن اور سریوں پر کلام کلی - ۴۷ - ۴۸

دس ہزار روپیہ انعام کا اشتہار - ۴۸ - ۴۹

**باب ہفتم - خلفائے راشدین کی جنگوں کے اسباب** - ۸۵ تا ۱۰۰

خلفائے راشدین نے کوئی جنگ بحیرہ مدینہ کرنے کے لئے یا بلا وجہ نہیں - ۸۵ و ۸۶

خلفائے راشدین کا تعین امیر المؤمنین حضرت امیر معاویہ تک - ۸۶ - ۸۷

امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام سے لیکر حضرت امیر معاویہ تک (۲۷) ممالک مفت ہوئے - ۸۷ و ۸۸

ان (۲۷) ملکوں میں سے سترہ ملکوں پر کسے شہنشاہ فارس کی حکومت تھی اور سات ملک - ۸۸

رومی سلطنت میں شامل تھے اور جزیرہ اور آرمینہ دو چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں اور ترکستان - ۸۸

خاقان فرغانہ کے ماتحت تھا - ۸۸ - ۸۹

ازنداعرب کی حقیقت - ۸۹ تا ۹۱

وجوہات جنگ فارس - ۹۱ تا ۹۳

فارس سے جو جنگ ہوئی وہ صرف مافعتاً ہوئی اسکا ثبوت - ۹۳ و ۹۴

یہ جنگ مذہبی جنگ نہ تھی بلکہ ملکی اور قومی حفاظت کے لئے لڑی گئی تھی - ۹۴ و ۹۵

وجوہات جنگ سلطنت رومی - ۹۵ و ۹۶



۲۶ یہی جہاد ہے جو ہرگز انسانی اخلاق، انسانی نیکی اور انسانی دفاع کے خلاف نہیں ہے اور نہ اس سے مذہب کا زبردستی قبول کرانا سمجھا جاسکتا ہے۔

۲۷ اسلام اپنے آپ کو معدوم کر دیتا یہ عقل کی بات نہیں تھی جہاد قوی در حکا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔

۲۸ تا ۳۱ **باب سویم۔** صلح اور معاہدہ کی حالت میں مذہب کی آزادی۔

۲۸-۲۷ اسلام نے غیر مذہب والوں سے صلح اور معاہدہ کی اجازت دی اور اس پر قائم رہنے کی تاکید فرمائی اور انحضرت اور آپ کے خلفائے راشدین نے اس پر عمل کیا جو دلیس اس بات کی ہے کہ مذہبی آزادی میں خلل ڈالنا ہرگز منظور نہ تھا۔ (اس کے مقابلہ میں وید کی تعلیم۔ ....)

۳۰ غیر مذہب والے معاہدہ اور مسلمانوں کا قصاص تک میں مساوی حق قرار پایا۔ ....

۳۱ **باب چہارم۔** لڑائی کے احکام میں مذہب کی آزادی۔

۳۱ احکام جہاد کی غلط فہمی کی ایک عام وجہ اور ذہ کیونکر دفع ہو سکتی ہے۔

۳۲ تا ۳۱ لڑائی کا حکم صرف تین قسم کے لوگوں سے ہے۔  
(۱) ادن لوگوں سے جو مسلمانوں سے لڑائی شروع کریں اور یہ امن حاصل کرنے کے ضروری ہیں۔  
لڑائی سے باز آجانیوالوں سے قطعاً ممانعت ہے، بلکہ نہ لڑانیوالوں سے احسان و سلوک کرنے کی تاکید ہے۔

۳۳ (۲) اون لوگوں سے جو معاہدہ توڑ دیں اور یہ بھی امن مطلوبہ حاصل کر نیکی لئے ضروری ہیں۔  
(۳) ادن لوگوں سے جو مسلمانوں، اون کے بچوں اور عورتوں کی آزادی میں خلل اٹھائیں ہوں۔ اور عذاب اور تکلیف دیں۔ یہ بھی انسانیت اور رحم کے اندر داخل ہے۔

۳۵ پس زبردستی مسلمان کرنے کے لئے کوئی جنگ نہیں۔

۳۵ تا ۳۹ **باب پنجم۔** جزیہ۔

۳۹ تا ۳۶ اسلام میں جزیہ کا وجود اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام کو زبردستی مذہب منوانا منظور نہ تھا۔  
جزیہ حفاظت کا ایک ٹکس تھا۔

۳۷ جب حفاظت نہ ہو سکی تو جزیہ واپس کر دیا گیا۔

۱۱۰	ترکون کا ایک معاہدہ - . . . . .
۱۱۰ تا ۱۱۲	اسلام نے اہل کتاب کے علاوہ زردشتیوں صابیوں اور عام بت پرستوں وغیرہ کو بھی مذہبی آزادی کے حقوق دیئے اور ان کے ساتھ ہی وہی برتاؤ رہا -
۱۱۱	آتش کدہ ٹوڑ کر مسجد بنانے کی سرانین امام اور موزن کو دڑے لگائے گئے -
۱۱۱	زردشتیوں کو پوری مذہبی آزادی دی گئی اور ان کے آتش کدے قائم رہے -
۱۱۱	ہندوئین بھی عموماً مذہبی آزادی قائم رہی، مندروں کے لئے شاہی اوقاف کا لحاظ ہوتا رہا اور نئے اوقاف بھی جاری رہے -
۱۱۲	سندھ کی فتح اور مذہبی آزادی - . . . . .
۱۱۲ و ۱۱۳	اوزنگے پب اور مذہبی آزادی - . . . . .
۱۱۳ و ۱۱۴	خان سیر اور داکا فرمان - . . . . .
۱۱۴	پوپ جان بست دوم خان سیر اور داکا مشکور ہوتا ہے - . . . . .
۱۱۴	فقہہ کا ایک مسئلہ اور مذہبی آزادی - . . . . .
۱۱۴	حضرت ابو بکرؓ اور پرے درجہ کی مذہبی آزادی - . . . . .
۱۱۴ و ۱۱۵	حضرت عثمانؓ کے عہد کے پٹر مارک کا حفظ - . . . . .
۱۱۵ تا ۱۱۷	(۲) دنیاوی حقوق - . . . . .
۱۱۵ و ۱۱۶	قصاص کا حق - . . . . .
۱۱۵	حضرت عمرؓ کے عہد کا واقعہ - . . . . .
۱۱۵ و ۱۱۶	حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کا قول - . . . . .
۱۱۶	حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمانؓ کے عہد کے واقعات -
۱۱۶ تا ۱۱۹	مال اور جائداد کے حقوق - . . . . .
۱۱۷	حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور منصور عباسی کے عہد کے واقعات - . . . . .
۱۱۷ و ۱۱۸	ذمی اپنی زمین سے کسی طرح بیدخل نہیں کئے جاسکتے - . . . . .
۱۱۷ و ۱۱۹	بزر و رفع کئے ہوئے ممالک کے باشندوں کی جائدادیں مسلمان خرید ہی نہیں سکتے -

۹۸-۹۷	..... سپہ جنگ بھی دفاعی تھی۔
۹۹-۹۸	..... وجوہات جنگ جزیرہ وارمینہ۔
۹۹	..... سپہ جنگ بھی دفاعی تھیں۔
۱۰۰ و ۹۹	..... وجوہات جنگ زکستان۔
۱۰۰	..... سپہ جنگ بھی دفاعی تھی۔
۱۰۱ تا ۱۳۴	<b>باب ہشتم۔ حقوق الذمیین (یعنی اسلامین غیر مذہب الونکو حقوق)</b>
	غلط معلومات کا بدل جو سو برس پہلے یورپ کے آفتی پر چھایا ہوا تھا اب آریون کے
۱۰۱	..... سر پر منڈلا رہا ہے۔
	اسلام نے ذمیوں کے حقوق نہایت فیاضی سے قائم کئے اور من حیث الاد
۱۰۱	..... غلبہ تیرہ سو برس کی وسیع مدت میں طریق عمل بھی اسی کے مطابق رہا۔
	ابتداء سے اسلام میں قوانین متعلقہ تعلقات سلطنت و رعایا بوجہ آغاز تمدن
	سلطنت مضبوط نہ ہو سکے تاہم جو کچھ تاریخوں میں اس معاملہ کے متعلق سرمایہ ملتے
۱۰۲ تا ۱۰۴	..... بین وہ حقوق ذمیین کا مائہ خمیر ہے۔
۱۰۳ تا ۱۰۴	..... انکوہرست نے ذمیوں کے جو حقوق عطا فرمائے۔
۱۰۴ تا ۱۳۴	..... عام حقوق اور اسلامی حکومتوں کا طرز عمل۔
۱۰۴ تا ۱۱۵	(۱) مذہبی حقوق۔
۱۰۵	..... حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ کے معاہدے۔
۱۰۵ تا ۱۰۶	..... حضرت عثمانؓ کے احکام۔
۱۰۶ و ۱۰۷	..... ہارون رشید کا سوال اور امام ابو یوسف کا جواب۔
۱۰۷	..... مصر کے گرجوں کا سرکاری خزانہ سے از سر نو تعمیر ہونا۔
۱۰۷	..... عمر ابن عبد العزیز کے عہد کے واقعات۔
۱۰۸ و ۱۰۹	..... حضرت عبداللہ ابن عباس کا فیصلہ اور نئے گرجوں کے بننے کا ثبوت۔
۱۰۹ و ۱۱۰	..... معبد وان کے متعلق تمام عہدے، جائدادیں اور روزینہ بحال رہے۔



۲۹ صفحہ	وزارت اور کتابت بھی جو اعلیٰ ترین مناصب تھے ذمیوں کو عطا کئے گئے۔
۱۲۹	خلفہ کے دربار میں اکثر عیسائی مناصب جلیلہ پر ممتاز تھے۔
۱۳۰	جو معاملات غیر مذہب والوں کے خاص باہمی ہوتے تھے ان کے انصرام کا اختیار اور
۱۳۰	اون کے مذہبی پیشوا اور ججوں کو حاصل تھا۔
۱۳۰	راجہ ٹوڈرل اونے محرمی سے ترقی کر کے وزیر اعظم ہو گیا۔
۱۳۰	ماتا دین وزیر تھا۔
۱۳۱	ہندوستان میں کثرت سے ہندوؤں نے فوجی خدمتیں قبول کیں اور قہریم کے علی عہد حاصل کئے
۱۳۱	جہانگیر کے ہندو افسر۔
۱۳۱ و ۱۳۲	شاہجہان کے ہندو افسر۔
۱۳۲ و ۱۳۳	عالمگیر کے ہندو افسر۔
۱۳۵ تا ۱۳۹	<b>ضمیمہ باب ہشتم</b>
۱۳۸ تا ۱۳۵	اسلامی سکھین آتش و قہر بانگاہ اور صلیب نیزہ کی تصویریں ضرب ہوتی نہیں۔
۱۳۸	ایسی بے نقبھی اور ایسی اعلیٰ خیالی کسی قوم میں اتیک پائی نہیں گئی۔
۱۳۹ و ۱۳۸	مسلمانوں نے مفتوح قوموں کا لباس اختیار کرنا معیوب نہ جانا۔
۱۴۰ تا ۱۳۵	<b>باب نهم۔ جواب مسائل جہاد۔</b>
۱۴۰ و ۱۴۱	فصل اول جواب ٹائٹل بیچ و دیباچہ اڈیٹر۔
۱۴۱ تا ۱۴۴	فصل دوم جواب دیباچہ مصنف۔
۱۴۴ تا ۱۸۸	فصل سوم جواب باب اول۔
۱۴۴	پہلیت جی کا دعویٰ۔
۱۴۴ و ۱۴۵	جو آئین پہلیت جی نے نقل کی ہیں اون سے اون کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔
۱۴۴ تا ۱۴۷	آیت نمبر ۲۰ پر بحث۔
۱۴۶	آیت نمبر ۲۱ پر بحث۔
۱۴۶ و ۱۴۷	پہلیت جی اور آیت فکرو معتمد حلالاً طیباً۔

۱۱۹	خراج کے ساتھ یہ شرط بھی لکھی گئی کہ آئندہ کبھی اس پر اضافہ نہ ہوگا۔
۱۱۹ تا ۱۲۴	ذمیوں کا رتبہ اور اعزاز۔
۱۱۹	فتح اور مفتوح کی تمیز اسلام نے اٹھادی۔
۱۱۹	حضرت علیؓ کا اپنا واقعہ۔
۱۲۰	عمر ابن عبدالعزیز کے دربار کا واقعہ۔
۱۲۰	حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے اقوال۔
۱۲۰	ابو موسیٰ اشعرؓ کا واقعہ۔
۱۲۱	ذمیوں کا ذکر اسلامی تاریخوں میں۔
۱۲۱ و ۱۲۲	نیوک کا ذکر اسلامی تاریخوں میں۔
۱۲۳ و ۱۲۳	عباسیوں کے دربار میں ذمیوں کی عزت۔
۱۲۳	سلطان صلاح الدین کے دربار میں ذمیوں کی عزت۔
۱۲۳	راجہ بیربر کی عزت۔
۱۲۴ تا ۱۲۶	ذمیوں کے ساتھ ہمدردی۔
۱۲۴	آنحضرتؐ کی خاص ہدائیں۔
۱۲۴	سحابہ کرام کا طرز عمل۔
۱۲۴ و ۱۲۵	حضرت عمرؓ کی ہمدردی۔
۱۲۵ و ۱۲۶	سائیسس کا واقعہ۔
۱۲۶ تا ۱۳۴	ملکی حقوق۔
۱۲۶ و ۱۲۷	فتح اور مفتوح میں کوئی امتیاز نہیں۔
۱۲۷	آغا ز اسلام میں ملکی اور فوجی ہمدے مختلف نہ تھے اسلئے غیر قومیں خود ان پر خدا کو لگوا کر کہتی تھیں۔
۱۲۷ و ۱۲۸	اگر غیر قوموں نے فوجی خدمتوں کو قبول کیا تو اسلام نے بے تکلف منظور کیا اور کل حقوق دیئے۔
۱۲۸	جن مہمدون میں فوجی خدمت کا لگاؤ نہ تھا وہ ذمیوں ہی کے قبضہ امتیاز میں رہا۔
۱۲۸ و ۱۲۹	جب ملکی اور فوجی صیغے میں امتیاز نہ تھا تو ذمیوں کو ملکی صیغوں میں بارہونے لگا۔

۱۹۱	یورپ میں کہان کہان اسلام شائع ہے۔
۱۹۲ و ۱۹۱	آخر حقیقت میں کہان کہان اسلام شائع ہے۔
۱۹۲	امریکہ میں اشاعت اسلام ہو چکی ہے۔
۱۹۳ و ۱۹۲	لطیفہ۔
۱۹۴ و ۱۹۳	اسپین و پرتگال کے مسلمان مرتد نہیں ہوئے بلکہ جلاوطن کئے گئے ہیں۔
۱۹۸ تا ۱۹۴	تہذیب الاخلاق کی چند سطروں پر نپٹت جی کی بے موقع خامہ فرسائی۔ اور اس کا جواب
۲۰۳ تا ۲۰۳	عرب کس طرح مسلمان ہوا؟ کا جواب۔
۲۱۱ تا ۲۰۳	روم کس طرح مسلمان ہوا؟ کا جواب۔
۲۱۸ تا ۲۱۱	فارس (ایران) کس طرح مسلمان ہوا؟ کا جواب۔
۲۲۳ تا ۲۱۸	مصر و مراکو وغیرہ کس طرح مسلمان ہوئے؟ کا جواب۔
۲۲۵ و ۲۲۴	بلوچستان کس طرح مسلمان ہوا؟ کا جواب۔
۲۲۷ تا ۲۲۵	افغانستان کس طرح مسلمان ہوا؟ کا جواب۔
۲۵۵ تا ۲۲۸	ہندوستان کس طرح مسلمان ہوا؟ کا جواب۔
۲۵۸ تا ۲۵۵	شعوی معنوی، روزنامہ نیومور، سکندر نامہ نظامی کے اشعار پر بحث۔
۳۰۹ تا ۲۵۹	باب ہم : ہم الزام و کمودیتہ تھے قصور اپنا نکل آیا۔
۲۶۸ تا ۲۶۰	فصل اول : دین باجمہ، قتل و غارت، تباہی و بربادی اور جنگ و جدل وغیرہ کے احکام و دعا، تعلیم و ترغیب وغیرہ کا وسیع و مستند کتب سے ثبوت۔
۲۷۱ تا ۲۶۸	فصل دوم : تمام عالم کے فتح کرنے کی ترغیب۔
۲۷۱ و ۲۷۰	فصل سوم : لوٹ مار کی ترغیب۔
۲۷۳ تا ۲۷۱	فصل چہارم : لوٹ کے مال کی تقسیم۔
۲۷۲ و ۲۷۱	عورتوں کے لوٹنے کا حکم اور ان کی تقسیم۔
۲۷۳ و ۲۷۲	قیدیوں جنگ غلام ہیں۔
۲۷۴ و ۲۷۳	فصل پنجم : چارہ، لکڑی، خوراک وغیرہ اسباب کو خراب و برباد کر نیک حکم۔

۱۴۸ و ۱۴۷	آیت نمبر ۴ پر بحث -
۱۴۸	آیت نمبر ۵ پر بحث -
۱۵۲ تا ۱۴۸	آیت نمبر ۶ پر بحث -
۱۵۲	آیت نمبر ۷ پر بحث -
۱۵۳ و ۱۵۲	آیت نمبر ۸ پر بحث -
۱۵۳	آیت نمبر ۹ پر بحث -
۱۵۳ و ۱۵۲	آیت نمبر ۱۰ -
۱۵۲	آیت نمبر ۱۱ و ۱۲ پر بحث -
۱۵۵ و ۱۵۴	آیت نمبر ۱۳ پر بحث -
۱۵۹ تا ۱۵۵	آیات مندرجہ صفحہ ۱۳ پر بحث -
۱۵۸ و ۱۵۷	بلا وجہ جنگ جائز نہیں -
۱۶۰ و ۱۵۹	پندت جی کی ابلہ فریبی -
۱۶۱ و ۱۶۰	پہلی اور دوسری صدی کے فقہیوں کی رائیں -
۱۶۲ و ۱۶۱	ان فقہائے اسلام کا مختصر تذکرہ -
۱۶۴ تا ۱۶۲	آیات مندرجہ صفحہ ۱۴ پر بحث -
۱۶۷ تا ۱۶۴	دولت کی طمع اور لوٹ مار کی ترغیب (صفحہ ۱۵) کا جواب -
۱۷۷ تا ۱۷۴	فوجی سپاہیوں کو بیگانی منکوحہ عورتیں واسطے زنا کے دینے کی ترغیب (صفحہ ۱۶ و ۱۷) کا جواب -
۱۷۹ تا ۱۷۷	لوٹ کے مال کی تقسیم (صفحہ ۱۸) کا جواب -
۱۸۶ تا ۱۷۹	مولویوں کے مفصول غدرات کا جواب ۷ کا جواب -
۱۸۸ و ۱۸۷	باب اول کے آخری صفحوں کا جواب اور دجلہ و فرات اور سندھ و گنگا کے تضاد و نظارے -
۱۸۹ و ۱۸۸	فصل چہارم - جواب باب دوم رسالہ جہاد
۲۵۸ تا ۱۸۹	فصل پنجم - جواب باب سوم - رسالہ جہاد
۱۹۱ تا ۱۸۹	ایشیائین کہاں کہاں اسلام شائع ہے -

# غلط نامہ کتاب مرآۃ الجہاد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	ذره ذره	ذره ذره	۲۹	۲	۱۷۰	۱۷۷
۲	۱۳	سوائی میں	سوائی میں	۳۰	۱۰	پنڈت جی	تبھی پنڈت جی
۳	۶	رکوع ۳۳	رکوع ۳۳	۳۲	۷	ایک غلطی ہے	ایک غلطی ہے
۴	۱۱	س شعری	س شعری	۳۴	۲۱	رہکتا ہے	رہ سکتی ہے
۵	۱۹	منکم	منکم	۳۵	۲۰	ایسا	ایسا ہلکا
۶	۱۵	کھن	کھن	۳۷	۱۵	بیاتھا	بیاتھا اٹھ کر بیاتھا
۷	۲۱	مادون	مادون	۳۸	۲۰	۵۷	۵۷
۸	۲۲	قوی	قوی	۳۹	۲۳	۵۷	۵۷
۹	۱۹	من	من	۴۰	۲	کی غل	کے غل
۱۰	۲۱	اور عس	اور عس	۴۱	۱۰	ہو سکتا	ہو سکتی
۱۱	۲	جلی	جلی	۴۲	۱۹	تین باتیں	باتیں
۱۲	۷	دشتیانہ تہی	دشتیانہ تہی	۴۳	۸	ہلے	ہلے
۱۳	۲۵	جلد ۲۱	جلد ۲۱	۴۴	۲۱	۵۷	(ناسخ التوارخ)
۱۴	۷	صفحہ ۳۹ تا ۲۰۹	صفحہ ۳۹ تا ۲۰۹	۴۵	۹	عکاسہ	عکاشہ
۱۵	۱	ادصاف	ادصاف	۴۶	۲۰	ہچکچاتا	ہچکچاتا تھا
۱۶	۵	کرگٹھ	کرگٹھ	۴۷	۱	نہ رہیگا	نہ رہیگا (ابن شلم)
۱۷	۱۸	مشقت	مشقت	۴۸	۵	۷	صفحہ ۳۲۲ - ابن الاطیر
۱۸	۲۳	بہت سی	بہت سی	۴۹	۷	۷	جلد ۲ - صفحہ ۹۷ -
۱۹	۱۲	مثلاً	مثلاً	۵۰	۱۵	۷	تھے
۲۰	۳	سہتین	سہتین	۵۱	۱۸	۷	دھنکڑی کی تہی



صفحات	مضامین	صفحات	مضامین
۳۰۵	(۲) ہندوستانی حق تلفیان -	۲۷۵ تا ۲۷۶	فصل ششم - صلحیں ہر کادینا، دغا بازی و فریب کرنا -
۳۰۵ تا ۳۰۸	(۳) ہندوستانی اور عام حق تلفیان -	۲۸۶ تا ۲۸۷	فصل ہفتم - شہوت الی اور جانور و فطرت کی اجازت
۳۰۷ تا ۳۰۸	مفتوحوں کو سزا اور فاتحوں کی غلامی کا اور کوئی کام نہ کرنا اجازت -	۲۸۷ تا ۲۸۸	مسئلہ نیوگ -
۳۰۶	غلامی سے مفتوحہ ملک نہیں ہو سکتے -	۲۸۳	ویدت و دیوانہ کی کتاب نہیں -
۳۰۶ و ۳۰۷	اگر غلامی کا موقع نہ ملے تب بھی ایسا ہی کام کرے کہ جس سے فاتحوں کی سیوا ہو سکے -	۲۸۳ تا ۲۸۴	قیمت یلن جنگ میں آئی ہوئی شوہر دار عورتوں سے بد فعلی کی آریوں کو اجازت ہے -
۳۰۷	مفتوحوں کو فاتحوں کی غلامی کرنی تو اب کی بات تھی	۲۸۵ تا ۲۸۶	نیوگ کے تاریخی ثبوت -
۳۰۷	مفتوحوں کو پھرانی اور بیکار چیزیں کہاں بیچ رہتے	۲۸۶ تا ۲۸۷	فصل ششم - آریوں کے قتل و غارت، لوٹ مار اور بیکار
۳۰۷	سننے کے لئے دیجاٹیں -	۲۸۷ تا ۲۸۸	ظلم اور زیادتیوں کے تاریخی ثبوت -
۳۰۷	مفتوحہ داسیان مرہوں ہو سکتی تھیں -	۲۸۷ تا ۲۸۸	دید کے ریشموں اور اون کے چیلچاٹھین کو مظالم -
۳۰۸	ان مفتوحہ غلاموں کی دولت فاتحوں کا مال ہے -	۲۸۸ تا ۲۸۹	بدھ مذہب کے پیروں پر آریہ ہندوؤں کی سختیاں -
۳۰۸	مفتوحہ درہم اپدیشک نہیں ہو سکتے -	۲۹۲	جیتو کیساتھ ہی ایسا ہی ظلم زیادتی کو کام میں لایا گیا -
۳۰۸	مفتوحوں کو حکومت میں کوئی اختیار نہیں -	۲۹۲ تا ۲۹۳	وہ ظالم اور زیادتی جو قوم مرٹ پر نہیں ہوا اور ہندوؤں پر
۳۰۸	مفتوحوں کو قتل کا سالیب اس امر اور ان کا نشان دہان کرنے کی اجازت نہیں -	۲۹۳	کو جیتو پر بڑا - مسلمان ہند کی بہت بڑی محسن ہے -
۳۰۸	(۴) عام تحقیر و تذلیل -	۲۹۳ تا ۲۹۴	فصل ششم - مفتوحوں کے ساتھ آریوں کا سلوک -
۳۰۹	برت میں مفتوحوں سے حکلام ہونا منع ہے -	۲۹۴	شد و ہند کو اصلی باقتد میں خلیو آریوں نے فتح کر کر شد نکلیا
۳۰۹	مفتوحوں کا جوڑ ہٹا کر کہاں اور پانی پینا گناہ ہے -	۳۰۲	غیر مذہبی الی قوم کو کسی شد و بتایا گیا ہے -
۳۰۹	فاتح مفتوحہ کا کام نہیں کر سکتے -	۳۰۲ تا ۳۰۳	(۱) قانون حق تلفیان -
۳۰۹	آریہ بھائیوں کی خدمت میں التماس -	۳۰۳	تھامس میں بے انصافی -
۳۱۰ تا ۳۱۱	محمدی بھائیوں کی خدمت میں التماس -	۳۰۳	زنا کی کیسز میں بے انصافی اور قابل شرم طریقہ
۳۱۱ و ۳۱۲	آخری التماس -	۳۰۳	چھوٹے چھوٹے جرموں کی سزائیں استیاز -
۳۱۲	خاتمۃ الکتاب -	۳۰۳	قانون پولیٹین ہی بیجا طغیاری موجود ہے -

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۷	۲	مسلمان ذی	مسلمان اور ذی	۱۴۸	۱۰	مین مین	مین
"	۳	خلیفہ بادشاہ وقت	خلیفہ بادشاہ وقت	۱۴۹	۶	لکھکر	لکھکر
"	۴	جماعت	جماعت	۱۵۰	۸	قرا چکے	لکھ چکے
۱۱۹	۶	امیر معاویہ کی	امیر معاویہ کی	"	۱۰	کی ہین ہ تاکہ	کی ہین ہ تاکہ
۱۲۱	۶	صبا	صبا	"	"	"	ہین نکر -
"	۱۲	الہم	الہم	"	"	پہلے جی	پہلے جی نے
۱۲۳	۱۹	مقصود	مقصود	"	۱۹	پہلے جی کے	پہلے جی
۱۲۴	۲۳	بھی	بھی	"	۲۰	تو خالی کرد	مگر صحیح کرد تو خالی کرد
۱۲۹	۳	کتابت آجکل	کتابت آجکل	۱۵۱	۷	بیخ دین	بیخ دین
۱۳۰	۶	انکو اپنے	انکو اپنے	"	۱۸	تجھے	تجھے
"	۲۴	صفحہ ۱۸۲	صفحہ ۱۸۲	۱۵۲	۲۱	ایک جملہ اُدھر کا	ایک جملہ اُدھر کا
۱۳۱	۴	ہندوستان نے	ہندوستان نے	"	"	ایک جملہ اُدھر کا	"
۱۳۶	"	مفروض	مفروض	۱۵۳	۶	ٹھنڈی	ٹھنڈا
۱۴۱	۱۰	عفی عنہ	عفی عنہ	"	۱۴	فکر میں	فکر میں ہوئے
"	۱۶	انہوں نے	انہوں نے	۱۵۸	۱۹	آیت	آیت میں
۱۴۳	۱۰	حکم ہے	حکم ہے	۱۵۹	۵	یہ کہ	یہ
۱۴۴	۸	جنگ میں	جنگ	"	۸	دوا دھوڑے	جنگ دوا دھوڑے
۱۴۵	۲	میرا	میرے	"	۲۳	پہلے	پہلے
۱۴۸	۳	لے	(دیکھو پچھانگ اسلام)	۱۶۱	۶	لے	(دیکھو قاضی بدر الدین محمد بن محمد)
"	"	"	ڈی ٹو بلو آرٹلڈ صاحب	"	"	"	عینی کی شہادت ہے۔ جلد ۱ صفحہ
"	"	"	منشیہ نمبر ۱۔ اور کی جہاد	"	"	"	(۷۹۰ و ۷۹۱)
"	"	"	صفحہ مولوی جابر علی صاحب	"	"	"	محمد
"	"	"	منشیہ -	"	"	"	محمد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۹	جوبیس	جیون ہی	۹۲	۱۹	ایاد	ایلا
۵۸	۲۵	الوائی کو نکلے ہین	الوائی کے لئے نکلے ہین	۹۷	۶	عمر	عمیر
۵۹	۱۳	عض اور قارہ	عض اور قارہ	۷	۷	شمر	شمر جیل
۶۱	۱۲	لہ	لہ	۹۸	۲۲	سلطنت	سلطنت فارس
۶۲	۱۶	وٹان	وہ آن	۹۹	۶	موک	پر موک
۶۵	۲۱	پہلے	پہلی	۱۰۰	۹	العتم	العتم
۶۶	۳	ہو جانا ہے	ہو جاتی ہے	۱۰۳	۱۳	بادعیں	بادعیں
۷۰	۱۰	امن ہوا	امن ہوئی	۱۰۳	۱۵	ہونگے	ہونگی
۷۳	۲۳	لہ	لہ	۱۰۵	۸	یمنون	یمنعون
۷۷	۱۰	اتنی	جواتنی	۱۰۷	۱۳	علاقہ	علاقہ
۷۷	۱۴	کرنے لگی	کرنے لگے	۱۰۹	۸	نکرت	نکرت
۷۷	۷	چاہنے	چاہی	۱۰	۱۰	القسطاط	القسطاط
۷۹	۸	سردار مذہبنا	سردار اور مذہبنا	۷	۲۱	ابن فلکان	ابن خلکان
۷۳	۵	صلح کی شرائط پوری	صلح کی شرائط پوری	۱۱۰	۴	لہ	(مقررہ جلد ۲ صفحہ ۴۹۹)
۷۷	۱۹	بنو مکہ	بنو مکہ	۱۱۱	۹	زر دشتیون	توزر دشتیون
۷۳	۱۲	یوعار	ابوعمار	۷	۲۷	جلد ۱۴	جلد ۴
۷۵	۶	اپنا	نیا	۷	۲۵	مہرگ	نامہرگ
۷۹	۱۳	سکاری	حراسکاری	۱۱۳	۲	شہدک	طریق صلح کل
۸۷	۹	کی وجہ	کے وجہ	۷	۱۸	شہدک	شہد کے
۸۹	۲۱	ہوئے	ہوئے	۱۱۴	۲۲	پڑے درجہ	پڑے درجہ
۹۰	۲۱	ہی	رہا	۱۱۵	۲۵	بودہ بیان	بودہ بیان
۹۱	۱۰	اسی کی	اسی کتاب کی	۷	۷	۱۹	۱۵ - ۱۹

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۳	۳۸	(یعنی دہی)	(یعنی دہی)	۲۳۸	۲۱	سیویلیٹیشن	سیویلیٹیشن
"	۲۱	حافظ ہوتے	حافظ ہوتے ہیں	۲۳۹	۴	کر سکا	کر سکتا
۲۳۴	۱۳	کام کیا ہے	کام لیا ہے	"	۱۳	بھیجتا	بھیجتا
۲۳۵	۱۱	خانی	خانی	۲۵۰	۱	نہیں ہے	نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے
۲۳۶	۷	ترجمہ سیرالتاخرین جلد	ترجمہ سیرالتاخرین جلد	۲۵۱	۲۰	آبادی	آبادانی
"	"	صفحہ ۲۲۱ و ۲۲۲	صفحہ ۲۲۱ و ۲۲۲	۲۵۳	۲	آر	آریو
"	۱۰	(تفصیل حسب کی تاریخ ہند	(تفصیل حسب کی تاریخ ہند	۲۵۴	۱۵	مسلمان تھا	مسلمان تھے
"	"	صفحہ ۶۹ و ۷۰)	صفحہ ۶۹ و ۷۰)	"	۲۱	کیا جاتا ہے	کی جاتی ہے
"	۲۱	اور جب	اور جب	۲۵۴	۱۸	مندین توڑیں	مندین توڑے
۲۳۷	۴	(ہسٹری آف انڈیا۔ ہند	(ہسٹری آف انڈیا۔ ہند	۲۵۵	۸	شنوی و مثنوی	شنوی و مثنوی
"	"	ہر پشادشاہی صاحب	ہر پشادشاہی صاحب	"	۱۱	کیونکہ	کیون
"	"	صفحہ ۱۳۵)	صفحہ ۱۳۵)	۲۵۶	۸	گشت	گشت
"	۱۰	کسی جلد کے	کسی مقالہ کے	۲۵۷	۱۷	اسلام لانے	اسلام لانے سے
"	"	حوالے مطابق	حوالے کے مطابق	۲۵۸	۱۴	معاوضہ	معاوضہ
۲۳۸	۲	توڑی جائیگا بھی	بغض کا بھی	۲۵۹	۱۰	ٹٹکے	ٹٹکے
۲۳۹	۱۳	پنڈت جی نے	پنڈت جی	۲۶۰	۶	چٹنے والا	نہ چٹنے والا
"	۲۱	فتح کیا ہے	فتح کیا	۲۶۲	۲۳	لڑکا	لڑکا
۲۴۰	۸	شکت	شکت	۲۶۴	۴	سبھا	سبھا
۲۴۱	۱۲	یورپ	یورپ	۲۶۵	۵۳	(تحت نشین)	(تحت نشین)
۲۶۵	۳	مسائل شبی	مسائل شبی، الدودہ	"	۱۴	سینائی	سینائی
"	۸	مین	مین	۲۶۶	۴	اور	وہ
۲۴۸	۶	قوموں کے	قوموں کے	"	۱۲	کرنے والے	نہ کرنے والے سے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۲	۷	مہیم	فہیم	۱۹۴	۱۷	پھر	پہر
۱۹۳	۱۱	عطا	عطا	۱۹۷	۱۷	عطا	عطا
۱۹۵	۱۱	حلیہ	حلیہ	۱۹۸	۷	آیتوں	آیتوں
۱۹۶	۱۵	مشک	مشک	۱۹۹	۹	سعی	سعی
۱۹۸	۷	ایسی آیتوں	ایسی آیتوں	۲۰۰	۱۵	گناہ ہے	گناہ ہے
۱۹۹	۹	معنی میں	معنی میں	۲۰۱	۱۹	حضرت علی اور	حضرت علی اور
۲۰۰	۲	ہر دو	ہر دو	۲۰۲	۲	ہر دو	ہر دو
۲۰۱	۸	آپس	آپس	۲۰۳	۷	لانے کے لئے	لانے کے لئے
۲۰۲	۷	لیکر	لیکر	۲۰۴	۱۵	ہلاک ہوئے	ہلاک ہوئے
۲۰۳	۲۰	بغرض	بغرض	۲۰۵	۲	اس طرح ہوئی	اس طرح ہوئی
۲۰۴	۱۱	اسلام	اسلام	۲۰۶	۲۰	بغرض	بغرض
۲۰۵	۲۰	اس طرف	اس سے صرف	۲۰۷	۲	اسلام	اسلام
۲۰۶	۲۷	لرنے	لرنے	۲۰۸	۲۷	لرنے	لرنے
۲۰۷	۱۲	کاشتوت	کاشتوت	۲۰۹	۱۲	کاشتوت	کاشتوت
۲۰۸	۲۵	لوپ	لوپ	۲۱۰	۲۵	لوپ	لوپ





## ہر ایک روح

اُس قادر اور سچے اور کامل و حکیم خدا کو ہماری روح ہمارا سارا وجود بلکہ ہمارے وجود کا ذرہ ذرہ سجدہ کرتا ہے، جسکے کامل قدرت سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنے تمام قوی اور بگنے پھور پذیر ہوا۔ جسکے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے، اور جسکے علم اور تصرف اور خلق سے ہر کوئی چیز نہیں۔ اور جس نے قرآن مجید جیسی پاک کتاب بھیجا اور جناب خاتم الانبیاء سید الاولین والآخرین کو دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرما کر وحشی انسانوں کو پھرتے سرے سے انسانیت سکھائی۔

جس زمانہ میں آنحضرتؐ مبعوث ہوئے اُس زمانہ میں مختلف قوموں کے باہمی فتنے کوئی جانتا بھی نہ تھا کہ ایک قوم کو دوسری قوم سے کیا سلوک کرنا چاہئے۔ جب مختلف قومیں یا قبیلے یا سہم لڑتے بھڑتے تھے، تو نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ضعیف آدمی نہ تیغ بید رہنے کئے جاتے تھے اور بلیکاہ لوٹدی غلام بنائے جاتے اور قوم فاتح مفتوح کے معبود و نمک و لوٹ لے جاتی تھی۔ تیرہ سو برس کے عرصہ میں رومیوں نے ایک ایسا سلسلہ قوانین اختراع کیا تھا، جو وسیع بھی تھا، اور مضامین عالیہ سے مملو بھی تھا، مگر اس اخلاق اور اس انسانیت و مروت کو، جو ایک قوم کو دوسری قوم سے کرنی چاہئے، رومی خاک بھی نہیں سمجھتے تھے۔ وہ فقط اس غرض سے لڑائیاں کرتے تھے کہ اگر دونوں کی قوموں کو مغلوب و مقہور کر لیں۔ ان کے نزدیک عہد و پیمان کا نقص کر دینا کچھ بڑی بات نہ تھی بلکہ مصالح وقت پر مبنی تھی آری یہ ورنہ بھی اس اخلاق سے بے بہرہ تھے۔ دیکھو۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۹	۴	دشت	دشت	۳۰۹	۱۵	تھپڑ	تھپڑ
"	۱۴	رٹا	ہوا	۳۱۰	۹	ایرین	(ایرین)
۲۷۰	۱	سورگ لک	سورگ لک	"	"	کیا کروون	(کیا کروون)
"	۳	مین	مین لے	۲۰	"	سے اٹھو سو نیوالو	سے اٹھو سو نیوالو سکر ہو گئی
"	۱۹	کٹا	کٹسا	"	"	سکر ہو گئی	"
۲۷۱	۱۰	یرمان	پرمان	۳۱۱	۱	قرآن کریم	(قرآن کریم)
۲۷۶	۲۰	غیرت برتا	غیرت مرزا	"	۴	وید	(وید)
"	۲۱	تو والد کے	تو والد کے	"	"	وید (علم)	{ وید (علم) }
۲۷۷	۱۸	دیونانہ	دیونانہ	"	۵	علم	(علم)
۲۸۰	۳	ملک مین	غیر ملک مین	۳۱۲	۴	لٹھی	لٹھ
۲۸۳	۱۷	لو	تو	<p style="text-align: center;">* * *</p> <p style="text-align: center;">تمہارے</p>			
۲۸۴	۱	آریہ	آریون				
۲۸۵	۲۰	دعائیں ناکیرت	دعائیں زنا کیرت				
۲۸۶	۶	لے	منومرتی ستر جی لالہ { اسو امی دیال صاحب}				
"	۱۵	اس مین	آپس مین				
۲۸۷	۱۴	اخلاف	اخلاف				
۲۹۱	۱۹	کٹا	کٹسا				
"	۲۱	"	"				
۲۹۳	۳۲	دہی چیز گائی نہیں	دہی چیز گائی نہیں				
۲۹۴	۱۷	دروہیا	دروہیا کے				
۳۰۵	۱۵	کیا گیا	کہا گیا				
۳۰۶	۳	فاتح	(فاتح)				



”جب یہ معلوم ہو جاوے کہ فوزا لڑائی کرنے سے  
 ”کسی قدر تکلیف پہونچے گی اور بعد میں کرنے سے اپنی“  
 ”بہتری اور فتح ضرور ہوگی تب دشمن سے میل کر کے قیامت“  
 ”مناسب تک صبر کرے (جب دشمن کمزور ہو جائے گا)“  
 ”حملہ کرے۔“ (مش ۷ - ۱۶۴) ستیا رتھ پرکاش

صفحہ ۲۰۶

اور غلام بننے میں بھی آریہ ورتی، بلکہ خاص ویدوں کے رشتی، دوسرے کسم نہیں۔  
 ”تہت ہریشاوشاںتری“ ایم۔ اے۔ پیننیر پروفیسر آف سنسکرت، پریسیڈنسی کالج  
 کلکتہ، اپنی تاریخ کے صفحہ ۲ میں رگوید کے رشیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”رگوید“  
 کے رشی ہمیشہ ایک سیاہ رنگ کی قوم سے (جو اس ملک کے اصلی رہنے والے آریہ نہیں تھے)  
 ”لڑنے میں مشغول رہتے تھے؛ اور انکی دعائیں انپر فتح پانینی ایک رگوید میں پھری پڑی ہیں۔“  
 ”یہ مانی ہوئی بات ہے کہ یہاں کے وہ اصلی باشندے جنھوں نے اطاعت قبول نہ کی وہی اب“  
 ”جنگلی قومیں ہیں، جو جنگلوں اور پہاڑوں میں گتہ کرتے ہیں؛ اور جنھوں نے اطاعت قبول کی“  
 ”وہی اب ہندو سوسائٹی میں ادنیٰ ترین ذات کے لوگ یعنی شورو اور اوندیا جاہیں“  
 ”پھر صفحہ ۵ میں لکھتے ہیں کہ ”مفتوح سیاہ رنگ کے باشندے شورو (جاکر) بنائے گئے“  
 ”شورو کا کام یہ ہے کہ دوسری ذاتوں کی خدمتگداری کریں، اور خاصکر برہمنوں کی غلامی۔“  
 ”آہ! کیسا ظلم ہے کہ قوم کی قوم غلام بنائی گئی، زمینیں چھین لی گئیں، کچھ لوگ  
 ”بھاگ کر جنگلوں میں جا چھپے اور جو بچا رہا بھاگ سکے وہ غلام بن کر ذلیل و خوار کئے گئے۔“  
 ”دین مسیحی کے جاری ہونے سے بھی ان خیالات میں کچھ تغیر و تبدیل نہ ہوا عیسائیوں نے  
 ”زمانہ میں بھی لڑائی میں وہی برجیاں، وہی قتل و لوٹ مار ہوتی تھی جو رومیوں کے عہد  
 ”میں ہوتی تھی، اور فاتحین مفتوحین کو بلا تکلف لونڈی غلام بنا ڈالتے تھے؛ اور عہد  
 ”پیمان کر کے پھر توڑ ڈالنا بے ایمان سرداران فوج کی رائے پر موقوف تھا۔“

برخلاف رومیوں، آریوں اور مسیحیوں وغیرہ کے یہ بات اسلام کی طہنیت  
 میں داخل نہیں کہ اور اہل مذاہب سے کنارہ کشی اختیار کیے۔ اس زمانہ جاہلیت میں  
 جبکہ نصف دنیا پر اخلاقی اور تمدنی تاریکی چھائی ہوئی تھی، انھنہ نے وہ اصول تمام  
 بنی آدم کی مساوات کے تعلیم فرمائے جنکی قدر اور مذہبوں میں بہت کم کیجائی تھی۔  
 چنانچہ لائق مورخ عالم صاحب لکھتے ہیں کہ ”دین اسلام بندگان خدا پر عرض کیا گیا“

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْيَحْيٰى حَارِثِ بْنِ الْحَارِثِ الْمَقْسَطِيِّ (سورہ ممتحنہ: ۱۰)  
 یکسی بے قابو مجذوب کا قول نہیں، نہ کسی فلسفی کا خیال خام ہے، نہ کسی گت م ملہم کا پرمان؛  
 بلکہ یہ اس شخص کا فرمودہ ہے جو ایسی سلطنت کا بادشاہ تھا کہ جس کا انتظام ایسا عمدہ تھا اور جو  
 اتنی قدرت رکھتی تھی کہ جیسے اصول کو چاہتی نا فہم کر سکتی۔

اور فرقوں اور اشخاص نے دین میں بھی اور سیاست میں بھی مذہبی آزادی بخشنے کی ترغیب  
 دی ہے مگر اس کے علمبرآمد کی تاکید صرف اُس وقت تک کی ہے جب تک وہ خود بے قابو اور کفر ور  
 رہے ہیں۔ لیکن شارع اسلام نے مذہبی آزادی کی ترغیب ہی نہیں دی بلکہ اسکو احکام شریعت پر  
 داخل کر دیا ہے۔ رسول اللہ نے بنی حارث اور بنی نجراں کے بڑے اسقف اور  
 اساقفہ کو اور ان کے مریدوں اور راہبوں کو باس مضمون نامہ لکھا ہے۔

”و کہ ہر چیز فقیل و کثیر جس حیثیت سے اب تمہارے کنائس اور خانقاہوں میں ہے، اُسی  
 حیثیت سے وہ تمہارے پاس باقی رہے گی، اور تم اُسے اُسی طرح کام میں لاؤ جس طرح اب لاتے  
 ہو۔ خداوند عالم اور اس کا رسول عبد کریم ہے کہ اسقف اعظم اپنی علمداری سے،  
 اور کوئی راہب اپنی خانقاہ سے، اور کوئی اسقف اپنے عہدے سے درخواست کیا جائیگا  
 اور ان کی حکومت اور حقوق میں کچھ تغیر و تبدل نہ کیا جاوے گا اور نہ ایسا ت میں کچھ تغیر کیا  
 جیاوے گا جو ان میں مرسوم و مروج ہو۔ اور جب تک وہ صلح اور تدین کو اپنا شعار رکھیں اور  
 کسی قسم کا جور نہ کیا جاوے گا، نہ وہ کسی پر جور و ظلم کرنے پاویں گے۔“

غرض جب ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام سے پہلے مذہب اور ملت کس چیز کا نام تھا اور کن طریقوں کو  
 اعمال صالحہ سمجھ رکھا تھا تو اُس وقت اسلام کی بے انتہا برکتوں کی قدر معلوم ہوتی ہے۔  
 بعضوں نے تو انسان کو ہی خدا بنا رکھا ہے، اور بعض پیغمبر کے آگے سر جھکا رہے ہیں۔ بعض  
 سرے سے خدا ہی کو نہیں مانتے، اور بعض منہ سے خدا کے وجود کا اقرار تو کرتے ہیں لیکن  
 اسکو روجوں اور مادوں کا پیدا کرنے والا اور ہر فیض کا سبب اور منبع نہیں سمجھتے، بلکہ ہر ایک  
 کو اپنے قوی کا آپ حافظ اور ہر ایک روح کو اپنی طاقتوں کا آپ ہی نگہبان خیال کرنے میں  
 حتیٰ کہ ہر ایک کی طرحے کوڑے کی جان کو ایسی قدیم اور ازلی اور واجب بالذات سمجھتے ہیں کہ  
 جس کی کسی قوت کو خدا کے ہاتھ کی حاجت نہیں اور اس کا مل نور لا نور کے سہارے غافل رہے

یہ کہ نیکی کرو ان سے اور انصاف کرو وہ ان کے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کر نبو الونہ



فَاتَّخَذَ مِنْهُمْ مَقَلًا ۖ وَقُلْ سَلَامٌ ۚ سُوْرَةُ زُحْرَفٍ سِیَپَارَہ - ۲۵۔  
فَاتَّخَذَ مِنْهُمْ مَقَلًا ۚ وَاصْبِرْ اِنَّ اللّٰهَ سَيُجِیْبُ الْمُحْسِنِیْنَ (سُوْرَةُ مَائِدَہ - سِیَپَارَہ - ۶۔  
وَلَیْسَ لَہُمْ اَوْ لِیَصْفَحُوْا اَلَا یَحْسِبُوْنَ اَنَّ یَغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمۡ دُوْرَہٗٓ سِیَپَارَہ - ۱۸۔

## غلامی کی نسبت فرمایا

فَاِمَّا مِمَّا بَعَدُہٗ وَاِمَّا فِیْہٗ اَعۡحٰشٰی نَضَعُ الْحَرَبَ اَوْ نَارَہَا۔ سُوْرَةُ مُمُحَّدٍ ۲ - ۱۔ ۶۔  
اسلام میں مخالف قیدی جب جنگ سے آنے لگے اور اس وقت تک وہ اس پر کرنا مصلحت نہ ہوتا  
تو پرورش اور تربیت کے واسطے مجاہدین کے سپرد ہوتے اور حکم ہوتا کہ جو کھانا تم کھاؤ انکو دو،  
جو تم پہننا انکو پہناؤ، طاعت کے زیادہ کام مت بناؤ۔ ماں! پیاروں میں بند نہیں کئے جاتے تھے  
جیسا کہ وید کا حکم ہے کہ:-

” دھار کا سب پرستوں کو چاہیے کہ تیجسوی سجھا دھکاش راج کے ساتھ ملے بیگ سے ان کو  
پار تھوں کو وہ کئے کھوٹے سجھا ویکت اور اپنے ویجے کی اچھیا کر نیوالے ڈاکو ونگو بلان کو پرت  
آوی اکا نہ، سفھانوں میں جتنے ہوئے گھروں میں گھسا کر اور باندھ کے انکو قید میں رکھیں۔“  
(دیوانہ کی بھاش - صفحہ ۷۰۳ - سوکت ۳۹)

قواتین اسلام کے موافق ہر قسم کی آزادی مذہبی اور مذہب والوں کو بخشی گئی، جو سلطنت اسلام  
کے طبع اور محکوم تھے (اگر آکافی الدین) (سورہ بقرہ - سِیَپَارَہ - ۲۰) - دین میں کوئی اجاب  
نہیں۔ یہ آیت کئی دلیل اس امر کی ہے کہ اسلام میں اور مل مذہب کو آزادی بخشیے اور ان کے  
ساتھ نیکی کر کے کا حکم ہے۔

(بقیہ جانیہ صفحہ ۲) گھروں فقار سے کہ یہ کہ احسان کر دتم ان سے اور انصاف کرو و لوت ان کے تحقیق اللہ  
دوست رکھتا ہے انصاف کرتے والو کو۔ سوائے اسکے نہیں کہ منع کر لے شکوہ ان لوگوں سے کہ ان میں سے  
پنج دین کے اور بخالیہ یا تلو گھروں فقار سے سوا اور دگاری کی اور پختا نہ بیج مختار کے کہ یہ کہ دوستی کر دتم ان سے  
جو کوئی دوستی کرے ان سے تم میں سے پس ہی لوگ ہیں خاتم ۱۳

۱۴ پھر عفو کر ان سے اور کہہ سلام ۱۵

۱۶ پس ان سے عفو کر اور در گذر۔ بیشک احسان کر نیوالے خدا کو پیارے ہیں ۱۷

۱۸ اور عفو کر اور در گذر۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا تمھاری مغفرت کرے ۱۹

۲۰ پس یا احسان کہجو بھیجے اس کے اور یا بدیعیدہ یا نک کہ کہ کھدے لڑائی بوجھ اپنا ۲۱

اما بعد واضح ہو کہ جسے پینڈت لکھنؤ، آریہ مسافر، جو اپنی بربزانی اور بدنگامی میں شہر آفاق تھے، کا ایک رسالہ موسومہ رسالہ جہاد دیکھا، اور بڑے غور سے دیکھا۔ پینڈت صاحب نے اس رسالہ میں یہ ثابت کرنا چاہا کہ مذہب اسلام میں غیر مذہب والوں کو بھجروا کر اسلام میں لانا جائز ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پینڈت جی ایک آیت بھی ایسی پیش نہ کر سکے، اور نہ کوئی حدیث ہی دکھلائی کہ جس میں غیر مذہب والوں کو بھجروا اور پختیا روں کے زور سے مسلمان بنانا کا حکم ہو۔ مگر چونکہ پینڈت جی نے اس رسالہ کو لکھ کر عام پبلک کو بہت کچھ دھوکا دیا ہے اسلئے میرے دل میں اس مسئلہ پر ایک مستقل کتاب لکھنے کی سحر یک ہوئی، اور ارادہ ہوا کہ اس مسئلہ پر پہلو بحث کروں اور صحنہ میں پینڈت جی کے مغالطوں، غلطیوں وغیرہ کے بھی جواب دیدوں۔

پینڈت جی ہمارے ج نے چند آیتیں اور ایک حدیث جنگ وغیرہ کے منقول بھی ہیں، جن میں سے ایک آیت بھی اس بات کو ثابت نہیں کرتی کہ غیر مذہب والوں کو زبردستی اور پختیا روں کے زور سے اسلام میں لانا یا حکم ہے، جو ناظرین کو اس وقت معلوم ہو جائے گا جب میں انکی ہر ایک پیش کردہ آیت پر بحث کروں گا۔ اور ناظرین پر یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ وہ کل آیتیں دفاعی اور امن و امان قائم کرنے والی جنگوں کے منقول ہیں۔

پھر پینڈت جی نے چار آیتیں ایسی نقل کی ہیں جن میں مسلمانوں پر خدا کے فضل کا وعدہ اور انکے احسانوں کا تذکرہ ہے۔ اور ایک آیت اور نقل کی ہے جس میں منافقوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ مگر ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ان آیتوں کے نقل کرنے سے پینڈت جی نے کیا نفع سوچا تھا۔ پھر میں آیتیں منحل کے احکام کے متعلق لکھی ہیں اور بیگانی منکرہ عورتوں سے زنا کو ثابت کرنا چاہا ہے مگر سچ ہے کہ قرآن کریم ایسے اعتراضوں کا محل ہرگز نہیں ہو سکتا، چنانچہ جب پینڈت جی نے ثابت کرنے کے لئے نوزجھٹلا کر اسی سخت میں مسلمانوں پر رحمت خدا کے منقول ایک آیت اور ایک آیت دفاعی جنگ کے منقول لکھ ماری ہے۔

پھر پینڈت جی نے لڑائی میں فتح کی ہوئی چیزوں کی تقسیم کے متعلق دو آیتیں اور ایک وعدہ استخلاف اور ایک نیکی کی طرف رغبت دلانے والی آیت نقل کر دی ہے۔ وائے پینڈت جی ایک دم گھبرائے ہوئے معلوم ہوتے ہیں، نہ معلوم اسکی کیا وجہ ہے؟ اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا پینڈت جی کو معلوم نہ تھا کہ وہیں جنگ کی کشتی تھی؟ اور وید کے مخالفوں کے استیصال اور ان کے خطرناک سزاؤں کا کیسا سخت حکم ہے؟ یا پینڈت جی علم تک نہیں کہ وہیں جنگ میں لڑائی ہوئی عورتوں کو اپنے تصرف میں لانے کا پرمناں دیتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ انکو علم تو ضرور تھا، مگر تعصب اور ہٹ دھرمی کا بڑا ہوا کہ وہ انسان کو انزوا



پھیلائی اور ملکی امن و امان میں خلل ڈالنا چاہتے ہیں، اسکی جنگی کی جائے۔ علاوہ اسکے کہ بعض جاہل کندہ ناتراش ایسی کتابوں سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ حقیقت میں ایسی باتیں بڑے ثواب کی ہیں، عموماً مسلمانوں کے دل دکھنے کا بھی یقین ہے، اور ہر طرح بھی ملک میں بے امنی پھیلنے کا احتمال۔ غرض کہ دونوں حالتوں میں بے امنی کا خوف ہے؛ ایک حالت میں تو جاہل مسلمانوں کا خیالی ثواب حاصل کرنے کے لیے خوشخوار ہو جانا، اور دوسری حالت میں عام مسلمانوں کے دل دکھنے کی وجہ سے بے امنی کا پھیلنا۔

اس لیے میں نے ادنیٰ ضروری سمجھا کہ اس رسالہ کا جواب لکھا جائے تاکہ جاہل مسلمان اس غلطی میں نہ پڑ جائیں کہ حقیقت میں یہ باتیں ثواب کی ہیں، اور عام مسلمانوں کو بھی جب معلوم ہو جائے کہ اس رسالہ کا جواب لکھا گیا تو ان کے جوش ٹھنڈے پڑ جائیں، اور ایسی کتابوں سے جو دل دکھا ہوا سکھ بھول جائیں۔

اب میں خلیہ کریم و رحیم کے بھرپور اس کتاب کو شروع کرتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ پہلو سے یہ ثابت کر دکھاؤں گا کہ مذہب اسلام میں ہرگز یہ جائز نہیں کہ غیر مذہب والوں کو بڑے اور ہتھیاروں کے زور سے اسلام منوایا جائے۔ مگر قبل اسکے کہ پندت جی کی باتوں کو لیکر بحث کر لوں میں اس امر پر پہلو سے ایک مبسوط بحث کرنا چاہتا ہوں۔ ایجنڈا تو میری مدد کر کے سو کوئی مددگار نہیں، اور اس کتاب کو اپنی مخلوق کے لیے فائدہ مند بنا کر تیرے سو کوئی رحیم نہیں۔ تیری نصرت میرے شامل حال ہوں رَبِّ کَلِّشْنِیْ خَدِّمْکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔ امین !

## باب اول

### تحقیق جبر و اکراہ

سب سے بڑا اعتراض عیسائیوں اور آریوں کا یہ ہے کہ اکراہ و جبر کے ذریعے سے غیر مذہب والوں کو محمدی بنانا اسلام کا خاصہ اور جزو اعظم ہے۔

الجواب۔ مخالف صاحبان! یہ آپ کا محض افتراء ہے اسلام کے معنی ہی صلح کیساتھ زندگی بسر کرنی اور چین سے رہنا ہیں۔ کیونکہ یہ لفظ مسلم سے مشتق ہے جسکے معنی صلح و دوستی

کر دیتی ہیں۔ اگر ان کے سماجی دوستوں کو ان باتوں کا علم نہ ہو تو وہ اسی کتاب میں آگے چلکر ملاحظہ فرمائیں۔

اُس کے بعد پنڈت جی نے کچھ اور باتیں لکھ کر چند معمولی تاریخ کے حوالے لکھے ہیں، ہمنوع پر ہم کچھ اور لکھنے کی ضرورت نہیں دیکھتے کیونکہ آگے چلکر انشاء اللہ تقاضے پنڈت جی کی ہر پیش کردہ آیت پر بحث کر نیکی علاوہ انکی اور باتوں کی بھی قلعی لکھولیں گے اسوقت ہم صرف سماجی دوستوں سے یہ پوچھ لینا چاہتے ہیں کہ کیا اسلام ان شان اسلام (جنکو اہل اسلام اپنا پیشوا سمجھتے) کی اُس چال و چلن کا بھی ذمہ دار ہے جو انھوں نے ملک گیری اور فتوحات میں دکھلائی؟ اگر نہیں، تو پنڈت جی نے تاریخ کے اتنے حوالے کیوں پیش کئے ہیں؟ اور اگر ہے تو باریک سے سماجیو! بُرا نماؤ بیت پرستی، پتھر پرستی، پہاڑ پرستی، درخت پرستی، نباتات پرستی، دریا پرستی، نقرہ و طلا پرستی، جنگل پرستی، مکان پرستی، دیوی پرستی، فرج پرستی، آلت پرستی، اپلی پرستی، اسپ پرستی، فیل پرستی، دواست پرستی، ہتھیار پرستی، گائے پرستی، وغیرہ وغیرہ پشیمان رسم سنی اور بخار نیوگ وغیرہ کا بھی الزام دیدہی پر آئے گا! کیونکہ ہم خوب جانتے ہو کہ یہ باتیں اگر یہ ورت میں نامعلوم زمانہ سے جاری ہیں۔

سماجی دوستو! بادشاہان اسلام میں سے بعض کے حور سے گزر جانے کا اسلام ذمہ دار نہیں ہو سکتا، اور ان لوگوں کی رفتار اور کردار سے اصول اسلام پر حرف نہیں آ سکتا کیونکہ انگلستان اور فرانس بلکہ یورپ کے اکثر وحشی مزاج، سنگدل بادشاہوں کی بد اطواری خاکسار عیسویت کو قایل ملاحت نہیں دے سکتی۔ اور مسند رجہ بالا پرینیاں اور رسم سنی وغیرہ اب جب تم کہتے ہو کہ یہ باتیں وید میں نہیں تو تمہارے وید کو ملزم نہیں کر سکتیں۔

بے شک اسلام اور اہل اسلام بانی اسلام اور ان کے جانشینان برحق، یعنی خلفائے راشدین، ان کے غرواف اور جہاد ان کے ذمہ دار ہیں۔ اور انشاء اللہ تقاضے اسی کتاب میں ثابت کر دیا جائے گا کہ وہ سب دفاعی تھے یعنی خود حفاظتی پر ان سب کی بنا تھی، اور امن و امان قائم کرنے والے تھے۔

واضح ہو کہ اس کتاب کی لکھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ پادریوں کے ساتھ ملکر جو ہمارے آریہ بھائی عوام مسلمانوں میں یہ بات پھیلانے کی کوشش کرتے ہوئے کہ اسلام میں غیر مذہب والوں کو بلاوجہ قتل کرنا وغیرہ وغیرہ بڑے ثواب کی بات ہے، ملک میں ہے امنی

۴۔ اور کچھ ہے بخبر صاف صاف حکم یہو بخانی کے۔“ ۴

(۵) «فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ» رسوۃ الخلیات (۸۲) یعنی "پھر اگر

وہ نہ مانیں تو صرف تیرا کام صاب صاب حکم پہنچا دینا ہے۔“

۱۲۶) یعنی "لوگوں کو دانا پی اور تمہارے نصیحت سے اپنے سرور پر کمر بستہ

اور میں نے یہ محاذ کر لیا مگر ایسے طریقے سے کہ وہ اچھا ہو۔“

وَلَا تَقْرَأُوا فِيهَا كِتَابًا يَكُونُ لَكُمْ عِلْمًا بِمَا تَصِفُونَ أَلَا لَكُمُ الْكِتَابُ الْكَافِرُونَ

[illegible]

یہ سب کچھ سن کر ایک ایسا ۲۵ سالہ لڑکا، جس کا نام "اسٹیو" تھا، اڑھائی گھنٹے تک سوچا کہ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

سورگ کی ایک ریویں ہے جہل و ماتر و مار سے طریقہ سے جڑ چھا ہوا کہو کہم

پھر مجھ کو اسے پاس بیٹھا کیا ہے اور مجھ کو اسے پاس بیٹھا کیا ہے ایمان رکھتے ہیں اور ہم ہمارا

کائنات میں ہر شے ایک جہے اور ہم اس کی مائے ہیں۔

أَوَلَمْ نَعْرِضُوا لَكُمْ دَعْوَتَنَا قَبْلَ إِسْرَائِيلَ وَنُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَنَعْلَمُ أَنَّا لَكُم بِأَعْيُنِنَا قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُمْ أَمْرًا أَنَّ يَكُونَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَاجِرَتٌ كَبِيرَةٌ

یہی ”پھر ار وہ سما میں لہے بنے جلوا پر کاشٹہ بنا کر مہیں بھیجا۔ تیرے

وہ سوا کے دم کے پہونچنے کے لیے بچہ نہیں ہے۔

وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِٖ زَلٰتُ السَّحَابِ تَاْتُ بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ مِّنْ شَيْءٍ وَّهِيَ تَاْتِيْكُمْ سَآءِلُكُمْ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مختصر (سورہ سوری - آیت ۱۴) یعنی دو اور کتب میں اس کتاب پر ایمان لایا ہوں جو

لوگے اندری ہے۔ اور جلو علم سہا ہے کہ میں عم میں بھیک بات کہوں کہ اندھارا بھی پروردگار

ہمیں اور تم میں

۱۰۰

١٠ ولَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَمَنْ مَنِ الْأَرْضِ كُلُّهُ جَمِيعًا أَفَأَنْتَ تُكْذِبُ السَّمْعَ

یٰۤاَیُّهَا مَوْصِیُّنَ (سورہ یونس - آیت 44) یعنی دو اگر تیرا پروردگار چاہتا تو ملک

یوں سب کے سب اسے ایمان لے آئے، پھر اب تو لوگوں پر جبر کر سکتا ہے کہ وہ ایمان آجائے۔

(فَلِلّٰهِ اَعْبُدْ مُخْلِصًا لَهُ دِينِيْ ۚ فَاَعْبُدْ وَاَمَّا شِئْنُكُمْ مِنْ دُونِهِ (سورة

---

یعنی سب سے اعلیٰ سے دو گروہ چھٹے مخالفوں کو دینا جن کو جواب دینا کچھ مضائقہ نہیں ۱۲

---



کے ہیں۔ دو۔ اسلام میں شرط ہے کہ آدمی صدق دلسے ابریتالی کی الوہیت اور عبودیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسولی رسالت اور قیامت وغیرہ وغیرہ، ضروریات دین، پر یقین لاوے، تب مسلمان کہلانے۔ اور ظاہر ہے کہ جبر و اکراہ سے دلی یقین کبھی ممکن نہیں ہے۔ پس جبر سے مسلمان بنانا ممکن ہی نہیں۔

**قرآن کریم کی آیات** قبل پر بھی غور کرو؛ صاف ظاہر کرتی ہیں کہ جبر و اکراہ سے مسلمان بنانا جائز نہیں۔ پہلی آیت سورہ بقرہ میں موجود ہے۔ اور یہ سورہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے۔ اس آیت میں یہ بھی عذر آپ نہیں کر سکتے کہ یہ آیت مکہ میں اُتری، جبکہ اہل اسلام کمزور تھے اور جہاد کی آیتیں اُترنے کا محمد صاحب نے دعویٰ نہیں کیا تھا۔ اور یہ وہ سورہ ہے جس میں **قَالُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تَعْدُوا إِلَيْنَا اللَّهُ لَا يُجِبُ الْمُعْتَذِرِينَ** (سورہ بقرہ - سہارہ ۲ - رکوع ۲۴) کا حکم ہو چکا تھا۔ وہ آیت جس کا ذکر مجھے مطلوب ہے اور جس میں واضح ہے کہ جبر و اکراہ اسلام میں جائز نہیں ہے۔ یہ ہے۔

د) **اَلَا لَكُمْ اِلٰهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ** (سورہ بقرہ مدنی - پ - ۶۶) یعنی ”دین کی بابت کسی قسم کی زبردستی کی حاجت نہیں؛ کیونکہ حق و باطل کا فرق بخوبی ظاہر ہو چکا ہے۔“

سماجیو! کیسے صاف طور سے خدانے قرآن میں جبر و اکراہ کی نفی کی ہے۔  
اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرآن کی بہت سی ایسی آیتیں سنا دوں جو مکہ اور مدینہ میں اُتری ہیں اور ان میں جبر و اکراہ سے دین میں لائے جانے کا ابطال موجود ہے۔

د) **وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَلَا تُجِبْهُمْ تَجْوَاجِبُهُمْ** (سورہ فزل آیت ۱۰) یعنی ”جو کچھ وہ کہتے ہیں (یعنی تم کو جھوٹا بتاتے ہیں) اُس پر صبر کرو اور رنجیدگی کے ساتھ ان سے الگ نہ ہو جا“

۳) **قُلْ اِنِّي لَا اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّكَارِئَةً** .... **اَلَا بَلَاغًا مِّنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتٍ** (سورہ النحل - آیت ۶۴) یعنی ”کہہ دو جسے اختیار میں تم کو نقصان پہونچا ہے نہ فائدہ“

میں تو خدا کی طرف سے ضرر لاتا ہوں اور اس کا پیغام پہونچا دیتا ہوں۔“

۴) **قَهْلَ عَلَى الرُّسُلِ لَا اَلْبَلَاغُ الْمُبِينُ** (سورہ النمل - آیت ۴۷) یعنی ”پھر کیا غیر“

لے لڑو اس کی راہ میں (یعنی اُسکے حکم سے) اُن لوگوں سے جہنم سے لڑتے ہیں۔ اور زیادتی مت کرو تحقیق اس پہاڑ نہیں کرتا زیادتی کرنے والوں کو۔“

(۱۹) لَعَلَّ أُمَّةً جَعَلْنَا مَنَسَكًا هُمْ نَاسُكُوهُ فَلَا يَمَازُ عَنكَ فِي الْأُمَمِ وَذَاعَ إِلَى رَبِّكَ إِنَّكَ لَعَلَّ هَذِهِ مَسْئَلُهُمْ (سورہ حج آیت ۶۶-۶۷) یعنی تنہا ہر ایک نے اپنے ایک راہ بندگی کی ٹھیرا دی ہے کہ وہ اسی طرح بندگی کرتے ہیں، ان لوگوں کو چاہیے کہ اس (نام) میں تم سے کی طرح جھکنا نہ کریں۔ اور تم ان کو اپنے پروردگار کی طرف بلاؤ۔

شک تم سیجی راہ پر ہو۔“  
(۲۰) وَإِنْ جَادَلْتُمْ فَقُلْ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ۔ (سورہ حج آیت ۶۷-۶۸) یعنی اوروہ تجھ سے جھگڑا کرے، تو کہہ کہ جو تم کرتے ہو اس کو اس پر جانتا ہے۔  
(۲۱) وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَاجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ اتْلُوهُ مَا مَنَعَهُ خَلَاكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ (سورہ نوبہ - آیت ۶) یعنی اگر کوئی مشرکین میں سے تجھے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے، تاکہ وہ خدا کا کلام نہ سنے۔ پھر اس کو اس کے امن کی جگہ پہنچا دے۔ یا اس لئے کہ وہ جانتے نہیں۔

(۲۲) إِنَّا أَرَاكُمُتَ شَاهِدًا أَوْ مُبْشِرًا وَنَذِيرًا۔ (سورہ الفتح آیت ۸) یعنی ”ہم نے تجھ کو بھیجا ہے خدا کو برحق بنانے والا، اور لوگوں کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔“  
(۲۳) وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاءُ الْمُبِينُ (سورہ تغابن - آیت ۱۲) یعنی ”اور خدا کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو، پھر اگر نہ مانو تو ہمارے رسول کا کام صرف صاف حکم پہنچانا ہے۔“

(۲۴) قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكُمْ مَآخِذُ وَعَالِكُمْ مَآخِذُهُمْ وَإِنْ نَطِيعُوهُ فَعَلُهُمْ وَأَوْمَرُوا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاءُ الْمُبِينُ (سورہ نوبہ آیت ۵۳) یعنی ”کہہ کہ خدا کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پھر اگر نہ مانو گے تو جو ابھی ہے اس پر اس کی جو اس کی جو تمہارے ذمہ ہے اور اگر تم اس کا حکم مانو گے، تو ہر ایت پاؤ گے اور رسول کے ذمہ ہوا صاف صاف حکم پہنچا دینے کے کچھ نہیں۔“  
(۲۵) فَأَعِزُّهُمْ وَظَلُّهُمْ وَقُلْ لِّهَذَا تَفْسِيرُهَا فَوَكَّلْنَا بِهَا (سورہ نوبہ رکوع ۹) یعنی ”ان کے پیچھے نہ پڑو اور نصیحت کے طور پر سمجھا دو اور ان سے ایسی باتیں نہ کرو کہ اچھی طرح ان کے ذہن نشین ہو جائیں۔“

اکثر معنایں یہ محبت پکڑتے ہیں کہ اس قسم کی نصیحتیں محمد صاحب کی اسی وقت تک نہیں جب تک آپ مکہ میں تھے، مگر جب مدینہ میں چلے آئے، اور مہاجرین اور انصار کے ایک جگہ بھلنے سے انحضرت کو بہت بڑی قوت ہو گئی اس وقت ان نصیحتوں کو بول دیا اور

الزمر - رکوع ۲) یعنی لوگوں سے کہو کہ میں تو خدا ہی کی فرمانبرداری مد نظر رکھ کر اسی کی عبادت کرتا ہوں، سو تم اسے سوا جسکو چاہو پوجو، (کہو اس سے کچھ غرض نہیں ہے)

(۱۲) وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكَرَ الْقُرْآنَ مَنْ يُخَافُ وَعَبِيدُ (سورہ قی)

یعنی تو ان پر کسی طرح بھی جبر کرنے والا نہیں، (یعنی تجھ کو جبر کرنے کا اختیار نہیں ہے) پس تم شخص ہمارے عذاب کے وعدہ سے ڈرے اسکو قرآن کے ساتھ نصیحت کرے

(۱۳) فَذَكَرَ آيَاتَ مَنْ ذَكَرْتَ لَكَ عَلَيْهِمْ مَصِيطِرُ (سورہ غاشیہ) یعنی تیر نصیحت کر

کیونکہ تو صرف ایک نصیحت کر رہا ہے کچھ ان پر واروغہ نہیں، (جو انکو ایمان لانے میں مدد کرے)

(۱۴) قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَجْرُهُمْ لِلَّذِينَ لَا يُرْجَوْنَ آيَاتُ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا لَمَّا

کالوا بِلَيْسِيُونَ - (سورہ الحجۃ - آیت ۱۳ -) یعنی جو لوگ ایمان لا چکے ہیں، ان کو کس

کراں لوگوں سے درگزر کرو جو خدا کے عذاب کی امید نہیں رکھتے، تاکہ جو کچھ وہ کہتے تھے

خدا ان کو اسی سزا دے

(۱۵) قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَجْرُهُمْ لِلَّذِينَ لَا يُرْجَوْنَ آيَاتُ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا لَمَّا

کالوا بِلَيْسِيُونَ (سورہ الحجۃ - آیت ۱۳ -) یعنی جو لوگ ایمان لا چکے ہیں، ان کو کس

کراں لوگوں سے درگزر کرو جو خدا کے عذاب کی امید نہیں رکھتے، تاکہ جو کچھ وہ کہتے تھے

خدا ان کو اسی سزا دے

(۱۶) قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَجْرُهُمْ لِلَّذِينَ لَا يُرْجَوْنَ آيَاتُ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا لَمَّا

کالوا بِلَيْسِيُونَ (سورہ الحجۃ - آیت ۱۳ -) یعنی جو لوگ ایمان لا چکے ہیں، ان کو کس

کراں لوگوں سے درگزر کرو جو خدا کے عذاب کی امید نہیں رکھتے، تاکہ جو کچھ وہ کہتے تھے

خدا ان کو اسی سزا دے

(۱۷) قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَجْرُهُمْ لِلَّذِينَ لَا يُرْجَوْنَ آيَاتُ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا لَمَّا

کالوا بِلَيْسِيُونَ (سورہ الحجۃ - آیت ۱۳ -) یعنی جو لوگ ایمان لا چکے ہیں، ان کو کس

کراں لوگوں سے درگزر کرو جو خدا کے عذاب کی امید نہیں رکھتے، تاکہ جو کچھ وہ کہتے تھے

خدا ان کو اسی سزا دے

(۱۸) قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَجْرُهُمْ لِلَّذِينَ لَا يُرْجَوْنَ آيَاتُ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا لَمَّا

کالوا بِلَيْسِيُونَ (سورہ الحجۃ - آیت ۱۳ -) یعنی جو لوگ ایمان لا چکے ہیں، ان کو کس

کراں لوگوں سے درگزر کرو جو خدا کے عذاب کی امید نہیں رکھتے، تاکہ جو کچھ وہ کہتے تھے

خدا ان کو اسی سزا دے

ان ایک شریک ایسی رعایا سے لیا جاتا تھا جسکو عربی زبان میں جزیہ کہتے ہیں، جو لغت فارسی گوئیہ کا،  
مربوط جسکی نو شیر وان عادل نے اپنی رعایا پر مقرر کیا تھا۔ اور یکس بھی ہنایت خفیف درجہ کا سہوتا تھا  
جسکا لگانا اونہیں لوگوں کے امن اور چین کے لئے ضروری تھا۔ مسلمانوں کی جانین اور مال جس امن کے  
قائم رکھنے کیلئے خرچ ہوتے تھے اسی امن کے واسطے اسلام کے سوا دوسرے مذہب والوں سے چند  
پیسے لئے جاتے تھے۔

یادداشت جزیہ قتل کا بچاؤ نہنیں تھا کیونکہ قتل کا بچاؤ امن، صلح، معاہدہ خالی عن الجزیہ سے  
ہو سکتا تھا۔ جزیہ تو ماتحت رعایا سے لیا جاتا تھا، جسکی حفاظت کے ذمہ دار مسلمان ہوں۔ مسلمان سے سخت  
سلہ دیہو قاموس، الجزیۃ خراج الارض وما یؤخذ من الذی۔ لکن صاحب نے اپنی کتاب مذاقات میں، جو ہنایت  
جامعہ اور تحقیق سے کہی گئی ہے، اس لفظ کو گزیرہ کا معنی ہے۔ بڑھاکا طعین ہے۔ ”گزیت بفتح اول کسر ثانی ذرے  
باشد کہ حکام ہر سال از رعایا گیرند، و آن را خراج ہم گویند، و زرے را نیز گویند کہ از کفازدی تانند، چنانچہ نظامی لفظ است۔  
سہ گیش خاقان خراج چین فرستد، گیش قیرگزیت دین فرستد۔ و آن چہ شہرت دارد بکراول و فتح ثالث است معرب آن  
جزیہ باشد، فرہنگ جہانگیری میں، حکیم سورتی نے بھی جزیہ کو گزیرہ ہی کا معنی لکھا ہے۔

علامہ ابن الاثیر جزیری نے بھی تاریخ الکامل کے پہلے حصہ میں ایک مضمون اس عنوان سے لکھا ہے۔ ”ذکر ما فعلہ  
کسرتی فی امر الخراج والجزیۃ۔“ جملہ خاصہ یہ ہے کہ نو شیر وان نے سین کی پیالیش کرائی اور مختلف شرحوں کی جمع مقرر کی،  
اور تمام لوگوں پر یہ استغنائیل فوج و روسا و ارکان دولت، جن پر یہ مقرر کیا جس کی تعداد بارہ درہم، آٹھ درہم، چھ درہم،  
چار درہم تک تھی۔ خراج کے ذکر کے بعد مورخ مذکور لکھتا ہے کہ، ”وہی الوضایم التي اقتدی بها حکم من الخطاب“۔  
یعنی حضرت عمرؓ نے انہیں قاعدہ کی تقلید کی۔ اور جزیہ کے ذکر کے بعد لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے بنی برس سے کم اور  
پچاس برس سے زیادہ عمر والے کو جزیہ سے معاف کیا۔ ۱۲۔

علامہ ابن الاثیر نے اس موقع پر جزیہ کا ہی لفظ استعمال کیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جزیہ کوئی  
ایسی اصطلاح نہیں جو مسلمانوں اور ذمیوں کے ساتھ مخصوص ہو۔ نو شیر وان امراؤ کی ایرانی رعایا کا ایک مذہب تھا تاہم جو یکس  
اونپر لگایا گیا مسلمان اور کو جزیہ ہی کہتے ہیں۔

جن زمانے میں نو شیر ان نے جزیہ کے قواعد مقرر کئے تھے اس زمانہ میں نو شیر وان کے عمال بین اور مضافات میں چڑھتے  
تھے۔ اس طرح گزیت کا لفظ قانونی طور پر عرب میں پہلا، اور عرب ہر کو جزیہ پر لگایا۔ اور قرآن اسلام کے یہ لفظ عرب میں لکھ کر پہلے لکھا  
کیونکہ اسلام سے اس لفظ کو خاص سروکار نہیں، جیسا کہ بعض مخالفین کا قول ہے۔ ۱۳۔

اور قتل کرنے کا اوتلو ار کے زور سے اسلام قبول کرانے کا حکم دیا۔ مگر یہ محبت ہرگز صحیح نہیں۔  
**اول** تو اسلئے کہ انھیں سورتوں میں سے جنگی آیتوں کا سمجھنے اور پرز کر گیا ہے سورہ بقرہ ،  
 سورہ نساء ، سورہ آل عمران ، سورہ مائدہ ، سورہ توبہ ، سورہ نور ، سورہ حج ، سورہ  
 فتح ، اور سورہ تغابن ، ہجرت کے بعد مدینہ میں نازل ہوئی ہیں جبکہ آنحضرت کو بجزری قوت  
 ہو گئی تھی اور انھیں سورہ توبہ میں حکم ہے کہ وہ رسول کا کام صرف حکموں کا پہنچانا  
 ہے اور دین میں کسی قسم کی زبردستی کی حاجت نہیں وغیرہ وغیرہ ۔ پھر یہ کہنا کہ آنحضرت نے  
 مدینہ میں آنے کے بعد ان نصیحتوں کو بدل دیا تھا کیسا صریح جھوٹ ہے ۔

**دوسرے** یہ کہ خدا کے احکام جو بطور اصل اصول کے نازل ہوئے ہیں وہ جبکہ کی تبدیل  
 یا قوت و ضعف کی تبدیل سے بدل نہیں سکتے ۔ خدا کا یہ حکم ہے کہ زبردستی کسی کو مسلمان  
 نہیں کیا جاسکتا ۔ پس جب آنحضرت مکہ میں تھے اس وقت بھی کوئی شخص زبردستی سے مسلمان  
 نہیں ہو سکتا تھا ، اور جب آپ مدینہ میں تشریف لائے اس وقت بھی کوئی زبردستی سے مسلمان  
 نہیں کیا جاسکتا تھا ۔ مان لیں آپ مدینہ میں تشریف لانے تو لڑائی کا حکم ہوا ، مگر وہ لڑائی  
 لوگوں کو جبر و زبردستی اور پھیلاروں کے زور سے مسلمان کرنے کے لئے یہ تھیں بلکہ امن کے  
 قائم کر دینے کے لئے تھیں ؛ جسکو ہم آئندہ بالتفصیل بیان کریں گے ۔

سماجیو ! تمکو جو مخالف عیسائیوں کی تحریروں سے یہ دھوکا لگا ہے کہ اسلام تمام مذاہب  
 میں ایسا سخت ہے کہ اپنے سوا دنیا کے ہر ایک مذہب کا تلوار سے استیصال کرتا ہے اور لڑائی  
 اور زور سے دوسرے مذاہب کو مائل کرنا چاہتا ہے ، اس کا غلط ہونا آیات مذکورہ اصد سے  
 بالکل ظاہر ہے ۔ اور اسلام اور صاحب اسلام اور اسکے جانشینوں ؛ خلفائے راشدین کی چال  
 چلن سے صاف آشکار ہے کہ اسلام میں صلح یا قتال کے بعد رعایا اور صلح سازوں کو خواہ مخواہ  
 مسلمان نہیں کیا جاتا تھا ۔ کیا رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت خیمہ کے باشندے  
 کو ، جو قسطنطنیہ پرورد تھے اپنے مذہب پر نہیں رکھا گیا ؟ اور یہود و ان خیمہ کے لئے صلح  
 کے بعد یہودیت پر عملدرآمد کرنے میں کوئی روک ٹوک تھی ؟ کیا بحرین والے عیسائیوں  
 پر تشدد کیا گیا ہے کہ تم عیسائی مذہب ترک کرو ؟ کیا بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت  
 عمرؓ نے یہود و عیسائیوں اور عیسائیوں کو آمادہ ہونے نہیں دیا ؟  
 مان ! ایک قسم کا ٹیکس ایسی رعایا سے لیا جاتا تھا جسکو ، یہی زبان میں جبر یہ کہتے ہیں

لے ویکھو قاموس " الجزیة خراج الارض وما یؤخذ من الذمی ، علامین شیرے ہوتے ہیں

اور سنسکرت زبان میں جم اور یے کی تبدیلی کو ایسی لفظ جحدہ اور یدہ سے خاص نہیں بلکہ بہت سارے الفاظ میں جو دونوں حرفوں کے ساتھ مشتمل ہیں۔ یہی لفظ آریہ جس سے اس کتاب کو بہت بڑا تعلق ہے، آریہ بھی کہا جاتا ہے کچھ شمال کے طور پر اور الفاظ ہی مع معنی درج ذیل کرتا ہوں :- جاچک - یاچک - جانچنے والا - جمان - یجمان - گاہک - جگی - یگی یا یجنا - صوم یعنی سوختنی قربانی - جگیک - یجیک یا یجنگ - متعلق سوختنی قربانی اور سوختنی قربانی کا برتنے والا پروہت -

جتہار تہہ بدیا - یتہار تہہ ودیا - فلسفہ - جتہار تہہ بادی - یتہار تہہ وادی - فلاسفر - جتن - یتن - فکر - اوپائے - جاترا - یاترا - سفر - زیارت - جوگ - یوگ - ریاضت - جوا - یوا - نوجوان -

اور ایسی لفظ جحدہ اور یدہ کا مشتق جو دھا اور یو دھا دونوں طرح مشتق ہے جس کے معنی بہادری اور سور کے ہیں۔ فارسی زبان میں بھی جو سنسکرت کی بہن ہے جیم اور یے کو آپس میں تبدیل کرتے ہیں چونکہ یہی دو حروف حروف نہوی ہیں، اس لئے ان کی تبدیلی اکثر ہوتی ہے۔ قاعدہ ہے کہ نہوی حرف کی تبدیلی نہوی حرف سے ہو۔ جیسے جہودی، یہودی - (دیکھو کنٹھس اون دی اسٹڈی آف پرشین صفحہ ۱۷۱) مصنف لیٹن جی گوس جی کنکا پرشین ٹیمبر سرجے - جے پی - بی - انسٹیٹیوٹ فورٹ ٹائی اسکول اور ملاخیر و ز مدرسہ و جمشید جی یجمان جی کنکا لیٹ سینیئر پرشین ٹیمبر نیوٹائی اسکول بمبئی )

اب ہم اس سوال کا جواب لکھنا چاہتے ہیں کہ اسلام کو جہاد یعنی جدھ کی کیوں ضرورت پڑی ؟ اور جہاد کیا چیز ہے سو یہ تو معلوم ہو چکا کہ اسلام دین کے پہلانے کے لئے ہرگز جبر کی اجازت نہیں دیتا، اور نہ اس کے لئے تلوار اٹھانی کی ضرورت تھی۔ پس واضح ہو کہ اسلام (مہر نے جو تلوار اٹھائی وہ غیر مذہب الونکو جبر مسلمان بنانیکے لئے نہیں اٹھائی بلکہ امن و امان قائم کرنے کے لئے اٹھائی تھی اسلام کا ہرگز مقصد نہ تھا کہ وہ جنگ کرے مگر اس کو جنگ کرنے پر خواہ مخواہ مجبور کیا گیا۔ پس جو کچھ اوس سے ظہور میں آیا وہ حفاظت خود اختیاری اور ضرورت مدافعت کیلئے ظہور میں آیا۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ اسلام کو پیدا ہونے ہی بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا اور تمام قومیں اسکی دشمن ہو گئی تھیں۔ جیسا کہ یہ ایک معمولی بات ہے کہ جب ایک نبی یا رسول خدا یا عرف سے معوث ہوتا ہے اور اسکا فرقہ لوگوں کو ایک گردہ پہنہا رہا اور راستباز، اور باہمت، اور ترقی کرنے والا دکھائی دیتا ہے تو اوس کی نسبت موجودہ قوموں اور فرقوں کے دلوں میں ضرور ایک قسم کا بغض اور حسد پیدا





عرب کے وحشی، جنہیں کوئی تمیز اور تہذیب باقی نہیں رہی تھی، وہ ایک ایسی قوم تھی جو فسقا  
 مجسم اور سرتاپا جہل تھی، جسکی رسوم و عادات خبیث و وحشیانہ تھی، جو جہاد و قتال کو حاصل  
 زندگی کی سمجھتی تھی۔ پہلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زہر و توبیخ پر اس جاہل قوم نے سخت برکھا۔  
 اس کے بعد جب ان پر توحید اور اسلامی سچائیوں کے کھلے کھلے دلائل سے حجت پوری کی گئی،  
 اور ان کے ذہن نشین کیا گیا کہ انسان ہو کر تجھ وں کی بوجہ کرنا ایک صریح غلطی ہے کہ انسانیت  
 کے بھی بر خلاف ہے، تو وہ ان معقول باتوں کا جواب نہ دے سکے، اور ان کے لاجواب ہونے پر  
 سمجھدار لوگوں کو اسلام کا طرقت حرکت پیدا ہو گئی اور بھائی سے بھائی اور باپ سے بیٹا جھگڑا  
 تب انہیں اپنے باطل مذہب کے پچانے کے لیے کوئی تہہ پیر بجز اس کے خیال میں نہ آئی کہ سخت سے  
 سخت سزاؤں کے ساتھ لوگوں کو مسلمان ہونے سے روک دیں چنانچہ مکہ معظمہ میں ابو جہل وغیرہ  
 مکہ کے رئیسوں اور رہبروں کی طرف سے یہی عمل درآمد شروع ہو گیا۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ  
 کی تاریخ پڑھنے والے خوب جانتے ہیں کہ ایسی ہجرت کی وارد آئیں مخالفوں کی طرف سے کس قدر  
 ظہور میں آئیں اور کس قدر بے گناہ ظلم سے مارے گئے۔ مگر لوگ پھر بھی مسلمان ہوتے تو  
 بڑ نہیں آتے تھے۔ کیونکہ ہر ایک موٹی عقل کا انسان بھی جانتا تھا کہ بت پرستوں کے مقابلہ  
 کس قدر اسلام معقولیت اور صفائی رکھتا ہے۔

پہت سے لوگ رحیم رسول کے اشارہ سے، جو ان کے مصائب کو دیکھنا گوارا نہیں کر  
 تھا، اپنے وطن مالوف کو چھوڑ کر اجنبی ملک افریقہ کو نقل کر گئے۔ مگر آپ اکیلے الہی  
 امداد اور توفیق کے سہارے پر اسی وحشت انگیز خوفناک مقام میں ٹھہرے رہے کیونکہ اپنی  
 قوم کی وحشیانہ اور الہی غضب کی مستوجب حالت آپ کے رحیم و کریم قلب کی وہی قیام کے  
 وہاں حال سے فراموش کرتی تھی۔ آپ قلباً آرزو مند تھے کہ جو جان مخاطرہ میں کیوں نہ پڑے  
 مگر اس نالائق قوم کو خدا کے رحم و فضل میں شامل کیا جاوے۔ جب قوم نے ذاتی تحریف و  
 شائد قطعاً آپ کے دل سے بھلا دیے تھے کہ آپ اپنی پیاری مگر ناقدر شناس قوم کے گھر گھر  
 تشریف لیجاتے اور بڑی شفقت اور محبت سے انہیں فرماتے اِنَّ اللہَ یَاھْدِیْکُمْ لَکُمْ اَنْتُمْ  
 تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْکِرُوْا لَہٗ شَکْرًا ﴿۱﴾ اس معجز حکم کرنا ہے کہ انکی عبادت کرو  
 اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ۔

ہو جاتا ہے۔ بالخصوص ہر ایک مذہب کے علماء اور گدی نشین کو بہت ہی بغض ظاہر کرتے ہیں، کیونکہ اس مرد خدا کے ظہور سے اونچی آسمانوں و جہانوں میں فرق آتا ہے، اون کے شاگرد اور مرید اون کو دامن سے باہر نکلنا شروع کرتے ہیں۔ کیونکہ تمام ایمانی، اور اخلاقی اور علمی خوبیاں اس شخص میں پائے ہیں جو خدا کی طرف سے پیدا ہوتا ہے۔ لہذا اس عقل اور صاحب تمیز سمجھنے لگتے ہیں کہ جو عزت بنیال علمی شرف، اور تقویٰ اور پیر سرگاری کے اور عالموں کو دیکھی تھی۔ اب وہ اس کے مستحق نہیں رہے، اور جو عمرز خطاب انکو دئے گئے تھے جیسے غم الامت، اور شمس الامت، اور شیح المشائخ، سوامی، مہاتما وغیرہ۔ اب وہ ان کے لئے موزوں نہیں رہے۔ سو ان وجہ سے اس عقل ان سے منہ پھیر لیتے ہیں؛ کیونکہ وہ اپنے ایمانوں کو ضائع کرنا نہیں چاہتے۔ ناچار ان نقصانوں کی وجہ سے علماء اور شایخ کا فرقہ ہمیشہ نبیوں اور رسولوں سے حسد کرتے چلا آیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ خدا کے نبیوں اور ماموروں کے وقت ان لوگوں کی سخت پردہ دری ہوتی ہے کیونکہ دراصل وہ ناقص ہوتے ہیں، اور بہت ہی کم حصہ نور سے رکھتے ہیں، اور ان کی دشمنی خدا کے نبیوں اور راست بازوں سے محض نفسانی ہوتی ہے، اور سر اس نفس کے تابع ہو کر ضرر رسانی کے منصوبے سوچتے ہیں؛ بلکہ بسا اوقات وہ اپنے دلوں میں محسوس بھی کرتے ہیں کہ وہ خدا کے ایک پاک دل بندہ کو ناحق ایذا پہنچا کر خدا کے غضب کے نیچے آگئے ہیں۔ اور ان کے اعمال ہی، جو مخالف کارستانیوں کے لئے ہر وقت ان سے سرزد ہوتے رہتے ہیں، ان کے دل کی قصور و احوال کو ان پر ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ مگر کبھی بھی حسد کی آگ کا تیرا بن عداوت کے گڑھوں کی طرف انکو کھینچ لے جاتا ہے۔ اور وہ اجماع کا لانا عام بھی، جو ان کے دامن میں الگم گرفتار ہوتے ہیں، ان کے ساتھ نہ ہو جاتے ہیں۔ یہی اسباب تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مشرکوں اور یہودیوں اور عیسائیوں کے عالموں کو نہ محض حق کے قبول کرنے سے محروم رکھا بلکہ سخت عداوت پر آمادہ کر دیا۔ لہذا وہ اسی فکر میں لگ گئے کہ کسی طرح اسلام کو صفحہ دنیا سے محاذین۔ اور چونکہ مسلمان اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تھوڑے تھے اس لئے ان کے مخالفوں نے، بیعت اوس تکبر کے جو فطرۃا ایسے فرقوں کے دل اور دماغ میں جاگزین ہوتا ہے، جو اپنے تئیں دولت میں، مال میں، کثرت جہالت عزت میں، مرتبہ میں دوسرے فرقہ سے برتر خیال کرتے ہیں، اس وقت کے مسلمانوں یعنی صحابہ سے سخت دشمنی کا برتاؤ کیا +

اہل طائف نے مجھے اچھا سلوک نہیں کیا۔ الایس امید کرتا ہوں کہ انہیں لوگوں سے خلائی  
اولاد پیدا کرے گا، جو اسی دامن لاشریکہ کی عبادت کریں گے۔

پھر آپ نے موسم جمع میں، یعنی جب طائف کے لوگ حسب قاعدہ قدیم کعبہ کی زیارت  
کو آتے، وعظ کہنا شروع کیا۔ اور منیٰ میں جب لوگ جمع ہوتے وہیں انکو اسلام کی طرف بلاتے۔  
اس سے اکثر اہل مدینہ و زائران بیت اللہ مسلمان ہو گئے۔ کیونکہ مدینہ کے اہل کتاب سے  
جو حسب وعدہ کتب الہامیہ ایک نبی کے منتظر تھے، بشارات سن سکر اُنکی قوت انفعالی  
جلد اثر قبول کرنے کے قابل ہو چکی تھی۔ اب بعض مظلوم مسلمانوں کو اک نئی جاے پناہ ملے گی  
جسے اُن کے نئے ایمانی بھائیوں نے بخوشی خاطر ہم پہنچانے کا وعدہ کیا۔

مکہ میں جو جو مصائب اُن لوگوں پر گذرے اُنھیں بڑھکر جگر شق ہو جاتا ہے۔ البو  
جہل سفاک نے عمارہ کی ماں حمیہؓ کو ایسا ستایا کہ بیچاری کے اندام نہانی پر بھیجے  
میں ہن نازہ فضل کے شکریہ میں بیتناک قتل کو گوارا کر لیا۔ اور مسکین مسلمانوں پر یہ گندنی  
کہ سنگدل قریش پتھروں کو دھوپ میں گرم کرنے اور صحابہ کے سینوں پر رکھنے کا  
اور گرم ہی پتھروں پر لٹانے۔ +

پس اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا غنا کہ مسلمان اُس مبارک بستی مدینہ کو اپنے نئے  
خیر خواہوں کے ماں چلے جاویں۔ ملک افریقہ میں پناہ لینے والوں کا حال سن ہی چکے ہو۔  
اب ان مدینہ جانیدوں کی سنو کہ دشمن و ماننگ بھر مار کرتے ہیں۔

عیاش ابن ربیعہ مسلمان ہو کر مدینہ چلے گئے۔ ابو جہل اور حرث دونوں عجیب  
واؤسے اُسکو مکہ میں اسے کتیری تیری جدائی میں سخت بد حال ہے، اور اسے قسم کھانی ہے  
کہ جب تک تجھے نہ دیکھے گی کنگھی نہ کرے گی۔ یہاں پہونچ کر اُسے ایسی اذیتیں پہونچائیں کہ سنکر  
رونگے ٹکڑے ہوتے ہیں +

صہیبؓ نے چاٹا مکہ سے چلا جاوے نفاق نے اُس کا مال و اسباب کچھ بھی اُسکو ساتھ

لے جلائے دیا \* (فصل الخطاب)

اور یاسرؓ کو بھی دکھ دے دیکر کافروں نے مار ڈالا اور بہت سی دھوپ میں جلا جلا کر بھوکا

تاریخ طبری (ترجمہ) جلد ۲ صفحہ ۴۳۳ \* یہ نذات جی کے ابو الحکم علیہ الرحمہ میں

کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱ + ابن ہشام جلد ۲ - ۱۶۰ + ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۱۶۰ -

\* کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۶ +

یہ اوصاف اور سیدھی تعلیم بہت جلد گھر گھر اثر کرنے لگی، اور خداوند خدا کی جدید گزینہ عمت کے افراد دن بدن بڑھنے لگے \* اب اس ترقی کو دیکھ کر کشر بُت پرست اور ہی آگ بگولا ہو گئے ناچار بقیہ مسلمان پھر حبش کو بھاگ گئے اور وہاں کے بادشاہ پاس جا کر پناہ گزین ہوئے۔ اسکو اسلام میں ہجرت ثانیہ کہتے ہیں۔ اس قلیل مدت میں صرف ایک شہر مکہ سے توراتی مرد اور اٹھارہ عورتیں حبشہ کو ہجرت کر گئے۔ \*

یہ امر نہایت قابل غور ہے کہ آتشیں بُت پرستوں کی غضبی حرارت سپر بھی ٹھنڈی نہیں ہوتی۔ انھوں نے اپنے سفیر حبشی بادشاہ کے پاس بھیجے، اور بڑے بڑے لطافت کھیل بہہ اور الوطن مسلمانوں کی گرفتاری کے لئے عمل میں لائے گئے۔ مگر جعفر بن ابیطالب کی پُر اثر تقریر سے بادشاہ حبش نے متاثر ہو کر ظالم قریش کو ناکام میاب پھیر دیا \* اب سفیروں کا سفر سے اپنا سامنہ لیکر لوٹنا قریش کی غضبناک طبیعت پر اور بھی تازیانہ کا کام کر گیا۔ اب تو انکی اندر سانی کی کوئی حد ہی نہ رہی۔

اگرچہ آنحضرتؐ کی ذاتی وجاہت اور سنی مطلب کی قوی عصیت آپ کیلئے ذاتی اور جانی خطر پہنچنے کے مقابل سپر عظیم تھی، مگر اور خارجی مصائب پر آپ کی بشری حالت ضرور مضطرب ہوتی تھی۔ آپ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے، جب مسجد میں گئے ایک رئیس بدرودار کے اشارہ سے آپ کے دوش مبارک پر خون اور گور کا قطرہ اہوا اونٹنی کا بچہ دان ڈال گیا۔

قریش کے ایسے ایسے بے رحم مقابلوں کی کو آخر طائف کی طرف متوجہ کیا کہ شاید وہیں کوئی متنفس راہ حق کی طرف آجاوے۔ آخر وہاں تشریف لیگئے۔ صرف نہ پیدا آپ کے خادم ساتھ تھے عبد اللیل اور دیگر رؤسائے طائف کو دعوت حق کی۔ اُن لوگوں نے اشتیاق کا یہ عزم کیا کہ غلاموں اور قلاشتوں اور لڑکوں کو آپ کے عقب میں لگا دیا، اور وہیں کوس تک آپ کو پتھر مارنے ٹھٹھا کرانے اور گالی گلوچ دیتے چلے گئے اس معرکہ میں زید آپ کے خادم سخت زخمی ہوئے۔ اور خود ذات مبارک بھی لہو لہان ہو کر وہاں تشریف لائی مگر زنتا کی راہ میں ایک فرشتے نے طائف والوں پر پردے کے لئے کہا۔ مگر رحیم رسولؐ نے جواب میں فرمایا کہ گو

\* ابن ہشام - جلد ۱ - صفحہ ۱۴۵ +

\* ابن ہشام - جلد ۱ - صفحہ ۱۴۸ - ابن الاثیر - جلد ۲ - صفحہ ۵۸ +

\* ابن الاثیر - جلد ۲ - صفحہ ۶۱ +

\* ابن الاثیر - جلد ۲ - صفحہ ۶۰ و ۶۱ +

دیا کرتی اور کہتی کہ اسی طرح کئے جاؤں گی جب تک کہ اصحاب محمدؐ میں سے کوئی تجھے خرید نہ لے۔  
 ایسے ہی ام عبیس - اسود ابن عزیقہ نامی ایک شقی کی مملوکہ تھی اور وہ روسیہ اسکو  
 نہایت ستاتا اور وہ بیچاری اپنے ایمان کی خاطر سب تکلیفیں اور آزمائشیں سہنتی۔  
 بھان اسد آپ کے اہل کا یہ عالم ہو رہا تھا اور اوصہر اسپر بھی اسلام گھر گھر پھیلتا  
 جاتا تھا۔ مگر جیسے جیسے اسلام کی اشاعت ہوتی جاتی تھی ویسے ویسے کافروں کے بغض و حسد  
 کی آگ بھی تیز ہوتی جاتی تھی، اور ہم گھڑی اور ہر لحظہ اسلام کی بجھکنی کے لیے نئی نئی تہمتیں  
 اور نئے نئے حیلے کانے جاتے تھے۔ غرض کہ وہ نہیں چلتے تھے کہ یہ آسمانی پودا زمین پر قائم  
 ہو؛ بلکہ وہ اُن راست بازوں کو ہلاک کرنے کے لیے اپنے ناخنوں تک زور لگاتے تھے، اور  
 کوئی دقیقہ آزار رسانی کا اٹھا نہیں رکھا تھا۔ اور انکو خوف یہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اس مذہب  
 کے پاؤں ہم جا میں اور پھر اُنکی ترقی ہمارے مذہب اور قوم کی بربادی کا موجب ہو جائے  
 سو اسی خوف سے جو ان کے دلوں میں اک ربناک صورت میں بیٹھ گیا تھا نہایت جاہلانہ  
 اور ظالمانہ کارروائیاں ان سے ظہور میں آئیں، اور انھوں نے در و ناک طریقوں سے  
 اکثر مسلمانوں کو ہلاک کیا اور ایک زمانہ دراز تک، جو تیرو برس کی مدت تھی، انھیں  
 یہی کارروائی رہی، اور نہایت بیرحمی کی طرز سے خدا تعالیٰ کے وفادار بندے اور نفع  
 انسان کے فرائض و رسدوں کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے اور یتیم بچے اور عاجز  
 اور مسکین عورتیں کو بچوں اور گلیوں میں ذبح کی گئیں۔ مگر اسلام کی ترقی میں کچھ فرق نہ آیا  
 علاوہ مکہ کے اور جگہ بھی آغا مسلمان ہونے لگے اور مدینہ تو قریب قریب اسلامی شہر ہی  
 ہو گیا۔

اب اہل مکہ نے تمام اپنی تدابیر کو اسلام کی روک میں کمزور دیکھ کر چاہا کہ نبی عربؐ  
 کو قتل ہی کر ڈالیں، مگر بعض قومی اور رسمی بندشوں کی وجہ سے بنی مطلب سو ڈر گئے۔  
 اس لئے دارالندوہ میں ایک انجمن منعقد کی، وہاں یہ تجویز ٹھہری کہ مختلف قبیلوں  
 کے چند نوجوان ہوشیار ایک ہی دفعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑیں، اور  
 تلوار سے اُن کا کام تمام کر ڈالیں؛ بنو مطلب کس کس سے لڑینگے۔ آپ الہام الہی کے

۱۔ ان تمام واقعات کیلئے دیکھیں ہشام ۳۷۷ سے ۳۷۸ تک اور تاریخ ابن اثیر جلد ۲ ص ۲۰۷ تک  
 ۲۔ یہ قریش کے پارلیمنٹ کی جگہ تھی جہاں قریش کے سوا اور قوم کا کوئی چالیس برس سے گم عمر کا داخل نہیں  
 ہو سکتا تھا ۳۔ ابن الاثیر - جلد ۲ - صفحہ ۲۰۷ - ۲۰۸

پیا سار کھکر رڈ اے گئے تھے۔ اور بھاری بھاری گرم پتھر مسلمانوں کے سینہ پر رکھتے جیسی جھج  
اور تکلیف سے زبان باہر نکل پڑتی۔ ۳  
ختیاب بن ارث کو بھی کھارک نہ نکا کہے نہایت گرم زمین پر ڈال دیا کرتے، اور آگ  
سے گرم کیے ہوئے پتھر کی بڑی بڑی کتلیں چھاتی پر رکھ دی جاتیں، اور سر کے بال کھینچ کھینچ کر  
گردن مروڑی جاتی۔

بلال بن رباح کی بدداشت مصائب بھی کچھ کم تھیں و آفریں کے لائق نہیں۔ اور  
ابو فکیہ جو ہم بمسی اذبح تھا، اس مظلوم کی کیا کہوں کہ اگرچہ پاؤں میں سہی ماند نہ کر مگہ  
کے انگاروں جیسے گرم سنگریزوں پر گھسیٹا جاتا مگر اس کے پاسے ثبات کو مطلق نفرت نہ تھی  
اور ہم چند گلا گھونٹ گھونٹ کھو نہ کر ادھر دوا کر دیا جاتا اور ایک ایسا بھاری پتھر چھاتی پر رکھ دیا  
جاتا تھا کہ بوجھ کے مارے زبان باہر نکل پڑتی تھی، مگر کیا ممکن کہ کوئی کلمہ خلاف ایمان منہ سے  
نکلے۔

یہ حال تو دیندار مردوں کا تھا جو مثلاً ہم نے بیان کیا۔ لیکن نا انصافی ہوگی اگر ان سچے  
الایمان عورتوں کا ذکر نہ کریں جو باوجود اپنی قدرتی ضعف خلقت کے ایسے مصائب  
شدائد کی محفل ہوئیں جو بڑے بڑے قوی البشہ مردوں سے بھی ان کا تحمل قریب بحال ہے  
چنانچہ حضرت عمارؓ کی والدہ کا دردناک حال تو ابھی ہم کھچکے ہیں۔ مگر کتبہ - زینبہؓ  
نہدیہ - اور ام عیسیٰ کی مصیبتیں بھی کچھ کم درد انگیز نہیں۔ یہ چاروں بیچاری لونڈیاں  
مغیث، اور ان کے سنگدل آقا صرف اس گمناہ پر انکو مذہب اور تکلیفیں دیتے تھے کہ پتھر اور  
لکڑی کے بچان بتوں سے منہ موڑ کر خدا کے جی و قیوم پر ایمان لے آئی تھیں۔ چنانچہ حضرت  
عمر فاروقؓ کتبہ قبل اس قدر مارے تھے کہ جب تک نہ جانے چھوٹے  
نہ تھے۔ اسی طرح زینبہؓ کو بخت ابو جہل (یہ بیڈٹ جی کے ابو الحکم علیہ الرحمۃ ہیں) نے  
اس قدر ایذا دی کہ وہ اندھی ہو گئی۔ اور جب اس کے جانے کا وہ اندھی ہو گئی تو کہا کہ لات و  
عزنی نے مجھے اندھا کر دیا۔ اس نے کہا کہ لات و عزنی کو خود نہیں سوچتا کہ انکو کون پورچھا  
مگر یہ ایک آسمانی لعنہ ہے، اور میرا خدا قادر ہے کہ پھر میری آنکھوں میں روشنی دیدے نہدیہ  
بنی عبد الدار میں سے ایک عورت کی لونڈی تھی اور وہ بخت اس بیچاری کو سخت تکلیفیں

آزاروں کی دلی اشراخ اور محبت سے برداشت کی۔ اور ان صابرانہ اور عاجزانہ روشوں سے مخالفوں کی شوخی دن بدن بڑھتی گئی، اور انھوں نے اس مقدس جماعت کو اپنا شکار سمجھ لیا۔ تب اس خدا نے، جو نہیں چاہتا کہ زمین پر ظلم اور بے رحمی سے گند جلے، اپنے مظلوم بندوں کو یاد کیا، اور اسکا غضب شہریروں پر بھڑکا۔ اور اس نے اپنے پاک کلام، قرآن شریف کے ذریعہ سے اپنے مظلوم بندوں کو اطلاع دی کہ جو کچھ تمھارا ساتھ ہو رہا ہے میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں، میں تمھیں آج سے مقابلہ کی اجازت دیتا ہوں۔ یہ حکم تھا جبکہ دوسرے لفظوں میں جہاد یعنی جدوجہد نام رکھا گیا +

اس حکم کی اصل عبارت یہ ہے

أُولَئِكَ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بَأْسَكُمْ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ مَذَلَّتِهِمْ لَكَدِيرٌ ۖ الَّذِينَ أَخْرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ بَغْيًا حَقًّا (سورۃ الحج المیز ونبیہ) یعنی خدا نے ان مظلوم لوگوں کو سختی جو قتل کئے جاتے ہیں اور ناحق اپنے وطن سے نکلے گئے، فریاد سن لی، اور انکو مقابلہ کی اجازت دی گئی، اور خدا قادر ہے کہ مظلوم کی مدد کرے۔

ادھر مکہ میں جو غریب مسلمان رہ گئے تھے ان کی حشمت و بختاریف یاد آ کر آپ کو رنج دیتی تھیں؛ اسی بارہ تیلے کو رحم آیا اور انسانی دفاع اور حمایت کرنیوالے بیوں بیدار فرمایا۔ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْفَرَسَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا (سورہ سہ) (۱۰۶) مکہ میں مسلمان دیکھ دیے جاتے تھے کہ اسلام کو جھوٹ دیں۔ اُنکے لئے حکم ہوا:- وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الَّذِينَ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ عَلَيِ الْظَالِمِينَ (سورہ بقرہ - رکوع ۲۴)

لہٰذا تم کو یہ کیا ہوا ہے کہ دلاؤ اس کی راہ میں (یعنی اس کے حکم سے) واسطے ان کے جو مغلوب و مظلوم ہیں، مرد اور عورتیں اور عصب و عصب بچے، جو کہتے ہیں کہ اگر یہ ہمارے مخالف ہوں تو اس بتی سے کہ ظالم ہیں اس کے لوگ، اور پیلا کر ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور پیلا کر ہمارے واسطے اپنے پاس سے مددگار +

۱۰۱ حَتَّى لَا يَفْتِنَ مَكْرُومًا عَنْ دِينِهِ وَيَكُونَ الَّذِينَ لِلَّهِ ۖ حَتَّى يُعْبَدَ اللَّهُ لَا يُعْبَدُ مَعَهُ غَيْرُهُ - ابن ہشام جلد اول صفحہ ۱۶۴ - اور بخاری جلد ۳ صفحہ ۸۸ مطبوعہ

میں لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ کے معنی تفصیل سے مندرج ہیں :-



مجنر سے اطلاع پاکر مس حضرت ابو بکر صدیقؓ، اپنے خالص رفیق کے مدینہ کو چلے گئے۔ آپ کے پکڑ لانے پر تنو اونٹ کا انعامی اشتہار دیا گیا کہ عرب بفس، جنگجو اور سوار اونٹ کا انعام خوب قابل لحاظ اور لائق غور ہے۔

خدا کے فضل سے آپ تو مدینہ پہنچ گئے اور بڑے اعزاز و اکرام سے وہاں قبول کئے گئے۔ اب تو کفار مکہ اور بھی جھنجھلائے اور انکو لغتیں کامل ہو گیا کہ اب ہمارے مذہب کی خیر نہیں اور اسلام ضرور پھیل کر رہے گا۔ مگر تاہم وہ ایک دم جی مار نہیں بیٹھے تھے بلکہ مدینہ پر ایک بہت سخت حملہ کر کے مسلمانوں کو تباہ و برباد کر کے کی فکر میں تھے۔ ادھر مدینہ سے چند معزز کفار مکہ چلے آئے، اور سازش کو کے وہ بھی اس فکر میں ہوئے کہ پھر حملہ ہو اور مکہ میں جو غریب مسلمان رہ گئے تھے ان پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا، اور اب وہ پہلے سے کہیں زیادہ سناٹے جانے لگے اور کفار مکہ کو مدینہ کو نو مسلموں سے بھی سخت درجہ کی دشمنی ہو گئی تھی چنانچہ جب مدینہ والوں نے آنحضرت سے آکر بیعت کی تھی، اور قریش کو اسکی خبر معلوم ہوئی تھی، چند لوگ قریش کے انصار کے گرفتار کر لیکر روانہ ہوئے، اور تو انھوں نے کسیکو نہ پایا البتہ سعد بن عبادہ کو اٹھائے راہ سے گرفتار کر لائے اور طرح طرح کی ایذا میں دیتے لگے۔ ایسے ایسے واقعات سے اور بھی مدینہ والوں کو قریش کے حملہ کا خوف تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حکمران بن ابوجہل تو سو آدمیوں کے ساتھ مدینہ پر چھاپا مارنے کے لیے روانہ ہوا جس پر آنحضرت کو پہلا سریہ ابو عبیدہ جراح کی ماسختی میں بھیجنا پڑا۔

یہ سب کچھ ہوا اور ہورہا تھا، پھر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے قطعی طور پر یہ حکم تھا کہ کامرگز مقابلہ مت کرو۔ چنانچہ ان برگزیدہ راستبازوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کے خوف سے کوچے سرن ہو گئے، پرا انھوں نے دم نہ مارا، وہ قربانیوں کی طرح ذبح کئے گئے، پرا انھوں نے آہ نہ کی۔ خدا کے پاک و مقدس رسولؐ کو سپر زمین و آسمان سے مبارک سلام ہیں، بار مایہ نصرت مار کر خون سے آلودہ کیا گیا، یہاں تک کہ قتل کی تجویز ہوئی، اور آپکو اپنا وطن اپنا گھر بار سب چھوڑنا پڑا۔ مگر اس صدق اور استقامت کے پہاڑ نے ان تمام

شہادت: ہر جلد ۲ صفحہ ۵۵ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۵۵ + ۵۶ ابوالفضل - ابن ہشام صفحہ ۳ + ۵۵ ابن خلدون کتاب ثانی جلد ۳ ذکر عقبہ ثانیہ ۵۵ دیکھو مغازی المثل کتاب ہذا - ۱۳ منہ

جنہوں نے خلل و فساد کی وجہ سے اس امر کا دعویٰ کیا جسکی تکمیل ان سے نہ ہو سکی۔ الغرض  
مجبور بھی گندے ہیں اور مجذوب بھی ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی مجنونانہ حرکت کی سزا پائی  
ہے۔ مگر یہ کہاں لازم آتا ہے کہ مثلاً اگر حضرت مسیح (بقول عیسائیوں کے) مصلوب ہوئے،  
یا مسلمانہ کذاب اپنی کذابیت اور مجذوبیت کی سزا کو پہنچا، تو معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
سلم کو بھی اسکی تقلید کرنی فرض تھی اور بغیر اپنی رسالت کے تمام کے شہید ہو جانا لازم تھا؟  
بتاؤ کیا عقل تھی کہ اسلام اپنے آپ کو معدوم کر دیتا؟ کیا صاحب اسلام اپنی اصل فرض  
نبوت و رسالت کو چھوڑ دیتا؟ ایسی حالت اور ضرورت میں کوئی دانشمند قوم جنگ  
سے مانع نہیں؟

یہ اسلام ہی کی غریبی ہے کہ جب کوئی حاکم مسلمانوں کے دین میں دخل دے اور اگر  
اسلام کو آزادانہ طور پر نہ کرنے دے تو مسلمانوں کا ہر فرد جان دینے کو حاضر اور انہیں  
کو شہادت جانتا ہے۔ الحمد للہ اسی اصل جہاد کی برکت سے بڑے بڑے سلاطین مسلمانوں  
کے امور مذہبی میں دخل دینے سے کوسوں بھاگتے ہیں۔ جہاد کے نام سے کئی روح کا نپتی  
ہے۔ نقیب ہے اس قومی درد اور مہم ہی محبت کو بعض جاہل عیب شمار کرتے ہیں۔ اب جبکہ میں  
دکھلا چکا کہ جہاد کیا چیز ہے تو متوقع ہے کہ صلح و معاہدہ، احکام جنگ اور جہاد  
سے یہ ثابت کر دکھاؤں کہ اسلام کا مقصد غیر مذہبیوں میں دخل دینے کا نہ تھا، اور نہ وہ غیر  
مذہب والوں کو ہجیر و اکراہ اسلام میں لانا چاہتا تھا۔

## باب سوم

### صلح اور معاہدہ کی حالت میں مذہب کی آزادی

خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو مشرکوں یہودیوں اور عیسائیوں  
وغیرہ سے صلح اور معاہدہ کرنے کی اجازت دی، جس کا ماحصل یہ ہے کہ غیر مذہب والوں کے  
دعویٰ میں کچھ دست اندازی نہ کی جائے، وہ اپنے مذہب پر رہیں صرف مسلمانوں کو آزادی  
ان سے اڑیں نہیں اور ان کے دشمنوں کی مدد نہ کریں۔ اور صرف اجازت ہی نہ دی بلکہ وہ  
کے خلاف (جیسا کہ ہم نے تمہید میں دکھلایا ہے اور آئندہ دکھلائینگے) ان معاہدوں پر قائم

یعنی اس لئے لڑو کہ لوگ آزمائشوں اور دین میں پھسلنے جانے سے بچ جاویں اور عطا ہو جائیں  
میں مسلمان ہو کر بسر کریں۔ ایسا نہیں کہ ڈر لکھا نہ لکھا اور باہر سے کافر۔ پھر اگر ظلم کرنے  
اور مسلمانوں کو بظلم و زیادتی اسلام سے الٹا کرانے سے باز آویں تو کچھ زیادتی نہ کروا کیونکہ  
یہ صرف ظالموں کے لئے ہے۔

پس اسکے بعد قریش اور ان کے شرکا، دوسرے قبائل عرب اور یہودیوں کے  
بغض و عناد سے مسلمانوں کو اپنی حرمت اور حفاظت اور ملک میں رہ گئے ہوئے مظلوم  
و مغلوب مسلمانوں کی رٹائی کی تدبیر میں نہایت بیدار مغزی کے ساتھ کرنی پڑیں۔ بچان  
ایک چھوٹے سے شہر پر ہزار قبائل عرب کے متفق و متواتر حملوں کو روکنا پڑا۔ پس ایسے جنگام  
میں سخت تدارک کرنیکی ضرورت ہوتی تھی تاکہ مسلمانوں کے گروہ کا وجود باقی رہے۔ پس  
یہی جہاد ہے، جسکو مخالفوں نے ایک ڈراوتی شکل میں پیش کیا ہے اور جھوٹ بولنے اور  
بہتان ہاندھنے میں ذرا بھی حلا سے نہیں ڈرے ہیں۔ کون شخص ہے جو اس جہاد کو انسانی  
اخلاق اور انسانی نیکی اور انسانی دفاع کے خلاف کہہ سکتا ہے؟ اور کون شخص ہے جو اس  
لڑائی کی نسبت یہ اتہام کر سکتا ہے کہ وہ زبردستی اور پتھیا روں کے زور سے مذہب کو  
قبول کرنے کے لیے تھا۔؟

صرف پندرہویں ہی پر کیا موقوفہ اگر مشائخوں نے طعن کیا ہے کہ اسلام بزر و شمشیر  
شائع ہوا ہے اور تلوار ہی کے زور سے قائم رہا ہے۔ اُن کے طعن کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ کچھ  
نے اپنے نہیں اور اپنے رفقا کو دشمنوں کے حملوں سے بچایا۔ یہ سچ ہے کہ بعض برگزیدگان  
خدا دنیا میں وقتاً فوقتاً پیدا ہوئے ہیں اور سوء اتفاق اور گردش تقدیر سے خدا کی راہ میں  
اور اعلا کلمۃ اللہ کی کوشش میں شہید ہوئے ہیں، اور بعض لوگ ایسے بھی گذرے ہیں

بقیہ شاہد ۲۵ وَكَانَ الْإِسْلَامُ قَلِيلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَدِي بِدِينِهِ أَمَا قَتَلُوكُمْ وَأَمَّا  
يَعْقِدُ نَوْهَ حَتَّى كَثُرَ الْإِسْلَامُ فَكَلِمَةً نَكُنْ قِتْلَةً یعنی مسلمان محفوظ رہے تھے اسلئے ہوں ہوتا کہ  
دین میں تلے جلتے، یا قتل کیے جلتے یا سخت عذاب میں مبتلا کیے جاتے پھر جب مسلمان بڑھ گئے  
تو یہ مصیبت اُٹھ گئی۔ ۳

لے لیکن اس طعن کی غلطی اسوقت اظہر من الشمس ہو جائے گی جب اسی کتاب کی دوسری جلد میں ہر  
ملک و قوم کی نسبت مستند تاریخ نویسوں اور دوسرے شہوتوں سے یہ دکھلایا جائیگا کہ اسلام  
تبلیغ کے ذریعہ سے پھیلا ہے اور پھیل رہا ہے۔

”جنب اپنی پرکرت کو بلوان دیکھے اور اپنے کو نہایت اونچا دیکھے تب بجا ڈکے“

(منو - ۱۷۰)

بجائت کمزوری دشمن سے مصالحت کر کے جان بچالینا اور قوت پانے پر تمام عہد و پیمان کے سر پر خاک ڈال کر حملہ آور ہونا نہایت ہی ناپاک اور گندہ ترین دغا بازی ہے۔  
کیسی تعجب کی بات ہے کہ باوجود وہ پادشہ ایسی ایسی گندہ اور ناپاک دغا بازیوں وغیرہ کے موجود رہتے ہوئے پنڈت جی چلے ہیں اسلام پر اعتراض کرنے! پنڈت جی پر عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول کیسا صادق آتا ہے کہ ”تو اس شخص کے گوجوتیرے بھائی کی آنکھ میں ہے کیوں دیکھتا ہے“ اور جوشہتیرے گوجوتیرے آنکھ میں ہے اُسے دریافت نہیں کرتا، اور لطف یہ ہے کہ یہاں تک بھی نہیں، (جیسا کہ اسی میری کتاب سے ثابت ہے) پنڈت جی اپنی آنکھ کے شہتیرے کو دریافت نہیں کرتے۔  
میں بہت دور چلا گیا۔ خیر اب پھرتے کہ سورہ نساء مدینہ میں ہجر کے بعد تیرے

ہے، اُس میں حکم ہے:-  
وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا آخِطَاءً ۖ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاءً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسْلِمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ ۖ إِلَّا أَنْ يَصَدَّقُوا ۖ فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسْلِمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۚ  
ترجمہ ”اور کسی مسلمان کو رو نہ نہیں کہ مسلمان کو جان سے مار ڈالے، مگر غلطی سے مار ڈالا ہو تو دوسری بات ہے“ اور جو مسلمان کو غلطی سے بھی مار ڈالے تو ایک مسلمان بردہ آزاد کرے،

اور وارثان مقتول کو غنیمت (سوالگ) مگر یہ کہ (وارثان مقتول) غنیمت معاف کر دیں پھر اگر ان لوگوں میں کا ہو جو تم مسلمانوں کے دشمن ہیں اور وہ غیر مسلمان ہو، پس ایک مسلمان بردہ آزاد کرنا ہوگا۔ اور اگر (مقتول چاہے مسلمان ہو یا نہ ہو مگر) اُن لوگوں میں کا ہو جن میں اور تم میں (صلح کا) عہد و پیمان ہے (تو قاتل کو چاہیے کہ) وارثان مقتول کو غنیمت نہ بٹھائے، اور اس کے علاوہ ایک مسلمان بردہ (بھی) آزاد کرے۔ اور جس کو (مسلمان بردہ آزاد کرنا کا) مفروضہ ہو تو لگا تار دو مہینے کے روزی رکھے کہ توبہ کا طریق اللہ کا ظہر پایا ہوا ہے۔ اور اسے (صبر کے حال سے) واقف ہو (اور) اُس کا انتظام (بڑا) پکا (انتظام) ہے۔“

مضغین سمجھ سکتے ہیں کہ اس سے زیادہ معاہدہ کی رعایت جس کا حکم خدا نے دیا ممکن نہیں۔

رہنے کی نہایت ہی تاکید کی، اور معاہدہ کرنے والوں سے جو اپنے معاہدوں پر قائم رہیں اور  
لڑنے کی قطعاً ممانعت فرمادی۔ پس کیسی صاف بات ہے کہ صلح اور معاہدہ کی اجازت ہی صاف  
اور صریح دلیل ہے اس بات کی کہ مذہب کی آزادی میں خلل ڈالنا مقصود نہ تھا، اور نہ لڑائی کو  
کہ یکوزبردستی، ہتھیاروں کے زور سے مسلمان کرنا؛ بلکہ صرف امن وامان کا قائم رکھنا مقصود  
ہو گیا تھا اور اُس کے سوا کچھ بھی نہیں +

سورہ نساء رکوع ۱۹ میں خدا تعالیٰ نے صلح کو ہر حالت میں بہت عمدہ اور خیر و برکت  
والی چیز بتایا ہے وَالصُّلْحُ خَيْرٌ یعنی صلح حالت میں خیر و برکت والی چیز ہے۔ پھر  
سورہ نحل میں فرمایا اَوْ قُوا بَعْدَ الدِّينِ اِذَا عَاٰ هَٰذَا تَمُودَ لَا تَنْفَضُّوْا اِيْمَانُ  
بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْنَا لَكُمُ الْاِلٰهَ عَلَيْكُمْ كُفْيٰلًا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ  
یعنی پورا کرو عہد اس کا (یعنی جو خدا کو درمیان دیکر عہد کیا ہے) جبکہ تم نے عہد کیا ہو، اور  
نہ توڑو اپنی قسموں کو اُن کے مضبوط کرنے کے بعد؛ بیشک تم نے کیل ہے اس کو منافقین نے  
شک اسد جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو وہ خود سورہ نوبہ میں، جس میں نہایت خفی  
سے لڑائی کا حکم ہے، خدا نے فرمایا ہے

اَلَا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُمْ الْمَشْرِكِيْنَ تَخٰلَفْتُمْ بَعْدَ مٰثِرَتِكُمْ شَيْئًا وَّلَكُمْ بٰظِلٌ مِّنْهُ  
عَلَيْكُمْ اَحَدًا هَ فَاَتَمُّوْا اِلَيْهِمْ عٰهَدَهُمْ اِلٰى مَدَنِيَّتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ  
جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا ہے پھر انھوں نے اُسکے پورا کرنے میں کچھ کمی نہیں کی اور نہ تمھارے  
برخلاف کسی کی مدد کی تو تم پورا کرو ان کے ساتھ اُن کا عہد اسکی میعاد تک، بیشک اللہ  
دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں (یعنی بد عہدی سے بچنے والوں) کو +

اور پھر اسی سورہ میں فرمایا اَلَا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُمْ مَدِيْنَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا  
اَسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاَسْتَقِيْمُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ جن مشرکوں سے مسجد  
کے پاس تم نے عہد کیا تھا پھر جب تک وہ تمھارے لیے عہد پر قائم رہیں تو تم ان کے لئے عہد پر  
قائم رہو، بیشک اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں (یعنی بد عہدی سے بچنے والوں) کو  
اس سے زیادہ معاہدہ کی رعایت کیا ہو سکتی ہے جتنی کہ قرآن میں مخالفوں کو ساتھ لگائی ہے +

اور ذرا نگے ملاحظہ فرمائیے کہ دو جب یہ معلوم ہو جائے کہ  
فوز لڑائی کرنے سے کسی قدر تکلیف پہنچے گی اور بعد میں کرنے سے اپنی بہتری اور فخر ضرور  
ہوگی تب دشمن سے میل کر کے وقت مناسب تک صبر کرے اور ستیا رخصہ پر کاش سہا مل

میریتا بھی تو ویسے کی طرح قوت و طاقت حاصل ہو جائے پر تمام عہد و پیمان کے سرخاک ٹال کر حملہ آور ہونے کی اجازت دیدیتا۔ مگر اسلام نے ایسا نہیں کیا، جس سے کھلے کھلے طور پر ثابت ہو گیا کہ اسلام غیر مذہب و انوکھ کلمہ و اکراہ مسلمان بنانا نہیں چاہتا۔

## باب چہارم

لڑائی کے احکام میں مذہب کی آزادی

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جہاد (جہاد) کے احکام بیان کر دیے جائیں۔ اس سے پہلے یہ بیان کرنا چاہیے کہ کن لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے، تاکہ ہر نصف دور انہیں کو معلوم ہو جائے کہ اسلام نے زبردستی سے مسلمان بنانے کے لئے جہاد کرنے کی اجازت دی ہی نہیں ہے۔ مگر ناظرین کو یہ امر خوب یاد رکھنا چاہیے کہ جیسا معرکوں اور میدانوں کے جنگ میں مبارزین کی تقویت اور ترغیب کے لئے دانشمند سپہ سالار ہر طرح کی تجاویز عمل میں لاتے ہیں، مثلاً باجوں، دل افزا تقریروں اور دیگر اسباب سے ان کے حوصلوں کو بڑھاتے ہیں اور ان کی ہمت کو اُبھارتے ہیں، ویسا ہی موقع پڑنے پر اور مشکلات کے پیش آنے پر قرآن کریم بھی ایسی تدابیر کو کام میں لایا ہے، اور ٹھیک اہل عرب کے دستور کے موافق، جیسے وہ معرکے قتال میں رجز پڑھتے اور ان رزمیہ اشعار سے تیر و تینگ سے بڑھ کر کام نکالتے، قرآن نے بھی شکستہ دل مسلمانوں کے استہوار اور قوت قلبی کو بڑھا اور قوی کرنے کے لئے رجزیہ اشعار کے بجائے پرتاثر آیات بیان فرمائی ہیں جنہوں نے قوی اور کثیر مخالفین کے مقابلہ میں سیف و ستار کا کام دیا ہے۔ اور ان تمام آیات کے صفاثر کے مرجع اور اسمائے اشارات کے مشار الیم اور عہد زہنی الف لاتوں کے معبودی الذہن مخصوصا وہی طالع، جابر، حملہ آور و مقاتلین ہیں جسے اہل اسلام کو پالا پڑا تھا۔ مخالفین ان کو منتظر الف لام گمان کر کے سخت غلطیوں اور دھوکوں میں پڑے ہیں، اور اکثر سادہ مفسرین بھی اس غلطی میں پڑنے سے محفوظ نہیں رہے ہیں مگر ایسی کل آیتوں کے قبل و بعد کی آیتوں میں غور کرنے سے یہ غلطی کا فور ہو جاتی ہے۔ اس لئے

آ رہو! دیکھو، جو حق خدا تعالیٰ نے ایسی حالت میں مسلمانوں کے لئے مقرر کیا تھا وہی حق ان غیر مذہب والوں کے لئے بھی قرار دیا جسے اور مسلمانوں سے امن و صلح کا معاہدہ ہو گیا ہو۔ جن لوگوں سے معاہدہ ہوا ہے، اور معلوم ہو کہ وہ لوگ دغا بازی کرنا چاہتے ہیں تو معاہدہ توڑنے کی اجازت دی گئی ہے۔ مگر ایسی احتیاط اور اضافہ سے اُسکے توڑنے کی ہر اہت کنگنی ہے کہ ان لوگوں کو کسی طرح نقصان نہ پہنچ سکے، یعنی یہ حکم ہے کہ اِنَّمَا عَاقِبَةُ امْرُؤٍكَ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ خِيَانَةٍ فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَآءٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِيْنَ۔ (انفال - ۶)۔ اگر تم کو کسی قوم کی طرف سے دغا کا اندیشہ ہو تو دو دونوں فریق کی برابری کی حالت پر رہے کہ کھلم کھلا معاہدہ توڑا جائے (کچھ خیانت نہ ہونے پائے) بیشک اسہ خیانت کر نیوے لوگوں کو دوست نہیں رکھتا۔

عینِ رطانی کے وقت میں اگر کوئی مشرک یا کافر پناہ مانگے تو اسکو پناہ دینے کا حکم ہے۔  
صرف پناہ دینے ہی کا حکم نہیں بلکہ یہ حکم بھی ہے کہ اسکو اسکے امن کی جگہ میں پہنچا دیا جائے۔  
وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ أَتَاكَ بِكُلِّبَةٍ فَاجْزِئْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ ابْتَغِ  
مَأْمَنَهُ ذَٰلِكَ يَأْتُهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ (سورہ توبہ ع- ۱۰) اور مشرکین میں  
سے اگر کوئی شخص تم سے پناہ کا خواہش نکار ہو تو اسکو پناہ دو یہاں تک کہ وہ (اطمینان سے) کلامِ  
خدا کو سن لے پھر اسکو اسکی امن کی جگہ واپس پہنچا دو۔ یہ اسلئے کہ وہ جانتے نہیں +  
اس سے بڑھ کر مذہب کی آزادی اور معاہدہ کی احتیاط کیا ہو سکتی ہے +

انھیں احکام کی بنیاد پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین نے  
مشرکین عرب کے بہت سی قبیلوں اور قبائل یہود، جو مدینہ میں رہتے تھے، اور عرب،  
شام، آرمینہ، افریقہ، مصر، ایران، سائنس، روم، وغیرہ وغیرہ  
کے عیسائیوں، مجوسیوں، اور راہبوں، وغیرہ سے امن و صلح کے معاہدے کئے، جو دلیل  
اباات کی ہے کہ مقصود یہ تھا کہ لوگ امن میں رہیں، مسلمانوں کو ایذا نہ دیں اور خدا کو کلام  
کوسین حکما قال تعالیٰ کیمعہ سلام اللہ پھر جس کا دل چاہے ایمان لائے  
جس کا دل چاہے نہ لائے۔ کما قال اللہ تعالیٰ لا اکراه فی الدین قد تبین الرشد  
من الغی۔ ثم قال قل الله اعبد محصا له وینیہ فاعبدوا ما شئتم  
من دینہ۔

مفت ڈی پی۔  
کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسلام زیر دستی غیر مذہب والوں کو مسلمان بنانا چاہتا ہے کہ اگر مذہب اسلام کا یہ مقصد ہوتا تو وہ ہرگز صلح و معاہدہ کی اجازت نہ دیتا۔ اور اگر مجبوری کی حالت





میں یہاں پر زیادہ تر صرف اُن آیتوں کو لکھوں گا جو بطور اصل اصول کے احکام چھاد میں اُتری ہیں۔ اور انھی آیتوں سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ چھاد زیر دست سے مسلمان بنانے کے لئے نہیں تھا۔ اور ایسی آیتوں کو جن کا ذکر اوپر ہوا ہے اس وجہ سے بھی یہاں نقل نہیں کیا کہ پنڈت جی مہاراج کی پیش کردہ آیات اکثر ویسی ہی ہیں یعنی جن کے قبل و بعد کی آیات پر پنڈت جی نے غالباً غور نہیں کیا ہے، اور نقل کر دیے، تو اُن آیتوں پر تو میں بحث کروں ہی گا، اسوجہ سے یہاں پر نقل کرنے کی ضرورت نہیں دیکھنا پنڈت جی اور دوسرے مفسرین نے ایک غلطی بھی کی ہے کہ قتال کی آیتوں کو نقل کرتے ہوئے ان آیتوں کا ذرا بھی لحاظ نہیں کیا ہے جو بطور اصل اصول کے اُتری ہیں جسکا ذکر نیچے آتا ہے۔

ہم اس سے پہلے بالتفصیل بیان کر چکے ہیں کہ جو لوگ اپنے تمام دلوں پر قائم ہیں، اور مسلمانوں سے نہیں لڑنے، اور نہ ان کے دشمنوں کو لڑنے میں مدد دیتے ہیں، ان سے لڑنے کا حکم نہیں ہے۔ پس لڑائی کا حکم میں قسم کے لوگوں کے ساتھ ہوا ہے۔

اول ان لوگوں سے جو کسکنا نوز سے لڑائی شروع کریں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا ہے قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَقَاتِلُوكُمْ وَلَا تَعْدُوا حُرِّمَ اللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ۔ (رکوع ۲۴) یعنی جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کی راہ میں اُن سے لڑو اور زیادتی مت کرو (یعنی بغیر اُن کے لڑو) بیشک اللہ دوست دشمنیں رکھنا زیادتی کہتا ہو لکن پھر اسی رکوع میں فرمایا فَإِنْ اسْتَمْتَوْا فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ وَاللَّهُ عَلَى الظَّالِمِينَ ع۔ یعنی اگر وہ لڑنا موقوف کر دیں اور ظلم اور زیادتی سے باز آویں تو دست درازی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ دست درازی تو سوا ظالموں کے کسی پر جائز ہی نہیں ہے۔

پس ایسی صاف بات ہے کہ انھیں سے لڑنے کا حکم ہے جو لڑنے اور ظلم زیادتی کرتے ہیں اور نہ لڑنے والوں اور ظلم اور زیادتی سے باز آجائے والوں سے لڑنا قطعاً منع فرمایا گیا ہے۔  
پھر کوئی مخالف کیونکر یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ نہ لڑنے والے اور ظلم اور زیادتی سے باز نہ رہنے والے غیر مذہب کے پیروں سے صرف اس وجہ سے لڑنا جائز ہے کہ وہ اسلام قبول نہیں کرتے، اگر ایسا ہوتا تو خدا تعالیٰ انہیں فرماتا کہ اگر وہ لڑنا موقوف کر دیں اور ظلم اور زیادتی

✽ شاہ عبدالغلام صاحب دہلوی قدس سرہ ہی آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ لڑائی کا فروں ہو اسی واسطے کہ جو ظلم موقوف ہو اور دین سے گمراہ نہ کر سکیں اور حکم خدا کا جاری رہے۔ اگر تابع ہو کر رہیں تو لڑائی کی حاجت نہیں۔ اور ایمان تو دیر موقوف ہے زور سے مسلمان کرنا کیا حاصل ہے۔ ۱۲ عہدہ

وَأَجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا + ترجمہ اور تم کو کیا کیا ہے کہ اس کی راہ میں یعنی اُن بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کے لئے (دشمنوں سے) نہیں لڑتے جو (عاجز آکر خدا سے) دعا میں مانگ رہے ہیں کہ اسے ہمارے پروردگار بھگوان سے بستی سے نکال جہاں کے رہنمائی دے (ہم پر) ظلم کر رہے ہیں، اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار بنا۔

کیا یہ انسانیت اور رحم کی بات نہیں کہ لاچار بے بس مسلمان مردوں، عورتوں، اور بچوں کو کافروں کے ظلم سے بچایا جائے اور ان کی فریاد رسی کے لئے تلوار اٹھائی جائے؟ کیا ایسی لڑائی کو کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہجیر مسلمان کرنے کے لئے ہے؟

تو اب جب معلوم ہوا کہ انھیں تین قسم کے لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جنکا اوپر ذکر ہوا تو پھر زبردستی مسلمان کرنے کے لئے لڑنا کہاں رہا۔ کوئی نہیں، جو ایک آیت بھی ایسی نکلا کہ جس میں زبردستی مسلمان کرنے کا حکم ہو۔ اور جب صاف آیت ہے کہ قَاتِلُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَاللَّهُ يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ، جسکو ہم اوپر بھی لکھ چکے ہیں، جسکے معنی ہیں کہ ”پس اگر وہ لڑنا موقوف کر دیں، اور ظلم و زبردستی سے باز آویں تو دست درازی کرنی نہیں چاہیو“ کیونکہ دست درازی تو سوا ظالموں کے کسی پر جائز نہیں، تو پھر اب زبردستی مسلمان کرنے کے لئے لڑنا کہاں رہا۔



اسلام میں جزیہ کا وجود صاف ایسات کی دلیل ہے کہ اسلام کو زبردستی نہ بپ منوانا مقصود نہ تھا کیونکہ اگر اس کا یہ مقصد ہوتا کہ غیر مذہب والوں سے ایک بڑا حصہ مال کا سالانہ لیکر اُن کو ایسات پر مجبور کیا جائے کہ وہ اسلام قبول کر لیں، تو وہ ایک ایسا ٹیکس مقرر نہ کرتا، بلکہ ایک ایسا ٹیکس مقرر کرتا جو زکوٰۃ کی رقم سے بہت زیادہ ہوتا۔ مگر اس کے خلاف زکوٰۃ سے اسکی رقم بہت ہی کم رکھی، اور اُس پر قسم کی جنگی ضرورتوں سے بھی بری کر دیا، اور اس کے علاوہ



عمالان اسلام نے عراق عرب کے اضلاع میں دہاؤں کے باشندوں کو جو عہدنامے کئے، ان پر بہت سہولتوں کے دستخط کئے، ان کے مقابلہ میں عراق کی رعایا نے یہ غم نہ رکھی۔

اناقد ادینا الجوزیة التي عاهدنا علیها  
خذ: علی ان یمنعونا وایمرهم البعین  
من المسلمین وعتیرهم ۞

ان فخریوں سے اور نیز اور تمام معاہدوں سے جو تاریخوں میں مذکور ہیں بدانتہائی ہر  
ثابت ہوتا ہے کہ جو یہ صرف معاوضہ حفاظت کا تھا۔ لیکن اس پر بھی اگر کسی کو شبہ رہے تو  
ذیل کے واقعے سے راسخا شک و شبہ بھی رفع دفع ہو جائے گا

ابو عبیدہ بن الجراح نے شام میں جب متواتر فتوحات حاصل کیں تو پہلے قسطنطنیہ کے حکمران کے لئے تیار کی مسلمانوں کو اُس کے مقابلہ میں بڑی مستعدی سے بڑھنا پڑا اور انکی تمام قوت و توجہ فوجیوں کی ترتیب میں مصروف ہوئی۔ اُس وقت حضرت ابو عبیدہ امیں افسر فوج نے اپنے تمام عاملوں کو جو شام کے مغربیہ شہروں پر مامور تھے نکھڑے تیار کیا کہ جس قدر چھریہ و خرچ جہاں جہاں وصول کیا گیا ہے اُن لوگوں کو دس دینار دیں اور ان سے وصول ہوا تحفا، اور ان سے کہہ دو کہ مجھے تم سے جو کچھ لیا تھا کہ تمہارے دشمنوں سے تمہاری حفاظت کر سکیں، لیکن اب اس واقعہ کے پیش آئیگی جس سے ہم تمہاری حفاظت کا ذمہ نہیں اُٹھا سکتے۔ اس حکم کی پوری امتثال ہوئی اور اراکھوں روپے بیت المال سے لیکر اُن لوگوں کو پھیر دیے گئے۔ عیسائیوں نے مسلمانوں کو دس دینار دی، اور کہا کہ ”خدا چھتر تک ہمارے شہر و مکی حکومت دے“ برومی ہوتے تو اس موقع پر دس دینار تو دے دیتا مگر جو کچھ ہمارے پاس تھا وہ بھی لے لیتے، ۱۵

ان سب باتوں سے زیادہ یہ امر اس ردی کے لئے دلیل بنتا ہے کہ اگر کسی غیر قوم نے فوجی خدمت پر رضامندی ظاہر کی تو وہ اُسی طرح حجاز سے بری رہی جس طرح خود مسلمان حضرت عثمان کے زمانہ میں جب حبیب بن مسلمہ نے قوم حجاز متہ پر ایک عیسائی قوم متقی اور شہر حرمہ کے اور اس کے مضافات میں آباد متقی، فتح پائی تو ان لوگوں نے فوجی خدمتوں میں بوقت ضرورت شریک ہونا خود پسند کیا اور اس وجہ سے وہ تمام قوم حجاز سے بری رہی۔ نہ صرف حرمہ بلکہ بہت سے انباط وغیرہ اور ان کے متقل کی آبادیوں نے یہ امر اختیار کیا اور حجاز سے بری رہی۔ خلیفہ واثق باللہ عباسی کے زمانہ میں اس

بھی بہت سارے حقوق دیے جن کا ذکر آگے چلکر حقوق زمین میں مختصراً آئے۔ چکر کو مخالفین کہہ سکتے ہیں کہ جزیرہ برہمنوں کی ملکیت ہے اور یہ کہ اس کو جو زمین مسلمان ہونے پر کسی طرح رغبت نہیں دلا سکتا بلکہ جس کیس کو ایمان سے مال کی محبت زیادہ ہو تو اس کو مسلمان ہونے سے باز رہنے پر رغبت دلا سکتا ہے، جبکہ وہ جانتا ہے کہ مسلمان ہو کر ہم کو اس سے بڑی رسم زر کوٹہ کی دینی پٹری ملے گی۔

چونکہ جزیرہ کے متعلق ہم کچھ جبر و اکراہ کے مضمون میں بھی لکھ چکے ہیں اس لئے ہم یہاں کچھ مختصراً اور سناتے ہیں، اور یہ بتاتے ہیں کہ اسلام نے اس کو کس مقصد سے اختیار کیا۔ اسلام نے جو انتظام قائم کیا اس کی رو سے ہر مسلمان مذہبی خدمت کے لیے مجبور کیا جاتا تھا، لیکن غیر مذہب والے جو اسلامی حکومت کے ماتحت تھے اور جن کی حفاظت مسلمانوں کو کرنی پڑتی تھی، ان کو فوجی خدمت پر مجبور کر نیک اسلام کو کوئی حق نہ تھا۔ اس لئے ضرور تھا کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے کوئی ٹیکس ادا کریں، اسی ٹیکس کا نام جزیرہ تھا۔ لیکن اگر کسی موقع پر قوموں نے فوجیں شریک ہونا یا شرکت کے لئے آمادہ ہوا تو ادا کیا تو وہ جزیرہ سے بڑی کر دیے گئے جیسا کہ ہم آگے چلکر تاریخی شہادت سے ثابت کریں گے۔

آنحضرتؐ اور خلفائے راشدین کے جو معاہدے تاریخیوں میں منقول ہیں اُسے دیکھنا پایا جاتا ہے کہ جزیرہ ان لوگوں کی حفاظت کا معاوضہ تھا۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی الیہ کو جو فرمان جزیرہ کا تحریر فرمایا تھا اُس میں یہ الفاظ مندرج فرما دیے محفوظ رکھو یعنی ان لوگوں کی حفاظت کی جائیگی اور دشمنوں سے بچائے جائیں گے۔ حضرت عمرؓ نے وفات کے قریب جو ہدایت ضروری دینی کہیں اُن میں ایک یہ بھی تھی کہ غیر مذہب والے جو ہماری رعایا ہیں وہ خدا اور رسول کی ذمہ داری میں ہیں اور مسلمانوں کو ان کی طرف سے دشمنوں کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

اب ہم بعض معاہدات اصل الفاظ میں نقل کرتے ہیں جس سے بات صاف طور پر معلوم ہو جائیگی کہ جزیرہ صرف حفاظت کا ایک ٹیکس تھا اور غیر مذہب والے جو مسلمانوں کی رعایا تھے یہی سمجھ کر ٹیکس ادا کرتے تھے۔

یہ خالد بن ولیدؓ کی تحریر ہے صلوا بن شطوناہ  
اس کی قوم کے لئے۔ میں نے تم سے معاہدہ کیا جزیرہ اور  
حفاظت پر۔ پس تمہاری ذمہ داری اور حفاظت ہے  
جب تک ہم تمہاری حفاظت کریں کہ جزیرہ کا  
چند روز نہیں۔ سالہ ماہ صرف لکھا گیا۔

ہذا کتاب من خالد بن ولید صلوا بن شطوناہ  
وقومہ واعہدکم علی الجزیرۃ والمنعۃ فلان الذمۃ  
والمنعۃ ما منعناکم فلان الجزیرۃ والا فلا +  
کتبۃ الشہدۃ عشرین صغیراً \*

یہ ایک تاریخی دستاویز ہے جس میں جزیرہ کی تعریف اور اس کے مقصد کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جزیرہ صرف ایک مالی ٹیکس تھا جس کا مقصد مسلمانوں کی حفاظت اور ان کی فوجی خدمت پر مجبور کرنا تھا۔



نہ ہی آزادی دی جاتی تھی اور کیا حقوق عطا ہوتے تھے اُس کا ذکر ہم آگے چکر الگ باب میں کریں گے یہاں پر ہم صرف یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ جزیرہ کے مصارف کیا تھے۔ جزیرہ کے مصارف لشکر کی آراستگی، مسجد کی حفاظت، قلعوں کی تعمیر اسنے بچا توہر ملکوں اور ملکوں کی تیاری، اور سرشتہ تعلیم تھے +

جزیرہ کی تعداد زیادہ سے زیادہ بیس روپے سالانہ تھی۔ کسی کے پاس لاکھوں روپے ہوں تب بھی اس سے زیادہ دینا نہیں پڑتا تھا۔ عام شرح جزیرہ کی چھ روپے، اور تین روپے سالانہ تھی۔ بیس برس سے کم اور پچاس برس سے زیادہ عمر والے مرد اور عورتیں، مغلوں، معتزل، اصفیاء، مجنون، مفلس، یعنی جس کے پاس دو سو روپے سے کم ہو، یہ لوگ عموماً جزیرہ سے معاف تھے + (اقتباس از الجفریہ)



اب میں چاہتا ہوں کہ ان واقعات کو بیان کر دوں جو غز ووں اور سر یوں کے نام سے مشہور ہیں۔ مگر واضح ہو کہ غز ووں اور سر یوں کی تعداد میں بڑا اختلاف ہے۔ اور جسے جیسے نئی اور غیر مستند تاریخیں ہوتی گئیں ویسے ویسے تعداد میں ترقی ہوتی گئی۔ اور اگر کی دو وجہ ہوئی۔ ایک تو یہ کہ بہت سے واقعات جو حقیقت میں غز وے اور سر یے تھے بعض مورخوں نے انکو غز ووں اور سر یوں کے نام سے اپنی تاریخوں میں لکھ دیا اور اس طرح اب تاریخوں میں عموماً دو کتابت مصالحت کی ویسے پویشٹین، تبلیغ اسلام کی مشین، غیر ملک کے بادشاہوں کی طرف سفارتیں، تجارتی قافلے، زائرین کی جماعتیں، ڈاکوؤں کو متفرق کرنے کے لئے، یا دشمنوں کی نقل و حرکت کو دیکھنے کے لئے بھیجی ہوئی مشین، مجوزوں کا بھیجا اور دشمنوں کے مقابلہ کے لئے اصحاب یا آپ کا ٹھکانا، یہ سب کے سب غز وے اور سر یے ہیں، جنکو پنڈت لیکھرام جیسے جاہل دیرستی مسلمان کرنے کے لئے جھوٹے بیٹے ہیں۔ اور دوسری وجہ زیادتی تعداد کی یہ ہوتی کہ بعض پچھلے مورخوں نے



عامل نے غلطی سے اُن کو گوہر جزیرہ لگایا تو انھوں نے خلیجہ کو اطلاع دی، اور دوبار خلافت سے اُن کی براہت کا حکم صادر ہوا۔ ۱۵

جزیرہ کا معاوضہ حفاظت ہونا اس قدر صاف صاف ظاہر کر دیا گیا تھا کہ معاہدہ میں یہاں تک تصریح کر دی جاتی تھی کہ زمی اگر صرف ایک سال فوجی خدمت میں شریک ہونگے تو اُس سال کا جزیرہ چھوڑ دیا جائے گا۔ چنانچہ خود حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کثرت سے یہ معاملہ پیش آیا۔ عتبہ بن فرقہ نے جب آذربائیجان فتح کیا تو معاہدہ میں یہ الفاظ لکھے کہ لا اَنْ یُؤدَّ الجزیۃ علی قدر طاقته ومن حشر منہم فی سنة وضع عنه جزاء ثلث السنۃ یعنی صلح اس شرط پر ہوئی کہ جزیرہ ادا کریں بقدر اپنی طاقت کے اور جو شخص کسی سال لڑائی میں بلا یا جائے گا تو اُس سال کا جزیرہ معاف کر دیا جائے گا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب آرمینیا کے بعض حصے فتح ہوئے تو یہ سال رانے معاہدہ میں یہ الفاظ لکھے ان ینفروا کل غارۃ وینفدوا کل امریاب اولہ ینب راہ الوالی صلاحاً علی ان توضع الجزاء عنہن اجاب الی ذلک ومن استغنی عنہ منہم وقد فعلیہ مثل ما علی اهل باذر یا بایجان من الجزاء یعنی صلح اس شرط پر ہوئی کہ یہ لوگ جب لڑائی پیش آوے یا کوئی ضرورت پیش ہو تو مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوں یا اس صورت میں انہر جزیرہ نہیں لگایا جاوے گا۔ لیکن جس شخص کی ضرورت ہو اور وہ بیٹھ رہے تو اسکو آذربائیجان والوں کی طرح جزیرہ ادا کرنا ہوگا۔ اسی معاہدہ میں یہ لفظ بھی ہے اور وہ صاف صاف ہمارے دعوے کی توجیح ہے والمحشر عوض من جزائہم یعنی لڑائی میں شریک ہونے پر یہ قائم مقام ہے؟ ۱۶

معاہدات میں یہ تصریح کہ (۱) جزیرہ کے عوض ہم ہمتھاری اندرونی اور بیرونی حفاظت کے ذمہ دار ہیں (۲) جب حفاظت پر قدرت نہ ہو تو جزیرہ کو واپس کر دینا (۳) جو فوجی خدمت پر آمادہ ہوں انکو جزیرہ سے بری رکھنا۔ کیا ان واقعات کے ثابت ہو جائیگر بعد بھی کوئی شبہ کر سکتا ہے کہ جزیرہ حفاظت کا معاوضہ تھا، اور جو فوجی خدمت میں مسلمانوں کو خلقیں اٹھاتی پڑتی تھیں اُسی کے بدلے میں غیر مذہب والی رعایا سے جزیرہ نہ لیا جاتا تھا؟ اور کیا اب بھی جزیرہ کے وجود نے ثابت نہ کر دکھایا کہ اسلام کا ہرگز یہ مقصد نہ تھا کہ غیر مذہب والوں کو نہ برہنہ ہستی مسلمان کیا جائے بلکہ وہ ایک خفیف ٹیکس لیکر انکی جان و مال، مذہب و ملت کی حفاظت اپنے پر لے لیتا تھا؟ تو میوں کو کیسی

فتح البلدان باذری و ۱۶۱

فتح البلدان باذری و ۱۶۱

پناہ دینے کا وعدہ کیا تو مسلمانوں نے مدینہ کو ہجرت کی۔ اور ان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خدا تعالیٰ کی فطرت و حمایت میں، باوجود مشرکوں کی بے انتہا کوشش و قتل کے، بخیر و خوبی یہ پہنچ گئے۔ مشرکین بہت دور تک بلکہ مدینہ کی حدود تک آپ کے تعاقب میں گئے، مگر ناکام و نامراد واپس آئے۔

مدینہ میں بھی مسلمانوں کی حالت خطرہ سے خالی نہ تھی۔ اہل مکہ کی خصوصیت یہاں بھی پناہ ملی جنہوں نے مدینہ کے نومسلموں کے تعاقب میں تذبذب نہ کیا اور ان میں سے ایک شخص کو گرفتار کر کے بہت تکلیفیں دیں خود شہر مدینہ میں یہ نہ تھا کہ مسلمان بالکل دوستوں میں رہتے ہوں۔ یہ ہمدرد جو مدینہ میں کثرت سے رہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خفیہ عدوت رکھتے تھے۔ اور شہر والوں میں بھی بہت لوگ ایسے تھے جو اس وقت تو بے پروا تھے، لیکن اگر غیروں کے آنے سے شہر پر قریش یا دوسری کسی قوم کے حملہ کا اور اسکی برابری اور تباہی کا خوف پیدا ہوتا تو قدرتی طور پر وہ مہاجرین کے دشمن ہو جاتے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں میں سے، جو ایمان نہیں لائے تھے اور آنحضرت کے مدینہ میں تشریف لانے کو دل سے پسند نہیں کرتے تھے اور مدینہ کے ان لوگوں سے جنہوں سے آنحضرت کی نصرت کا وعدہ کیا تھا، ہنہایت ناراض تھے چند معزز لوگ مدینہ کو چھوڑ کر مکہ چلے گئے اور قریش سے جا ملے۔ اور صحرا کے بد روڈوں اور دوسرے قبیلوں سے بھی ہر وقت خوف مخفا کہ مبادا وہ بھی قریش سے ملکر مدینہ میں مخالفت اور لوٹ کھسوٹ کی فطری خواہش سے جو عرب کے خون میں مرکوز تھے، مدینہ پر حملہ نہ کر دیں، جیسا کہ آئندہ اکثر وقو ع میں آتا رہا اور یہ خوف عربوں کی خاص تمدنی حالت کی وجہ سے، جو اس وقت تھی، اور بھی مہیب شکل دکھاتا تھا۔ کوئی باقاعدہ صیغہ نظم و نسق ملکی جسکے بغیر کسی طرح حکومت کا آجکل خیال تک نہیں پیدا ہو سکتا، موجود نہ تھا۔ ہر قوم اور قبیلہ ایک دوسرے سے جدا اور بذات خود مختار تھا۔ اور یہ طعن العنای قبیلہ ہی میں نہ تھی بلکہ قبیلہ کے ہر تنفس میں بھی موجود تھی۔ قبیلہ کا ہر ایک شخص بزرگ سردار کے اختیارات اور افسری کو تسلیم کرتا تھا، مگر فقط اس حد تک کہ سردار ایک عام راء کا ظاہر کرنے والا ہے جس میں یہ بھی شریک ہو بلکہ وہ آزاد تھا کہ اہل قبیلہ کی راء سے بھی جدا و سب سے ملکر دی ہوا اتفاق کرنے سے انکار کرے، اور اس لئے قبائل عرب مذہبی ذری بات پر لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ اور جب کبھی دو قبیلوں میں جنگ چھڑ جاتی تو مدنوں تک قاطع رہتی، ایک صدیوں تک اسکا سلسلہ چلا جاتا تھا، مثلاً عیص اور زبیاں کے باہم یہ عہدیں تک لڑائی جاری رہی۔ اور رہرنی، چورنی، ڈکیتی، یہ لوگ اگلی میں پڑی تھی اور یہاں تو اس قدر وجہ کی مذہبی مخالفت بھی موجود تھی۔

۱۔ اس صفحہ ۴۱ و ۴۲ کے درمیان

خاص کر طب و یا بس روایات کی بنا پر بہت سے ایسے واقعات بھی اپنی تاریخوں میں پہنچا دیے جو ہرگز وقوع میں نہیں آئے تھے، بلکہ وہ صرف غیر محتاط راویوں کی اپنے دیکھی انگلیں تھیں جسکو مورخوں نے معاذری کی تعداد بڑھانے کے شوق میں بے چھان بین کئے اپنی کتابوں میں دخل کر لیا۔ مگر ان واقعات کا غلط ہونا مستند تاریخوں، اور صحیحین کے مفادی اور جہاد اور سب سے بڑھ کر اسماء الرجال کی کتابوں کے مطالعہ سے اظہر من الشمس ہو سکتا ہے۔ دیکھو عموماً تاریخوں میں ایسے مفادی درجن میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریک تھے، کی تعداد ستائیس بتائی جاتی ہے، مگر بخاری (جسکو مع الکتب بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے) میں زید بن ارقم کی صحیح روایت سے کل مفادی کی تعداد اسیل بتائی گئی ہے، اور ان اسیل میں بھی بہت کم ایسے غزوات ہیں جن میں حقیقتاً قتال کی نوبت آئی ہو۔ مگر کہات بڑی عجیب ہے کہ چاہے کیسی ہی ناقابل وثوق روایت کیوں نہ ہو اور چاہے کیسی ہی غیر مستند تاریخ کیوں نہ ہو ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا کہ بزرگوار مشیر کسی کو مسلمان کیا گیا ہو۔

ناظرین! جو کچھ مینے اوپر لکھا ہے اسکی تصدیق تمکو غزویوں اور سرسریوں کے مطالعہ سے ہوئی جائے گی۔ یہی لئے مینے بغیر لحاظ اس بات کے کہ کوئی خاص واقعہ قابل وثوق ہے یا نہیں کل ایسے واقعات کو درج کیا ہے جنکا پتا ہکو غزویوں اور سرسریوں کے تحت ہیں ایسی تاریخوں میں مل سکتا جسکو تاریخ ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ البتہ جہاں کہیں مناسب دیکھا ہے بحث بھی کر دیا ہے۔

مگر قبل اسکے کہ میں غزویوں اور سرسریوں کو نقل کروں ناظرین کو اپنے سابقہ مضامین جہاد پر توجہ دلاتا ہوں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اسلام کی تبلیغ شروع کی تو کس طرح قریش اور ان کے گرد و نواح کے مشرکوں نے اول خاموش حقارت اور پھر علانیہ عداوت سے بڑاؤ کیا، اور خود نبیؐ اور انکی چھوٹی جماعت نے ہر طرح کی گستاخیوں اور تشنک کو برداشت کیا۔ لیکن اس سخت بڑاؤ کا تقصد بڑھتا گیا، یہاں تک کہ انہی اسلاف نے جان لینے کا قصد کیا۔ اول صحابہ اور دوسرے مسلمان تھے جنہر ظلم کا زور پہلے صرف ہوا۔ دو دفعہ مسلمان مجبور ہوئے کہ حفاظت کے لئے سمندر پار چلے جاویں۔ وہاں بھی دشمنوں کی مدد نے پیچھا کیا۔ بہت سے مسلمانوں کو سخت سے سخت اذیت پہنچائی جاتی تھی، یہاں تک کہ بعض مرجاتے اور اس دین کے شہیدوں میں شمار ہوتے جسکو انھوں نے کسی حالت میں ترک نہ کیا۔ جب ظالموں کے ظلم برداشت کے قابل نہ رہے، اور ایک شہر ایسا ملا جس

چھا پامارتا، یا ان کے اسباب اور اسکی رسد اور اسکوں پر قبضہ کر لیا۔ اس زمانہ تہذیب میں بھی کون سی مہذب سی مہذب قوم ہے جو اس فضل کو نامہذب اور ناجائز قرار دیکھتی ہے؟ اور کون شخص ہے جو اسکو بحیرہ زبردستی ہتھیاروں کے زور سے مذہب کا قبول کرانا قرار دیکھتا ہے؟ جو کچھ ادنیائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین کے وقت میں ہوئیں وہ انھیں امور پر مبنی تھیں۔ ایک بھی لڑائی اس غرض سے نہیں ہوئی کہ مخالفوں کو زبردستی اور تلوار کے زور سے اسلام منوایا جائے، بلکہ اس غرض کے لئے تو اس تیرہ سو برس کو وسیع زمانہ میں بھی کوئی جنگ کسی ملک میں کبھی نہیں ہوئی۔

اب دیکھو کہ ان پہلے کاموں میں سے جو آنحضرتؐ نے بنی نوع انسان کی ہمدردی کیلئے مدینہ پہونچکر کئے ایک یہ بھی تھا کہ مدینہ کے قرب و جوار کے لوگوں میں جو صدیوں سے مخالفت اور جنگ و جدال ہوتی رہتی تھیں انکا خاتمہ کرنے کے لئے ایک عہد نامہ لکھا اور اتفاق کی روح ان میں چھونکنی چاہی، جس میں وہ آخر کار کامیاب بھی ہوئے نہ صرف قرب و جوار مدینہ میں بلکہ سارے عرب میں آپکو یہ کامیابی نصیب ہوئی۔ وہ صلح و اشتی کا اعلیٰ نمونہ اور کائنات کی آزادی اور اتفاق کی روح ابن ہشام کے صفحوں میں موجود ہے جس کا خلاصہ ہم درج ذیل کرتے ہیں۔ وہو ہذا۔

### بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ فرمان محمد رسول اللہ نے تمام مسلمانوں کو خواہ وہ قریش ہوں خواہ اہل یشرب (مدینہ کا پڑنا نام ہے) اور سب لوگوں کو چاہے کسی مذہب و قوم کے ہوں انھوں نے مسلمانوں سے صلح و اشتی رکھی ہے، لکھیا ہے صلح اور جنگ کی حالت سب مسلمانوں کے لئے عام ہوگی۔ اور کسی مسلمان کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اپنے برادران اسلام کے دشمنوں سے صلح یا جنگ کرے۔ یہ ہو جو ہماری حکومت اسلام سے تعلق رکھتے ہیں تمام دلتوں اور اذیتوں سے بچائے جائیں گے، اور ہماری اُمت کے ساتھ متساوی حقوق انکو ہماری نصرت اور حمایت اور حسن سلوک کے حاصل رہیں گے یہودان بنی عوف، بنی نجار، بنی حارث، بنی جشم، بنی غالب، بنی اوس اور سب ساکنان یشرب مسلمانوں کے ساتھ ملکر ایک قوم سمجھ جائیں گے۔ اور وہ اپنے اعمال مذہبی کو ویسی ہی آزادی کے ساتھ بجالائیں گے جیسے مسلمان اپنی رسومات دینی کو ادا کرتے ہیں۔

یہود کی حفاظت اور حمایت میں جو لوگ ہیں یا جو ان سے دوستی رکھتے ہیں، انکو بھی تحفظ اور آزادی حاصل رہے گی۔ مجرموں کا تعاقب کیا جائے گا، اور انکو سزا دی جائے گی۔

اب دیکھنا چاہئے کہ ایسی حالت میں آنحضرتؐ اور مہاجرین اور انصار کو اپنی اور مدینہ کی اور امن وامان قائم رکھنے کے لئے کیا کرنا لازم تھا۔ اس مقصد کے حصول کیلئے چار امر لازمی تھے: کہ بغیر ان کے امن اور حفاظت مطلوبہ کسی طرح قائم نہیں رہ سکتی تھی۔

اول اس بات کی خبر رکھتی کہ قریش مکہ یا دوسری قویوں، قریش مکہ کے ظلم و ستم کی کارروائی میں شریک ہو کر، کیا کر رہی ہیں اور کس منصوبہ میں ہیں۔

دوم جو قویوں مدینہ یا مدینہ کے گرد رہتی تھیں ان سے امن کا اور قریش اور دیگر مدینہ پر حملہ کرنے والی قویوں کی مدد نہ کرنے کا معاہدہ کرنا۔ لیکن عہد شکنی کی حالت میں انہیں مقابلہ کرنا اس منصوبہ کے لئے ایسا ہی ضروری تھا جیسا کہ امن کا معاہدہ کرنا کیونکہ عہد شکنی کی مکافات اگر نہ قائم کیجائے تو کوئی معاہدہ اپنے عہد پر قائم نہیں رہ سکتا اور امن مطلوبہ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔

سوم جو مسلمان مکہ میں مجبوری رہ گئے تھے اور موقع پاکردماں سے بھاگنا چاہتے تھے، اور جنکو طرح طرح تکلیفیں پہنچاتی تھیں اور ذرہ بھر بھی مذہبی آزادی حاصل نہ تھی، ان کے بھاگ آنے پر جس قدر ہو سکے انکی اعانت کرنا، کیونکہ جو قافلہ مکہ سے نکلتا تھا ہمیشہ احتمال ہوتا تھا کہ شاید اس کے ساتھ بہانہ کر کے کوئی مسلمان مدینہ بھاگ آنے کے ارادہ سے نکل ہو۔

چہارم جو گروہ قریش کا مکہ سے یا کسی دوسری قوم کا کسی جگہ سے مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے یا کسی طرح احتمال ہو کر وہ مدینہ پر آیا ہو، تو ہتھیاروں سے اسکا مقابلہ کرنا۔ کیونکہ ایسا کرنا اسی امن کے قائم رکھنے کے لئے لازم و ضروری ہے۔

ان چار باتوں میں سے کوئی بات ایسی نہیں ہے جسکی نسبت کہا جاسکے کہ اس کو زبردستی اور ہتھیاروں کے زور سے اسلام کا منوا ا مقصود ہے۔ اور نہ یہ نہیں، باتیں ان میں حالتوں میں لڑائی کے احکام سے ماہرین جنگی اجازت قرآن شریف میں ہے اور جنکو ہم مطلقاً ثابت کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ نہ۔

ایک ان سے لڑنے کا حکم ہے جو تم سے لڑیں۔

دوسرے ان سے لڑنا حکم ہے جو صلح اور امن کے معاہدہ کو توڑ دیں اور طرح طرح میں خلل انداز دیں۔

تیسرے ان لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جو مسلمان مرد و عورت، بچہ و نحو تکابھت دیتے ہوں اور انکی مذہبی آزادی میں خلل پہنچا دیں۔

ایک امر اور ہے جو انھیں قسم کی لڑائیوں کا نتیجہ ہے۔ یعنی جس ملک یا قوم سے انھیں امر کے سبب مخالفت ہے، اور لڑائی انھیں امر کے سبب مشتعل ہو چکی ہے اس ملک یا قوم پر۔

## سریہ رابع شوال سنہ

عمر بن ابو جہل ذو نوا و دوسوں کے ساتھ مدینہ پر چھاپہ مار نیکے لئے روانہ ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو ساتھ سواروں کے ساتھ مکہ کے مقابلہ پر بھیجا۔ جب مقام احجیا پہنچے تو مشرکین سامنے آئے۔ مشرکوں میں مقداد بن عمرو اور عتیبہ بن غزوہ بھی تھے جو مشرکوں کے در سے ہجرت نہ کر سکے تھے مگر دل میں مسلمان تھے۔ وہ دونوں موقع پاتے ہی اوجھلے آئے۔ دونوں طرح سے صف آرائی ہوئی اور سعد بن وقاص جو بڑے تیر انداز تھے ایسا ناک تاک کر تیر مار کر بہت جلد مشرکوں کو بھاگنا پڑا + ۱۵  
بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ سرتیہ سیف البحر کے بعد واقع ہوا ہے مگر اکثر کی یہی رائے ہے کہ یہی سب سے پہلا سرتیہ ہے +

## سریہ سیف البحر شوال سنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ بن عبد المطلب کو تین سو سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ جب احجیا میں نزدیک سیف البحر پہنچے تو ابو جہل کو مکہ والوں کے تین سو سواروں کے ساتھ موجود پایا۔ اب لڑائی میں شک تھا مگر محمدی بن عمرو الجہنی نے جو دونوں فریق کا حلیف تھا سمجھا بھجا کر لڑائی نہ ہونے دی + اور ابو جہل مکہ کو اور حضرت حمزہ مدینہ کو چلے آئے۔ یہ سرتیہ اہل مکہ کے تجسس حال کے لئے بھیجا گیا تھا۔  
ایک حملہ تو پہلے قریشیوں کا ہو ہی چکا تھا اور اب دوسرے حملہ کی بھی بات تھی جو اس سرتیہ کے بھیجنے سے معلوم ہو گئی +

## سریہ خرارہ ذی قعد سنہ

یہ حلقہ کے نزدیک ایک مقام ہے۔ اس سرتیہ میں بین آدمی مہاجرین سے تھے اور سعد بن ابی وقاص ان کے سردار تھے۔ انکو کہیں کسی دشمن کا پتا نہیں ملا اور خرارہ تک جا کر وہیں آ گئے۔ ۱۵ صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ صرف خبر رسائی کی غرض سے روانہ ہوئے تھے، اور مسلمانوں کو قریش کے حملہ کا بڑا خوف تھا +

عمر بن ابو جہل کو بھاگنا پڑا + ۱۵

یہ سرتیہ سیف البحر کے بعد واقع ہوا ہے مگر اکثر کی یہی رائے ہے کہ یہی سب سے پہلا سرتیہ ہے +

نہ ہو و مسلمانوں کی شرکت شرب کو سب دشمنوں سے بچانے میں کریں گے۔ اور تمام وہ لوگ جو قرآن کو قبول کریں گے شرب میں محفوظ و مامون رہیں گے مسلمان اور یہود کے دوست آشنا کا بھی ویسا ہی اعزاز کیا جاوے گا جیسا کہ خدا اُن کا +

سب سے پہلے مسلمان اُس شخص سے بیزار رہیں گے جو کسی گناہ یا ظلم، نا اتفاقی یا بغاوت کا مرتب ہوگا۔ اور کوئی شخص کسی مجرم کی حمایت نہ کرے گا گو وہ کیسا ہی عزیز و قریب ہو یا نیزہ جو تنازعات اُن لوگوں میں ہوں گے، جو اس فرمان کو قبول کریں گے اُن کا فیصلہ خداوند عالم کے حکم کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رہیں گے +

فقو سے دنوں کے بعد یہود اُن بنی نضیر اور بنی قریظہ اور بنی قینقاع بھی ملے + میں شرب ہو گئے۔ اس فرمان سے وہ قینقاع رسم دفع ہو گئی جو عرب میں سانچ تھی کہ مظلوم ظالم کو سزا دے لیکن میں اپنی ذاتی قویٰ یا اپنے اعزہ کی طاقت پر بھروسہ کرتا تھا اور داد رسی اور عدل کستری جنگ و جدل پر موقوف تھی۔ +

اب ہم سلسلہ دار اُن واقعات کو درج کرتے ہیں جو غزوں اور سرلوں کے نام سے مشہور ہیں اور یہ دکھلاتے ہیں کہ کوئی غزوہ یا سریہ ان مقصد سے نہیں ہوا تھا کہ مجبور و بے اختیار لوگوں کو مسلمان کیا جائے، بلکہ ہر ایک غزوہ یا سریہ کا کوئی نہ کوئی سبب انھیں اسباب میں ہو تھا جنکو ہم نے اوپر مفصل بیان کر دیا ہے اور جو نکات کے وقوع کو کسی مورخ نے کسی سنہ میں اور کسی کسی سنہ میں لکھا ہے اسلئے ہم ان سے ایک سلسلہ اختیار کرتے ہیں اور اُن کے سبب بیان کر نہیں سکتے محرم سے سال کی تبدیلی کا لحاظ نہیں کیا ہے بلکہ واقعی زمانہ ہجرت سے ہر کا شمار کیا ہے۔ ایسے سر کو کہ جو بطور سفارت یا وٹا ہوں کے پاس بھیجے گئے تھے ہتھوڑا یا یہ بیچ نہیں کیا کیونکہ دور کی جلد میں انکا ذکر اشاعت اسلام کے تحت میں ملو کرنا پڑے گا

۱۔ یہ معاہدہ ابرہہ نام میں ایک سے ۳۰ تک درج ہے۔ اس معاہدہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ پہنچنے کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قریشوں اور دیگر مخالفوں کی طرف سے خوف و ہراس تھا، اسی لئے مدینہ پہنچتے ہی یہود اُن شرب اور دوسرے لوگوں کو یہ معاہدہ ہتھوڑا کہ ایک ہجرت پر لیا گیا اور شرب کو مخالفوں کے حلقوں سے بچا لیں ۲۔ تقریر جعفر بن ابی طالب ابن ہشام ۳۔ ابن الاثیر حلیہ ۴۔ بعض محض چھوٹے چھوٹے واقعات کو بھی میں بخوف طوالت درج نہیں کیا ہے جو محض ایسے واقعات ہیں کہ خبر سانی اور ملک کی قوموں کے حالات دریافت کر نیو بہت چھوٹی چھوٹی تعداد میں لوگ بھیجے گئے ہیں اور کسی سے کچھ خفیف سا مقابلہ ہو گیا ہے یا وہ بھی نہیں ہوا ہے، اور بعض ایسے چھوٹے چھوٹے واقعات کے سوا میں نے کل غزوں اور سر کو کو ہتھوڑا چھوٹا سی تاریخوں سے مل سکا جنکو تاریخ ہونے کی حیثیت حاصل ہے درج کر دیا ہے +



بہار کا یہ حصہ شیعہ وقت کو لکھا گیا ہے

کے سپرد کیا، اور حکم دیا کہ مکہ کی طرف چلو جاؤ اور تین روز بعد اسکو کھو لکر بڑھو اور جو کھاتے اپنے  
عمل کرو۔ عبداللہ بن جحش گئے اور تین روز کے بعد جب خط کو کھولا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ تجارت  
برا پر چلے جاؤ اور وہاں خفیہ ہو اور دیکھو کہ کاحال دریافت کرو کہ وہ کیا کرتے ہیں اور کس تہ  
میں ہیں، اور یہ موشی جو یہاں سے ٹوٹ کر گئے ہیں کھا چکے ہیں یا رکھے ہوئے ہیں اور  
ہرگز کسی سے حرب مت کرنا۔ پس عبداللہ نے وہ خط اپنے ساتھیوں کو سنایا یہ یقین بخندہ  
کی راہ میں مکہ کی منزلوں میں سے ایک منزل ہے۔ وہ لوگ بخندہ کی طرف بڑھے۔ ایک منزل  
کے بعد سعد بن وقاص اور عتبہ بن عروہ کا ایک اونٹ نہلا تو وہ دونوں اسکی تلاش میں  
باویہ میں گئے، اور عبداللہ آگے بڑھ گئے وہ دونوں بہت حیران ہوئے اور پھر عبداللہ کو پناہ  
عبداللہ بخندہ تک گئے، اور جو کوئی گزرتا اس سے حال دریافت کرتے۔ عکاسہ رضی اللہ  
عہی عبداللہ کے ساتھ تھے، اور وہ خبر لانے کے لئے اصرار دھر پھرتے تھے اور عبداللہ کو  
اکر کہتے تھے۔ ایک روز قریش کا ایک چھوٹا سا قافلہ طائف کا مال تجارت لئے ہوئے آن  
پہنچا، اور عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے حکم کے خلاف اس پر حملہ کر دیا اور عمرو بن عبداللہ  
الحضرمی قافلہ کا سردار مارا گیا۔ اور عثمان بن عبداللہ اور نوفل بن عبداللہ مکہ بھاگ گئے  
اور دو یا تین آدمی مدینہ گرفتار ہو کر آئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا بڑا ملال ہوا  
اور عبداللہ کو بہت ملامت کی، اور کہا کہ کیا ہم نے حرب کرنے سے منع نہیں کیا تھا؟ اور  
جب سعد بن وقاص اور عتبہ بن عروہ مدینہ واپس آئے تو قیدیوں کو چھوڑ دیا، اور عمرو بن  
عبداللہ الحضرمی کا خہر نہا بھی لپٹے پاس سے دیدیا۔

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عربوں کے بھیجنے سے قریش کے ساتھ چھوٹے چھوٹے  
دبھی، بلکہ صرف ان کے ارادوں کا حال دریافت کرنا مقصود تھا، نہ لڑنا اور نہ کسی پر حملہ کرنا۔

## غزوہ بدر الکبریٰ رمضان سنہ

قریش نے قریب ایک ہزار کے جنگ آزمودہ لوگ جمع کئے جنہیں سے بنو کے پاس گھوڑے اور  
باقی کے پاس سواری اور بار برداری کے لئے سات سو اونٹ تھے۔ اور مدینہ پر ایک ہتینک

لے تاریخ طبری ذکر سر یہ بخندہ۔

سنہ اپنے پاس ویریت کے دینے کی روایت عروہ کتاب المعازی واقعہ میں منقول ہے اور دیکھو یہ چونک  
ادب اسلام۔ فی ظہر آرنڈ صاحب سنہ۔ تاریخ طبری۔

**غزوہ ودان یا غزوہ ابواء صفحہ ۱۸۵**  
خود جناب رسول خدا اس سفر میں تشریف لے گئے، اور کچھ مہاجر اور انصار بھی ساتھ تھے، یہاں کہ بمقام ابواء پہنچے۔ یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے اور اس کے قریب ایک بستی ودان ہے آپ نے بنی صخرہ بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ سے، جنکا سردار عمر بن شہشی تھا، اس بات پر صلح کی کہ وہ آپ کی مدد کریں گے۔ قریش مکہ کی اور یہ معاہدہ کر کے واپس تشریف لے آئے اس سے قیاس ہو سکتا ہے کہ مدینہ والوں کو قریش مکہ کے آئندہ حملہ کا کس قدر خوف تھا۔

### غزوہ بواط ربیع الاول ۱۸۵ھ

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بمقام بواط تشریف لے گئے تو خیر معلوم ہوئی کہ قریش آگے گزر گئے اور آپ نے کیسکو نہیں پایا و ماں سے مدینہ واپس چلے آئے۔ لہ صاف ظاہر ہے کہ مقابلہ بھی قریش سے ہوا نہیں، بلکہ ہوتے ہوئے رہ گیا۔

### غزوہ ذوالعشیرہ جمادی الاخرہ ۱۸۵ھ

یہ ایک جگہ ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان۔ خود آنحضرت نے سفر کیا اور بنی مریج کے لوگوں سے ہن معاہدہ کر کے واپس تشریف لے آئے۔ مضمون صلح یہ تھا کہ بنو مریج کے جان و مال کو امن ہوگا۔ مصائب کے ہنگام پر انکی مدد کریں گی بشرطیکہ اہل اسلام سوز لڑیں اور مسلمانوں سے متفق نہ ہوں۔

### غزوہ سفوان یا بدر اولی ۱۸۵ھ

عمر بن الجمہنی مکہ سے ایک جماعت کے ساتھ مدینہ پہنچا یا مارنے کے لئے آیا۔ اور مدینہ والوں کے مویشی چراگاہ سے ٹوٹ کر بیگیا، اور بادیہ کی راہ سے مکہ چلا گیا۔ جب آنحضرت کو خبر ملی تو مہاجر اور انصار کی ایک جماعت کے ساتھ غذان کا قناتب کیا اور حدود مدینہ یعنی سفوان تک گئے مگر ان لوگوں کو نہ پایا واپس چلے آئے۔ لہ

### سری نخلہ رجب ۱۸۵ھ

جمادی الاخرہ کے پچھلے دنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو بلا یا جنکا نام عبد بن جحش الاسدی تھا اور مارہ مہاجر بن اسلم کے ساتھ کر دیے اور ایک رقعہ لکھا اور اسکو سر پہر کر کے عبد اللہ

۱۔ تاریخ طبری۔ اور کتاب المنازی و اقوی۔ ۲۔ تاریخ طبری اور ابن ہشام۔ ۳۔ تاریخ طبری اور ابن ہشام۔ ۴۔ تاریخ طبری۔

(۲) اور یہ کہ ہر مہینہ ہی میں خدا کا حکم اس بڑی جماعت شوکتِ الہی کا مقابلہ کر لیا کہ ہر کچھ تھا۔  
 اس کے علاوہ ابو سعید خدری کے قافلہ میں کل تیس آدمی تھے، اور آنحضرتؐ مدینہ سے تین  
 سو جاں نثاروں کے ساتھ نکلے تھے۔ تین سو آدمی ہیں آدمی کے مقابلہ کو کس طرح موت کے منہ  
 میں جانا نہیں خیال کر سکتے تھے اس لئے اگر انھوں نے قافلہ کو لوٹنے کے لئے نکلے تو خدا کا  
 ہرگز قرآن مجید میں یہ نفر مانا کہ مسلمان اُن کے مقابلہ کو موت کے منہ میں جانا سمجھتے تھے۔  
 اور جو واقعات پیش آئے اُن سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مہینہ سے جو لوگ اڑے کو  
 نکلے وہ قریش ملک کے مقابلہ میں اُن کے حملہ کے دفع کرنے کے لئے نکلے تھے کہ قافلہ لوٹنے کیلئے۔  
 سیرت ہشامی میں لکھا ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینہ سے ملک  
 کی طرف کوچ فرمایا، اس سے واضح ہوتا ہے کہ کوچ قریش ملک کے مقابلہ میں تھا نہ شام  
 کے قافلہ پر، کیونکہ وہ قافلہ شام سے آتا تھا جو مہینہ سے جانب شمال واقع ہے اور ملک جانب  
 جنوب، اور شام سے قافلہ کے ملک میں آنے کا رستہ مہینہ سے جانب غرب پڑتا ہے، پس اگر  
 قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے کوچ کیا جاتا ..... تو مہینہ شمال  
 یا غرب کا رستہ اختیار کیا جاتا، نہ جنوب کا۔

ان دلائل سے یہ بات صاف ثابت ہو کہ آنحضرتؐ نے قریش کی حملہ آوری کی خبر سن کر اپنے اصحاب  
 اور اپنے شہر کی محافظت کے لئے، جس نے آپ کو اور مہاجرین کو پناہ دی تھی، کوچ کیا اور اسکو صحابہ  
 کی سخت بلاؤں سے، جن میں وہ اپنے موجودہ موقع اور حالت کی وجہ سے مبتلا ہو کر سخت نقصان  
 اٹھاتا بچانا چاہا۔

اور قریش کا بھی ارادہ صرف اپنے قافلہ کے بچانے ہی کا نہ تھا بلکہ خاص مدینہ پر چڑھائی  
 کرنے کا تھا۔ اس لئے کہ انھوں نے اس قدر آدمی جمع کئے تھے اور لڑائی کا سامان اور بغیر عام اسلحہ  
 پر کی تھی، جو قافلہ کی حفاظت کی ضرورت سے بہت زیادہ تھی۔ اور جب کہ وہ قافلہ خدا  
 کے مقام سے بچ کر نکل گیا، اس وقت بھی انھوں نے کوچ کو اور لڑائی کے ارادہ کو موقوف نہیں  
 کیا، چنانچہ قریش کے مہینہ سے کوچ کر کے ابوجہل مکہ سے لوگوں کو لیکر نکلا تو اس سے کہا گیا کہ قافلہ  
 سمندر کے کنارہ کنارہ سلامت نکل گیا ہے، اب مکہ کو چھ جاؤ۔ اُس نے قسم کھائی کہ ایسا ہرگز  
 نہ ہو گا، اور وہ برابر مدینہ کی طرف بڑھتا چلا آیا، اور اس طرح اپنا اسلحہ مقصد ظاہر کر دیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تین یا چار منزل کی مسافت طے کر کے بدر پہنچے جہاں قریش  
 آٹھ منزل کی مسافت طے کر کے آچکے تھے۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی بڑی  
 فوج کو ٹہرے آتے ہوئے دیکھا تو ماتھ اٹھا کر یہ دعا کی کہ اے میرے رب اپنے وعدہ نصرت

اور ان کے لئے اس کے لئے لوگوں کو جمع کر کے قریش کی زبان میں یہ فرماتے ہیں۔ سنو

حملہ کرنے کا ارادہ پکا ہو گیا۔ اسی اثنا میں ابوسعیان، جو قریش کا ایک سردار تھا، تجارت کا مال لیکر شام سے واپس آ رہا تھا۔ راہ میں یہ غلط خبر سنکر کہ مسلمان اُس پر حملہ کرنا چاہتے ہیں، قریش کے پاس قاصد بھیجا اور ساتھ ہی وہ جنگجو، جو مکہ میں جمع ہو چکے تھے مدینہ پر حملہ کرنے اور اپنے قافلہ کو بچانے کے لئے نکل پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر سنکر تین سو آدمیوں کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے۔

عام مومنین کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ سے نکلنا صرف قافلہ کے خوف کی غرض سے تھا لیکن یہ امر غلط ہے قرآن مجید جس سے زیادہ کوئی قطعی شہادت نہیں ہو سکتی، اور جسکو تیسرے اور آئینہ کے عالم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں بھی کتاب سمجھتی ہیں، اور حقیقت میں ہے بھی، اُس میں جہاں اس واقعہ کا ذکر ہے یہ الفاظ ہیں

لَمَّا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَاذِبُونَ ۖ يُبَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ ۚ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۚ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشُّكُوكِ لَكُمْ ۖ تَكُونُ لَكُمْ سُرَةُ الْإِنْفَالِ ۚ آت

۵۔ ۶۔ ۷۔) ترجمہ: جیسا کہ تجھ کو تیرے پروردگار نے تیرے گھر (مدینہ) سے بچانی پر نکالا، اور بیشک مسلمانوں کا ایک گروہ ناخوش تھا۔ وہ تجھے سچی بات پر جھگڑتے تھے بعد اس کے کہ سچی بات ظاہر ہو گئی، گویا کہ وہ موت کی طرف مائل تھے جہاں وہ اُسکو دیکھ رہے ہیں۔ اور جب کہ خدا دو گروہوں میں سے ایک کا تھے وعدہ کرتا تھا اور تم چاہتے تھے کہ جس گروہ میں تمہارے روز نہیں ہے وہ مانتے آئے۔

ان آیتوں سے صاف ثابت ہے۔

۱) جب آنحضرت مدینہ سے نکلتا چاہتا تو مسلمانوں کا ایک گروہ بچکچا تھا، اور سمجھتا تھا کہ موت کے منہ میں چال ہے۔

۲) مدینہ سے نکلنے کے وقت کافروں کے دو گروہ تھے ایک غیر ذات شوکہ یعنی ابوسعیان کا کاروان تجارت اور دوسرا قریش مکہ کا گروہ، جو مکہ سے حملہ کرنے کے لئے سرداران کے ساتھ نکل چکا تھا۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

رکھ کر اس نو جوان لڑکی کی تنگ حرمت اور آبروریزی چاہی۔ وہاں ایک مسلمان راؤ گیارہ لڑکیاں شریک ہو گیا، اور غیب مار پیٹ ہوئی۔ جو یہودی بشارت کا بانی تھا مارا گیا۔ تب یہودیوں نے جمع ہو کر اس مسلمان کو قتل کر ڈالا۔ ادھر مسلمان جوش میں آ گئے اور ہتھیار لے کر یہودیوں پر چڑھا اور طرفین میں لوگ مارے گئے۔ ۱۷

خام معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعات اُس وقت ہوئے ہیں جب آنحضرتؐ بدر کی لڑائی میں مصروف تھے جب آپؐ واپس تشریف لائے تو انؐ یہودیوں نے علانیہ معاہدہ توڑ دیا، اور عہد نامہ جو تحریر ہوا تھا واپس بھیج دیا۔ ۱۸

اس عاقبت اندیش دور میں مصلح نے دیکھا اور غور کیا کہ اگر یہی حالت مدینہ کی رہی تو انجام اچھا نہ ہوگا۔ مدینہ باہمی فسادوں کا جنگ گاہ ہی نہ بن گیا، بلکہ مخالفت فرقوں کے لئے بے زور حملہ آوری کا باعث ہوگا اس لئے آپؐ نے خود تشریف لے کر یہودیوں سے فرمایا تم مسلمان ہو جاؤ۔ یا یہاں سے چلو۔ یہود نے بڑی سختی سے جواب دیا کہ قریش کو (بدر میں) شکست دیکر نازاں نہ ہو وہ فنون جنگ سے ناواقف ہیں، اگر مجھے لڑنا پڑے دیکھو گا کہ لڑنے والے ایسے ہوتے ہیں" ۱۹ یہ کہہ کر قلعہ بند ہو گئے اور آنحضرتؐ کی حکومت

حاشیہ ۱۷ ابن ہشام اور کتاب المناذری واقعتی ذکر غزوہ بنی قینقاع ۶-۱۲ ۱۸ تاریخ ابن الاثیر جلد ۱ ص ۵۵ ۱۹ معلوم ہوتا ہے کہ بنی قینقاع کے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آخری تبلیغ تھی۔ آپؐ نے دیکھا کہ آپؐ ناہنجار قوم نے اپنے کو اس قابل بنالیا ہے کہ یہاں سے مزور جلا وطن کیا سیکی، اس لئے قبیلہ انکی جلا وطنی کے اگلی اسلام کی تبلیغ کی کہ شاید یہی وقت ان کے اسلام میں داخل ہونے کا ہو کیونکہ جلا وطنی کے بعد یہ امیدوار بھی دھندل کے میں پڑتی تھی۔ بعض مورخوں نے جو صرف یہ لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے انکو مسلمان ہو جانے کے لئے کہا اس سے کوئی کتناہ ہیں یہ نہ خیال کرے کہ رسول خدا نے جلا وطنی کی دھمکی دیکر انکو مسلمان کرنا چاہا تھا، کیونکہ اگر وہ صرف دھمکی کی وجہ سے مسلمان ہو جاتے تو خود رسول خداؐ اور عام مسلمان کو کیا فائدہ ہوتا، وہ باغی کے باغی ہی رہتا اور جس خوف سے انکو جلا وطن کیا جاتا تھا وہ کھٹکا لگا ہی رہتا پس یہاں پرادیوں نے واقعہ کی بنیاد پر خصوصی یعنی تبلیغی مضامین چھوڑ دیے ہیں چنانچہ ابن خلدون کو یہ معلوم ہے علی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ فتح و مہاجرت بدر کے بعد ایک در آخر بنی قینقاع کے باز اور بنی قینقاع لگے اور انکو انھیں کی کتابوں سے سمجھانے لگے۔ دیکھو ابن خلدون کتاب ثانی جلد سوم۔ ذکر غزوہ بنی قینقاع ۱۷ ۱۸ اگر وہ اس تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان ہوتے تو بیادوت کا خوف سٹ جاتا۔ اور جلا وطنی کی ضرورت نہ ہوتی ۱۹ ابن ہشام اور تاریخ ابن الاثیر

مستعمل۔ بخدا اگر تیرے گروہ تباہ ہو جائے گا تو پھر کوئی تیری سچی عبادت کرنے والا باقی نہ رہے گا۔  
آخر لڑائی ہوئی، اور قزیش نے شکست فاش کھائی۔ اُن کے بہت سے سردار مار گئے  
اور ابو جہل بھی واصل جہنم ہوا۔ اور قیدیوں میں سے جو شتر تھے صرف دو شخص، جو مسلمانوں  
کے پرانے درجہ کے دشمن تھے اصلحتاً قتل کئے گئے اور باقی قیدیوں کے ساتھ ایسا عمدی  
سلوک کیا گیا کہ جس کی نظیر مٹی میں نہیں ملے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت تاکید کی کہ قیدیوں  
کی عزت کی جائے اور اُن کے ساتھ نہر بانی سے پیش آیا جائے اُن مسلمانوں نے جسکے سپرد وہ کئے  
گئے تھے اس حکم کی تعمیل بڑی عمدگی سے کی، جو وہ خود کھاتے وہ اُن کو کھاتے، بارگاہِ انور صلی  
اللہ علیہ وسلم اور خود کھجوروں پر پس کرتے۔

مصر و لیبیہ میں جو صاحب بھی، باوجود انتہائی نقص کے، کہتے ہیں کہ بتغیل حکم حضرت  
مسلمانوں نے انکو اپنے گھر لایا، رکھا اور مری خاطر و مدارات کی، چنانچہ چند روز کے بعد  
پھر... قیدی سے کہا کہ خدائے مہربان! اگر تیرے گھر میں سے کوئی چیز چوری ہو جائے  
خود پیدل چلے، اور ہر گاہ کہیں کی روٹی کھائی اور آپ کچھ بیوں پر قناعت کی ہے

## غزوہ بنی قینقاع - سوال سلسلہ

مربین کے قریب و جوار کے یہودی اکثر کاشتکار تھے، مگر یہودان بنی قینقاع کاشتکار نہ تھے  
بلکہ صنعت و حرفت والی قوم تھے، اور اسکندریہ کے یہودوں کی طرح شہر و غدار، فاسق و  
فاجر تھے۔ اُن کا ایک بازار بھی تھا اور سوق بنی قینقاع کہلاتا تھا۔ جیسا کہ ہم کچھ جگہ میں  
یہ بھی معاہدہ میں شریک تھے، مگر خلاف معاہدہ کے جب بدر کی لڑائی ہوئی تو انھوں نے  
اظہار بغاوت کیا اور قریش کی طرف سے امداد و حمایت کرنے لگے اسی درمیان میں ایک نوجوان  
مسلمان لڑکی اُن کے بازار میں گئی اور بعض وقت اپنے کاروبار کے ایک یہودی شہرکی دوکان  
پر پہنچی۔ تو نوجوان یہود نے حرمت ستوان اور مہمان نوازی کے اصول کو بالائے طاق

۱۔ ابن ہشام صفحہ ۴۴ - اور ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۹۰ ۲۔ ابن ہشام صفحہ ۴۰ و ۴۱ - ابن  
ذی البرسول جلد ۲ صفحہ ۱۲۰ ۳۔ تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۱۲۰ ۴۔ تاریخ ابن  
الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۲۰ - ۱۲۱ - تاریخ طبری -

یہ معلوم ہوا کہ جی سلیم اور جی غطفان مدینہ پر چھاپہ مارنے اور شیخون کے لئے بمقام قرقہ الکدر حرم ہوئے ہیں، اس لئے آنحضرتؐ کچھ آدمیوں کے ساتھ ادھر تشریف لے گئے۔ مگر وہ آپؐ کا نام لڑکے بانو کو چھو کر بھاگ گئے۔ اپنے ان کے لڑکے بانو کو کچھ نہیں کہا اور واپس چلے آئے۔

## سریہ محمد بن مسلمہ - ربیع الاول سنہ

کعب بن اشرف یہودی جی نصیر کا ایک سربراہ اور رہبر تھا۔ وہ قریش کا تھا گنی تھا، اور مسلمانوں کو آنحضرتؐ کو عجیب عجیب طرے ایذا پہنچاتا تھا، اور قریش مکہ کو حملہ کرنے کی ترغیب دیتا تھا، چنانچہ علامہ ابن اثیرؒ لکھا ہے کہ بدر کی لڑائی کے بعد یہ خود مکہ گیا، اور قریش کو جنگ پر آمادہ کیا، مقتولین بدر کے مرثیے لکھے، اور قریش کو ہنایت جوش دلایا۔ اُسکو محمد بن مسلمہؓ اپنے چند ساتھیوں کی مدد سے مار ڈالا؟

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے آنحضرتؐ کے حکم سے مارا تھا، مگر یہ ایسا ایسا ہے کہ جس کا قابل اطمینان تصدیق نہیں ہو سکتا کیونکہ اس واقعہ کے ہونے میں بھی شک ہے۔ مگر فرض محال اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ ان لوگوں نے آنحضرتؐ کے حکم سے مارا نہیں بھی کوئی بات نہیں۔ ایسی حالت میں کہ وہ دشمنوں سے سازش رکھتا اور مدینہ پر حملہ کی ترغیب دیتا تھا اُس کا قتل کیا جانا لمحا ظان اصولوں کے جو انتظام جنگ اور دشمنوں کے جاسوسوں اور خفا گئیوں سے علاقہ رکھتے ہیں واجب تھا۔ مسلمانوں نے اُسکو خواہ از خود مارا ہو یا آنحضرتؐ کے حکم سے، دونوں صورتوں میں کچھ قابل الزام نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اُس قبیلہ میں سے تھا جس نے مسلمانوں کے ساتھ عہد کیا تھا اور یہ حلف کر لیا تھا کہ اُس چھوٹی سی جمہوری سلطنت کو جو آنحضرتؐ کے تحت میں بھی قائم ہوئی تھی، اندرونی اور بیرونی خطروں سے بچا دیں گے۔ پس جس سلطنت کا وہ شریک تھا اُسی کے برخلاف علانیہ کارروائی کرنے کا مجرم اور اُس نر کا مستوجب تھا جو اُس کے ساتھ بوجہ نرہے محکمہ پولیس وغیرہ کے حسب طرح ملکہ ہوا۔ بڑا گیا، اور جو ایسے جرائم کے لئے اس تہذیب و شایستگی کے زمانہ میں بھی ہنایت وجب بلکہ ضروری سمجھا جاتا ہے۔

بعض عیسائی مؤرخ جنہوں نے اپنی نادانی یا تعصب سے اسکو خون ناحق سے تیسرے کہا ہے وہ غالباً اس امر کو بھول گئے ہیں کہ آنحضرتؐ کے اُس فرمان عام میں جسکی رو سے مدینہ اور اُس کے مصنافات کی رعایا کی ملکی اور مذہبی آزادی کا تحفظ کیا گیا تھا اور جس میں یہودی بھی شامل تھے، ایک شرط یہ بھی تھی کہ ہر ایک مجرم کا نقاب کیا جائے گا، اور اسکو سزا دی جائے گی۔

لے تاریخ طبری اور کفر قرقہ الکدر -

۱۱- اسکا قتل کا غلط تصور ہے اور ابن شہاب سے بھی شک ہے۔



یاسر عہد کرشن بن گئے۔ اس شریر قوم کا فتنہ فرو کرنا نہایت ضروری تھا، مگر بنابر ان کا محاصرہ کیا گیا۔ پندرہ روز کے بعد قلعہ بند ہو گئے، اور یہ کہہ کر اتر آئے کہ محمد صاحب جو ہماری نسبت فیصلہ فرمائیں وہ ہمیں منظور ہے۔ پہلے آنحضرت نے سخت سزا تجویز فرمائی، مگر آپ کا جیل رحم اور طبعی خلق ان کی سزا دینے پر غالب آ گیا، اور وہ صرف جلا وطن کئے گئے۔ اسے اب شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ واقعہ آنحضرت کی طرف سے حملہ تھا یا صرف ان کا قائم رکھنا۔

## غزوة السويق - ذی الحجہ ۳۱ھ

ابو جہل وغیرہ صنادید قریش کے مارے جانے سے قریش کی سرداری ابوسفیان کے ہاتھ آئی۔ چونکہ اسکا بیٹا قطلہ اور اقربا جنگ بدر میں مارے گئے تھے اسلئے ابوسفیان نے قسم کھائی کہ آرام نہ کروں گا جب تک مدینہ کو نہ لوٹوں اور شیخوں نہ ماروں۔ پس جو یہیں اسیران قریش چھوٹ کر صحیح سلامت اپنے گھروں میں پہنچے وہ دو سواروں کے ساتھ مکہ سے نکلا، اور جھپٹا ہوا مدینہ کے قریب پہنچ گیا، اور یہودان بنی نضیر کے سردار سلام بن مثکم کے پاس نجس حال کے لئے جا پھرا۔ اور اپنے پچاس سواروں کو کہا کہ جاؤ اور مدینہ والوں میں سے جس کسی کو پاؤ مار ڈالو اور قید کر لو تا کہ میری قسم پوری ہو۔ وہ اندھیرے سنہ ایک محلہ میں آئے جو شہر سے کچھ دور تھا۔ وہاں کشتہ زار بھی تھا جس میں چند نصاریٰ کام کرنے تھے، اور انھوں نے گھر بھی وہیں بنا لیا تھا قریشیوں نے ان گھروں کو دیران کر دیا اور جلا دیا۔ کھجور کے درخت کو بھی جلا کر خاک کر ڈالا، اور دو آدمی کو بھی مار ڈالا، اور اسی وقت چلتے بنے۔ خبر کے معلوم ہونے پر آنحضرت نے تعاقب کیا۔ ابوسفیان کو آنحضرت کے تعاقب کی خبر معلوم ہوئی تو وہ بھی بھاگ نکلا۔ آنحضرت فرقة الکد تک تشریف لے گئے، مگر کوئی ہاتھ نہ آیا۔ چونکہ قریش خوراک کے لئے سنو اپنے ساتھ لائے تھے جنکو بھاگتے وقت گھڑوں کا بوجھ کم کرنے کو پھینک گئے اسلئے یہ غزوہ سنیامیو (سنہ) سے مشہور ہو گیا۔

اس غزوہ میں قریش کی سبھی اور یہودان بنی نضیر کی خلاف عہد کی قابل عتاب ہے۔ باوجود اسکے شرب کو سب شہنشاہی کا عہد کر چکے تھے، اسلئے خلاف مدینہ کے لوگوں اور شہزادوں میں دشمنی کو مدد دیو گئے۔

## غزوة فرقة الکد یا بنی سلیم - محرم ۳۲ھ

ابن ہشام - ابن الاثیر - ۱۲

غزوة السويق

۵- تاریخ ابن جریر طبری

کہ مدینہ پر چھاپہ مارے اور شیخون کرے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف تشریف لے گئے اور وہ خبر پا کر بھاگ گئے۔ آنحضرتؐ نے کسیکو نہ پایا، اور واپس تشریف لے آئے۔ مگر واقدیؒ نے اس کے متعلق ایک ایسے واقعہ کا ذکر کیا ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کریم النفسی رحمہ دلی اور خوف و خطر کی حالت میں صرف خدا تعالیٰ کے حفظ و حمایت پر اعتماد اور بھروسہ کر کے ایک عجیب و غریب اور بیشمار و بنیظیر ثبوت حاصل فرمایا ہے جسکو مسطورہ اشکاف و اشکاف نے بھی نقل کیا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ اس سفر میں آنحضرتؐ ایک درخت کے نیچے اپنے لشکر سے دور تنہا سو رہے تھے، کہ یکایک ایسا غل ہوا کہ آپؐ بیدار ہو گئے اور آپؐ نے دیکھا کہ ایک کافر جو آپؐ کا جانی دشمن تھا سنگی تلوار لے کر ہلے ہوئے سر پر کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ اے محمدؐ! آپؐ کو کون بچا سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا **اللہ** جو ہر ایک امر پر قادر اور ہر ایک شے پر غالب ہے۔ جسکو شکر اسیار عرب طاری ہوا کہ جسم پر تھوڑی بڑھئی اور تلوار کا تھوڑے مگر پڑی جسکو آپؐ نے اٹھا لیا، اور کھما کر فرمایا کہ آپؐ بٹا کجگو کون بچائے گا؟ اس نے کہا کہ افسوس! میرا بچلے والا کوئی نہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ خیر! رحم کرنا مجھے سیکھئے۔ اور یہ فرما کر سنگی تلوار اسکو دیدی۔ اس سنگل کا دل آپؐ کے اس رحم سے موم ہو گیا، اور اس کے بعد وہ مدت العمر آپؐ کی وفاداری و حیا و شجاعت میں سرگرم و ثابت قدم رہا۔

واقدیؒ اور ابن سعد وغیرہ نے اس شخص کا نام دعشور بنایا ہے، اور یہ بھی کہلے کہ اس کے ذریعہ سے انکی قوم کی قوم مسلمان ہو گئی۔

## سرایہ قرۃ - جمادی الآخر سنہ

۶- کتاب ابن حبان - اور تاریخ طبری

یہ ایک چشمہ کا نام ہے جو نجد میں واقع ہے۔ قریش مکہ کی تجارت کا روکنا، جسے ہر وقت انہیں جنگ مٹھنا، ایک ضروری امر تھا کیونکہ وہ ملک شام وغیرہ سے علاوہ مال تجارت کے آلات کو بھی لایا کرتے تھے۔ اب انھوں نے قدیم راستہ تجارت کا چھوڑ کر ایک بنیارسہ عراق میں ہو کر نکالنا چاہا، اور ابوسفیان قافلہ لیکر نکلا۔ جب اس کی خبر آنحضرتؐ کو پہونچی تو زید بن حارثہ کو اس پر بھیجا۔ ابوسفیان کو یہ بات معلوم ہو گئی، اور وہ مال تجارت چھوڑ کر چلا گیا۔ وہ مال مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور وہ مدینہ واپس آ گئے۔

جب تک ان لوگوں نے صلح نہ کی تھی اور اپنا موقف نہ کیا تھا ایسا کرنا ان کا زور و قوت نہ تھا۔ بہت سی ذریعہ تھا۔ مگر جب انھوں نے، حدیبیہ کے موقع پر صلح کر لی، تو یہ وقت بن گیا۔

پس مسلمانوں نے اس شخص کو سزا دینے میں گویا اُس قانون پر عمل کیا جو ان کے مشہور مغضن رسول نے اپنے شہر ایبھجنہ کی حفاظت کے لئے اُس کے باشندوں پر فرض کر دیا تھا کہ جلا رہنبا اختیار کریں اور مفسدوں کو قتل کر دیں اور نیز اُس قانون پر جو عیسائی سلطنت نے جاری کر رکھا ہے اور جس کے بموجب وہاں کا ہر ایک شخص مجاہد ہے کہ ہر ایک مفسد و عدا کو پکڑ کر مار ڈالے۔

یہ تو سب کچھ ہوا، مگر س واقعہ کو ایسے راویوں نے بیان کیا ہے جو ہرگز قابل اعتبار نہیں۔  
 سب سے عمدہ روایت جو اس قتل کے بارے میں ہے، وہ جابر بن عبد اللہ اور ابن عباس رضی اللہ  
 عنہما کی روایتیں ہیں۔

ان میں سے بھی کوئی ایسا نہیں جس نے اس واقعہ کو لکھنے سے دیکھا ہو یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کا حکم دیتے سنا۔ یا خواہش ظاہر کرتے دیکھا ہو۔ علاوہ اس کے جابر بن عبد اللہ اس وقت محض بچہ تھے، یہاں تک کہ وہ جنگ اُحد میں بھی باوجود اس فرضی قتل کے بعد ہونی تھی، ابو جحکم سنی کے جلنے سے باز رکھی گئے تھے؟ اور ابن عباسؓ نے جابرؓ سے بھی چھوٹے تھے اور نیز اس زمانہ میں جب کا یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ میں رہتا تھا۔ اور عکرمہ حضرت ابن عباسؓ کا ایک غلام تھا جو منہ اس غلط روایات بیان کرنے میں بڑی شہرت رکھتا تھا۔

اور ابن اسحاق، جو سب سے پہلی تاریخ ہے جس میں آنحضرتؐ کے حالات لکھے گئے ہیں، اس میں جہاں اس واقعہ کو لکھا ہے آنحضرتؐ کے حکم دینے یا قتل کی خواہش ظاہر کرنا کچھ بھی ذکر نہیں۔

اب معلوم ہو سکتا ہے کہ اس مقدمہ کی کیا حقیقت ہے +

غزوة ذي امر يا انما ربيع الاول سنة

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خیر آئی کہ تسلیم اور عطفان کی ایک جماعت جمع ہوئی ہے اور چاہتی ہے

۱۔ کتاب المفادی - صحیح بخاری اور کتاب الجہاد صحیح مسلم - ۲۔ محمد بن حکیم کتاب واقعاتی اور ابن شامہ  
۳۔ دیکھو صباہ فی نمیر الصحابة مصنفہ ابن حجر العسقلانی جلد اخیر ۱۰۴ طبع ۲۳ - ۴۔ ابن عباس سقوت  
میت ہاں جس کے فقہی اور مکہ میں بہتر فقہ اسوجہ سے کہی روایت اس خاص واقعہ میں قابل اعتبار نہیں - ۵۔  
شعب الایمان - علی بن عبد اللہ بن عباس ابن المصعب عطا، ابراہیم بن یسور، قاسم ابو  
عبد اللہ ابن عمر کچھ ہیں کہ فکر مکہ کی جھجکا دی تھا دیکھو میزان الاعتدال زبائی، کوکب دراری شریعت صحیح  
بخاری، مسند ابی الدین کرمانی اور معرفت افکار علم حدیث مصنفہ ابو عمر الدمشقی ۶۔

پس پا کر دیا۔ حضرت حمزہؓ وغیرہ لشکر کفار کو پریشان دیکھ کر قلب لشکر میں گھس گئے۔ گو اسلام کی فتح ہو چکی تھی کہ عید النبیؐ بن جبر کے ساتھیوں نے آنحضرتؐ کے حکم کو فراموش کر دیا، اور بامید مال عنینت مورچہ چھوڑ نیچے اتر آئے دشمن مورچہ حالی دیکھ سواروں کو سمیٹ فوج اسلام کے عقب پر آگئے۔ جنگ عظیم ہوئی۔ حضرت امیر حمزہؓ اور عبد اللہ بن عبد المطلبؓ شہید ہوئے۔ اور بھی بعض شجاعان اسلام کے مارے جلنے سے لڑائی کا رنگ بد لگیا، اور کافر خود آنحضرتؐ پر اُمڈ آئے۔ ایک پتھر لگ کر آپ کے پیچھے کے چار دانت ٹوٹ گئے، اور پیشانی مبارک بھی زخمی ہوئی۔ آپ ایک گڑھے میں گر پڑے، اور لوگوں کی نظر سے چھپ گئے۔ اسی برہمی میں یغل پڑ گیا کہ رسول اللہ مارے گئے۔ اس خبر نے مسلمانوں کے استقلال کو اور متزلزل کر دیا، اور جو جہاں تھا وہیں سرسیمہ ہو کر رہ گیا۔ بعض ایسے بھی تھے جو اس خبر کے مشہور ہونے کے بعد بھی برابر مشرکوں سے لڑتے رہے، اور جو رسول خدا کی طرف سے گذرے تو آپ کو زندہ پایا، اور کفار کے حملہ سے برابر بچاتے رہے۔ پھر جو مسلمانوں نے دیکھا کہ کچھ مسلمان دوسری طرف لڑ رہے ہیں اور حضرت عباسؓ کی پکار بھی سنی جو پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں، تو فوراً کفار کی صفوں کو چیر کر لڑتے بھڑتے و مانتک پہنچ گئے، اور آنحضرتؐ کو پہاڑ کے ایک محفوظ مقام پر چڑھا لے گئے، اور حضرت علیؓ وغیرہ برابر قریش کو پیچھے ہٹاتے رہے۔ پھر خالدؓ ایک رستہ فوج کے ساتھ آنحضرتؐ کی طرف بڑھا۔ حضرت عمرؓ نے چند مہاجرین اور انصار کے ساتھ آگے بڑھ کر حملہ کیا، اور ان لوگوں کو ہٹا دیا۔ ابوسفیان سالار قریش نے درہ کے قریب پہنچ کر پکارا کہ اس گردہ میں مجھ میں یا نہیں؟ آنحضرتؐ نے اشارہ کیا کہ کوئی جواب دے۔ ابوسفیان نے پھر حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کا نام لیکر کہا کہ یہ دونوں اس مجمع میں ہیں یا نہیں؟ اور جب کسی نے کچھ جواب نہ دیا تو بولا کہ ضرور یہ لوگ مارے گئے۔ حضرت عمرؓ سے نہ لگایا، پکار کر کہا او دشمن خدا! ہم سب زندہ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا اعل ھبل یعنی تم مل ایک بت کا نام ہے۔ بندہ۔ رسول اللہؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا جواب دو۔

**اللہ اعلیٰ واجل**۔ یعنی خدا تعالیٰ بلند و تر ہے۔

۱۱۹ - اور یہ تاریخ طبری جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰

وعدہ کیا تو یہ سب باتیں کچھ بھی نہیں رہیں۔

## عز و احد - سوال ستا

وہ لڑائی کا سامان جو ابوسفیان جنگ بدر کے دنوں میں شام سے لایا تھا وہی سامان اب مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے جمع کیا گیا۔ قرآن کی آیت ذیل میں اس کے اور اس کے خرچ کر نبی اور کثیر اشعار کرتا ہے: **إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَسْخَرُونَ مِنْكُمْ أَتُمْنُونَ أَمْ وَاللَّهِ لِيَصْطَفِيَ لَكُمْ سَبِيلَ اللَّهِ ۖ فَسَيُفْقَهُمْ فِيهَا شُرَكَائُكُمْ تَكُونُونَ عَلَيْهِمْ خَسْرَةً ثُمَّ يُغْلِبُونَ** ترجمہ یقیناً یہ منکرین اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں اس واسطے کہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو گلیں سوا بھی اور خرچ کرینگے پھر وہی مال اُن پر حسرت بجائے گا، پھر آخر مغلوب ہوں گے۔

اس جنگ میں قریش کے ساتھ قبیلہ بنی ہشام اور بنی کنانہ بھی شریک ہو گئے تھے۔ کفار کی فوج کی تعداد تین ہزار تک پہنچ گئی، اور سب فوج مسلح۔ سات سو اُن میں زرہ پوش سوار تھے، اور سب کے سب تلے ہوئے تھے کہ حلیہ مسلمانوں کی چھوٹی جماعت کو کچل دیں۔ اس چھوٹے چھوٹے قبائل کی مکمل پرعظمت و غضب فوج نے بے سرداری ابوسفیان مدینہ کے شمال مشرق، ایک مختص مقام میں، اپنا مورچہ خوب مضبوط کر لیا اور اُس میں اور شہر مدینہ میں حد فاصل صرف کوہ احد کی گھاٹی رہ گئی۔ اس مقام پر مورچہ باندھ کر کفار نے اہل مدینہ کے کھیتوں اور باغوں کو تباہ کرنا شروع کیا۔

صحابہ کو ہنایت غصہ آیا اور حمیت اسلام محکم انتقام ہوئی آنحضرت سے کچھ اُن کو دفع کی درخواست کی۔ آپ ہزار آدمیوں کو ساتھ لے کر مقابلہ کو مدینہ سے باہر نکلے۔ عبداللہ ابن ابی ایک سردار جو مدینہ رہتا تھا اور بڑا بہادر مسلمانوں کے ساتھ تھا، اب عین معرکہ جنگ اور اس آڑ و وقت میں اپنے تین سو آدمیوں سمیت مسلمانوں سے الگ ہو گیا، جس سے مسلمانوں کی جمعیت ہزار سے اب سات سو رہ گئی۔ اب اس قلیل جمعیت میں کل دو گھوڑے تھے، مگر مجاہدین قدم ہمت برابر آگے بڑھائے چلے جاتے تھے، اور کھانے خرما، مٹی ٹھکرا کوہ احد پر پہنچ گئے۔ لشکر اسلام رات بھر اس پہاڑ کی کھود میں پڑا رہا، صبح نماز فجر پڑھ کر میدان میں آجما پھڑپھڑ بنے کوہ احد کے نیچے نیچے فوج کی صیغہ کو آراستہ کیا اور عبداللہ بن جبیر کو چند آدمیوں کے عقب لشکر ایک ٹیلہ پر متعین کر کے قطعی حکم دیا کہ جو سو سو خیمہ دار یہاں سے نہ ہٹا۔ دشمن کو اپنی کثرت پر بڑا اطمینان تھا۔ اپنے بتوں کو قلب میں رکھ کر فوراً میدان میں چلے آئے اُن کے سردار دیکھی یہاں لڑائی کے گیت کا تین اور ڈھول بجاتی تھیں۔

قریش نے پہلے بڑے زور شور سے حملہ کیا، مگر مسلمان نے اُنکو بڑی بہادری سے

کتاب المعارفی دار الفکر - ورز قافی بروما سب لکھنؤ - ۱۲

ابن ہشام ص ۵۵ اور ابن اللاتلہ جلد ۲ صفحہ ۱۰

جس سے بڑی وضاحت کے ساتھ ثابت ہو رہا ہے کہ وہ بزرگوار آنحضرت کے احکام کی بجا آوری اور حضرت دین حق کو اپنے اوپر کس قدر واجب اور لازم جانتے تھے، اور یہ کہ اس سے کوئی غرض و نیوی مد نظر نہ تھی۔

## سرایہ قطن یا ابی سلمہ محرم سنہ

خبر ابی کوثری اسد کو خلیجہ اور سلمہ پسران خویلد نے جمع کیا ہے، اور مدینہ پر ڈاکا مارنا چاہتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ واقعہ احد کی وجہ سے مسلمانوں میں مقابلہ کی طاقت نہیں رہی ہے۔ آپ نے آنحضرتؐ نے ابی سلمہ مخزومی کو دیر بھڑسو آدمیوں کے ساتھ، جنہیں مہاجرین اور انصار دونوں تھے، بنی اسد کی طرف بھیجا۔ مسلمان قطن بیاض تک گئے جہاں وہ جمع ہو رہے تھے۔ کچھ خفیف سا مقابلہ ہوا، اور وہ متفرق ہو گئے، اس لئے مسلمانوں نے پھر کسی مقابلہ نہیں کیا، اور جو کچھ لوث وغیرہ اقسام میں لٹی ہوئی تھی، یا مالک کہ مدینہ سے آئے۔ اتنی ہی تاویب ان لوگوں کیلئے کافی تھی، اور پھر وہ کہیں مسلمانوں سے نہیں لڑے۔

## سرایہ رجیع۔ صفر سنہ

مکہ اور مدینہ کے درمیان دو چھوٹی چھوٹی قومیں عقیل اور قارہ رہتی تھیں۔ ان لوگوں کو اہلسفیان سے دوستی تھی۔ اہلسفیان نے ان لوگوں سے کہا کہ اگر کسی حیلہ سے محمدؐ کے ساتھ بیٹھیں تو تم کو قتل کر دیا کہ گرفتار کر کے لے آؤ تو بہت خوب ہو۔ ان لوگوں نے چند آدمیوں کو آنحضرتؐ کے پاس بھیجا، جنہوں نے ان کو کہا کہ تم لوگوں میں سلام پہنچا دیا ہے کچھ لوگ مذہب کے سائل سکھانے کو ساتھ کر دیکھئے۔ آپ نے چھ آدمی ساتھ کر دیئے۔

جب رجیع میں پہنچے تو ان لوگوں میں سے دو آدمیوں نے بنی ہذیل کو اپنے ارادہ سے جا کر آگاہ کیا۔ وہ لوگ باہر آئے اور ان غریب مسلمانوں کو گھارے گھیر لیا۔ آخر کو یہ کہا کہ اگر تم قریش کے قبضہ میں جانا قبول کرو تو ہم تمہیں نہیں ماریں گے؟ ان چھ میں سے عتبہ بن ابی مرثدہ، خالد بن بکیر، عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہما اور نہایت بہادری سے وہیں لڑکر شہید ہو گئے۔ اور زید بن دغنه، اور عبید اللہ بن طارق رضی اللہ عنہما، اور حبیب بن عدی رضی اللہ عنہ نے جو ان کا کھانا لیا تو انکی مشکین باندھ کر کتے سے چلے، اتفاقاً عبد اللہ سے رو کر گیا اور چھوٹ گئے، اور تلوار پکڑ کر لڑتے پر تیار ہوئے۔ کافروں نے پتھر دھریں سے مار کر ان کو ابھی شہید کیا۔ باقی دو کو مکہ میں لے جا کر بیچ ڈالا۔ قریش نے حبیب کو سولی پر لٹکایا اور نہ

۱۱۱ منازعی الیہ وسلم

ابی۔ سفیان نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا بگڑ بھی چس کر چمایا۔ ۱۷  
 بے ادبیاں شہیدوں کی لاشوں کے ساتھ دیکھ کر سلا تو کئی آنکھوں میں خون اتر آیا۔  
 یہاں تک کہ خود آنحضرت پر بھی ایسی رقت طاری ہوئی اور ایسا غیظ و غضب آیا کہ اپنے حکمران  
 کو اب جو تمہاری فوج ہو تو تم ہی کفار کی لاشوں کے ساتھ و بسا ہی سلوک کرنا، چنانچہ اپنے غم  
 جان بنار چھا اور حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا: ۱۸ مثلن بسبعین منهم مکائک  
 یعنی ہترے عوض میں اس کے شتر کو شلہ کر دوں گا، مگر فطری رحم جلی کینت سے بشری عافی  
 غضب پر غالب آکر آیت ذیل کے نزول کی تحریک کی۔ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ  
 مَا عُوِقْتُمْ بِهٖ ۚ وَ لَکِنَّ صَبْرَکُمْ اَھْوٰی لِّلصَّابِرِیْنَ ۝ (سپارہ ۵)  
 سورہ نمل۔ (کو ۶۶) ترجمہ اگر تم سزا دینی جا ہو تو بس اتنی جتنی تمہیں تکلیف دی گئی  
 ہے، اور اگر تم برداشت کرو تو یہ امر صابرین کیلئے بہت اچھا ہے۔  
 ایسے موقع اور ایسی حالت میں یہ صبر بھان اللہ اسے دے و مَا اَرْسَلْنَا  
 اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۚ اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو اسے محمدؐ کو اس فرخ سے  
 کہ رحمت مکرین سامنے جان پڑے۔  
 پس اس روز سے لاشوں کی پالی کرنی اور ان کے خنک کر نیکل رسم قبیح، جو اگلے زمانہ کی سب  
 نوسون میں جاری تھی، مسلمانوں میں غلط احرام ہو گئی، اور صرف اسلام ہی کو فحش  
 عطا ہوا۔ ۱۹

## غزوہ حمراء الامد۔ سوال سنہ

احد سے واپس آنے کے دوسرے دن آنحضرتؐ کے پاس یہ خبر آئی کہ ابوسفیان چاہتا کہ مدینہ  
 پر بھرپور حملہ کرے۔ اس لئے انہیں لوگوں کے ساتھ، جو شریک جنگ تھے مدینہ سے نکل کر  
 حمراء الامد میں قیام فرمایا۔ ابوسفیان کو جب آنحضرتؐ کے اہر شریف لائیکلی خبر معلوم ہوئی  
 تو وہ سمجھ گیا کہ مسلمان ابھی تک کمزور نہیں ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ کھجلیا، مگر راستہ میں  
 دو مدینوں کو شہید کرنا لگیا۔ جب آنحضرتؐ کو اطمینان ہو گیا کہ قریش کمزور چلے گئے ہیں تو تین دن  
 کے بعد مدینہ میں واپس آ گئے۔ جو آگ اس غزوہ میں شریک تھے، اگرچہ ان میں سے  
 بعض تو نو اور دس دس اور بعض اس سے بھی زیادہ دشمنوں سے بھروسہ تھے مگر کسی نے  
 لڑائی کے نکلنے میں توقف اور دنگ نہیں کیا، بلکہ بڑی خوشی اور انگشک سے آنحضرتؐ  
 کے رکاب سعادت انشایا میں دشمنوں کے تعاقب میں نکلنے کو ساتھ دارین بھیجا، ۲۰

تاریخ طبری اور زرقانی پر حسب طریقہ مذکورہ ص ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔





مار مار کر مار ڈالا اور اسکے بعد اسی طرح زید بن وثنہ کو بھی شہید کر دیا۔

## سرایہ بیر معونہ - صفر سنہ

ایک شخص ابویراء عامر بن مالک بنجد سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بھائی بھی ساتھ لایا۔ آنحضرتؐ نے اُس نے پوچھا کہ آپ کا دین کیا ہے؟ آپ نے اسلام کی حقیقت اُسکو سمجھائی تو اُس نے کہا کہ یہ تو بہت عمدہ مذہب ہے! اور یہ کہ اگر آپ کچھ لوگ اسلام کا وعظ کرنے کو مجھ کی طرف بھیجیں تو غالباً اُس طرف لوگ اسلام قبول کر لیں گے۔ اور کہا کہ وہ سب ہمارے عہد و حکم میں ہیں، آپ ایک خط عامر بن طفیل کے نام لکھ کر بھیجیں۔ آپ نے خط لکھ کر چالیس آدمیوں کو جو قرآن کے قاری اور نہایت عابد و زاہد تھے دیا، اور نجد کی طرف روانہ کیا۔ بیر معونہ پر جا جو ایک کنواں ہے، جب یہ لوگ پہونچے تو بھگے اور حزام بن ملہان انصاری کے ماتھے آنحضرتؐ کا شفقہ عامر بن طفیل بنجدی کے پاس بھیجا۔ اُس نے حزام کو قتل کر ڈالا اور بہت بڑی جماعت سے بیر معونہ پر چڑھ آیا اور سب مسلمانوں کو گھیر کر مار ڈالا۔ صرف ایک شخص عمرو بن امیہ صمیری بچ کر مدینہ آئے۔

## غزوہ بنی نضیر - ربیع الاول سنہ

جب عمرو بن امیہ صمیری بیر معونہ سے بچ کر مدینہ آئے تو راستہ میں انھیں دو عامری ملے۔ یہ دونوں عامری اگرچہ اُس قوم کے تھے جنھوں نے غداری سے اونچا لیں آدمیوں کو مار ڈالا تھا، مگر یہ دو عامری یہ خلاف اپنی قوم کے رسول اللہ کے ہم عہد تھے اور عہد عہد سے ناواقف تھے عمر نے موقع پا کر ان دونوں عامریوں کو مار ڈالا ہے جو ہمارے ہم عہد تھے، تو آپ نے تجویز کی کہ ان دونوں مقتولوں کا خون بہا (دیرل قتل) اس حکومت اسلامیہ کی طرف سے جو مدینہ آکر آپؐ کے قائم کی تھی، دیا جائے۔ حسب عہد نامہ مذکورہ سابق یہودیوں کو بھی اس خون بہا کے چندہ میں شریک ہونا نہایت عز و رخصا، اس لئے آپؐ یہود ان بنی نضیر کے محلہ میں تشریف لے گئے اور ان سے خون بہا کا چندہ طلب کیا۔ انھوں نے ظاہر چندہ دینا منظور کیا اور عرض کی کہ حضورؐ کچھ دیر تشریف رکھیں۔ آپؐ دیوار میں لگ کر بیٹھ گئے۔ یہود نے آنحضرتؐ کے قتل کا باہم مشورہ کیا اور یہ تجویز کی کہ دیوار پر چڑھ کر ایک بڑا پتھر محمد صاحب کو مار دیا جائے اور اس کا کام تمام کر دیا جائے آخر اُس بچے حافظ حقیقیؒ نے جس نے بلغم مَأْتِزِلُ الْبَلَاءِ مِنْ رُبِّكَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا يَلْفُتْ رِسَالَتُكَ وَاللَّهِ

بائشتم - مغازی الرسول صلعم

جس کو اللہ نے جو کچھ چاہے وہ کرے

بہی حملہ کیا گیا۔ اور بنی مصلح کو شکست ہوئی \*

## غزوہ خندق یا احزاب ذی قعدہ سنہ

اس درمیان میں کفار قریش نے بڑی تیاری کی اور بہت سے عرب کے قبیلوں کو مسلمانوں کی مخالفت میں اکٹھا کیا اور یہود نے بھی اسلام کے استیصال میں بڑی کوشش کی۔ یہود کی ایک جماعت سلام بن نصری، باجی بن اخطب نصری، کنانہ بن ربیع بن ابی حقیق نصری، بنو نہ بن فیس وائل، اور ابو عمار وائل بنی نضیر اور بنی وائل قبیلہ کے بہت سے لوگوں کو ساتھ لیکر غیب سے چل کر قریش کے پاس آئے، اور انہیں ملک رفاقت کے قوی وعدے دیکر سخت ترغیب دی، اور وہ جو کچھ دیر بعد مسلمانوں سے لڑنے کے لئے تیار ہوتے، انکی ترغیب فوراً تیار ہو گئے؛ اور سب نے مل کر یہ ٹھان لیا کہ اس دفعہ مسلمانوں کا استیصال ہی کر دالین اور ان کو صفحہ ہستی سے ہی نابود کر دیں۔ ۷۲

یہودیوں نے غطفانیوں کو بھی اکٹھا کیا، اور بنی کنانہ، اہل تہامہ، اہل بحد و غیرہ بھی قریش اور یہود کے ساتھ ہو گئے۔ غرضیکہ ابوسفیان کے ماتحت دس ہزار فوج جوارج بڑے منصوبے باندھ کر خدائی لشکر کے مقابلہ کو روانہ ہوئی۔ رسول خدا کو اس تیاری اور حملہ کی خبر معلوم ہو گئی، اور اپنے شیع کے آگے گرداگرد، حسب صلاح حضرت سلمان فارسی ایک خندق کھدوائی، اور دشمن کی فوج کا انتظار کرنے لگے۔

قریش بہت تیزی سے مدینہ کی طرف بڑھتے چلے آئے۔ قریش تو مدینہ کی اس طرف اترے جہاں بارانی ندیاں ندیاں بہتی تھیں، اور بنی کنانہ، اہل تہامہ، بنو نضیر، اہل غیب، غطفان، اہل بحد و غیرہ احد کی طرف اترے۔ مسلمان اس دس ہزار جنگجو دشمن کے مقابلہ کیلئے صرف تین ہزار آدمیوں کو جمع کر سکے۔ اس کی تعداد کی وجہ سے مسلمانوں نے اپنے بال بچوں کو گھروں میں چھوڑا اور خود باہر شہر کے اپنے دشمنوں کے سامنے خندق کے اس پار جا ٹھہرے۔

مسلمانوں کے عقب میں سلع نام پہاڑ تھا اور ان کو اُسیدہ بھی کہتے تھے اور بنی قریظہ لگے

۱ ابن ہشام ص ۲۵۰ ابن الاطیر جلد ۲ ص ۱۳۱۔ ۲ ابن ہشام ص ۲۵۹۔ ابن الاطیر جلد ۲ ص ۱۳۲  
تاریخ طبری جلد ۳ ص ۶۱۔ ۳ مدینہ سے لاپرواہ ایک پہاڑ ہے۔ ۴ ابن ہشام ص ۲۵۹ تاریخ ابن  
خلدون کتاب ثانی جلد ۳۔ ذکر غزوہ خندق ص ۳

فرمایا مگر ابوسفیان راستہ ہی سے لوٹ گیا۔ آپ بھی مدینہ واپس چلے آئے۔

## غزوہ ذات الرقاع محرم سنہ

خبر آئی کہ بنی غطفان اور بنی عمار کے بہت سے اعراب جمع ہوئے ہیں اور مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اسلئے آنحضرتؐ نے خود کوچ فرمایا اور بمقام ذات الرقاع پہنچے۔ اعراب ڈر کر ہراساں کئے۔ لڑائی نہیں ہوئی۔ یہیں آپؐ نماز خوف ادا فرمائی۔

## غزوہ دو مقل الجندل ربیع الاول سنہ

دو مقل الجندل ایک مقام ہے دمشق سے جانب جنوب سات روز کے راستہ پر، جیسا کہ ابوالفضلؓ لکھا ہے، کے عیسائی عربوں نے مدینہ کی تجارت کو، جو شام میں ہوتی تھی، روک دیا، اور مسافروں کو غارت کرنا شروع کیا۔ اور ان کا ارادہ ہوا کہ مدینہ پر جا پڑیں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپؐ نے بنظر پیش مندی وطن کا غم نہ کیا، مگر وطن پہنچنے پر دشمنوں کی جماعت پر آگندہ ہو گئی اور جنگ کی نوبت نہ آئی۔ آپؐ نے اس کے حوالے کے ایک رئیس جس کا نام عتبہ بن حصین تھا، صلح کی، اور اس کو مدینہ کے چراگا ہون میں اپنے مویشیوں کے چرانے کی اجازت دیکر مدینہ تشریف لے آئے۔ یہ رئیس بنی تزارہ کا سردار تھا۔

## غزوہ بنی مصطلق یا مرسیع شعبان سنہ

قبیلہ بنی مصطلق کا برتاؤ ابوبکرؓ کے ساتھ دوستانہ تھا، مگر اس قبیلہ کے سردار، الحارث یا حارث بن ضرار نے، اپنی جاوید بھری تقریروں سے اپنی قوم کو مسلمانوں کا مخالف بنا دیا۔ اور وہ ان تمام عربوں میں پھرا جہاں اس کی تقریر کا اثر ممکن تھا، اور لوگوں کو جمع کر کے حوالی مدینہ میں لٹ ماراج کرنا شروع کیا۔ آنحضرتؐ کو اس کی خبر کی گئی، اور آپؐ نے ان کے مقابلہ کیلئے کوچ فرمایا۔ اور مرسیع کے مقام پر دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ مخالفین کی طرف سے پہلے غیر حلیات مسلمانوں کی طرف سے



خاص جنگ میں مدد نہ بھی کرینگے تو مدینہ کی دوسرے طرف کی حفاظت بوجہ اپنے قلعوں کے بہت اچھی طرح کر سکیں گے۔ اس لئے اُس طرف کی حفاظت کا بغیر کچھ انتظام کئے مسلمان دشمنوں کے مقابلہ کو نکل آئے۔ ان کی یہ امید بجا تھی، کیونکہ یہ ہودان بنی قریظہ نے معاہدہ کر لیا تھا کہ شہر کو مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو کر دشمنوں کے حملوں سے بچائیں گے۔ لیکن یہودی بنی قریظہ نے حتی بن الخطیب حنیملی کے حکم میں آکر معاہدہ کا کچھ خیال نہ کیا، اور قریش کے ساتھ دینا بڑی خوشی سے منظور کر لیا۔ اور یہ سمجھا کہ جب اُس طرف قریش اور ہودان بنی نضیر وغیرہ مسلمانوں پر حملہ کریں تو اُس طرف بنی قریظہ بھی شتر قریشی سواروں کے ساتھ کید فہم مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں، اور اس طرح مسلمانوں کو کچل ڈالیں۔ اسی واسطے اس غزوہ احزاب و خندق کے واقعہ میں قرآن شریف فرماتا ہے۔

اِذْ جَاءُوكُم مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَالُ  
فَلَبَّثْتُ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَآ اِسْتِثْنَاءُ  
الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَآئِهَا اَرْضُ لَنْ اَسْتَدِرَّ اِيْهَا ۝ (سورہ احزاب ۶-۷)

ترجمہ جب آئے تم پر اور کھپڑے اور نیچے سے اور جب آنکھیں پھیری کی پھیری اور دل کھل  
مک پہنچے اور لگے اس پر کئی کئی اکلیں مارنے وہاں جا بچو گئے ایمان کو اور طام کو سخت ہلانا  
جب یہ غیر نصرت کو ہوئی، تو آپ نے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ وغیرہ کو یہودیوں  
کے پاس بھیجا، اور کہلایا کہ کیوں وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟ اب بھی وہ قریشیوں کے ساتھ  
چھوڑ دیں، اور اپنے عہد پر قائم ہو جائیں، اور مسلمانوں کو ایسے اڑے وقت میں نہ  
ستائیں۔ انھوں نے بڑا ہی سخت جواب دیا، اور کہا: محمد کون ہے اور کون خدا کا رسول  
ہے جو ہم اُس کا کہنا مانیں؟ ہم سے اور اُس سے کوئی عہد نہیں ہے۔

چونکہ یہ یہود شہر کی حالت سے پورے واقف تھے، اس لئے یہ علاوہ حملہ آوری کے  
قریش کو شہر میں غیر محفوظ راستے سے داخل ہونے میں بھی مدد دے سکتے تھے۔ پہلی اسٹیج  
پر عہدی سے مسلمان بہت گھبر گئے، اور منافق اور کمزور لوگ چل نکلے۔ مگر ثابت قدم  
مسلمان برابر کفار کا مقابلہ کرتے رہے۔ دشمنوں نے دو دفعہ بڑی شدت اور فوج  
کے ساتھ عام حملہ بھی کیا مگر ہر دفعہ ناکام ہٹا دیے گئے۔

اس لڑائی میں نوفل بن عبد اسہ کفار کی طرف سے حملہ آور ہوا، اور خندق میں گر کر  
دشمنوں نے خون بہا دیکر اس کی لاش لینی چاہی، مگر بنی اسد نے مفت دیدی۔ اللہ ربہم!  
محاصرہ کو طول ہوتا جاتا تھا، اور اعراب صحرائی جو صرف لوٹ کی طمع سے قریش کے

غرض کہ بقیہ مرد اور کل عورتیں اور بچے یا تو آزاد کر دیے گئے، یا فدیہ دیکر آزاد ہو گئے۔ عینک  
الانار مصنفہ ابن صفیاد میں ہم اس فدیہ کا ذکر پاتے ہیں۔

مقتولین کی تعداد میں مورخین کا بڑا اختلاف ہے۔ کسی مورخ کا چار سو اور کسی کا چھ سو  
اور آٹھ سو بیان کرنا خود اس بات کی دلیل ہے کہ تعداد میں نہایت مبالغہ کیا گیا ہے۔ بلحاظ  
اُس آبادی کے جو اُس زمانہ میں مدینہ کی تھی، یقین نہیں ہو سکتا کہ چار سو آدمی بھی لڑیوں کے  
مدینہ کے ایک محلہ (یعنی بنو قریظہ کے ایک محلہ) میں ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں اور  
بچوں سمیت چار سو یا کچھ زیادہ تعداد اُن لوگوں کی ہوگی، جس کو پچھلے راویوں نے غلطی  
مقتولین کی تعداد سمجھ لی۔ مگر ہم کو تو اس مجموعی حیثیت سے بھی چار سو کی تعداد میں کلام  
ہے کیونکہ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ رات کے وقت کل قیدی بنت الحارث کے گھر میں رکھو  
گئے تھے، اتنی بڑی جمعیت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا تھا۔

یہ یاد رہے کہ ان لوگوں کو بطور قیدی ان جنگ سرائیں دی گئی، بلکہ باغیوں کے لئے جو سزا  
ہوئی تھی چاہیے تھی وہ انھیں کے مقرر کئے ہوئے حکم کے فیصلہ کے مطابق دی گئی۔ یہودی  
دعاویٰ، بدعہدی کی، جس حکومت کے وہ رکن تھے اُسی حکومت کے خلاف کارروائی  
کرنے لگی، عین لڑائی کے وقت بغاوت کر کے بربادی اور تباہی لانی چاہئے، اور عین ہن  
شہر کا کھودیا۔ ایسی حالت میں وہ اس سرائے مستحق تھے، اور ضرور تھے، جو ان کو دی گئی۔  
کو نہ سزا زمانہ ہے، اند کو نہ سی قوم ہے جس کے ہاتھ سے باغیوں کو اس سے سخت سزائیں نہ دی گئی  
ہوں؟ جن لوگوں نے بغاوت کی تارخیں پڑھی ہیں، یا اپنی آنکھوں سے اس زمانہ پر  
بھی، جو سویلینریشن کا زمانہ کہلاتا ہے، بغاوت کے واقعات دیکھے ہیں، انکی آنکھوں  
میں کئی سو آدمیوں کا مجرم بغاوت قتل ہونا کوئی بڑا واقعہ معلوم نہ ہوگا۔ جب سہلاً  
میں ہند کے ہندو اور مسلمان گورنمنٹ برطانیہ سے باغی ہوئے تو جو سلوک ان سے  
مختلف شہروں میں کیا گیا اُسے کون نہیں جانتا؟ جب کوئی شہر باغیوں کے ہاتھ  
سے چھینا جاتا تو جب تک سیکڑوں آدمی تہ تیغ بیدریغ نہ کئے جاتے ہرگز شہر کے باشندے  
کو امن نہ دیا جاتا، اور حقیقت میں بغاوت کے موقعوں پر اگر ایسا نہ کیا جائے تو پھر امن  
مطلوبہ کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتا۔

بہر حال مسلمانوں کا یہ فعل اس وقت کے مارشل لا سے بہت نرم تھا، اند کو نہ  
کے حکم سے بہت ہی آسان، جس کے بموجب آئرلینڈ میں شہر ورڈ ہڈ کے باشندے بلا فرق  
تہ تیغ بیدریغ کئے گئے۔ اور اس واقعہ سے بھی یہی ثابت ہوا کہ زور و شمشیر صرف ان کا



علاقہ رکھتے ہیں، نہایت ضروری تھا۔ صرف ایک سرغنہ کا مار دیا جائے اس سے گروہ کے متفرق کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے اور اس طرح ایک بڑی فوج بڑی نہ ہو کہ صرف ایک شخص کے قتل سے امن مطلوبہ حاصل ہو جاتا ہے، اور فریقین کے لوگ قتل ہونے سے بچ جاتے ہیں۔

## غزوہ بنی قریظہ۔ ذی الحجہ ۵ھ

یہ بدر کی لڑائی کے موقع پر بھی بد عہدی کر چکے تھے، اور دشمنوں کو ہتھیار دینے سے مدد کی تھی، مگر معاف کر دیے گئے تھے اور دوبارہ عہد کر لیا گیا تھا۔ اب جو انھوں نے ایسے سخت موقع پر جیسا کہ خندق کی لڑائی کا موقع تھا، پھر دغا بازی کی، اور عہد توڑ ڈالا، تو کسی طرح درگزر نہیں کیا جاسکتا تھا۔ باوجود اس کے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عین لڑائی کے دنوں میں کہا تھا بھجوا کہ اب بھی اپنے عہد پر قائم ہو جائیں، مگر انھوں نے نہ مانا، اور نہایت سخت جواب دیا۔ تو جب دشمن خود بخود بھاگ گئے، اور آپ کو ان کی طرف سے امن ہوا، تو اہل اسلام کو ایک نیا کھٹکا پیدا ہوا کہ بنو قریظہ عہد شکنی کر چکے ہیں، اور بہت سے دشمن بھاگ گئے ان کے یہاں پناہ گزین بھی ہوئے ہیں، اگر انھوں نے مدینہ پر شیخون مارا تو ہر ایک مسلمان قتل ہو جائے گا۔ لہذا مقتضائے حاجت اندیشی نے بتایا اور آپ مقام جنگ سے جہاں خود حفاظتی کے لئے کھائی کھود لی گئی تھی، مدینہ میں تشریف لائے اور قلعجات بنو قریظہ کا محاصرہ کر لیا۔ دس پندرہ روز محاصرہ میں لگ گئے۔ آخر قلعہ بند لوگ گھبرا گئے اور آنحضرت کے پاس کسیکو بھیجا۔ آپ نے کہا کہ وہ بلا کسی شرط کے اپنے ستیوں سپرد کر دیں ہم جو چاہیں گے ان کی نسبت حکم دینگے۔ لیکن ان لوگوں نے اسکو منظور نہ کیا اور کہا بھجوا کہ ہماری نسبت جو سعد بن معاذ (بنو قریظہ کا حلیف تھا) فیصلہ کرے وہ فیصلہ ہوگا منظور ہے۔ یہ قسمتوں نے رحمة للعالمین کو حکم نہ بنایا، بلکہ سعد کے فتویٰ پر رضی گئے اور قلعہ سے نکل آئے۔ سعد بن معاذ بلائے گئے۔ انھوں نے اس موقع کی بد چینی، بد عہدی، بغاوت، اور نا عاقبت اندیشی کو خیال کر کے یہ حکم دیا کہ قابل جنگ لوگ چلے جائیں، اور ان کی عورتیں اور بچے قید کر لئے جائیں۔ پس اکثر قابل جنگ لوگ باہر گئے اور جو بغاوت میں شریک نہ تھے مثلاً زبیر و عیوب وہ قتل سے محفوظ رہے، اور چھوڑ دیئے گئے،

بائشتم ص ۱۱۶ تا ۱۱۹ ابن الاثیر جلد ۲ ص ۱۱۸ سے آخر ذی الحجہ اور تاریخ طبری جلد ۲ ص ۱۱۶ سے آخر ذی الحجہ

دیکھو صحیح بخاری میں کتاب المغازی کتاب الجہاد کتاب المناقب ان تینوں مقام میں کئی جہیں بیان کی گئی ہیں جنہیں عورتوں اور بچوں کے قید کرنے کا فیصلہ ہے۔

دوئمہ الجندل کے لوگ جو عیسائی تھے ہمیشہ حملہ کا موقع سمجھتے رہتے تھے۔ چنانچہ ہجرت کے چوتھے سال میں بھی ان لوگوں نے مسلمانوں کی تجارت کو روک دیا تھا، اور مسافر و فوج کو سنا شروع کیا تھا اور مہینہ پر حملہ کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے، جس کا ذکر ہم غزوہ دوئمہ الجندل میں کر چکے ہیں۔ پھر آنحضرت نے خود کوچ کیا تھا، اور وہ لوگ بھاگ گئے تھے۔ مگر پھر بھی وہ اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئے۔ اسی خیال سے آپ نے اس سال عید الرحمن بن عوف کو سردار کیے کہ ان لوگوں پر بھیجا اور فرمایا کہ کوئی درغا کی بات کسی حالت میں نہ کرنا، لے

پس عید الرحمن و ماں گئے۔ تین دن تک قیام رہا، اور اسلام کا وعظ کرتے رہے۔ انھیں بن عمرو کلبی، جو وہاں کا سردار تھا، عیسائی تھا، مسلمان ہو گیا، اور اس کے ساتھ بہت سے آدمی مسلمان ہوئے۔ اور جو مسلمان نہیں ہوئے انھوں نے بھی اطاعت اختیار کی، اور خبر دینا قبول کیا۔ عید الرحمن نے صبح کی بیٹی سے شادی کر لی۔ لے

## سریہ فدک - شعبان سنہ

آنحضرت کو خبر پہنچی کہ قبیلہ بنو سعد بن بکر لوگوں کو جمع کر کے یہودان جنیبر کو مدد دینا، اور دونوں ملک مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اسلئے آنحضرت نے حضرت علی کو روانہ کیا۔ بنو سعد بھاگ گئے، اور اپنی اونٹ غنیمت میں لے آئے۔ لے

## سریہ أمقرقہ - رمضان سنہ

دیرین مارنے مسلمانوں کا بہت سال تجارت لٹی ہوئے شام کو جارہے تھے۔ جب داؤد القریٰ میں پہنچے تو قوم قرارہ نے، جو بنی بدر کی ایک شاخ ہے، اور جسکی سردار أم قرق نامی ایک عورت تھی، اسباب لوٹ لیا۔ علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اس سریہ کے سردار ابو بکر صدیق تھے، جو اس قوم کی سر کے لئے بھیجے گئے تھے لڑائی ہوئی، کچھ لوگ مارے گئے اور لپیڑوں کی سردار مع اپنی بیٹی کے گرفتار ہوئی۔ لے

بعض مورخوں نے جو اس عورت کے مارے جانے کا ذکر کیا ہے وہ صحیح نہیں۔ علامہ ابن اثیر جیسا محقق مورخ اسکے خلاف ہے، اور وہ صرف ایسی گرفتاری کا ذکر کرتے ہیں۔ اور صحیح مسلم میں بھی جو حدیث کی نہایت معتبر کتاب ہے، صرف اس عورت کے گرفتار ہونے کا ذکر ہے۔

قائم رکھنا مقصود تھا نہ کسیکو جبراً مسلمان کرنا۔

## غزوہ بنی لحيان ببيع الاول سنہ ۶ھ

سریہ جمع کے ذکر میں تمکو معلوم ہو چکا ہے کہ غرض اور قارہ قبیلوں کے ساتھ بنو ہذیل بھی شریک ہو گئے تھے۔ اگر بنو ہذیل مدد نہ کرنے تو ان چھ مسلمانوں پر ہرگز یہ صیبت نہ آتی۔

ہذیل کا بیٹا لحيان تھا، اس لئے ان معاویہ قتل کو بنو لحيان بھی کہتے ہیں۔ اس مکار قوم کو کفر اعمال پر پہنچانا نہایت ضروری تھا۔ ایسی خطرناک برائیوں سے اگر شکم بھرتی جاتی تو وہ وحشی قوم میں تمام دنیا کی تہذیب و ادیان و قوانین سے آزاد و بیباک، استیصال کی درجہ ہو جاتیں، اور ان کی بد اطواری بنی آدم کو کبھی آرام و چین نہ لینے دیتی۔ مصلح بنی آدم نے بحیال کمال اصلاح اس غدار قوم پر حملہ کیا۔ مگر وہ لوگ پہاڑوں میں بھاگ گئے، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم برون لڑائی اور نفاق قبہ کے واپس تشریف لے آئے۔ ابتدائی تعلیم میں اتنی سرنش بھی ان کی دلیری توڑنے کے لئے کم نہ تھی۔

## غزوہ ذیقعدہ یا غزوہ غابہ ببيع الاخر سنہ ۶ھ

عبیدہ بن حصن انفراری نے بنی غطفان کے سوار لیکر بمقام غابہ آنحضرت کے اونٹوں کو لوٹ لیا۔ سلمہ بن عمر بن اکوع نے جب یہ خبر سنی تو اُحفوں نے تن تنہا ان کا تعاقب کیا، جب ان لوگوں نے انکو آتے دیکھا تو سمجھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خود آگئے ہیں، اور اونٹوں کو چھوڑ دیا اور بھگتے چلے گئے۔ مگر عبیدہ بن زید مکہ سے کسی طرف کو جاتا تھا، اس نے ان لوگوں کو کہا کہ شرم کی بات ہے کہ تم باوجودیکہ اتنے سوار ہو کہ ہر ایک پیادہ کے خوف سے بھاگے جا رہے ہو۔ جب انکو اپنی غلطی معلوم ہوئی تو وہ لوٹ پڑے اور سلمہ سے لڑنے لگے۔ سلمہ ایک پتھر کی آڑ میں کھڑے ہو کر براہِ رتیر چلانے سے آخر مقابلہ کی تاب نہ لے سکا اور سطح چھپ کر بھاگے کہ ان لوگوں کو کچھ معلوم بھی نہ ہوا اتنے میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی کچھ لوگوں کے ساتھ آ پہنچے۔ اور وہ اونٹوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

## سریہ دومة الجندل - شعبان سنہ ۶ھ

۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴ - ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶ - ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸ - ۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴ - ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸ - ۱۰۱۹ - ۱۰۲۰ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲ - ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴ - ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶ - ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸ - ۱۰۲۹ - ۱۰۳۰ - ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴ - ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶ - ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸ - ۱۰۳۹ - ۱۰۴۰ - ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴ - ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ - ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰ - ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶ - ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸ - ۱۰۵۹ - ۱۰۶۰ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲ - ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ - ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ - ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ - ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲ - ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶ - ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸ - ۱۰۹۹ - ۱۱۰۰ - ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲ - ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ - ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶ - ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸ - ۱۱۰۹ - ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲ - ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴ - ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶ - ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸ - ۱۱۱۹ - ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴ - ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ - ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸ - ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ - ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲ - ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴ - ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶ - ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸ - ۱۱۳۹ - ۱۱۴۰ - ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲ - ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴ - ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶ - ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸ - ۱۱۴۹ - ۱۱۵۰ - ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴ - ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶ - ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸ - ۱۱۵۹ - ۱۱۶۰ - ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲ - ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴ - ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶ - ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸ - ۱۱۶۹ - ۱۱۷۰ - ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲ - ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴ - ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶ - ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸ - ۱۱۷۹ - ۱۱۸۰ - ۱۱۸۱ - ۱۱۸۲ - ۱۱۸۳ - ۱۱۸۴ - ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶ - ۱۱۸۷ - ۱۱۸۸ - ۱۱۸۹ - ۱۱۹۰ - ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲ - ۱۱۹۳ - ۱۱۹۴ - ۱۱۹۵ - ۱۱۹۶ - ۱۱۹۷ - ۱۱۹۸ - ۱۱۹۹ - ۱۲۰۰ - ۱۲۰۱ - ۱۲۰۲ - ۱۲۰۳ - ۱۲۰۴ - ۱۲۰۵ - ۱۲۰۶ - ۱۲۰۷ - ۱۲۰۸ - ۱۲۰۹ - ۱۲۱۰ - ۱۲۱۱ - ۱۲۱۲ - ۱۲۱۳ - ۱۲۱۴ - ۱۲۱۵ - ۱۲۱۶ - ۱۲۱۷ - ۱۲۱۸ - ۱۲۱۹ - ۱۲۲۰ - ۱۲۲۱ - ۱۲۲۲ - ۱۲۲۳ - ۱۲۲۴ - ۱۲۲۵ - ۱۲۲۶ - ۱۲۲۷ - ۱۲۲۸ - ۱۲۲۹ - ۱۲۳۰ - ۱۲۳۱ - ۱۲۳۲ - ۱۲۳۳ - ۱۲۳۴ - ۱۲۳۵ - ۱۲۳۶ - ۱۲۳۷ - ۱۲۳۸ - ۱۲۳۹ - ۱۲۴۰ - ۱۲۴۱ - ۱۲۴۲ - ۱۲۴۳ - ۱۲۴۴ - ۱۲۴۵ - ۱۲۴۶ - ۱۲۴۷ - ۱۲۴۸ - ۱۲۴۹ - ۱۲۵۰ - ۱۲۵۱ - ۱۲۵۲ - ۱۲۵۳ - ۱۲۵۴ - ۱۲۵۵ - ۱۲۵۶ - ۱۲۵۷ - ۱۲۵۸ - ۱۲۵۹ - ۱۲۶۰ - ۱۲۶۱ - ۱۲۶۲ - ۱۲۶۳ - ۱۲۶۴ - ۱۲۶۵ - ۱۲۶۶ - ۱۲۶۷ - ۱۲۶۸ - ۱۲۶۹ - ۱۲۷۰ - ۱۲۷۱ - ۱۲۷۲ - ۱۲۷۳ - ۱۲۷۴ - ۱۲۷۵ - ۱۲۷۶ - ۱۲۷۷ - ۱۲۷۸ - ۱۲۷۹ - ۱۲۸۰ - ۱۲۸۱ - ۱۲۸۲ - ۱۲۸۳ - ۱۲۸۴ - ۱۲۸۵ - ۱۲۸۶ - ۱۲۸۷ - ۱۲۸۸ - ۱۲۸۹ - ۱۲۹۰ - ۱۲۹۱ - ۱۲۹۲ - ۱۲۹۳ - ۱۲۹۴ - ۱۲۹۵ - ۱۲۹۶ - ۱۲۹۷ - ۱۲۹۸ - ۱۲۹۹ - ۱۳۰۰ - ۱۳۰۱ - ۱۳۰۲ - ۱۳۰۳ - ۱۳۰۴ - ۱۳۰۵ - ۱۳۰۶ - ۱۳۰۷ - ۱۳۰۸ - ۱۳۰۹ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۱ - ۱۳۱۲ - ۱۳۱۳ - ۱۳۱۴ - ۱۳۱۵ - ۱۳۱۶ - ۱۳۱۷ - ۱۳۱۸ - ۱۳۱۹ - ۱۳۲۰ - ۱۳۲۱ - ۱۳۲۲ - ۱۳۲۳ - ۱۳۲۴ - ۱۳۲۵ - ۱۳۲۶ - ۱۳۲۷ - ۱۳۲۸ - ۱۳۲۹ - ۱۳۳۰ - ۱۳۳۱ - ۱۳۳۲ - ۱۳۳۳ - ۱۳۳۴ - ۱۳۳۵ - ۱۳۳۶ - ۱۳۳۷ - ۱۳۳۸ - ۱۳۳۹ - ۱۳۴۰ - ۱۳۴۱ - ۱۳۴۲ - ۱۳۴۳ - ۱۳۴۴ - ۱۳۴۵ - ۱۳۴۶ - ۱۳۴۷ - ۱۳۴۸ - ۱۳۴۹ - ۱۳۵۰ - ۱۳۵۱ - ۱۳۵۲ - ۱۳۵۳ - ۱۳۵۴ - ۱۳۵۵ - ۱۳۵۶ - ۱۳۵۷ - ۱۳۵۸ - ۱۳۵۹ - ۱۳۶۰ - ۱۳۶۱ - ۱۳۶۲ - ۱۳۶۳ - ۱۳۶۴ - ۱۳۶۵ - ۱۳۶۶ - ۱۳۶۷ - ۱۳۶۸ - ۱۳۶۹ - ۱۳۷۰ - ۱۳۷۱ - ۱۳۷۲ - ۱۳۷۳ - ۱۳۷۴ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۶ - ۱۳۷۷ - ۱۳۷۸ - ۱۳۷۹ - ۱۳۸۰ - ۱۳۸۱ - ۱۳۸۲ - ۱۳۸۳ - ۱۳۸۴ - ۱۳۸۵ - ۱۳۸۶ - ۱۳۸۷ - ۱۳۸۸ - ۱۳۸۹ - ۱۳۹۰ - ۱۳۹۱ - ۱۳۹۲ - ۱۳۹۳ - ۱۳۹۴ - ۱۳۹۵ - ۱۳۹۶ - ۱۳۹۷ - ۱۳۹۸ - ۱۳۹۹ - ۱۴۰۰ - ۱۴۰۱ - ۱۴۰۲ - ۱۴۰۳ - ۱۴۰۴ - ۱۴۰۵ - ۱۴



## سیرۃ عبد اللہ بزواحہ شوال سنہ ۶ھ

اسیر بن زمام یہودیوں کا سردار تھا۔ اُس نے اپنے حلیف بنی غطفان، کو اپنے ساتھ بلایا، اور لوگوں کو مدینہ پر چڑھائی کرنے کے لئے جمع کرنے لگا۔ آنحضرت کو جب یہ خبر ملی تو آپ نے مدینہ بن رواحہ کو مع تین اور آدمیوں کے اس غیر کی تحقیق کرنیکو بھیجا۔ جب عبد اللہ وہیں گئے تو آپ نے یہ سوچ کر کہ جنگ سے صلح بہتر ہے تیس آدمیوں کو ان کے ساتھ کیا، اور اسیر کے پاس روانہ کیا، اور کہلا بھیجا کہ تم مدینہ آ کر ہم سے ملو، ہم تمکو خیبر کا گورنر بنادیں گے۔ عبد اللہ نے وہاں پہونچ کر اُس سے گفتگو کی، اور وہ صلح پر راضی ہو گیا اور خیبر کی گورنری لینے کے لئے اپنے تیس آدمیوں کے ساتھ مدینہ کو روانہ ہوا۔ یہ سب اونٹوں پر سوار ہو کر چلے یہودی آگے اور مسلمان ان کے پیچھے بیٹھے۔ جب فرقہ میں پہونچے تو اسیر کو پھر شرارت سو جھی، مدینہ جانے سے پھنسا، اور عبد اللہ کی تلوار پر ماتھ ڈالا۔ عبد اللہ فوراً کود پڑا اور اپنی تلوار سے اس کے پاؤں پر وار کیا۔ اسیر نے بھی ایک خاردار سونٹا عبد اللہ کے منہ پر لسیا مارا کہ وہ بھی زخمی ہو گیا۔ اس ہنگامہ کے ہوتے ہی عام حملہ ہو گیا، اور کل یہودی مارے گئے۔ اور صلح کر کے پھر شرارت کرنے کا مزہ چکھا۔

## سیرۃ عمر بنین - شوال سنہ ۶ھ

چونکہ اس واقعہ کو خود مورخوں نے قبول نہیں کیا ہے، اسوجہ سے ہم اس کے بیان کی ضرورت نہیں دیکھتے۔ دیکھو زرقانی بر مواب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۱ -

لے ہیں کہ یہ قصہ غلط معلوم ہو گیا، کیونکہ اس وقت تک خیبر فتح نہیں ہوا تھا، اور آنحضرت کو کوئی اختیار نہ تھا، کیونکہ وہاں کی گورنری دینے یا نہ دینے کا تھا۔ اور نہ اسیر لسیا لگا کھاتا تھا کہ اس لا یعنی وعدہ کو صحیح سمجھ لیتا، اور سیدھا مدینہ کو گورنری لینے کی خوشی میں چلا آتا۔ اور ابن اسحاق جیسے قدیم مؤرخ نے بھی اس قصہ کا ذکر نہیں کیا ہے، اسوجہ سے اور بھی یہ قصہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ اور جن روایتوں سے یہ قصہ بیان ہوا ہے وہ بھی قابل و فوق نہیں ہیں۔

سیرت محمدیہ مصنفہ عبدالمالک بن ہشام صفحہ ۵ و ۹ -

جب کئی روز گزر گئے تو یہ مشہور ہو گیا کہ وہ شہید کر دیئے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا کہ صحابہ سے جہاد پر بیعت لی ہے اور چونکہ بیعت ایک درخت کے نیچے لی گئی تھی، یہ واقعہ بیعت الشجرة کے نام سے مشہور ہوا۔ قرآن مجید کی اس آیت میں لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور آیت کی مناسبت سے اسکو بیعت الرضوان بھی کہتے ہیں۔ مگر پھر حضرت عثمان کی شہادت کی خبر غلط ٹھہری، اسوجہ سے لڑائی نہیں ہوئی۔

غرض جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ قریش کسی طرح حج کرنے نہیں دیتے، تو آپ نے آئے کا ایک دوسرا خانہ نکالا، اور قریش سے صلح کر لی۔ پہلے حج امن طواف جس کے لئے تلوار اٹھانے کی اکثر ضرورت ہوتی تھی حاصل ہو گیا صلح کی شرائط یہ تھیں کہ اب کی دفعہ مسلمان مدینہ کو واپس جائیں اور مکہ میں داخل نہ ہوں۔ اگر مسلمانوں کو مال آئندہ میں بطور زیارت مکہ کا آنا مطلوب ہو تو کھلے ہتھیاروں نہ آویں، اور تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں ساوران تین دنوں میں قریش پہاڑ پر جا ٹھہریں گے، ایک بیچ مسلمانوں کو نہ ستائیں گے۔ اور اب سے دس برس تک لڑائی موقوف رہے گی۔ اور کسی کو اختیار نہ ہوگا کہ قریش کے کسی دشمن کو آدمیوں سے یا ہتھیاروں سے مدد کرے۔ اور اس دس برس کے درمیان اگر کوئی مسلمان اسلام کا منکر ہو کر اہل مکہ سے ملنا چاہے تو اسے آزادی ہے کہ دین اسلام چھوڑ کر شرک اور کفر اختیار کرے۔ اور اگر کوئی آدمی کفار کے ساتھ ہو کر بغیر اپنے ولی کی اجازت کے مسلمانوں سے ملنا چاہے تو مسلمانوں کو ضرور ہوگا کہ اسے واپس کر دیں۔ اور قبائل عرب میں جو چاہے قریش کا ساتھ دے اور جو چاہے اسلام کے سایہ امن میں آوے۔ چنانچہ قبیلہ خزاعہ نے انحضرت کا اور خاندان بنو مکہ نے قریش کا ساتھ دیا، اور شرائط معاہدہ کی رو سے دونوں قبیلے جو آپس میں لڑا کرتے تھے لڑائی سے دست بردار ہو گئے۔

غرض معاہدہ صلح کھایا، اور اسپر پڑے بڑے اکابر صحابہ کے دھنڈے سے معانہ کے بعد انحضرت نے مدینہ منورہ کا قصد کیا۔ راہ میں سورہ نزل ہوئی انحضرت نے حضرت عمر کو بلایا اور فرمایا مجھے آج ایسی سورہ نازل ہوئی ہے کہ جو مجھ کو دنیا کی تمام

مخصوص تھے۔ اور قریش کو کوئی حق، ملک کے قومی قانون کے مطابق، دشمنوں تک کو کسی زیارت سے روکنے کا نہ تھا۔ اور ہر قوم و ملت کے لوگ اُسکی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ چنانچہ کعبہ میں انبیائے سلف خصوصاً براہیم و اسمعیل علیہم السلام اور قربانی کے میٹھو اور عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں لئے ہوئے حضرت مریم کی تصویر کا ہونا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ عرب کے بعض قبیلوں کے لوگ جو یہودی یا عیسائی ہو گئے تھے، وہ بھی حج اور زیارت کو آتے تھے، اور کوئی کسی سے مزاحم ہونے کا حق نہ رکھتا تھا۔ پس اسی بنا پر آنحضرت صلی علیہ وسلم نے مکہ جا کر حج و عمرہ ادا کرنے کا ارادہ کیا، قربانی کے لئے اونٹ ہمراہ لئے، اور قربانی کی علامت کے طور پر جو نشانیاں مقرر تھیں، وہ اُن پر کر دیں، اور سات سو آدمیوں کے ساتھ کوچ فرمایا۔ اور چونکہ یہ اُمید تھی کہ قریش مکہ حج و زیارت کے مانع ہوں گے، اسلئے آنحضرت نے بے اختیار جانا چاہا، مگر پھر احتیاطاً صرف ایک ایک تلوار لے لی گئی اور کوئی ہتھیار یا جنگ کا سامان نہ کیا گیا۔

مگر قریش کی دشمنی اس حد کو پہنچی ہوئی تھی کہ ان لوگوں نے مسلمانوں کی اس صلح و آشتی کے فعل کو بھی پسند نہ کیا۔ اور مسلمانوں کو مکہ سے دوپہی روکنے کو بڑھے، مگر پھر شہر کے پاس ہٹ آئے اور قسم کھانی کہ ہرگز مسلمانوں کو حج کرنے نہ دیں گے۔ اور جب آنحضرت حدیبیہ میں پہنچے تو قریش مکہ نے آنے سے روکا۔ آپ وہیں ٹہر گئے، اور کہل بھیجا کہ ہنرمند حج کرنے کے لئے آئے ہیں، تم کیوں روکتے ہو؟ مگر ان لوگوں نے نہ مانا، بلکہ ایک گروہ قریش کا مسلمانوں کی فرو دگاہ کے گرد اس نیت سے پھرا کہ اگر کوئی مسلمان تنہا ملے تو اُسکو قتل کر دیں۔ بلکہ ان لوگوں نے خود آنحضرت پر بھی پتھروں اور تیروں سے حملہ کیا۔ مگر اللہ رے رحم کہ جب بعض ان میں سے گرفتار کر کے آنحضرت کے پاس لائے گئے تو آپ نے ان کو معاف کر دیا، اور چھوڑ دیا۔ آخر کار حضرت عثمان بھیجے گئے۔ انھوں نے جا کر کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو لڑنے کے لئے نہیں آئے ہیں، تم کیوں روکتے ہو؟ انکو حج کر لینے دو۔ قریش نے اب بھی اس بات کو منظور نہ کیا، بلکہ حضرت عثمان کو روک کر کہا

لے تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۱۵۱ "تو میں لڑی پر رسول" جلد ۲ صفحہ ۱۵۱۔ لے دیکھو کتاب انباء کہ مصنف علامہ ابن زنی صفحہ ۱۔ لے ابو الفدا میں چودہ سو کی تعداد بتائی گئی ہے صفحہ ۱۵۱۔ لے تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۱۵۱۔ ابن ہشام صفحہ ۱۵۱۔ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۱۔ ابن ہشام صفحہ ۱۵۱۔



کے چہرے میں شرکت اُنہر فرض فحش آنحضرت نے اُن کی حفاظت کے معاوضہ میں جواب اُنکو حاصل ہوئی ایک محصول بقدر نصف پیداوار اُن کی اراضی کے اُنہر مقرر کیا۔ اور منقولہ جائیداد چوڑائی اور محاصرہ کے بعد فلعوں سے نخلی اور ضبط ہو ائی وہ لشکر اسلام میں تقسیم کی گئی۔ سواروں کو تین حصے ملے تو بیادوں کو ایک ملے

## غزوہ فذک جمادے الآخر سنہ

غزوہ خیبر کے بعد ہی آپ نے فذک والوں سے بھی صلح کی۔ فذک خیبر سے قریب ہی تھا، اور وہاں بھی یہود رہتے تھے۔

یہاں آنحضرت کو زہر زینے کا منصوبہ ہوا۔ ایک یہودیہ عورت نے آنحضرت اور آپ کے چند اصحاب کی دعوت کی، اور کھانے میں زہر ملا دیا۔ اس دعوت میں ایک صحابی اسی زہر سے مر گئے، آنحضرت کو زہر کی بڑی تکلیف رہی مگر رحمتہ للعالمین نے اُس عورت کو معاف کر دیا، اور کچھ عیب بھی نہ کیا۔

## غزوہ وادی القری جمادی الآخر سنہ

خیبر سے مراجعت فرما کر آنحضرت وادی القری میں پہنچے۔ یہ خیبر کے قریب ہی ایک مقام تھا یہاں کے باشندے بھی یہودی تھے، اور خیبر والوں کے ساتھ تھے۔ آنحضرت وہاں ایک ہفتہ ٹھہرے، اور اُن سے بھی صلح ہوئی۔

## غزوہ عمق القضاء الموعود ذی قعد سنہ

حسب معاہدہ صلح حدیبیہ جب ایسا سال گزر گیا، تو آپ نے مکہ جا کر عمرہ ادا کرنے کا ارادہ فرمایا، اور دو ہزار اصحاب کے ساتھ روانہ ہوئے۔ قریش پہاڑ و نیچے چلے گئے، اور وہیں سے مسلمانوں کو دیکھتے رہے، چوتین روز تک مکہ میں قیام پذیر رہے۔ تیسرے روز آنحضرت نے اونٹ فی کف کی اور چوتھے روز صبح ہی حسب معاہدہ مدینہ کو رواد ہو گئے۔

## سیرہ مونتہ جمادی الاول سنہ

۱۔ ابن ہشام۔ ۲۔ ۴۳۰۔ ۳۔ ابن الاطیر جلد ۲۔ ۴۔ تاریخ ابن جریر طبری۔ ۵۔ تاریخ طبری جلد ۳۔ ۶۔ ابن الاطیر جلد ۲۔ ۷۔ ۱۴۵۰۔ ۸۔ تاریخ ابن جریر طبری۔ ۹۔ تاریخ ابن جریر طبری۔ ۱۰۔ لالیف آف محمد۔ جلد ۳۔ صفحہ ۲۰۲ +

مراۃ البیہ میں مذکور ہے کہ آنحضرت نے غزوہ خیبر کے بعد ہی فذک والوں سے صلح کی۔ اور وہاں بھی یہود رہتے تھے۔ یہاں آنحضرت کو زہر زینے کا منصوبہ ہوا۔ ایک یہودیہ عورت نے آنحضرت اور آپ کے چند اصحاب کی دعوت کی، اور کھانے میں زہر ملا دیا۔ اس دعوت میں ایک صحابی اسی زہر سے مر گئے، آنحضرت کو زہر کی بڑی تکلیف رہی مگر رحمتہ للعالمین نے اُس عورت کو معاف کر دیا، اور کچھ عیب بھی نہ کیا۔

جنیروں سے زیادہ محبوب ہے؛ یہ کہہ کر اپنے یاتیں پڑھیں اِنَا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُبِیْنًا ۱۰  
 محدثین نے لکھا ہے کہ اس وقت تک مسلمان اور کفار بالکل الگ الگ رہے تھے  
 صلح ہو جانے سے آپس میں میل جول ہوا، اور رات دن کے چرچہ سے اسلام کے مسائل  
 اور خیالات روز بروز زیادہ پھیلنے لگے۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ دو برس کے اندر اندھ جس کفر  
 سے لوگ اسلام لائے دس برس مافیل کی وسیع مدت میں نہیں لائے تھے۔ لہٰذا جس بنا  
 پر رسول اللہ صلعم کی فحی وہ یہی مصلحت تھی۔ اور اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے سورہ فتح  
 میں اس صلح کو فتح کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

## غزوہ خیبر جمادی الاخر سنہ

اہل خیبر بن میں وہ تمام یہودی بھی جا ملے تھے جو مدینہ سے اپنی بغاوت کی نذر میں جلاوطن  
 کئے گئے تھے، ہمیشہ مسلمانوں سے لڑنے کی تیاریاں کرتے رہتے تھے۔ انھوں نے بنی اسد اور بنی  
 غطفان کو اپنا حلیف کر لیا تھا۔ غزوہ احزاب کے بیان میں نمکدہ معلوم ہو چکا ہے کہ سلام بن  
 مشکم اور ابن ابی الحقیق۔ اور حنی اور کفانہ اور ہوزہ اور یوعار خیبر سے قریش کے پاس  
 پہنچے، اور انکو اور عرب کی مختلف اقوام غطفان اور قریزہ وغیرہ کو مدینہ پر چڑھالائے  
 اس تدبیر میں اگرچہ انکو ناکامی ہوئی، لیکن پھر بھی وہ اپنے خیال سے باز نہ آئے، اور اسکی تدبیر  
 کرتے رہے چنانچہ تمہر یہ فدک میں پڑھ چکے ہو کہ قبیلہ بنی سعد نے اسکی اعانت پر آمادگی  
 ظاہر کی، چسپر حضرت علی کو بھیجا گیا۔ پھر انھوں نے جی اسد اور بنی غطفان کو اپنے ساتھ  
 لایا۔ اب پھر انھیں قبیلہ کی اعانت سے وہ مدینہ پر حملہ کر نیکی تیاریاں کرنے لگے۔  
 جب ان لوگوں کی آمادگی جنگ نے زیادہ شہرت پائی تو آنحضرت نے اس فساد کو مٹانے  
 کا ارادہ کیا، اور مدینہ سے چڑھائی کی۔ جب آنحضرت خیبر کی طرف بڑھے تو قبیلہ غطفان  
 سدا راہ ہو جانا چاہا۔ مگر وہ بھڑنے سکے، اور ہٹ گئے۔ اسلام نے اول یہودیوں کے پاس  
 صلح کا پیغام بھیجا، جب خیبر لوں نے نہ مانا تب انپر حملہ کیا۔ خیبر میں یہود کے بہت سے  
 قلعے تھے۔ آہستہ آہستہ اکثر فتح ہو گئے۔ آخر بڑا قلعہ القنوس تھا، جو بڑا ہی مضبوط تھا  
 اُسپر بھی بڑی لڑائی ہوئی۔ جب وہ بھی فتح ہو گیا تو یہود کو شکست کا یقین ہو گیا۔ انھوں  
 نے معافی مانگی، اور ان کی درخواست پر معافی دی گئی۔

مگر ان کی نیک کرداری کی ضمانت جائز اور غیر منقولہ سے کی گئی لہٰذا اور رسومات مذہبی کی  
 نسبت یہود کو پوری آزادی دی گئی۔ چونکہ کوئی باضابطہ ٹیکس اُنپر نہ تھا، اور بھتہ

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

# غزوہ فتح مکہ رمضان سنہ

تمکو معلوم ہو چکے کہ حدیبیہ میں جو صلح قرار پائی تھی، اُس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ قبائل عرب میں سے جو چاہے اسلام کے سایہ امن میں آوے، اور جو چاہے قریش کا ساتھ دے۔ چنانچہ قبیلہ خزاعہ نے آنحضرت کا اور خاندان نبویؐ کے قریش کا ساتھ دیا۔ ان دونوں قبیلوں میں امت سے ان بن تھی، اور بہت سے معرکے ہو چکے تھے۔ انہی کا سلسلہ جاری تھا کہ حدیبیہ کی صلح وقوع میں آئی، اور شرائط معاہدہ کی رو سے دونوں قبیلے اطاعتی سے دست بردار ہو گئے۔ لیکن چند روز ہی کے بعد ہی بکھرے نقص عہد کیا، یعنی بنو خزاعہ پر جبکہ وہ لوگ وتیر تلم چشمہ پر کھینچے تھے بشجون مارا، اور قریش نے ان کی اعانت کی، یہاں تک کہ خزاعہ نے حم میں جا کر پناہ لی تب بھی انکو پناہ نہ ملی، اور ان کے بہت سے لوگ مارے گئے۔ ان لوگوں نے عمرو بن سالم خزاعی کو چالیس آدمیوں کے ساتھ مدینہ کو حضور علیہ السلام کی خدمت میں

روانہ کیا عمرو بن سالم نے آ کر عرض کیا۔  
 يَا رَسُولَ اِنِّي نَا مِتْدًا حَتَّ مَدَا  
 اَنْ قَرَأَ يَسَاءَ اَخْلَفُوْكَ اَلْمَوْعِدَا  
 وَنَرَعَمُوَا اَنْ لَسْتَ تَدْعُوَا اَحَدَا  
 وَادْعُوَا عِبَادَ اللّٰهِ يَا ثَوَا مَدَا  
 اِنْ يَسِيْمُ خَسَفًا وَجْهًا تَرِيْدَا  
 لِيَا اَقْلُوْنَا سَرَكَمًا وَ سَحِيْدَا

حَلَفُ اَيُّنَا وَ اَيُّنَا اَلَا تَلَدَا  
 وَ تَقْضُوَا مِيْثَاقَا اَلْمَوْعِدَا  
 فَاَنْصُرْ هَذَا اَللّٰهُ نَصْرًا اَبَدَا  
 فَيُهْزَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ جَزَدَا  
 هُمْ يَبِيْتُوْنَا بِالْوَتِيْرِ بِحَدَا  
 وَ نَرَعَمُوَا اَنْ لَسْتَ اَدْعُوَا اَحَدَا

۱۔ میرے خدا میں محمد کو قسم دیتا ہوں + قسم اپنے اجداد اور اُس کے آباء کے قدیم کی۔  
 ۲۔ بیک قریش نے تجھے وعدہ خلافی کی + اور لوٹ ڈالا ان لوگوں نے تیرے وعدہ مضبوط کو۔  
 ۳۔ اور ان لوگوں نے یغین کر لیا کہ تو کسی کو نہیں پکارتا ہے + تو مدد کر اسے جو ہمیشہ نصرت کی راہ دکھائے  
 ۴۔ خلق خدا کو پکارا وہ لوگ برابر بڑھتے آئیں گے + ان لوگوں میں اللہ کا رسول تھا ہو گیا ہے۔  
 ۵۔ اگر زمین کے دس جانے سے وہ لوگ مغلوب ہو کر ہمارے چہرہ متغیر نہ ہو + ان لوگوں کے ہونے میں وتیر پر حد کیا  
 ۶۔ امدان لوگوں نے ہمارے کعبہ میں ملاک کیا + اور انھوں نے جانا کہ ہم کسی کو نہیں مانتے۔

۴۷۰ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم کو دعوت اسلام کا خط لکھا اور وحی کلمی جو خط لے کر گئے تھے، واپس آئے ہوئے ارضِ حِندام میں پہنچے، تو شامی عربی نے جو عیسائی تھے، اور ہرقل کے ماتحت تھے، وحیہ پر حملہ کیا، اور ان کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور آنحضرت نے صبر فرمایا۔ پھر جب رسول اللہ نے حارث بن عیسٰی کو امیر بصری کے پاس ایک خط دیکر روانہ کیا، تو بمقام موتہ و ماں کے حاکم شریل عسائی رسدہ جے جو گویا ہرقل کا ایک صوبہ دار اور اس کا ماتحت تھا، انکو قتل کر دیا۔ اس واقعہ کی جب مدینہ میں اطلاع ہوئی، تو آپ نے زید بن حارث کو تین ہزار سپاہ کا اہم بنا کر موتہ کی طرف روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ جہاں حارث مارا گیا وہاں جاؤ۔ اور یہ امر شاہد فرمایا کہ اپنا بدلہ لینے میں بچوں اور عورتوں، بڑھوں اور عبادت خانوں کے گوشہ نشینوں کو نہ مارنا، اور باغ کے نزدیک جانا، درخت نہ کاٹنا، اور مکانات کو نہ ڈھانا، غرض یہ فوج دما پہنچی، تو اپنے مقابلہ میں ایک بہت بڑی فوج کو پایا، جس میں خاص تہ قتل شہنشاہ روم کی فوج بھی شامل تھی۔ اس لڑائی میں زید بن حارثہ، جعفر طیار، عبد اللہ بن جحش جو بڑے رتبہ کے صحابہ تھے، شہید ہوئے۔ پھر خالد بن ولید سپہ سالار ہوئے اور یہ نذیر کی کہ میمنہ اور میسرہ اور سابق اور قدام کو بہ لکھا۔ دشمن نے سمجھا کہ کئی مدد آگئی ہے، اس لئے وہ ہٹ گئے، اور گویا انکو شکست ہوئی۔ مگر چونکہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی، اسلئے حضرت خالد نے واپس چلے آنا مصلحت سمجھا، اور مدینہ کو چلے آئے۔

سنة ١٠٠٠ - جمادى الآخرة سنة ١٠٠٠

یہ سب روایات السلاسل کے نام سے مشہور ہے۔ سلاسل ایک چشمہ کا نام تھا، ذات القرلی کے پاس پتہ سے دس منزلیں، بنی قضاہ کے لوگوں کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے جمع کیا۔ جب یہ خبر آنحضرتؐ کو پہنچی تو عمر بنی ناص کو تین سو آدمی دیکر اس طرف روانہ کیا۔ سلاسل کے قریب پہنچ کر یہ سلاسل دم بوا کر دشمن بہت کثرت سے جمع ہیں، اسلئے دو سو آدمی انکی مدد کو اور بھیج دیئے گئے۔ بنی قضاہ آخر کار بھاگ گئے، اور حبشیت متفرق ہو گئی تھیں۔

۲۵۳  
 ملہ یا مدہم کو ایک سچ کے ساتھ اسبا کیا گیا۔ جو عود فیص کے پاس خط لکھ گیا تھا۔ ۱۵ گونہ کی رسولؐ حلیہ ۲۵۳  
 سے تاریخ ابن جریر طبری۔ گونہ ٹوی رسولؐ حلیہ ۱۵۔ آخر ذکر تک۔ ابن الاطہر حلیہ ۱۵۔ آخر ذکر تک  
 ۱۵ ابن اسحاق۔ ۱۵ صبح النذیخ ذکر سریت ذات السلاسل۔ ۱۵

جو سزا چاہتے دیتے مگر اللہ سے رحم اور کرم ! کہ آپ نے اُن سب یا تو لکھ بھلا دیا، اور اہل مکہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے اہل قریش ! تم کیا سمجھتے ہو کہ میں نے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا ؟ اُن لوگوں نے جواب دیا " اے ہر ناب بھائی اور بھائی کے لڑکے، مہانتہی مہربانی اور رحم کا سلوک " طبری لکھتا ہے کہ ان الفاظ پر آنحضرت کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور کہا کہ آج میں تمکو اُسی طرح کہو گا جس طرح یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ (یعنی) آج میں نے اپنے قصور تمکو معاف کئے، خدا جو سب سے زیادہ رحم والا ہے وہ بھی معاف کرے اور پھر فرمایا آذِهِبْ فَاِنَّهُمْ الطَّافِلَاءُ یعنی جاؤ تم سب کو میتے آؤا دیا۔ ۱۵

پھر حضرت عمرؓ کو ساتھ لے کر مقام صفایہ لوگوں سے بیعت لینے کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ لوگ جو حق آئے اور بیعت کرتے جلتے تھے۔ جب عورتوں کی باری آئی تو حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمایا کہ تم ان سے بیعت لو۔ چنانچہ تمام عورتوں نے انھیں کے ہاتھ پر آنحضرت سے بیعت کی۔ بیعت کے الفاظ یہ تھے کہ خدا کے ساتھ کسیکو شریک نہ کریں گی اسکی ذات میں نہ صفات میں نہ استحقاق عبادت و استعانت میں۔ اور چوری نہ کریں گی، بیٹیوں کو نہ ماریں گی اور نہ کسی پر ہتھان لگائیں گی اور تمام امور حق میں آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کریں گی۔ اور عورتوں سے بھی اسی مضمون پر بیعت لی، مگر اتنا زیادہ کیا کہ کسی سوگ میں نہ نہ نوچوں گی اور نہ تمباچوں سے پیٹوں گی اور نہ چلا کر رووں گی، اور نہ قبر پر سوگواری میں بیٹھوں گی۔ ۱۶

## سما یہ خالد بن ولید شوال سنہ

مکہ ہی میں بچھڑا آنحضرتؐ نے اپنے نامور اصحاب کو ہر چار طرف تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا۔ اور وہی تاکید فرمائی کہ صرف وعظ و نصیحت ہی تمہارا کام نہ ہو ناچل پھریے البتہ جب کوئی تمپر حملہ کرے تو تمکو جانا بچانے کی بھی اجازت ہو، اور کسی حالت میں تلوار اٹھائیگی اجازت نہیں؟ ان احکام کی بجا آوری سمجھوں نے؟ سو خالد بن ولیدؓ کی اس کا قصہ یوں ہے کہ خالد بن ولید کو تین سو چالیس آدمیوں کے ساتھ بنی نضیر کی طرف اسلام کی ہدایت کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ ان تین سو چالیس آدمیوں

۱۵ تاریخ طبری - جلد ۳ ص ۱۳۴ اور ابن ہشام ص ۵۲ - ۱۶ ابن الاثیر - جلد ۲ ص ۱۹۲

اور کوسن کی برسرول - جلد ۳ ص ۲۳۳ پھر اے حالات کے لئے دیکھو تاریخ طبری، ابن ہشام،

ابن الاثیر زرقانی وغیرہ مرقع مکہ - ۱۲

ان واقعات اور سچے اقوال کو سکر آنحضرتؐ نے فرمایا نصرت یا عمرو بن سائلہؓ اصر  
تھار مکہ کو اپنی کربوت کا، جیسے ہر ایک گناہ کا نتیجہ افسوس ہوتا ہے، افسوس ہوا۔ ابوسفیانؓ  
اپنے رئیس، گو اس بد اخلاقی کے ثمرات سے بچ رہے تھے لے مرینہ کو روانہ کیا۔ ابوسفیانؓ مرینہ  
آکر دوبارہ عہد کرنا چاہتا تھا، مگر ناکام رہا۔ اور کیونکہ ناکام نہ تھا کہ قریش نے بنو خزاعہ کے  
بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا تھا، اور اپنے اپنے انتہا زبردستی کی تھی۔ پس ممکن نہ تھا کہ اس  
ظلم اور غریب زبانی سے جو قریش اور بنو یکبہ نے ملکر کی تھی، مد گذر کر کے اپنا عہد کر لیا جاتا۔

ابوسفیانؓ کے جانے کے بعد آنحضرتؐ نے ایک سفیر مکہ کو بھیجا، اور جب دستور ملک،  
ہنس، نہیں، بلکہ حسب قانون اخلاق کہلا بھیجا یا تو خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا دیو یا  
بنو یکبہ کی حمایت اور جانب داری سے الگ ہو جاؤ یا حدیبیہ کی صلح کا عہد جو ہمارا اور تمہارا  
درمیان ہے اسے پھیر دو؟ اہل مکہ نے دیکھا کہ اہل اسلام ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں، اور اس  
نصرت الہی اور امداد خداوندی کو بھول گئے جو اسلام ماں سچے اسلام کی ہمیشہ حامی و مددگار  
ہے، اور صلح کا عہد پھیر دیا، کیا معنی، کہہ دیا کہ حدیبیہ والی صلح، جو ہمارے تمہارے درمیان  
تھی نہ رہی۔ قطع عہد اور خزانہ کا بدلہ لینے کے لئے آپؐ نے مکہ پر چڑھائی کی۔

اس حمل میں آپؐ نے وہ ترمی اور اخلاقی شریعت کی پابندی کی جسکی نظیر دنیا میں مفقود ہے  
سب سے پہلے ابوسفیانؓ جیسے دشمن کو آپؐ نے امن دیا۔ اس کے بعد مکہ پر بڑھے اور نہایت  
فرما کر یہ مشہور کرایا کہ جو شخص ابوسفیانؓ کے گھر میں پناہ لے گا، اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند  
کر کے چپ چاپ بیٹھا رہے گا، یا ہتھیار ڈال دے گا اور مقابلہ نہ کرے گا، یا حرم کعبہ میں  
پناہ لے گا، اسکو امن دیا جائے گا؟ مگر چند ہر دو اور ایک دو عورتیں جو نہایت مفسد  
اور واجب القتل شخص مسیحی کی گئیں۔ آخر ان میں سے جو زندہ تھے وہ بھی قتل کر دیے گئے  
اور معاف کر دیے گئے۔

فوج کے سرداروں کو مکہ پر چڑھنے کا حکم ہوا۔ عکرمہ بن ابوجہل اور صفوان بن امیہ  
خالد بن ولید کے کالم کا خفیف سامق بلکہ کیا، اور چند مسلمان شہید ہو گئے۔ مگر قریش کے  
شتر مارے گئے اور بھاگ گئے۔ باقی کسی نے مقابلہ نہیں کیا، اور آنحضرتؐ بلا مزاحمت بلواری  
شتر مکہ میں داخل ہوئے، اور در کعبہ پر کھڑے ہو کر نہایت فصیح اور بلند خطبہ پڑھا، جو اپنے  
تاریخوں میں منقول ہے۔

اب مکہ اور اہل مکہ سب آنحضرتؐ کا مال تھے اور جو ظلم و ستم انھوں نے آنحضرتؐ اور  
ہر کیے تھے وہ ہر کسبہ معلوم ہیں۔ پس آپؐ چاہتے تو سب کو غلام اور لونڈی بنا لیتے، اور جو

دیکھ کر کہ ان چیزیں طریقی - ذکر فتح مکہ ۱۲

کثرت کے گھنڈوں کا منہ پھیر دیا۔ مگر الہی نصرت اسلام کے شامل حال تھی اور بہت جلد تر بتر ہوئے اکٹھے ہو گئے اور یہ غزوہ ہوازن کا فتح و نصرت کے ساتھ ختم ہوا۔ ۱۵

## غزوہ اوطاس - شوال سنہ

دشمن مقام حنین سے بہاگ کر اوطاس نام وادی میں پہنچے اور وہاں پھر سب اکٹھے ہو گئے۔ اس لئے مسلمانوں کو وہاں بھی اونکے تعاقب میں جانا پڑا۔ یہاں بھی کچھ لڑائی ہوئی اور ابو جحاف ایک تیر سے شہید ہوئے۔ اور مالک بن عوف دشمنوں کا سردار اور ثقیف قوم کے لوگوں نے اوطاس سے بہاگ کر قلعہ طائف میں پناہ لی۔ ۱۶

کئی دن کے بعد ہوازن کے لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور التجا کی کہ قیدی احسانا چھوڑ دیئے جائیں۔ یہ بات کسی قدر مشکل تھی، کیونکہ تمام لڑنے والوں کا جیسا حق غنیمت کے مال میں حصہ لینے کا تھا ویسا ہی اون قیدیوں کے معاوضہ میں فدیہ لینا بھی تھا اور وہ لوگ ایسے نہ تھے کہ عوضانہ نہ دیکھتے ہوں۔ مگر آنحضرت کا رحم جلی اس کا مقفی ہو کہ وہ بغیر عوضانہ لینے کے چھوڑ دیئے جائیں۔ اسلئے آپ نے اونکو یہ تدبیر سوچائی کہ کل نماز کے وقت آؤ (جس سے غالباً یہ مقصود تھا کہ سب لوگ ایک جگہ جمع ہوں گے) اور جب نماز ہو چکے تو قیدیوں کے چھوٹنے کی درخواست کرو۔ چنانچہ دوسرے دن جب آنحضرت ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے، وہ آئے اور جب آنحضرت اور کل اصحاب نماز پڑھ چکے تو اون لوگوں نے اپنی درخواست سابقہ پیش کی۔ جس پر آنحضرت نے فرمایا کہ جو کچھ میرا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ ہے میں نے تمکو دیا، پس ہاجرین و انصار نے بھی عرض کیا کہ ہمارے حصہ کا اختیار بھی آنحضرت کو ہے۔ اور پھر اور لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا اور تمام قیدی، جنکی تعداد چھ ہزار بنائی جاتی ہے ایک لحظہ میں بغیر معاوضہ کے آزاد ہو گئے۔ ۱۷

۱۵ ابن ہشام - صفحہ ۸۶۶ - ابن الاطهر - جلد ۲ - صفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱ - کو سن طوی پہل

جلد ۳ - صفحہ ۲۴۸ - اور تاریخ ابن جریر طبری - ۱۳

۱۶ ابن ہشام - ابن الاطهر وغیرہ - ۱۲

۱۷ طبری کہتا ہے کہ صبح کی نماز - جلد ۳ - صفحہ ۱۵۵ -

۱۸ ابن ہشام - ابن الاطهر - جلد ۲ - صفحہ ۲۰۶ - تاریخ طبری - جلد - صفحہ ۱۵۵ -



میں زیادہ تر مکہ کے نو مسلم تھے۔ اور خالد بھی ابھی نئے نئے مسلمان ہو چکے اور فخر تاج کو  
خود بخوار تھے۔ غرض کہ خالد کے حکم سے بنی خزیمہ کے چند لوگ اس شب پر کہ وہ لوگ مقابلہ کے  
تھے قتل کئے گئے۔ مگر جو مہاجرین اور انصار اُس سر پہ میں شریک تھے انھوں نے اس کا  
خلافت کیا، اور ان کی وجہ سے بہتر۔ کی جان بچائی۔ جب آنحضرت کے پاس یہ خبر پہنچی  
تو آپ خالد کی حرکت سے سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ خدا وندا! جو کچھ خالد نے کیا ہے  
میں اُس میں بی قصور ہوں؟ اور فوراً حضرت علی کو حکم فرمایا کہ جو لوگ مارے گئے ہیں  
ان کا خون بہا ان کے وارثوں کو جا کر دے آؤ۔ وہ گئے اور جتنے لوگ قتل ہوئے تھے  
ان کے وارثوں کو خون بہا دیا، اور ہر طرح سے ان کو خوش کیا۔ اور جو روپیہ باقی بچ گیا، وہ بھی  
ان مقتولوں کے وارثوں اور اُس قبیلہ کے دوسرے لوگوں میں تقسیم کر دیا جس سے  
وہ سب بڑے خوش اور شکر گزار ہوئے اور حضرت علی کو دعائیں دیں۔ جب حضرت علی  
واپس آئے، تو آنحضرت ان کے بڑے احسان مند ہوئے اور بڑی تعریفیں کیں۔

## شہرہ حسین بن کو عروہ ہوازن بھی کہتے ہیں شوال سنہ

ہوازن عرب کا مشہور اور معزز قبیلہ تھا۔ یہ لوگ ابتدائے اسلام کی ترقی کو رقابت کی نگاہ سے  
دیکھتے آتے تھے، آنحضرت جب فتح مکہ کے ارادہ سے مدینہ منورہ سے نکلے تو ان لوگوں کو گمان  
ہوا کہ ہم پر حملہ کرنا مقصود ہے۔ چنانچہ اسی وقت جنگ کی تیاریاں شروع کیں اور دوسرے قبیلوں  
کو بھی اپنے ساتھ کر لیا۔ اور جب یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت مکہ پہنچے تو مکہ پر حملہ کرنے کے لئے  
بنی ہوازن، بنی ثقیف، بنی مضر، بنی حشم، اور کچھ لوگ بنی ہلال گئے اور بہت سے  
لوگ مختلف قبیلوں کے جن کی تعداد کل تیس ہزار تھی بڑے سرو سامان سے روانہ ہو کر  
گنین میں ڈیرے ڈالے۔ اُن کا سپہ سالار مالک بن عوف نضری تھا آنحضرت نے یہ خبر سنی تو  
بارہ ہزار کی جمیعت کے ساتھ مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے۔ جب آنحضرت نے چڑھائی کی تو مسلمانوں کی  
بڑی جمیعت کو اپنی کثرت کا گھمنڈ ہو گیا، اور اُس خدا داد طاقت کو جس کا نام حزم اور احتیاط  
ہے، کمزور کر دیا۔ ہوازن قوم کے تیر اندازوں نے اچانک نیروں کی بوچھاڑ کر دی اور

پھر مسلمان ہو گیا۔ اپنی قوم میں جا کر اس نے تبلیغ اسلام کی، اور قبیلہ کا قبیلہ مسلمان ہو گیا اور ہمیشہ آنحضرت کا جاننثار رہا۔ ۱۷

## غزوہ تبوک - رَجَبِ سَنَہ ۶

رومی پہلے بھی فتح شام کے خواہاں تھے۔ اب بمقام موتہ جو انکو ایک چھوٹی سی جماعت سے گویا شکست ہوئی، تو عرب کی طرف روم کا خیال اور بھی بڑھ گیا۔ ہجرت کے نوین سال شام کے تجارت سے جزیرہ کی تہرقل شہنشاہ روم، آنحضرت کی پیہم کامیابیاں سن کر ایک لاکھ سپاہ سے حملہ آوری کی تیاری کر رہا ہے، اور بنی نضیم، بنی جذام، بنی تھعلہ اور عسائان۔ (جو سہریہ موتہ کے بانی تھے) کے لوگ بھی اس کے شریک ہو گئے ہیں۔ جب یہ خبر مدینہ میں پہنچی ہے، تو ان دنوں بڑی گرمی پڑتی تھی، اور چونکہ یہ تھگی اور عسرت کا زمانہ تھا اسلئے مسلمانوں کو لشکر تیار کرنے میں نہایت دقت پیش آئی۔

حضرت عثمانؓ نے اس جنگ میں ایک ہزار اونٹن مع سارے سامان، اور شتر کھڑی اور ڈھنوا دیئے چاندی کے، بلکہ نیرازا شرفی کا چندہ دیا، جبر آپ نے فرمایا: لا یخصر احدکم منکم بعدھا۔ اور حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بلا فصل نے اپنا تمام مال و اسباب اور حضرت عمرؓ نے نصف مال دیدیا۔ عرض جطرع ہو سکا لڑائی کا سامان کیا گیا۔

تیس ہزار سپاہ کے ساتھ آنحضرتؐ مدینہ سے روانہ ہوئے، اور گرمی کی شدت کی وجہ سے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھا کر بمقام تبوک، جو دمشق اور مدینہ کے درمیان ہے پہنچے۔ ۱۸

دنوں پہنچ کر معلوم ہوا کہ قتل کو اندرونی مشکلات ایسے آپڑے ہیں کہ وہ مدینہ کو فوج نہیں پہنچا سکتا۔ اسوجہ سے آپ وہیں کچھ دنوں آرام کر لینے کے لئے ٹھہر گئے، کیونکہ فوج کو ٹھابھاری سفر طے کرنا پڑا تھا اور وہ اس قابل نہیں رہے تھے کہ فوراً واپسی سفر کی ثقتیں اٹھائیں۔

زمانہ قیام تبوک میں اطراف و جوانب کے بہت سے سرداروں نے آکر آنحضرتؐ سے صلح کی، اور جزیہ دینا منظور کیا، مگر ہر قسم کی مذہبی آزادی اور دوسرے حقوق دیئے گئے۔ ۱۹

۱۷ تاریخ طبری - جلد ۱ - صفحہ ۱۴۷ - ابن ہشام صفحہ ۹۴۸ و ۹۴۹ - ابن الاطیر جلد ۲ - صفحہ ۲۱۸  
۱۸ ترمذی و ابوداؤد و ابن بیہم واقعہ فضائل ابو بکرؓ کے تحت میں منقول ہے - ۱۲

۱۹ کوسن ڈی پیرول - جلد ۴ صفحہ ۲۸۵ و ۲۸۶ -

۲۰ ابن الاطیر جلد ۲ - صفحہ ۲۱۵ - اور فتوح البلدان بلاذری - صفحہ ۵۹ -

## غزوہ طائف - شوال سنہ ۶

حنین سے واپس آکر آنحضرتؐ نے طائف کی طرف کوچ فرمایا، کیونکہ بنی ثقیف نے طائف کے قلعوں میں جا کر پناہ لی تھی اور لڑائی کا سامان کیا تھا۔ پچیس دن تک آنحضرتؐ نے محاصرہ کیا۔ اوس کے بعد آپؐ بغیر فتح کئے واپس چلے آئے اور زیادہ دن تک محاصرہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ آپؐ نے خیال کیا کہ وہ لوگ آخر کار خود اطاعت قبول کر لیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ محاصرہ کے دنوں میں آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ جو کوئی قلعہ سے اتر آوے وہ آزاد ہے۔ اس عہد کے سنتے ہی بہت سے غلام اتر آئے تھے۔ جب ثقیف مسلمان ہو گئے تب انہوں نے اپنے یہ غلام طلب کئے، اِلَّا رَسُولُ خُذْ لَہُ نے فرمایا کہ اب وہ آزاد ہو چکے ہیں۔

سریہ عبداللہ بن حذافہ یا علقمہ

بن المجرمل المدلجی - ربیع الاول سنہ ۶

اس باب میں اختلاف ہے کہ اس سریہ کے عبداللہ سردار تھے یا علقمہ۔ یہ سریہ قوم حبشہ کی طرف بھیجا گیا تھا جس میں تین سو آدمی تھے جنزانی تھے کہ قوم حبشہ کے کچھ لوگ سمندر کی طرف حوالی جتدہ میں بغرض فساد جمع ہوئے ہیں۔ جب مسلمان ایک جزیرہ میں جا کر اترے، تو وہ لوگ بھاگ گئے اور یہ بغیر کسی سے لڑنے کے واپس چلے آئے۔

سریہ بنی طے - سنہ ۶

اسی سال حضرت علیؑ کو قبیلہ بنی طے کی طرف بھیجا۔ قبیلہ بنی طے کا سردار مشہور و معروف تھا۔ کاتبیہا عدی تھا، اور وہ اس قبیلہ میں بطور بادشاہ کے سمجھا جاتا تھا۔ یہ سب سے زیادہ آنحضرتؐ کو ناپسند کرتا تھا، اور اس زمانہ میں مکلی مکلی مخالفت ظاہر کرنے لگا تھا۔ حضرت علیؑ کے پرچوں پر وہ شام کو بھاگ گیا، مگر اوس کی بہن اور اوس قبیلہ کے چند ممزین گرفتار ہو گئے۔ وہ لوگ بڑی عزت اور آرام کے ساتھ مدینہ پہنچائے گئے۔ آنحضرتؐ نے فوراً حاتم کی لڑکی اور اوس کے کل لوگوں کو آزاد کر دیا اور انکو بہت سے تحائف بھی دے حاتم کی بیٹی شام میں جا کر اپنے بھائی عدی سے ملی، اور آنحضرتؐ کے عہدہ برتاؤ اور سلوک کو بیان کیا، اور بڑی تسکینیں کیں۔ ابن احسانات کو شکر عدی سیدنا مدنیہ چلا آیا، اور آنحضرتؐ کے قدمین پر گر پڑا، اور

بھی مجبور واکراہ مسلمان نہیں کیا گیا، اور کوئی نہیں جو ایسا ثابت کر سکے۔ اور ہم کیا، آج سے سترہ برس پہلے ہمارے معظم و محترم مخدوم جناب مولانا مولوی حکیم حافظ انور الدین صاحب بصیر و بی غم القادری علیہ السلام نے اپنی کتاب فصل الخطاب کی پہلی جلد کے صفحہ ۴۴ میں بڑے زور شور کا دعویٰ کیا ہے، اور لکھا ہے کہ: "ابن الطائمیوں میں کوئی آدمی مجبور واکراہ مسلمان نہیں کیا گیا۔ اگر کوئی شخص صحیح روایات سے ثابت کر دے کہ زور سے کوئی شنیع مسلمان کیا گیا، تو اسے ہم دس ہزار روپیے انعام دینے کو تیار ہیں۔ مگر افسوس! کہ نہ نہایت لیکچر آم نے، نہ کسی اور صاحب نے اس انعام کو وصول کیا۔ وصول کرنا تو درکنار، وصول کرنیکی کوشش تک نہ کی۔ اسے آ رہو! اگر تم تجھے ہو تو اس انعام کو وصول کرو، یا کم سے کم وصول کرنے کی کوشش ہی کرو۔ مگر یاد رہے کہ تم ہرگز ہرگز ایسا نہ کرو گے، کیونکہ تم جھوٹے ہو۔"

## باب ہفتم خلفائے راشدین کی جنگوں کی اسباب

اب جبکہ معلوم ہو چکا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگ بھی اس موقع سے نہیں کی کہ کسی شخص، یا قبیلہ، یا ملک کو مجبور و بزور ہتھیار مسلمان کیا جائے، یا اور نہ کوئی جنگ بلا وجہ ہوئی تھی، بلکہ وہ کل کی کل وقوع اور حفاظت خود اختیاری پر مبنی تھیں، تو ابی سے قیاس ہو سکتا ہے کہ آپ کے خلفائے راشدین کا، جنگ و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہا درجہ کا شوق تھا، کیا طرز عمل رہا ہو گا، اور ان کی جنگیں بھی زبردستی مجبور واکراہ مسلمان کرنے کے لئے نہ ہو گئی، اور نہ کوئی جنگ بلا وجہ ہوئی ہوگی۔ مگر ہم صرف قیاس سے کام نہیں لیتے، بلکہ اوں جنگوں کے، جو خلفائے راشدین کے وقت میں ممالک غیر سے ہوئیں، اسباب یہی بتائے دیتے ہیں، جسے اظہر من الشمس ہو جائیگا۔ کہ خلفائے راشدین نے جو کچھ کیا وہ حفاظت خود اختیاری اور مدافعت کے لئے کیا۔

گو ہمارا دعوئے ہے کہ اس تیرہ سو برس کی وسیع مدت میں مسلمان تو مومن نے ایک جنگ بھی

جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ سرِ دست حکومت اسلامیہ کو رومیوں سے کچھ خوف نہیں ہے، تو آپ نے واپسی کا حکم دیا۔ اور رمضان کے مہینہ میں اسلامی فوج مدینہ کو واپس آگئی۔ لے

یہ آخری غزوہ ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وقت میں ہوا۔ اور اس کے بعد پھر کوئی غزوہ یا سریہ وقوع میں نہیں آیا۔ اب ہر کوئی دیکھ سکتا ہے کہ جو لڑائیاں آنحضرت کے زمانہ میں ہوئیں وہ چار طرح پر ہوئی تھیں :- (۱) یا تو دشمنوں کے حملے کے روکنے اور اونکے حملوں کے دفع کرنے کے لئے تھیں ؛ (۲) یا دشمنوں کا ارادہ اڑانے اور حملہ کرنے اور لڑائی کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کی خبر پاکر اُس فساد کے مٹانے، اور اون لوگوں کے منتشر کرنے کے لئے ہوئی تھیں (۳) یا اون لوگوں پر حملہ کیا گیا تھا جنہوں نے عہد شکنی یا دغا بازی یا بغاوت کی تھی ؛ (۴) یا خبر سانی اور ملک کی قوموں کے حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے ؛ اور ان سے لڑائی ہو گئی تھی۔

پس یہ تمام لڑائیاں ایسی تھیں جو معمولاً ملکی انتظام میں، اور امن و آمان کے قایم کرنے میں واقع ہوتی ہیں۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ملکی انتظام بھی مجبوراً ہاتھ میں لینا پڑا تھا ؛ کیونکہ عرب میں بادشاہ کا وجود نہ تھا، ہر قبیلہ کا سردار اُنکا حاکم ہوتا تھا، اور جب کو ب لوگ بڑا سمجھتے تھے، اور کو افسر بننا، اور تمام ملکی اور قومی انتظام کرنا لازم تھا جب مدینہ میں آنے سے انصار اور مہاجرین مل گئے، تو خاصی ایک ریاست کی حالت پیدا ہو گئی۔ تو یہ اب امکان سے خارج تھا کہ وہ لوگ سوا آنحضرت کے کسی اور کو اپنا سردار تسلیم کرتے، اور تمام معاملات بجز آنحضرت کے حکم کے تسلیم پاتے۔ اور پھر جب رفتہ رفتہ تمام قبائل عرب مسلمان ہو گئے، یا اطاعت قبول کر لی، تو خاصی ایک حکومت اور سلطنت قایم ہو گئی، جسکے بادشاہ آنحضرت تھے۔ اور اس وقت کی حالت اس بات کی متقاضی تھی کہ ایسا ہی ہوتا۔ اور ایسا کرنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کی ہر طرح کی حفاظت اور امن و آمان قایم کرنے کے لئے بھی نہایت ضروری تھا۔

پس دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں ہے کہ جسے ملکی و قومی انتظام ہاتھ میں لیا ہو، اور اس کو اس قسم کی لڑائیاں نہ پیش آئی ہوں ؛ اب لڑائیوں کی نسبت یہ کہنا کہ زبردستی ہتھیاروں کے زور سے مسلمان کرنے کے لئے تھیں، ایک ایسا غلط قول ہے، جسکو کوئی ذلیل عقل، سچے اس کے جسکے دل میں انصاف بھرا ہو سچ تسلیم نہیں کر سکتا۔ اور ہم بڑے دعوے سے کہتے ہیں کہ ان لڑائیوں میں ایک آدمی

علامہ ابن ہشلم - صفحہ نمبر ۹۰ - ابن الاثیر - جلد ۲ - صفحہ ۱۵۱ - ابو اللہ - صفحہ ۸۵ - اور کوسس پڑی پڑی - صفحہ ۲۸۶ و ۲۸۵ - ۳

کوئی ملک فتح نہیں ہوا، بقیہ کل ممالک متذکرہ صدر امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطابؓ کو وقت میں فتح ہوئے تھے۔

ان ستائیس ملکوں میں سے عراق، عرب، خوزستان، عراق عجم، آذربائیجان، فارس، کرمان، کوہستان، سیستان، مکران، خراسان، دیستان، جرجان، طبرستان، دلم، طبرستان، جوزجان اور طالقان میں کسریٰ شاہنشاہ فارس کی حکومت تھی، اور شام، مصر، روم، طرابلس، افریقیہ، جزیرہ قبرس اور جزیرہ رودس، رومی سلطنت میں شامل تھے، اور حبشہ اور اریٹریہ خود مختار چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھے، اور ترکستان، خاقان فراغیہ کے ماتحت تھا۔

مگر قبل اسکے کہ میں ان پانچ سلطنتوں سے جنگ چھڑ جانکی وجہ بیان کروں، مجھ کو اس بے ہنی کا ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت سے شروع ہو کر موت کے بعد عرب کے اکثر حصوں میں پھیل گئی تھی۔

الشریہ کہا جاتا ہے کہ آنحضرتؐ کی موت کے بعد سارا عرب مرتد ہو گیا تھا۔ مگر ہم غلط ہیں، اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ بعض قبیلوں کے چند لوگوں اور ایک دو خود غرضوں کے سوا، کوئی بھی مرتد نہیں ہوا تھا، اور ان مرتدین میں سے بھی اکثر کہا گیا کہ وہ یہ تھے، جو ابھی ابھی مسلمان ہوئے تھے، اور آنحضرتؐ کی صحبت سے کچھ بھی حصہ نہیں لیا تھا۔ البتہ اکثر قبائل عرب نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا، اور اس حکومت کے ماتحت رہنا نہ چاہا جیسے سردار اب حضرت ابو بکرؓ بنائے گئے تھے، اور ملک میں ایک فساد مچ گیا۔ زکوٰۃ دینے سے اون لوگوں نے اسوجہ سے انکار نہیں کیا کہ وہ لوگ مسائل اسلام سے مخوف ہو گئے تھے، بلکہ وہ زکوٰۃ کو مسائل اسلامی کی پوری واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے صرف اخراج سمجھتے تھے، کیونکہ اس وقت سوا زکوٰۃ کے کوئی خراج نہ تھا۔ چنانچہ عمرو بن العاصؓ جب آنحضرتؐ کی وفات کے بعد مدینہ سے واپس آ رہے تھے، تو قرۃ بن ہبیر، ایک عرب سردار نے انکی دعوت کی، اور دعوت کے بعد کہا کہ اگر زکوٰۃ معاف کر دی جائے تو بہت زیادہ مناسب ہوگا، کیونکہ عرب نے دین اسلام خراج دینے کے لئے نہیں قبول کیا ہے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اکثر قبائل عرب نے جو زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تو وہ اسوجہ سے کیا کہ وہ زکوٰۃ کو صرف خراج سمجھتے تھے، جبکہ وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اپنے نبی کے خیال سے ادا کرتے رہے، مگر جب آنحضرتؐ کا انتقال ہو گیا تو پھر عربوں نے کسی نئے ماتحت ہو کر زندگی بسر کرنی ضرورت نہ دیکھی۔

۱۳۔ وہ کچھ عربین غلاموں کی بی بی تھیں۔ زکوٰۃ حضرت ابو بکرؓ نے

طرابلسی اسلام کی جگہوں کو توہین سے منقص ہی کہہ دیا ہے۔

کسی ملک میں کسی شخص، یا قوم، یا ملک کو بھروسہ و اگرہ ہتھیاروں کے زور سے مسلمان کر نیکی لئے نہیں۔  
 کی مگر چونکہ اسلام صرف بانی اسلام اور اسکے خلفائے راشدین کے افعال کا جواب  
 وہ ہے، اسلئے صرف خلفائے راشدین کی جنگوں کے اسباب بیان کر دینے کافی ہیں اور بانی  
 خلفائے راشدین کو یقین میں امیر المؤمنین حضرت امیر معاویہؓ سے آگے کوئی فرق  
 اسلام کا نہیں جاتا، اسلئے ہم حضرت معاویہؓ کے وقت تک کی فتوحات کا ذکر دیتے ہیں۔  
 عرب میں تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے وقت میں حکومت اسلامیہ  
 قائم ہو گئی تھی، اور بہت سے قبیلے اور قبیلوں کے لوگ مسلمان ہو کر اور لقیہ کل صلح و معاہدہ  
 کر کے حکومت اسلامیہ میں داخل ہو گئے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیقؓ نے  
 خلیفہ بافضل کے وقت سے بیکر حضرت امیر معاویہؓ کے وقت تک مندرجہ ذیل ممالک فتح ہوئے  
 تھے:-  
 ۱۔ عراق عرب، خوزستان، عراق عجم، آذربائیجان، فارس، کرمان،  
 ۲۔ کوہستان، سیستان، مکران، ۳۔ خراسان، دیہستان، ۴۔ جرجان۔  
 ۵۔ طبرستان، ۶۔ دیلم، ۷۔ طخارستان، ۸۔ جوزجان، ۹۔ طایقان، ۱۰۔ شام، ۱۱۔ مصر، ۱۲۔ اتر بلاد روم  
 طرابلس، ۱۳۔ افریقیہ (افریقہ)۔ مسلمان مورخ اس حصہ ملک کو کہتے تھے جو مصر (ایجیپٹ)  
 سے بحیرہ جانب واقع ہے، ۱۴۔ جزیرہ قبرس، ۱۵۔ جزیرہ رودس، ۱۶۔ جزیرہ (جسکو انگریزی میں  
 میسوپوٹیمیا کہتے ہیں)، ۱۷۔ آرمینیہ اور ترکستان کے چند شہر، مثلاً بیکند وغیرہ۔

انہیں عراق عرب کا بڑا حصہ اور شام کے بعض علاقے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت  
 میں، اور جرجان، طبرستان، دیلم، طخارستان، جوزجان، طایقان، اتر بلاد روم  
 طرابلس، افریقیہ، جزائر قبرس اور رودس اور آرمینیہ حضرت عثمانؓ کے وقت میں  
 اور ترکستان کے شہر حضرت معاویہؓ کے وقت میں فتح ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وقت میں



بیعت کی۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ وہ مرتد نہیں ہوئے۔

۷۔ بنی سیکون، جو اہل یمین تھے، اسود کے قتل کرنے میں شریک ہوئے، اور دوسرے امراء یمین اور قبیلے بھی اوس کے مارے جانے کی فکر میں ہوئے، اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ اہل یمین مرتد نہیں ہوئے۔

۸۔ غطفان، طے، ادبلی کے قبیلے مرتد نہیں ہوئے، بلکہ صرف زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ ۹۔ غطفان و طے وغیرہ میں بھی بیعت سے ایسے سردار تھے، جنہوں نے زکوٰۃ دینے سے بھی انکار نہیں کیا، مثلاً عدی بن حاتم، صفوان وغیرہ۔

۱۰۔ بنی اسد کے بعض لوگ طلحہ کے تابع ہو گئے، مگر وہ مرتد کہے نہیں جاسکتے، کیونکہ طلحہ و ظاہر انحضرت کی نبوت کا قائل بنارہا۔

۱۱۔ پس بنی عامر، سلیم، ہوازن اور فزارہ بھی مرتد نہیں کہے جاسکتے، کیونکہ وہ صرف طلحہ کے ساتھ ہو گئے تھے۔

۱۲۔ بنی طے مرتد نہیں ہوئے تھے، بلکہ صرف حضرت ابو بکر رضی بیعت سے انکار کرتے تھے، مگر پھر بہت جلد عدی کے سبھانے سے بیعت پر راضی ہو گئے، یہاں تک کہ مدینہ کی فوج کے ساتھ طلحہ کی اطاعت میں شریک ہوئے۔

۱۳۔ بنی خزیمہ بھی صرف بیعت سے انکاری تھے، مگر پھر بغیر لڑے بیعت کر لی۔

۱۴۔ بنی خزیمہ کے کل لوگ باغی نہیں ہوئے، بلکہ ایک گروہ باغیوں سے لڑتا رہا۔ اور ابن باغیوں کے بھی مرتد ہونے کا کوئی ثبوت نہیں، اسوا ایک کہ زکوٰۃ دینے سے انکار کیا، اور ہم ثابت کر آئے ہیں کہ صرف انکار زکوٰۃ سے وہ مرتد نہیں ہو سکتے۔ (اور اسکے لئے حاکم کو بھی دیجو)۔

۱۵۔ مالک بن نویرہ کی وجہ سے جو بنی خزیمہ کا سردار تھا، کچھ لوگ بنی خزیمہ کے مفید ہوئے تھے، اور اسکے ساتھ ہو کر زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا، ورنہ وہ لوگ بچے مسلمان تھے، چنانچہ جب لشکر اسلامی اون تک پہنچے، تو انکو اذان دیتے اور نماز پڑھنے دیجھا۔

۱۶۔ مالک بن نویرہ کے بھی مسلمان ہونے میں کوئی شبہ نہیں، بلکہ صحابہ بیان تک کہ حضرت عمرؓ اسکو اور اسکے ساتھیوں کو باقر اور حنین مسلمان جانتے تھے۔ اور حضرت صدیق اکبرؓ کو بھی، اسکے مسلمان ہونے کی وجہ سے، اسکے مال و اسباب اور قیدیوں کو بلا فدیہ چھوڑنا اور اس کی دیت دینا پڑی۔

۱۷۔ یہاں تک کہ لوگ جو مسلمان کے ساتھ ہو گئے تھے، وہ بھی مرتد نہیں کہے جاسکتے، کیونکہ ان کے

اور سابق کی مطلق العنانی ہی ان کو پسند آئی، اور انہوں نے خیال کیا کہ یہ ہمراہی ہی نہیں تو پھر ہم کسی اور کے ماتحت کیوں رہیں گے۔ ورنہ ان کے مسلمان رہنے میں تو ذرا پھر بھی مشابہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ جب حضرت ابو بکرؓ نے ان زکوٰۃ سے انکار کر نیاواں کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوئے تو کل صحابہ کو تامل ہوا، اور خود حضرت عمرؓ ایسے جابر شخص کو بھی پس و پیش تھا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں تلوار کس طرح اٹھائی جاسکتی ہے۔ پس اس سے صاف ثابت ہے کہ صحابہ بھی ان زکوٰۃ سے انکار کر نیاواں کو مسلمان سمجھتے تھے۔ اور حضرت صدیق اکبرؓ نے بھی دُعا سنان سمجھ کر، صرف بغاوت کے خیال سے، اُن کے مقابلہ کے لئے صحابہ اور دوسرے قبائل عرب کو بیجا بھٹا، چنانچہ انہوں نے حکم دیا تھا کہ اگرچہ وہ مسلمان ہوں مگر زکوٰۃ دینے سے انکار کریں تو ان سے بلا درینغ مقابلہ کیا جائے۔

پس یہ بات کیسی صاف ہو گئی کہ جنہوں نے زکوٰۃ ادا کر نیے انکار کیا تھا، وہ مسلمان تھے اور ہرگز ہرگز مرتد نہیں ہوئے تھے۔ اور ہمارا دعوئے ہے کہ سوا بعض قبیلہ کے چند لوگوں اور دو ایک خود غرضوں کے کوئی مرتد نہیں ہوا۔ البتہ بعضوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا، اور بعض دھوکا باز مدعیان نبوت کے ساتھ ہو گئے، اور بغاوت کی۔ مگر یہ بھی مرتد نہیں تھے۔ اور بہت سارے قبیلے تو نہ مفند ہوئے نہ مرتد، بلکہ ہمیشہ حکومت اسلامیہ کے خیر خواہ اور پشت پناہ رہے، اور زکوٰۃ و صدقہ ہمیشہ ادا کرتے اور صحابہ کے ساتھ باغیوں کے فساد میں شریک رہے۔ چنانچہ ہم تاریخوں میں دیکھتے ہیں کہ ان فسادوں کے زمانہ میں بھی برابر اطراف و جوانب سے زکوٰۃ آتی رہی اور بہت سارے قبیلے صحابہ کے ساتھ جنگ میں شریک ہو گئے۔ اب ہم اپنے دعوئے کے ثبوت میں مورخوں کے عام بیانات کو مختصراً درج کرتے ہیں۔ چونکہ ہمارا ارادہ ہے کہ ارتداد عرب پر ایک چوٹا سا رسالہ لکھیں، اسلئے یہاں پر اس بحث کو بہت ہی اختصار کے ساتھ لکھا ہے۔ مورخوں کا عام بیان ہے کہ:-

علاء بعض قبائل مرتد ہوئے اور بعض صرف زکوٰۃ دینے سے منکر ہوئے۔ مگر خلیفہ مورخوں نے مرتد کہا ہے اور ارتداد کی بھی جو حقیقت ہے وہ ناظرین ابھی دیکھ لیں گے۔

علاء مکہ، مدینہ، اور طائف میں پورا امن رہا۔ بحرین کے شہر جو اشام میں بھی کوئی مرتد نہیں تھا، علاوہ اسامہ نے مدینہ سے شمال کے کل قبیلوں کو شام جاتے ہوئے مسلمان پایا اور کسی نے مخالفت تک نہ کی۔

علاء اسوئے جب بحرین پر فتح پائی، تو وہاں کے مسلمانوں نے ظاہرہ ان کے عاملوں کے ہاتھ پر

علا پھر مین میں صرف قیس بن مکتوم باغی ہوا اور اسکے ساتھ کچھ لوگ ہو گئے، ورنہ سارا مین حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں داخل تھا۔ ان باغیوں کے مرتد ہونیکا بھی کوئی ثبوت نہیں ہے اور حضرت موت میں صرف بنی کندہ کے چند لوگوں کا مرتد ہونا بتایا جاتا ہے۔ مگر ان کے مرتد ہونیکا بھی کوئی ثبوت سوابغات کے بتایا نہیں جاتا، اور بغاوت سے ارتداد کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا۔

ان قبیلوں کے علاوہ مہجکا اوپر ذکر ہوا عرب میں بہت سے قبیلے تھے، جو مسلمان ہو گئے تھے، مگر ان کے ارتداد کا تو کیا بغاوت کا بھی ذکر تاریخوں میں مذکور نہیں، بلکہ بعض قبیلوں کا ذکر ہے بھی تو اس فساد میں مدینہ والوں کی مدد کر نیکا ہی ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ یہ قبیلے مرتد تو کیا باغی بھی نہیں ہوئے تھے لہٰذا

ان قبیلوں میں سے بہتوں کے نام مکواہی کی دوسری جلد میں اشاعت اسلام کے تحت میں ملینگے۔

غرض کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا پہلا سال انہیں فسادوں کے فرو کرنے میں گذرا، اور سال کے اندر اندر عرب میں پوری امن و آمان حاصل ہو گئی۔ سوابغات اور سرکش کے اور کسی حالت میں کسی پر حملہ نہیں کیا گیا، اور حضرت ابوبکرؓ نے بڑی مبدا و مستندی سے کام لیا۔ جب عرب میں ہر طرح امن حاصل ہو گئی، تو آپ دوسرے ممالک کی طرف، جیسے حملہ کا حق تھا، متوجہ ہوئے۔

اب ہم پھر اصل مطلب کی طرف آتے ہیں، اور اون پانچ متذکرہ صدر مملکتوں سے جنگ چھڑ جانیکی وجہ الگ الگ بتاتے ہیں۔

## فارس (یعنی ایوان)

دو ممالک جنگ پر پوری روشنی ڈالنے کے لئے ہمیں یہ بتانا ضرور ہے کہ اسلام سے پہلے عرب کو فارس سے کیا تعلقات تھے۔

عرب کا نہایت قدیم خاندان جو عرب یا یدہ کے نام سے مشہور ہے، اگرچہ اسکے حالات بالکل نامعلوم ہیں، تاہم اس قدر مشہور ہے کہ عا واد و عمارتھ نے عراق پر قبضہ کر لیا تھا عرب عرباء جو مین کے فرمانبردار تھے، انکی حکومت ایک زمانہ میں بہت زور پر ہو گئی تھی، یہاں تک کہ چند بار عراق پر قابض ہو گئے، اور سلطنت فارس کے ساتھ انکو ہمہری کا دعوے رہا۔

۱۲۔ در خلافت حضرت ابوبکرؓ۔ در وقت کہ ان کا بیعت ہوئی اور ان کا بیعت ہوئی۔

نے آنحضرت کی نبوت کا انکار نہیں کیا تھا، بلکہ ایک شخص، رحال بن عنقوہ بن ہنشل کے اس کہنے پر کہ میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خود کھتے سنا ہے کہ مسیلمہ سہاری نبوت میں شریک ہے مسیلمہ کے ساتھ ہو گئے تھے۔ اور مسیلمہ خود بھی ظاہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر نہ تھا۔ ان وجہوں سے ان کے ساتھ ہونیوالے مرتد نہیں کہے جاسکتے۔ انہوں نے مسائل اسلامیہ کی کم علمی کی وجہ سے ایسا خیال کیا کہ کیا عجب ہے کہ بنی اسرائیل کی طرح اس امت میں بھی کئی بنی ایک ہی وقت میں ہوں۔

۱۷ اور یہاں ہم کے کل لوگ آنحضرت کے وقت میں مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے، اس لئے قریبہ غالب ہے کہ مسیلمہ کے ساتھ زیادہ کافر ہی ہونگے، کیونکہ مسیلمہ کے ساتھ کل ایک لاکھ یا چالیس تہائی گزرا آدمی تھے، جو یہاں سے اور اوس کے اطراف کی آبادی کے لحاظ سے بہت ہی کم ہے۔ ۱۸ بکیرین کے کل لوگ بھی اسی وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، بلکہ اکثر مجوسی اور عیسائی بھی تھے۔ اور قبیلہ عبد القیس باقرار مورخین ہمیشہ کے مسلمان رہے۔ قبیلہ بنی بکر بن وائل کو مورخین مرتد بتاتے ہیں یا مگر ان قبیلہ میں اکثر مجوسی اور عیسائی بھی تھے، وہ تو کسی طرح مرتد کہے جاسکتے، اور پھر مورخین کو یہ بھی اقرار ہے کہ اکثر اس قبیلہ کے لوگ بھی اسلام پر پکے ہوئے پس اگر ثابت ہوگا تو اس قبیلہ کے چند لوگوں کا مرتد ہونا، نہ کہ کل قبیلہ کا۔

۱۹ بکیرین کے اور قبیلہ بھی مسلمان ہی رہے۔ چنانچہ جب مسلمانوں کی فوج بنی بکر کے فساد کو بٹانے لگی، تو کل قبیلوں کو مسلمان پایا جنہوں نے علماء الحضرہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی، اور شیبانی بھی علماء کی مدد کو آئے۔

۲۰ عمان کے کل لوگ مقید بھی نہیں ہوئے تھے۔ ہاں کچھ لوگ، القیطن بن مالک و ذوالنجان کے ساتھ ہو کر باغی ہو گئے تھے۔ مگر بہت سارے ایسے مسلمان بھی تھے، جنہوں نے اسکی اطاعت قبول نہیں کی تھی، اور جیفرو و عبید، جو عمان کے عامل تھے، کے ساتھ شروع سے آخر تک ایک گروہ اہل عمان سے رہی، اور جب لشکر اسلام آیا تو وہ سب ملکر باغیوں سے لڑے۔ مگر ان باغیوں کے مرتد ہونے کا بھی کوئی ثبوت نہیں۔ بنی ناجیہ کے لوگ بھی مدد کو عمان میں آئے تھے، جس سے ان کا مسلمان ہی رہنا نہیں بلکہ باغی نہ ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

۲۱ موضع مہرہ کے بھی آدمی سے زیادہ باشندے مدنیہ کی فوج کے ساتھ تھے۔ اور آدھے لوگ جو باغی تھے ان کے بھی مرتد ہونیکا کوئی ثبوت نہیں

۱۲ علماء الحضرہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج کے افسر تھے۔ جنگی بہت سی کرامتیں تاریخوں میں منقول ہیں۔ ۱۲

کر دیا۔ اور قیدی میں اُس نے وفات پائی۔ لہذا ان نے اپنے ہتھیار وغیرہ پائی کے پاس امانت رکھوا دیئے جو قبیلہ بکر کا سردار تھا۔ پیر ویز نے اوس سے وہ چیزیں طلب کیں، اور جب اُس نے انکار کیا تو ہر صرآن کو دو ہزار فوج کے ساتھ بھیجا کہ بڑو چہین لائے۔ بکر کے تمام قبیلے ذی قار ایک مقام میں بڑے سرداران سے جمع ہوئے اور سخت معرکہ ہوا۔ فارسیوں نے شکست کھائی اس لڑائی میں جناب رسولؐ بھی تشریف رکھتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ

هَذَا أَوَّلُ يَوْمٍ انْتَصَفَتِ الْعَرَبُ مِنَ الْعَجَمِ  
یعنی یہ پہلا دن ہے کہ عرب فتح سے بدل لیا۔

عرب کے تمام شعرا نے اس واقعہ پر بڑے فخر اور جوش کے ساتھ قصیدے اور اشعار لکھے یہ سن سنا رہے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بادشاہوں کو دعوت اسلام کے خطوط لکھے تو باوجود اس کے کہ ان خطوط میں جنگ و جدل کا اشارہ تک نہ تھا، پیر ویز نے خط پڑھ کر کہا کہ ”میرا غلام ہو کر یوں لکھتا ہے۔“ اس پر بھی قناعت نہ کی بلکہ بازان کو جو مین کا عامل تھا، لکھا کہ کسی کو مسجد دکھ کر قتل کر کے دربار میں لائے۔ بازان نے وہ افسر کو آنحضرتؐ کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ یہ دونوں مدینہ پہنچ کر آنحضرتؐ سے ملکر کہنے لگے کہ شاہ ایران کا حکم ہے کہ آپؐ اپنے تئیں ہماری حفاظت میں جلد تر دربار میں پہنچائیے۔ پیغام تو کہتے کہ گئے، مگر سبب اس قدر طاری ہوئی کہ مشکل سمجھ۔ آنحضرتؐ صلم نے فرمایا کہ اس کا جواب مل دیا جائیگا۔ دوسرے روز صبح وہ پھر پہنچے، اور جواب کے منتظر ہوئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو بتلایا تھا، وہ رات کو مارا گیا۔ خداوند تعالیٰ نے اس کے بیٹے شروہ سے اس کا پیٹ چاک کر دیا تھا۔ وہ چلے گئے اور چونکہ حقیقت میں پیر ویز کو اس کے بیٹے نے ہلاک کر دیا تھا، اسلئے یہ معاملہ یہیں تک رہ گیا، اور شروہ نے آنحضرتؐ کی گرفتاری کو ملتوی رکھا، اور کسی وقت مناسب کا منتظر رہا۔ مگر بازان حکم میں آنحضرتؐ کی اس عجیب غیب کوئی کو تحقیق کر کے مسلمان ہو گیا۔ اور اس طرح ملک مین سلطنت فارس سے نکل کر حکومت اسلامیہ میں داخل ہو گیا۔ اور اب سلطنت فارس اور بھی مسلمانوں کے استیصال کی

لئے تعلقات عرب و فارس کے لئے علاوہ ہشام کلبیؒ کی کتاب التیجان کے ”تاریخ ابن جریر طبری“

اور تاریخ ابن خلدونؒ کتاب ثانی جلد دوم اور شروع جلد سوم کو بھی دیکھو۔ ۱۲

لئے تاریخ ابن جریر طبریؒ و ابن اسحاقؒ واقعات سنہ ۱۲

رفتہ رفتہ عرب خود حکومت فارس کے علاقہ میں آباد ہوتے شروع ہوئے۔ بخت نصر جو بابل کا بادشاہ تھا، اور بیت المقدس کی بربادی نے اس کے نام کو شہرت دیدی ہے، عرب عرب پر حملہ آور ہوا، تو بہت سے قبیلے اس کے مطیع ہو گئے، اور اس تعلق سے عراق میں جا کر آباد ہو گئے۔ رفتہ رفتہ معد بن عدنان کی بہت سی نسلیں ان مقامات میں آباد ہوتی گئیں یہاں تک کہ ریاست کی بنیاد پڑ گئی۔ اور چونکہ اس زمانہ میں سلطنت فارس میں طوائف الملوکی قائم ہو چکی تھی، عربوں نے مستقل حکومت قائم کر لی، جبکہ پہلا فرمان روا مالک بن نضیم عدنانی تھا اس خاندان میں خدیجہ المہریش کی سلطنت نہایت وسیع ہوئی۔ اس کا بھائی عمو بن عدی، جو اس کے بعد تخت نشین ہوا، اس نے حیرہ کو دار السلطنت قرار دیا اور عراق کا بادشاہ کہلایا اس دور میں اس قدر تمدن پیدا ہو گیا تھا کہ ہشام کلبی کا بیان ہے کہ میں نے عرب کے زیادہ تر حالات اور فارس و عرب کے تعلقات زیادہ تر انہیں کتابوں سے معلوم کئے ہیں، جو حیرہ میں اس زمانہ میں تصنیف ہوئی تھیں۔ اسی زمانہ میں اردشیر بن بابک نے طوائف الملوکی مٹا کر ایک وسیع سلطنت قائم کی اور عمو بن عدی کو باجگزار بنالیا۔ عمو بن عدی کا خاندان اگرچہ مدت تک عراق میں فرمانروا رہا لیکن درحقیقت وہ سلطنت فارس کا ایک صوبہ تھا۔

شاپور بن اردشیر جو سلسلہ ساسانیہ کا دوسرا فرمانروا تھا، اس کے عہد میں حجاز اور یمن دونوں باجگزار ہو گئے اور امراء القیس کنندی ان صوبوں کا گورنر مقرر ہوا تاہم مطیع ہو کر رہا عرب کی فطرت کے خلاف تھا، اسلئے جب کبھی موقع ملتا تھا تو بغاوت برپا ہو جاتی تھی۔ چنانچہ سابور کی الاکتاف جب صغریٰ میں فارس پر حملہ کر دیا اور آبادی عراق کے صوبے دبا لے۔ سابور بڑا ہو کر بڑے عزم و استقلال کا بادشاہ ہوا، اور عرب کی بغاوت کا انتقام لینا چاہا۔ ہجیر میں پہونچ کر نہایت خونریزی کی، اور قبیلہ عبد القیس کو برباد کرتا ہوا مدینہ منورہ تک پہونچ گیا۔ روسائے عرب جو گرفتار ہو کر اس کے سامنے آتے تھے۔ ان کے شانے اٹھوا ڈالتا تھا۔ چنانچہ اسی وجہ سے عرب میں ذوالاکتاف کے لقب سے مشہور ہوا۔

سلاطین حیرہ میں سے نعمان بن منذر نے، جو کسریٰ پر ویز کے زمانہ میں تھا، عیسوی مذہب قبول کر لیا، اور اس تبدیل مذہب پر یا اور کسی سبب سے پر ویز نے اس کو قید

سلاہ ہشام کلبی نے یہ تصریح کتاب التیجان میں کی ہے۔ ۱۲

۴- فاضل کے تحت یہ بتایا کہ شاپور عرب میں بغاوت پسند کی، یہاں تک کہ قبیلہ عبد القیس نے خود

خاقان اور بزرگرو دونوں کے شکست کھا کر جزا سنان سے چلے جانے کے بعد حبیب احف و  
پھر حضرت عسمر فاروق کو فتح کا نامہ لکھا تو عسمر فاروق نے اس وقت اہل مدینہ کو  
جمع کر کے جو ایک پڑا اثر تقریر فرمائی تو اوس میں یہ الفاظ بھی تھے :-

الاوان ملای الجوسیة قل ذھب فلیسوا یملکون من بلادھم شیعوا لیضر مسلما ۛ	یعنی ”آگاہ ہو جاؤ اے شک آج مجوسیوں کی حکومت جاتی رہی پس وہ اپنے بلاد سے ایک بالشت زمین کے مالک نہ ہونگے جس کو مسلمانوں کو ضرر پہنچا سکیں۔“
---	---

جس سے صاف ثابت ہے کہ اس سے جو جنگ کی گئی وہ صرف اسکی جملہ آدمی کے خوف  
سے کی گئی۔

اس امر کے ثبوت میں سے کہ فارس سے جو جنگ کی گئی تھی وہ ملکی اور قومی حفاظت کے  
لئے کی گئی تھی، ایک یہ بھی ثبوت ہے کہ اس جنگ میں اکثر عیسائیوں کے قبیلے، جو حکومت اسلامیہ  
اور رومی سلطنت کے ماتحت تھے، رومی النسل تھے، اپنی مرضی سے شریک ہوتے تھے،  
اور مسلمانوں کی طرح ملک کی حفاظت میں جان لٹا دینا اپنا فرض سمجھتے تھے۔

معرکہ حبسہ (سکندریہ) میں جب کہ شکست ہوئی صافات ظاہر تھی، اور خوف زدہ عرب  
دریائے فرات اور لشکر عجم کے بیچ میں گھر گئے تھے، تو اس وقت قبیلہ طے کا مسیحی سردار اسلامی  
سالار مشتق بن حارثہ کے قریب دوڑ آیا کہ کشتیوں کے پل کی حفاظت میں امیر لشکر کی مدد کرے  
کیونکہ اس پل سے اکثر فرج عرب بہہ لیتا اس معرکہ سے علیحدہ ہو سکتی تھی۔ ۱۵

یہ مسیحی سردار جبکا نام ابو زید طائی تھا، اسی معرکہ میں شہید بھی ہوا۔ ۱۶  
اس لڑائی میں زک اٹھا کر جب اسکی پاداش میں نئی فوجیں بھرتی ہونے لگیں تو ملک کے  
نئے بنو مخزوم اور تغلب کے قبیلے جو عیسائی تھے اور رومی سلطنت (بازنطائن) کی  
حدود میں آباد تھے، بھی آئے، اور انکے سرداروں نے حضرت عسمر کی خدمت میں حاضر ہو کر

۱۵ تاریخ ابن خلدون۔ کتاب ثانی۔ جلد ۴۔ ذکر فتح خراسان۔ ۱۲

۱۶ مہجوری کتاب ”خلافت“۔ صفحہ ۹۰۔ ۲

۱۷ ابن خلدون۔ کتاب ثانی۔ جلد چہارم۔ ذکر جنگ قس ناطف۔ ۱۲



فکر میں ہوئی۔ چنانچہ ہم تاریخوں میں دیکھتے ہیں کہ جب حضرت ابو بلکہ علیہ السلام کی خلافت شروع ہوتے ہی اکثر قبیلہ عرب کے منفرد ہوئے، اور بحرین میں بنو بلکہ بن وائل کا قبیلہ باغی ہوا تو اس موقع کو غیبت دیدہ ہر کسریٰ شاہ فارس نے بنو بلکہ کی مدد کے لئے ایک فوج بھیجی۔ چنانچہ جب مدینہ کی فوج سے مقابلہ ہوا تو بنو بلکہ کے ساتھ لشکر فارس کو بھی شکست ہوئی۔ لشکر فارس کے لوگ بھی اکثر مارے گئے، اور جو بچے وہ کسریٰ کے پاس ہزیمت کی خبر پہنچانے گئے۔ لیکن متذربن نعمان، جو لشکر عجم کا سردار تھا، صدق دل سے مسلمان ہو گیا۔

اب ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ ایسی حالت میں ملک عرب میں امن و آمان قائم رکھنے کے لئے اور حکومت اسلامیہ جو عرب میں قائم ہو گئی تھی، کی حفاظت کے لئے سلطنت فارس پر دباؤ ڈالنا نہایت ضروری تھا۔

عراق عرب اور خوزستان فتح کر کے بھی مسلمانوں کا ارادہ کسریٰ کے اور ملکوں کو فتح کرنا نہ تھا، بلکہ وہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ ان سرحدی مقامات کے فتح کر لینے سے کسریٰ کی قوت ٹوٹ گئی ہوگی، اور سرحدی مقامات کے نکل جانے کی وجہ سے اب وہ حکومت اسلامیہ پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ لیکن ایرانیوں کو کسی طرح چین نہیں آتا تھا، وہ ہمیشہ نئی فوجیں تیار کر کے مقابلہ پر آتے تھے، اور جو ممالک مسلمانوں کے قبضہ میں آچکے تھے وہاں عذر کروادیا کرتے تھے۔ ہناؤند کے سرحد سے حضرت عمر کو اس پر خیال ہوا، اور اکابر صحابہ کو بلا کر لوچھا کہ ”ممالک مفتوحہ میں بار بار بغاوت کیوں ہوجاتی ہے؟“ لوگوں نے کہا: ”جب تک نیزہ زرد ایران کی حدود سے نکل نہ جائے یہ فتنہ فروغ نہیں ہو سکتا، کیونکہ جب تک ایرانیوں کو یہ خیال رہے گا کہ تحت کیا ان کا وارث موجود ہے، اس وقت تک ان کی امیدیں منقطع نہیں ہو سکتیں۔“ اسی بنا پر حضرت عمر نے عام لشکر کشی کی اور رفتہ رفتہ کل ممالک فتح ہو گئے۔ ۱۵

پس اب صاف ظاہر ہے کہ جو کچھ کہا گیا، وہ مدافعتاً لیا گیا۔ سیر واکراہ اور ہتھیاروں کے زور سے مسلمان کر نیکی لئے تو درکنار کسی ملک پر بلا وجہ تبصرہ کرنے کے بھی جنگ نہیں کی گئی۔ حضرت عمر خود اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ”کاش ہمارے اور فارس کے بیچ میں آگ کا پہاڑ ہوتا کہ وہ ہم پر حملہ کر سکتے نہ ہم اوپر چڑھ کر جا سکتے۔“ چنانچہ جب احنف نے حضرت عمر کو خراسان کی فتح کا نامہ لکھا، تو آپ نے اس وقت بھی چڑھ کر یہ فرمایا کہ تمہارے اور خراسان کے بیچ میں آگ کا دریا حائل ہوتا تو خوب ہوتا۔ ۱۶

ان لوگوں نے اسلام سے پہلے عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا، اس وجہ سے ان کو رومیوں کے ساتھ ایقہ کی یگانگت ہو گئی تھی۔ اسلام کا زمانہ آیا، تو مشرکین عرب کی طرح وہ بھی اسلام کے دشمن بن گئے۔ سنہ ۱ میں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم کو دعوت اسلام کا خط لکھا، اور وحیہ کلی (جو خط لیکر گئے تھے) واپس آتے ہوئے ارض جہلام میں پہنچے، تو انہی شامی عربوں نے وحیہ پر حملہ کیا، اور انکا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ اسی طرح جب رسول اللہ نے حارث بن عسمر کو خط دید بصری کے حاکم کے پاس بھیجا، تو عسمر بن شرجیل یا شرجستانی نے ان کو قتل کر دیا۔ چنانچہ اس کے انتقام کے لئے رسول اللہ نے سنہ ۳ میں لشکر کشی کی، اور غزوہ موتہ کا واقعہ پیش آیا۔ اس لڑائی میں زید بن حارثہؓ، حضرت جعفر طیارؓ، عبد اللہ بن رواحہؓ، جو بڑے رتبہ کے صحابہ تھے شہید ہوئے اور گو خالدؓ کی حکمت ملی سے فوج صحیح و سلامت نکل آئی، تاہم نتیجہ جنگ درحقیقت شکست تھا۔ سنہ ۵ میں قرہ بن عسمر خزاعی، جو شاہ روم کی ماتحتی میں عمان کی دیار بلقا کا حاکم تھا، خود بخود مسلمان ہو گیا، اور ایک عرصہ مسعود بن سعیدؓ کی معرفت بابت تصدیق رسالت مع تحفہ وغیرہ کے آنحضرت کے پاس روانہ کیا۔ جب روم کے بادشاہ کو اپنے عیسائی مخالف مسلمان ہونا معلوم ہوا، تو اس نے اس کو بلا کر اول بہت سمجھا کہ اس مذہب کو چھوڑ دے۔ جب اس کا کہنا اسکی سمجھ میں نہ آیا، تو اس کو قتل کر دیا۔ ایسے ہی اور کئی واقعات ہوئے، جس سے مسلمان پر ضرور ہوا کہ امن و چین سے زندگی بسر کرنے کے لئے رومی سلطنت پر دباؤ ڈالتے۔ سنہ ۶ میں رومیوں نے خاص مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کیں، لیکن جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خود پیش قدمی کر کے مقام تبوک تک پہنچے، تو انکو آگے بڑھنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ اگرچہ اس وقت عارضی طور سے لڑائی رک گئی، لیکن رومی اور عسستانی مسلمانوں کی فکر سے کبھی غافل نہیں ہوئے، یہاں تک کہ مسلمانوں کو ہمیشہ کھٹکا لگا رہتا تھا کہ مدینہ پر چڑھ نہ آئیں۔ صحیح بخاری میں ہے، کہ جب رسول اللہ کی نسبت (غلط) مشہور ہوا، کہ آپ نے ازواج مطہرات کو طلاق دیدی ہے، تو ایک شخص نے حضرت عسمر سے جا کر کہا، کچھ تم نے سنا؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا، کیوں کہیں عسستانی تو نہیں چڑھ آئے۔ ۹

اسی حفظ ماقدم کے لئے سنہ ۱۱ میں رسول اللہ نے اسامہ بن زید کو سردار بنا کر شام

کہا کہ آج عرب و عجم کا مقابلہ ہے، اس قوی (چونکہ وہ بھی عربی النسل تھے) مسرکہ میں جم بھی قوم کے ساتھ ہیں۔ ان دونوں سرداروں کے ساتھ ادنیٰ قبیلے کے ہزاروں آدمی تھے۔ عجم کے مقابلہ کے جوش میں لبریز تھے۔

حرب بوب (سلسلہ) میں جوقت عرب کی فوج دشمن پر دھاوا کرنے کو ہوئی تو مشنی نے عیسائی سرداروں کو جو ساتھ تھے، بلا کر کہا تم اگرچہ عیسائی ہو، لیکن ہم قوم ہو، اور آج قوم کا معاملہ ہے، میں مہران (امیر لشکر عجم) پر حملہ کرتا ہوں، تم ساتھ رہنا، انہوں نے بیک کہا۔ مشنی نے ان سرداروں کو دونوں بازوؤں پر لیکر حملہ کیا، اور وہ پہلے ہی حملہ میں مہران کا سینہ توڑ کر قلب میں گھس گئے۔ غرض دونوں کے طوفانی بلغار نے عجم کو میدان سے ہٹا دیا، اور اسلامی فتوحات کی پرتوکت فہرست میں یہ ایک اور فتح لکھی گئی۔ اس سرکہ کے دن جو شجاعت کے کام ہوئے انہیں سے سب سے بڑھ کر قبیلہ تغلب کے ایک مسیحی نوجوان کی جرات تھی، جب کا نام جوش تھا۔ ابھی لڑائی کا اختتام نہیں ہوا تھا، اور عجمیوں کا سپہ سالار مہران بڑی بہادری سے تیغ بکف لڑ رہا تھا، کہ یہ مسیحی جوان جھپٹ کر عجمی سپاہ کے قلب میں جا پہنچا، اور پونچے ہی عجمی سردار کا تلوار سے کام تمام کر دیا۔ مہران اپنے گھوڑے سے گرا، تو نوجوان اچھل کر گھوڑے کی پیٹھ پر جا بیٹھا، اور فخر کے لہجے میں لپکارا: انا، الغلام التغلبی قاتل مہران امیر العجم، یعنی میں ہوں تغلب کا نوجوان اور رئیس عجم مہران کا قاتل۔

## سلطنت روم

رومی سلطنت سے عرب کا جو تعلق تھا، یہ تھا کہ عرب کے چند قبیلے سلیم و غسان و جذام وغیرہ شام کے سرحدی اضلاع میں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ ان لوگوں نے رفتہ رفتہ شام کے اندر دینی اضلاع پر بھی قبضہ کر لیا تھا، اور زیادہ قوت و جمیعت حاصل کر کے شام کے بادشاہ کہلاتے تھے۔ لیکن یہ لقب خود ان کا خانہ ساز تھا، ورنہ جیسا کہ مورخ ابن الاثیر نے تصریح کی ہے، درحقیقت وہ رومی سلطنت کے صوبہ دار تھے۔

۱۔ سور کی کتاب خلافت ص ۹۰۔ اور تاریخ طبری۔ ذکر و اعتر بوب ۱۲۔ ۲۔ الاخبار الطوال باب حنیفۃ الدینوری ۱۲۔ ۳۔ طبری برایت سین۔ اور سور کی کتاب خلافت ص ۹۴۔

ابن الاثیر کے علاوہ سور کی اور خلاصہ ابن تغری بن کثیر، جلد دوم۔ اخبار ابن اویس، جلد دوم۔ ۱۳۔



کی مہم پر بھیجا، اور چونکہ ایک عظیم الشان سلطنت کا مقابلہ تھا، حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ اور  
 بڑے بڑے نامور صحابہ مامور ہوئے کہ فوج کے ساتھ جائیں۔ اسامہؓ ابی روانہ نہیں ہوئے تھے  
 کہ رسول اللہؐ نے بیمار پڑ کر انتقال فرمایا۔ غرض جب حضرت ابوبکرؓ، خلیفہ بلا فصل، مسند  
 خلافت پر متمکن ہوئے، تو عرب کی یہ حالت تھی کہ وہ دونوں ہمسایہ سلطنتوں کا ہدف بن چکا  
 تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے شام پر لشکر کشی کی، تو فوج سے مخاطب ہو کر فرمایا، کہ تم میں جو شخص  
 مارا جائیگا شہید ہوگا، اور جو بچ جائیگا، مدافع عن الدین ہوگا، یعنی دین کو اس نے دشمنوں  
 کے حملوں سے بچایا ہوگا۔

پس کیسی صاف بات ہے کہ سلطنت روم کے خلاف جو مسلمان نے تلوار اٹھائی، وہ  
 بغرض دفاع اور حفظ و حفاظت کے لئے اٹھائی تھی، نہ کہ جبر و اکراہ سے مسلمان بنانے کے لئے۔  
 آریو! یہاں پر ہم ان حقوق پر غور کر کے بھی اپنے دل میں شرمناؤ جو اسلام اور بانی  
 اسلام اور اس کے جانشیناں برحق نے اور پھر عموماً مسلمان بادشاہوں نے اپنی غیر مذہب  
 رعایا کو عطا فرمائے تھے، جنہیں ہر قسم کے مذہبی و قانونی و ملی حقوق شامل ہیں، جبکہ بہت کچھ فکر  
 ابی باب کے بعد حقوق الذمینیہ میں آتا ہے، اور پھر دوسری جلد میں بھی متفرق طور پر اشاعت  
 اسلام کے تحت میں آئے گا۔ اگر مسلمانوں کا ممالک کے فتح کرنے سے یہ مطلب ہو تاکہ وہاں  
 کے باشندوں کو جبراً مسلمان کر نیکاً موقعہ ملیگا، تو پھر مذہب کے بارہ میں بالکل آزادی کہ جس  
 مذہب پر چاہیں قائم رہیں اور جو مراسم چاہیں ادا کریں وغیرہ وغیرہ کیوں دیتے؟ اور پھر اس کی  
 ساتھ قانونی و ملی حقوق ہی اس ضیاعی سے کیوں محنت فرماتے، جسکی نظیر دنیا کی کسی قوم میں پائی  
 نہیں جاتی؟ اور پھر اول کی جان و مال، مذہب و ملت، خانقاہوں اور عبادت خانوں کی حفاظت  
 اپنے ذمہ کیوں لے لی جاتی؟

## جزیرہ اور آرمینیہ

جزیرہ اور آرمینیہ کو دالک الگ چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں، مگر یہاں بھی قیصر روم  
 کو ایک قسم کا اقتدار حاصل تھا، اور بہت سے رومی آباد تھے۔ جزیرہ میں سلطنت کا  
 بھی کچھ اثر تھا۔

سنہ میں فتح حمص کے وقت جزیرہ والوں نے ہر قل کے حکم سے ایک حیت عظیم



اور خاقان حسین کے نام سے مشہور تھا۔ حضرت عثمانؓ کے وقت میں جب ۳۳ھ میں خراسان فتح ہوا، تو یزدگرد خاقان کے پاس گیا، اور اس سے مدد چاہی۔ خاقان نے اسی بڑی عزت و توقیر کی، اور ایک فوج کثیر ہمراہ لیکر یزدگرد کے ساتھ ساتھ خراسان آیا، اور مسلمانوں سے چند دنوں تک مقابلہ کرتا رہا۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر واپس چلا گیا۔ اور یزدگرد بھی واپس جا کر حضرت عثمانؓ کے اخیر عہد خلافت تک خاقان کے پاس فراغت میں مقیم رہا۔ ۳۵ھ

حضرت عثمانؓ کے وقت میں خراسان وغیرہ ممالک میں یزدگرد کی موجودگی اور خاقان کی مدد کے بھروسہ پر بغاوتیں پھوٹ پڑیں۔ جبکہ مسلمانوں نے بڑی بہادری سے خروج کیا۔ اس بغاوت سے فائدہ اٹھاتے کے لئے یزدگرد بھی اپنے نوکرانوں اور خاقان کی فوج کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے آیا، اور اسی موقع پر ۳۵ھ میں باختلاف روایات کسی طرح مارا گیا۔ ۳۵ھ

یزدگرد کے مارے جانے کے بعد بھی ترک غلبے نہ بیٹھے۔ بلکہ ۳۶ھ کے اخیر میں اطراف خراسان سے ترکوں نے پھر یورش کی۔ اہل بادعیس و ہرات و قوہستان نے ان کا ساتھ دیا۔ چالین ہراسی جمیعت سے قارن خراسان کی طرف بڑھا۔ بڑی بڑی لڑائیوں کے بعد مسلمانوں نے ترکوں کو ہزیمت دی، اور انکو پس پا ہونا پڑا۔ ۳۷ھ ان آئے دن کے حملوں کے خوف سے حضرت معاویہؓ نے ترکوں پر مستقل چڑھائی کی، اور بہت سے شہر انکے فتح کر لئے۔

۳۵ھ تاریخ طبری - وابن خلدون وغیرہ - ذکر فتح خراسان - ۱۲

۳۵ھ تاریخ طبری - وابن خلدون وغیرہ ذکر قتل یزدگرد - ۱۳

۳۵ھ تاریخ طبری - وابن خلدون وغیرہ - خروج قارن - ۱۲



لگایا اور انکو تحریر کے ذریعہ سے مفصلہ ذیل حقوق دیئے۔

آنحضرت نے ذمہوں (۱) کوئی دشمن اور نہ پر حملہ کرے گا، تو انکی طرف مداخلت کیا نہیں رسول کو جو حقوق عطا فرمائے اللہ کے خاص الفاظ یہ ہیں۔ یمنعون۔ ۱۰

(۲) انکو انکے مذہب سے برگشتہ نہیں کیا جائیگا۔ خاص الفاظ یہ ہیں۔ لا یفعلن۔ ۱۰

(۳) اور ان کی جان محفوظ رہے گی۔

(۴) انکو مذہبی آزادی حاصل رہے گی۔

(۵) اور ان کی زمین محفوظ رہے گی۔

(۶) اور ان کا مال محفوظ رہے گا۔

(۷) جو لوگ اس وقت حاضر نہیں ہیں، یہہ احکام انکو بھی شامل ہونگے۔

(۸) ان کے قافلہ اور کارواں (یعنی تجارت) محفوظ رہینگے۔

(۹) انکا لشکر محفوظ رہیگا، اور اس قسم کی کل چیزیں محفوظ رہیں گی۔

(۱۰) جن رسوم و عقاید کے وہ پابند تھے وہ بدلوا یا نہیں جائیگا۔

(۱۱) انکا کوئی حق جو انکو پہلے سے حاصل تھا زایل نہیں ہوگا۔ اور اسی قسم کی اور چیزیں بھی زایل نہیں ہونگے۔

(۱۲) مستحق، رہبان، گرجوں کے پجاری وغیرہ اپنی عملداری اور عہدوں سے برطرف نہیں کئے جائیں گے۔

(۱۳) ہر چیز قلیل و کثیر جس حیثیت سے اب انکے کنائس اور خانقاہوں میں ہے اسی حیثیت سے وہ انکے پاس باقی رہے گی، اور وہ اسے اس طرح کام میں لائیں گے جس طرح اب لاتے ہیں۔

(۱۴) ان پر ظلم نہیں کیا جائیگا۔

(۱۵) ان سے زمانہ جاہلیت کے خون کا بدلہ نہیں لیا جائیگا۔

(۱۶) جزیہ جو ان سے لیا جائیگا، اس کے لئے تحصیل کے پاس خود سے جانا نہیں پڑیگا۔

۱۰ فتوح البلدان۔ صفحہ ۵۔

۱۰ فتوح البلدان۔ صفحہ ۶۔

یہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں، یعنی آغاز نبوت سے فتح مکہ تک، جو شہر  
میں واقع ہوئی، ان افراد کی ایذا رسانوں، حد سے زیادہ بے رحمیوں اور اس کے بعد لڑائیوں  
کا ایک ایسا تسلسلہ قائم رہا جس کی وجہ سے یہ موقع ہی پیش نہ آیا کہ اسلام کو حکومت  
اور عدالت کی باضابطہ حیثیت حاصل ہوتی، اور رعایا کے ساتھ سلطنت کو جو تعلقات ہوتے  
چاہئیں، اس کے متعلق قانون اور قاعدے منضبط ہوتے۔ اس وقت تک غیر مذہب والوں  
سے جو تعلقات پیدا ہوئے تھے، وہ اسی قدر تھے کہ کسی قوم سے کچھ معاہدہ ہو گیا، کسی سے  
چھوٹے شرائط کے ساتھ صلح ہو گئی۔ مختصراً یہ کہ اس وقت تک غیر مذہب والے اسلام کی سہا  
نہیں کہلاتے تھے۔ خیر کی آبادی فتح ہو کر بھی صرف اس قدر ہوا کہ یہودیوں سے بٹائی  
پر معاملہ ہو گیا، مگر اس کے عوض میں انکی جانی و مالی و مذہبی حفاظت اسلام نے اپنے  
پر لے لی۔ فتح مکہ کے بعد یمن، بحرین، عمان، عدن وغیرہ فتح ہوئے۔ ان ضلع  
میں کثرت سے دوسری قومیں، یعنی یہودی، عیسائی، پارسی، آباد تھے۔ چونکہ اس  
وقت امن و امان قائم ہو چکی تھی، اور اتفاقات روزگار سے اسلام کی حیثیت ایک چوٹی  
سی سلطنت کی بھی ہو گئی تھی، اسلئے اسلام نے انکو رعایا کے لقب سے پکارا، اور خود ان کو  
بھی اس لقب سے عار نہیں رہا۔ لیکن ان کے متعلق کسی قسم کے مجموعہ احکام نافذ ہونے  
کے بجائے اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوا کہ انہیں جزیہ مقرر کیا گیا، اور اس کے معاوضہ میں  
ان کو چند حقوق دئے گئے، اور ان کی حفاظت کا ذمہ لیا گیا۔ سب سے پہلے انحضرت  
ﷺ کے زمانہ میں تقریباً سترہ میں سجنہ ان کے عیسائیوں پر جزیہ مقرر ہوا۔ ان کے بعد  
ایلیہ، ادرع، اذرعات وغیرہ پر بھی جزیہ لگایا گیا۔ یہ ظاہر ہے کہ اس وقت تک ان  
سلطنت کا آغاز تھا، اور اس وجہ سے تاریخوں میں مسلمان یا ذمی رعایا کے حقوق کی تفصیل  
نہیں مل سکتی۔ تاہم اس معاملہ کے متعلق جبکہ سرماہ بل سکے اسکو نہایت تلاش سے ہتیا کرنا  
چاہئے، کیونکہ گو وہ مختصر اور سادہ ہوں، لیکن انہی حقوق الذمیین کے قانون کے اصول  
معلوم ہوتے ہیں، اور اس کا فیصلہ ہو سکتا ہے کہ زمانہ مابین میں ذمیوں کے متعلق جو مفصل  
قانون بنایا، اسکا مایہ خیر کیا تھا؟

بانی اسلام، یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن قوموں پر جزیہ

جو رسول اللہ کے افعال و اقوال کے یادگار تھے، اس بات میں ان کا طرز عمل کیا رہا ہوگا، لیکن ہم صرف قیاس پر قناعت نہیں کرتے، تاریخ کی مستند کتابوں مثلاً بلاذری، طبری، ازردی وغیرہ میں سیکڑوں مواہدے اصلی الفاظ میں مذکور ہیں، جب کا قدر مشترک یہ ہے کہ کسی کے مذہب سے تعرض نہ کیا جائیگا۔ چنانچہ مزید اطمینان کے لئے ہم بعض مواہدہ دن کو اس مقام پر نقل کرتے ہیں۔

حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ کے مواہدہ لکھ دیا۔

لا یصلح منہم بعباد ولا کلیسۃ ولا من صوب النوا

یعنی: ان سے گرجے برباد نہ کئے جائیں گے نہ ان کو مکہ بجا لے سے منع کیا جائیگا، نہ عید کے دن صلیب کے نکالنے سے روکا جائیگا۔

عمامات پر صیب خال کا گذر ہوا، تو وہاں کا پادری اون کے پاس حاضر ہوا، اون نے اس شرط پر اس سے صلح کر لی۔

لا یصلح منہم بعباد ولا کلیسۃ وعلی ان یضربوا قیسہم فی اعیانہم  
شاؤا من لیل و نهار لا فی اوقات الصلوۃ وعلی ان یخرجوا الصلیبا  
فی ایام عیدہم

یعنی: ان سے گرجے برباد نہ کئے جائیں گے۔ وہ نماز کے وقتوں کے سوا، رات دن میں جہت چاہیں نا تو قس بجائیں۔ اور تمام تیو ماروں میں صلیب نکالیں۔

قاضی ابو یوسف صاحب نے کتاب الخراج میں ان تمام احکام کو نقل کر کے لکھا ہے کہ خالد کے ان مواہدوں پر حضرت ابو بکرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، کسی نے کبھی اعتراض نہیں کیا۔ اس لحاظ سے اگر فقہی اصطلاح کے موافق کہا جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ اس مسئلہ پر صحابہ کا اجماع ہو گیا تھا، مگر ہم صرف اتنے ہی پہلو بن نہ کریں گے بلکہ خاص حضرت عثمانؓ کے بھی احکام نقل کرینگے، اسکے بعد اور طرف توجہ ہونگے۔

حضرت عمرؓ کے احکام جب بنو تغلب نے اپنے قدیم مذہب کو ترک کر نیکی نیت ظاہر کی، تو حضرت عمرؓ نے حکم دیدیا کہ ان پر کس طرح کا دباؤ نہ ڈالا جادے اور وہ اپنے مذہب کی پیروی

(۱۷) اُن سے عشر نہیں لیا جائیگا۔

(۱۸) اُن کے ملک میں فوج نہ بھیجی جائیگی۔

پہلی اور دوسری دفعہ کے سوا باقی تمام حقوق جس معاہدہ سے قائم ہوتے ہیں، وہ ذیل میں بھیجہ منقول ہے۔

وَلْيُحْلِلْنَ وَحَاشَيْتُهُمْ أَجْوَادَ اللَّهِ وَلِيَمَّا مَحَلَّ النَّبِيِّ رَسُولَ اللَّهِ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَ  
مَلْتَهُمْ وَأَرْضَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَغَايِبَهُمْ وَشَاهِدَهُمْ وَغَيْرَهُمْ وَلِبَعَثَهُمْ وَ  
امْتَلَأَهُمْ وَلَا يُغَيِّرُ مَا كَانُوا عَلَيْهِمْ وَلَا يُغَيِّرُ مِنْ حَقِّهِمْ وَامْتَلَأَهُمْ وَلَا  
يُقَيِّقُ اسْقَفَ مَنْ اسْقَفْتَهُ وَلَا رَاهِبَ مَنْ رَهَبَانِيَّتَهُ وَلَا دَافِعَ مَنْ دَفَعْتَهُ  
عَلَى مَا تَحْتَ أَيْدِيهِمْ مِنْ قَلِيلٍ أَوْ كَثِيرٍ وَلَيْشَ عَلَيْهِمْ نَصْرٌ وَلَا حُرْبٌ جَاهِلِيَّةٌ  
وَلَا يُحْشَرُونَ وَلَا يُعْشَرُونَ وَلَا يُطَاعُوا رَضَاهُمْ جِلْسُ الْحَمْلِ - ۱۷

ذمیوں کے حقوق کے متعلق اگرچہ بہت سے قواعد ہیں، اور اسلام کو ابتدائی زمانہ میں غرقوں  
کے ساتھ جقدہ کم تعلق پیدا ہوا تھا، اُس کے لحاظ سے اس سے زیادہ ضرورت ہی نہ تھی، تاہم  
ابہیں قواعد میں نہایت مہتمم باشندان امور کا ماحذ موجود ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ ذمیوں  
کے حقوق کے متعلق کو کتنا ہی مفصل مجموعہ قوانین بنایا جاوے۔ لیکن اس کی جزئیات  
ان اصول سے باہر نہیں جاسکتیں۔

اب ہم نہایت تفصیل سے بتانا چاہتے ہیں کہ زمانہ مابعد میں جبکہ غیر قوموں سے نہایت  
وسیع اور قوی تعلقات پیدا ہوئے ذمیوں کے ساتھ اسلامی حکومتوں کا طرز عمل کیا رہا؟

مذہبی حقوق (۱) سب سے مقدم اور ضروری بحث مذہبی حقوق کی ہے، مذہبی آزادی کے متعلق  
اسلام کا جو اصول ہے، اُن الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے، جو رسول اللہ ﷺ نے

بخبرانیوں کے معاہدوں میں تحریر فرمائے تھے، اور جبکہ وہاں ہم ابھی نقل کر چکے ہیں۔  
یعنی یہ کہ پادری وغیرہ اپنے منصب پر بحال رہیں گے، اور مذہب سے کچھ تعرض نہ کیا جائیگا  
یہ خاص رسول اللہ ﷺ کے احکام ہیں، اور اس لئے دوسرے لغظوں میں کہا جاسکتا ہے  
کہ یہ خاص اسلام کے احکام ہیں، اس سے یہ بھی قیاس ہو سکتا ہے کہ خلفاء راشدین

۱۷ منہج البلدان - صفحہ ۶۵ - قاضی ابوبوسف صاحب نے بھی اس معاہدہ کو کتاب الخراج  
میں نقل کیا ہے - ۱۷ -

گرچے شہر کے اندر ہوں یا باہر، ہر بار وہ کٹے جائینگے، اور یہ کہ کوئی دشمن ان کا انہر چڑھ آئے تو انکی طرف سے مقابلہ کیا جائینگا، اور یہ کہ وہ تیو ماروں میں ہلیب نکالنے کے مجاز ہیں چنانچہ تمام شہام اور حیرہ (باستثناء بعض مواضع کے) انہیں شریطاً فتح ہوا۔ اور یہی وجہ ہے کہ خالقا ہیں اور گرچے اسطرح چھوڑ دئے گئے اور برباد نہیں کئے گئے۔ ۱۰۷

مصر کے گرجوں کا سرکاری خزانہ  
ہوا، تو حضرت مریم کے گرجا اور چند گرجوں کو منہدم کر دیا، ہادی نے ایک سال کی خلافت کے بعد وفات پائی، اور مارون الرشید تخت نشین ہوا۔ اس نے علی کو معزول کر کے سیدہ میں موسیٰ بن عیسیٰ کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔

موسیٰ نے گرجوں کے معاملہ میں علماء سے استفتاء کیا۔ اس وقت مصر کے تمام علماء کے پیشوا لیس بن مسعود تھے، جو بہت بڑے محدث اور نہایت مقدس بزرگ تھے، انہوں نے علانیہ فتویٰ دیا کہ منہدم شدہ گرجے نئے سرے سے تعمیر کر دئے جائیں، اور دلیل یہ پیش کی کہ مصر میں جعفر گرجے ہیں، جو صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں تعمیر ہوئے تھے۔ چنانچہ تمام گرجے سرکاری خزانے سے تعمیر کر دئے گئے، علاوہ مقرنیہ نے تاریخ مصر میں اس واقعہ کو ان الفاظ میں لکھا ہے۔

فبنیت کلہا بمشورۃ اللیث بن سعد وعبد اللہ بن لہیعۃ وقتا  
ہو من عمارۃ البلاد واجتہا اباہن الکنایسر اللتھ بمخص لہرتب۔ الاتحاف الاسلامی  
فمن الصیابة والتابعین ۱۰۸

اسی طرح دمشق کا ایک گرجا ایک رئیس کی بیجا فیاضی سے خاندان بنی نصر کے لے عہد کے واقعات  
قبضہ میں آگیا تھا، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے عہد خلافت میں اسکو بنی نصر سے چھین کر عیسائیوں کے حوالہ کر دیا۔ اس سے بڑھکر یہ کہ ولید بن عبدالملک نے ایک اتفاقی وجہ سے دمشق کے ایک گرجا کو، جس کا نام یوحنا کا گرجا تھا، ڈنکار جاسع مسجد میں شامل کر لیا تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں عیسائیوں نے اس تقدی کا شکای کی حضرت عمر بن عبدالعزیز نے دمشق کے عامل کو لکھ بھیجا کہ مسجد کا وہ حصہ ڈھا کر عیسائیوں کو اجازت دیدیجائے کہ پھر وہاں گرجا بنالیں۔ ۱۰۹

۱۰۷ کتاب الخراج صفحہ ۸۔ ۱۰۸ انجم الظاہرة واقعات اسلام۔ ۱۰۹ مقرنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۵۔  
۱۱۰ دیکھو فتوح البلدان۔ صفحہ ۱۲۵۔

میں بالکل آزاد رہیں۔ البتہ ان میں سے اگر کسی نے اسلام قبول کرنا چاہا، تو کوئی شخص مزاحمت کا مجاز نہ ہوگا، اور نہ وہ ایسے لوگوں کے بچوں کو جو مسلمان ہو گئے ہوں، اصطلاح دے سکیں گے۔ یہ جہت بیت المقدس امیر المؤمنین محمد بن الحنفیہؑ کا فرماں پذیر ہوا، تو ذیل کی شرائط منظور ہوئیں۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ صلح نامہ کی یہ شرطیں، جنگوں، عمر، خدا کا بندہ اور مومنوں کا مدبر، بیت المقدس کے باشندوں کے لئے منظور کرتا ہوں۔ میں حفاظت دیتا ہوں انکی جان، مال، اولاد، گرجوں، صلیبوں، بیمار، تندرست اور انکے کل مذہب والوں کو۔ میں حفاظت دیتا ہوں انکی زمینوں کو اور سب باشندوں کو انکے مذہب پر انکے گرجوں میں سکونت نہ کی جائیگی، اور نہ وہ سہار کئے جائیں گے، اور نہ انکے احاطہ کو نقصان پہنچایا جائیگا۔ نہ ان کے صلیبوں اور انکے اموال میں کچھ کمی کی جائیگی۔ اور نہ باشندوں پر مذہب کی پیروی میں جبر ہوگا، اور نہ ان میں سے کسی کو مصرت دیجاوے گی۔ الخ“

پس اب اس میں کچھ بھی کسر باقی نہیں رہی، کہ اس مسئلہ پر، کہ غیر مذہب والوں کو اسلامی حکومت میں پوری آزادی دینی و دنیوی ملنی چاہئے، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور فضل کے مطابق صحابہ کا ہی اجماع ہو گیا تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ زمانہ مابعد میں جب کبھی کسی متعصب فرمانروائے اسکے خلاف کرنا چاہا، تو مذہبی پیشواؤں نے فوراً مخالفت کی، اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے یہ جرئت نہ کر سکے، تو اس کے رستے کے بعد اس کی تلافی کر دی گئی۔

ہارون رشید کا سوال اور قاضی برہم ہوا، تو عیسائیوں کی طرف سے اسکے خیالات بہت کچھ بدل گئے، اور غالباً ابولوسف کا جواب اسی کا اثر تھا کہ اسنے قاضی ابولوسف صاحب سے، جو مذہبی صیغہ کے افسر

کل تھے، پوچھا کہ عیسائیوں کے گرجے اسکے نام میں کیوں محفوظ رہے، اور آج ان کو کیوں یہ اجازت حاصل ہے، کہ وہ علانیہ صلیب نکالتے ہیں؟ اس کا جواب قاضی صاحب نے لکھا کہ ذمیوں سے جن یہ کی بنایا جو صلیب ہوئی تھی، اس بنا پر ہوئی تھی، کہ ان کی خانقاہیں اور

۱۰ دیوچہ تاریخ طبری۔ پہلا سیرى۔ صفحہ ۲۴۸۲۔ علاوہ تاریخ طبری کے دیگر دیوچہ تاریخ طبری کی تاریخ کا عربی سے ترجمہ ہے فیڈلز۔ صفحہ ۱۶۸ و ۱۶۹۔ (مطبوعہ لندن)

۱۱ رسول خداؐ نے فرمایا کرتے تھے کہ جو ذمیوں کو تکلیف دیتا ہے، وہ مجھ کو تکلیف دیتا ہے۔  
(دیوچہ المکیں۔ صفحہ ۱۱)۔

تیمیر ہوا۔ اس زمانہ کے بعد خالد الکسری نے جو ہشام بن عبد الملک کے زمانہ میں  
عراق میں لاکھوں تھا، اپنی ماں کے لئے جو عیسائی مذہب رکھتی تھی بخود ایک گرجا تعمیر کرادیا۔  
۵۹۰ء میں نصیب میں ایک گرجا کی تعمیر ختم ہوئی۔ اسی صدی میں ابو سرحہ کا کلیہ قدم  
قاہرہ کے رومی قلعہ میں بنایا گیا۔ خلیفہ مارون الرشید کے زمانہ میں ایک بڑا عمارت  
گرجا بابل میں تیار ہوا۔ جب خلیفہ مامون الرشید مصر میں تھا تو اپنے دو معززین  
دربار کو اجازت دی کہ مقلطہ کی پہاڑی پر جو قاہرہ کے قریب تھی، گرجا بنائیں، اور اسی  
خلیفہ کی اجازت سے ایک دولت مند عیسائی نے جس کا نام بکام تھا خوبصورت گرجے بورہ مز  
تعمیر کرائے۔ یہ نظری بطریق، تمو تھیس نے، جو ۸۲۰ء میں مرا، ایک گرجا نکریٹ مز  
اور ایک خانقاہ بعد اوس میں تیمیر کی جگہ دنوں صدی عیسوی میں ابو سیفین کا خوشنما  
قبلی گرجا القسطا میں تعمیر ہوا۔ اور اسی صدی میں جبہ عضد الدولہ بویہ (۸۶۰-۹۰۹ء)  
جنوبی فارس اور عراق پر سلاطنت تھا، تو اسکے سخی المذہب وزیر اعظم نصران مارول  
نے متحدہ گرجے اور خانقاہیں تمام ممالک اسلامیہ میں تعمیر کیں۔ فاطمی خاندان مصر کے ساتویں  
خلیفہ الطاہر (۱۰۲۳-۱۰۳۷ء) کے عہد میں ایک نیا گرجا تیار ہوا۔ گرجے اور خانقاہیں عباسی  
خلیفہ مستضیٰ (۱۰۳۷-۱۰۵۷ء) کے زمانہ میں بھی تعمیر ہوئیں۔ ۱۰۷۱ء میں القسطا  
کے مشہر میں ایک گرجا تعمیر ہوا اور اورلیڈی دی پیور درجن یعنی تہہاری خاتون جو پاک  
اور کواری ہے کے نام سے موسوم ہوا۔

مسجدوں کے متعلق	مسلمانوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ پُرانے مسجد قائم رکھے یا نئے مسجدوں
تمام عہد جاں دایں	کی تعمیر کی اجازت دی، یا خود بنوادیا، بلکہ انہوں نے نہایت انصاف
اور وزیر بجال ہے	سے مسجدوں کے متعلق تمام عہدے اور تمام وہ جاں دایں بجال ہے
	دیں جو ان مسجدوں پر وقت تھیں۔ یہاں تک کہ پجاریوں اور مجاوروں کے جو روزینے

۱۱۰۰ء فون کریمیر (۱) جلد ۲ - صفحہ ۱۷۵ - ۱۷۶ ابن نلکان - جلد ۱ - صفحہ ۲۸۵ -

۱۱۰۰ء الیاس نصیبی - صفحہ ۱۲۸ - ۱۲۹ ٹیلر - مصر کے قدیم مصری کلیسا - جلد ۱ - صفحہ ۱۸۱ - مطبوعہ

اکسفرڈ ۱۸۸۲ء - ۵۵ کروئیتی دے میکلے گرینڈ - صفحہ ۲۶۶ - ۵۷ اولیٹوس - صفحہ ۲۳۷ و ۲۳۸

۱۱۰۰ء فون کریمیر (۱) دوسری جلد - صفحہ ۱۷۵ و ۱۷۶ - ۱۷۷ ٹیلر - مصر کے قدیم قبلی گرجا - صفحہ ۱۷۷

صفحہ ۷۷ - ۱۱۰۰ء ابن الاثیر - جلد ۸ - صفحہ ۲۸۱ - ۱۱۰۰ء رنڈوڈ - صفحہ ۳۵۹ - ۱۱۰۰ء میکل

۱۱۰۰ء گرینڈ - صفحہ ۳۳۳ - ۱۱۰۰ء ابو صالح - صفحہ ۹۲ -



حضرت عبداللہ ابن عباسؓ  
کا فیصلہ اور نئے گرجوں  
کے بننے کا ثبوت

الترہیبہ اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے عہد میں نئے  
گرجوں یا تہانوں کے بننے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن یہ اون کی سرسری  
معلومات کا نتیجہ ہے۔ ابھی معلوم ہو چکا کہ مصر کے کل گرجے مسلمانوں

کے ہی عہد میں بنے تھے، اس کے علاوہ یہ بحث خود صحابہ کے عہد میں پیش آچکی تھی، اور نہایت  
صفائی سے اس کا فیصلہ کر دیا گیا تھا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے یہ مسئلہ پوچھا  
گیا تھا، انہوں نے جواب دیا کہ جو شہر مسلمانوں کے خاص آباد کردہ ہیں، وہاں عیسائیوں کو  
کو یہ حق حاصل نہیں کہ گرجا اور تہانہ بنائیں یا سنگھ بنائیں، باقی جو قدیم شہر ہیں، وہاں  
ذمیوں سے جو معاہدہ ہے، مسلمانوں کو اسکا پورا کرنا ضرور ہوگا۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا یہ فتویٰ بھی اس لحاظ سے تھا کہ اس وقت تک مسلمان  
اور دوسری قومیں ایسے طرح بنے چکے نہیں تھے، لیکن جب یہ حالت نہیں رہی تو وہ فیصلہ بھی  
نہیں رہا۔ چنانچہ خاص اسلامی شہروں میں اس کثرت سے گرجے بنائے، التثکد کے  
بجائے انکا شمار نہیں ہو سکتا۔ بغداد خاص مسلمانوں کا آباد کیا ہوا شہر ہے، وہاں کے  
نام معجزہ لیلان میں کثرت سے ملے ہیں۔ خلیفہ مہدی (ع) کے عہد حکومت  
میں ایک گرجا عیسائی قیدیوں کے لئے بغداد میں تعمیر ہوا۔ یہ قیدی اس وقت میں قید ہوئے  
تھے کہ امین اسلام کی بیٹیاں روم کی عیسائی سلطنت سے ہجرت کر کے آئیں، اور  
خلیفہ کا مدینہ الرشید کے رہائے ہوئے اور اسکو ممالک کے باشندوں نے بنایا تھا۔  
امیر معاویہؓ نے الرما کے گرجا کو عیسائی رعایا کی درخواست پر دوبارہ تعمیر کرا دیا۔ قیصر  
میں جو گرجے بنے وہ مسلمانوں ہی کے عہد میں بنے۔ یوٹیکس نے جو ستترہ مہر میں اسکندریہ کا  
ٹارڈن شپ تھا، اپنی کتاب میں، جو عربی زبان میں ہے، اور جاکوب و فیسروپاک نے لاطین ترجمہ  
کے ساتھ چھپایا ہے اس قسم کے بہت سے گرجوں کے نام اور انکے حالات لکھے ہیں۔ خلیفہ عبداللہ  
کے عہد میں الرما کے شہر میں ایک بنایا گیا، اور دو اور گرجے مصر کے شہر القضا میں تعمیر  
ہوئے۔ ایک گرجا جو سینٹ باجر کے نام سے بنایا گیا، حلوان میں، جو القضا کے  
قریب گاؤں ہے، تعمیر ہوا۔ اس میں ایک یعقوبی کسبیا انطاکیہ میں خلیفہ ولید کے حکم سے

۱۵ کتاب الخراج صفحہ ۸۸ - ۱۵ یا قوت دوسری جلد - صفحہ ۶۶۲ - ۱۵ یا قوت - دوسری جلد -

صفحہ ۶۶۲ - ۱۵ قتی - پہلی جلد - صفحہ ۳۸۸ - ۱۵ میکس کے گرینڈ - صفحہ ۲۴۷ - رنڈو -

صفحہ ۱۱۹ - ۱۵ اوٹیکس - ۲ - صفحہ ۳۷۹ -

صاف صاف ہدایت فرمائی کہ زردشتیوں اور بت پرستوں کے ساتھ بالکل ایسا ہی برتاؤ کرو جیسا کہ اہل کتاب کے ساتھ رکھتے ہو۔ اور قاضی صاحب موصوف کی بھی یہی رائے ہے کہ اسلام نے اُن لوگوں کو بھی جو مورتوں اور آگ اور پتھروں کو پوجتے ہیں وہی حقوق دئے ہیں جو اہل کتاب کو ملے۔

آتشکدہ توڑ کر مسجد بنائی | خلیفہ مقصم باللہ کے زمانہ میں ایک اسلامی سالار کا حال لکھا ہے،  
مزار میں امام اور موزن | جسے مسجد کے ایک امام اور موزن کو اس جرم پر ذرہ لگائے تھے کہ سفید  
کو درے لگائے گئے | کے شہر میں انہوں نے ایک آتشکدہ توڑ کر اُسکی جگہ مسجد بنا دی تھی۔

زردشتیوں کو پوری مذہبی | خود یار سیدیوں کو اس بات کا اقرار ہے کہ جب مسلمانوں نے ایران  
آزادی دی گئی اور ان کے | کو فتح کیا زردشتیوں کو پوری مذہبی آزادی دی، اور کسی طرح  
آتشکدہ وغیرہ قائم رہے | کا جبرائیل نے یہاں تک کہ دسویں صدی عیسوی میں فتح ایران  
کے بین سور میں اجد عراق، فارس، کرمان، مسجدستان، خراسان، آذربائیجان  
اور آران یعنی ایران کے تمام حصوں میں آتشکدے اور دھنچے بنے ہوئے تھے یہ خاص  
فارس میں بہت کم ایسے شہر تھے جنہیں آتشکدے اور آتش پرستوں کے پیشوائی مذہب موجود  
نہ ہوں، ہفت شہرستانی نے بھی (جنکی تحریر بارہویں صدی عیسوی کی ہے) لکھا ہے کہ  
خود بغداد کے قریب اسقینہ میں ایک آتشکدہ موجود تھا۔

مذہبی آزادی کا اصول ہند میں بھی بحیثیت الاغلب جاری رہا۔ چنانچہ سر سرچرڈ ویل  
ہند میں بھی عموماً مذہبی | نے اپنی کتاب "ہندوستان" میں ۱۸۸۰ء کے صفحہ ۱۶۴-۱۶۵ (مطبوعہ  
آزادی قائم رہی، ہندو | لندن ۱۸۸۱ء) میں لکھا ہے کہ مذہبی آزادی کا اصول جبکہ اہل اعظم  
کے لئے شاہی اوقات کا | کے دور حکومت میں سب سے زیادہ ترقی ہوئی، ہندوؤں کے مذہب  
لے ساتھ اکثر برتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ شاہی اوقات، جو مندروں  
پہنچے، | کے لئے مقرر ہوئے تھے انکا نیا اظہر ہوتا تھا۔ مسلمان بادشاہوں  
کی طرف سے مندروں کے لئے اراضی بھی وقف ہوتے تھے۔

۱۔ دیچو کتاب النجاشی - صفحہ ۷۲ - ۷۳ خولون - جلد - صفحہ ۲۸ - ۲۹ دوسرا بیانی فرامی کا۔

۲۔ پارسیوں کی تاریخ - جلد ۱ - صفحہ ۵۶ - ۵۷ - صفحہ ۱۴ - ۱۵ - صفحہ ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴ - ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶ - ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸ - ۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴ - ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸ - ۱۰۱۹ - ۱۰۲۰ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲ - ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴ - ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶ - ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸ - ۱۰۲۹ - ۱۰۳۰ - ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴ - ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶ - ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸ - ۱۰۳۹ - ۱۰۴۰ - ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴ - ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ - ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰ - ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶ - ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸ - ۱۰۵۹ - ۱۰۶۰ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲ - ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ - ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ - ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ - ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲ - ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶ - ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸ - ۱۰۹۹ - ۱۱۰۰ - ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲ - ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ - ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶ - ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸ - ۱۱۰۹ - ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲ - ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴ - ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶ - ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸ - ۱۱۱۹ - ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴ - ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ - ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸ - ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ - ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲ - ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴ - ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶ - ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸ - ۱۱۳۹ - ۱۱۴۰ - ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲ - ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴ - ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶ - ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸ - ۱۱۴۹ - ۱۱۵۰ - ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴ - ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶ - ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸ - ۱۱۵۹ - ۱۱۶۰ - ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲ - ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴ - ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶ - ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸ - ۱۱۶۹ - ۱۱۷۰ - ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲ - ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴ - ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶ - ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸ - ۱۱۷۹ - ۱۱۸۰ - ۱۱۸۱ - ۱۱۸۲ - ۱۱۸۳ - ۱۱۸۴ - ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶ - ۱۱۸۷ - ۱۱۸۸ - ۱۱۸۹ - ۱۱۹۰ - ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲ - ۱۱۹۳ - ۱۱۹۴ - ۱۱۹۵ - ۱۱۹۶ - ۱۱۹۷ - ۱۱۹۸ - ۱۱۹۹ - ۱۲۰۰ - ۱۲۰۱ - ۱۲۰۲ - ۱۲۰۳ - ۱۲۰۴ - ۱۲۰۵ - ۱۲۰۶ - ۱۲۰۷ - ۱۲۰۸ - ۱۲۰۹ - ۱۲۱۰ - ۱۲۱۱ - ۱۲۱۲ - ۱۲۱۳ - ۱۲۱۴ - ۱۲۱۵ - ۱۲۱۶ - ۱۲۱۷ - ۱۲۱۸ - ۱۲۱۹ - ۱۲۲۰ - ۱۲۲۱ - ۱۲۲۲ - ۱۲۲۳ - ۱۲۲۴ - ۱۲۲۵ - ۱۲۲۶ - ۱۲۲۷ - ۱۲۲۸ - ۱۲۲۹ - ۱۲۳۰ - ۱۲۳۱ - ۱۲۳۲ - ۱۲۳۳ - ۱۲۳۴ - ۱۲۳۵ - ۱۲۳۶ - ۱۲۳۷ - ۱۲۳۸ - ۱۲۳۹ - ۱۲۴۰ - ۱۲۴۱ - ۱۲۴۲ - ۱۲۴۳ - ۱۲۴۴ - ۱۲۴۵ - ۱۲۴۶ - ۱۲۴۷ - ۱۲۴۸ - ۱۲۴۹ - ۱۲۵۰ - ۱۲۵۱ - ۱۲۵۲ - ۱۲۵۳ - ۱۲۵۴ - ۱۲۵۵ - ۱۲۵۶ - ۱۲۵۷ - ۱۲۵۸ - ۱۲۵۹ - ۱۲۶۰ - ۱۲۶۱ - ۱۲۶۲ - ۱۲۶۳ - ۱۲۶۴ - ۱۲۶۵ - ۱۲۶۶ - ۱۲۶۷ - ۱۲۶۸ - ۱۲۶۹ - ۱۲۷۰ - ۱۲۷۱ - ۱۲۷۲ - ۱۲۷۳ - ۱۲۷۴ - ۱۲۷۵ - ۱۲۷۶ - ۱۲۷۷ - ۱۲۷۸ - ۱۲۷۹ - ۱۲۸۰ - ۱۲۸۱ - ۱۲۸۲ - ۱۲۸۳ - ۱۲۸۴ - ۱۲۸۵ - ۱۲۸۶ - ۱۲۸۷ - ۱۲۸۸ - ۱۲۸۹ - ۱۲۹۰ - ۱۲۹۱ - ۱۲۹۲ - ۱۲۹۳ - ۱۲۹۴ - ۱۲۹۵ - ۱۲۹۶ - ۱۲۹۷ - ۱۲۹۸ - ۱۲۹۹ - ۱۳۰۰ - ۱۳۰۱ - ۱۳۰۲ - ۱۳۰۳ - ۱۳۰۴ - ۱۳۰۵ - ۱۳۰۶ - ۱۳۰۷ - ۱۳۰۸ - ۱۳۰۹ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۱ - ۱۳۱۲ - ۱۳۱۳ - ۱۳۱۴ - ۱۳۱۵ - ۱۳۱۶ - ۱۳۱۷ - ۱۳۱۸ - ۱۳۱۹ - ۱۳۲۰ - ۱۳۲۱ - ۱۳۲۲ - ۱۳۲۳ - ۱۳۲۴ - ۱۳۲۵ - ۱۳۲۶ - ۱۳۲۷ - ۱۳۲۸ - ۱۳۲۹ - ۱۳۳۰ - ۱۳۳۱ - ۱۳۳۲ - ۱۳۳۳ - ۱۳۳۴ - ۱۳۳۵ - ۱۳۳۶ - ۱۳۳۷ - ۱۳۳۸ - ۱۳۳۹ - ۱۳۴۰ - ۱۳۴۱ - ۱۳۴۲ - ۱۳۴۳ - ۱۳۴۴ - ۱۳۴۵ - ۱۳۴۶ - ۱۳۴۷ - ۱۳۴۸ - ۱۳۴۹ - ۱۳۵۰ - ۱۳۵۱ - ۱۳۵۲ - ۱۳۵۳ - ۱۳۵۴ - ۱۳۵۵ - ۱۳۵۶ - ۱۳۵۷ - ۱۳۵۸ - ۱۳۵۹ - ۱۳۶۰ - ۱۳۶۱ - ۱۳۶۲ - ۱۳۶۳ - ۱۳۶۴ - ۱۳۶۵ - ۱۳۶۶ - ۱۳۶۷ - ۱۳۶۸ - ۱۳۶۹ - ۱۳۷۰ - ۱۳۷۱ - ۱۳۷۲ - ۱۳۷۳ - ۱۳۷۴ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۶ - ۱۳۷۷ - ۱۳۷۸ - ۱۳۷۹ - ۱۳۸۰ - ۱۳۸۱ - ۱۳۸۲ - ۱۳۸۳ - ۱۳۸۴ - ۱۳۸۵ - ۱۳۸۶ - ۱۳۸۷ - ۱۳۸۸ - ۱۳۸۹ - ۱۳۹۰ - ۱۳۹۱ - ۱۳۹۲ - ۱

پہلے سے مقرر تھے، وہ بھی اپنے خزانہ سے جاری رکھے۔ عسرو بن العاص نے حضرت عمرؓ کے عہد میں جب مصر فتح کیا تو جعفرؓ اور ارضیات گرجوں پر وقع تھیں اسی طرح بحال رہنے دیں۔ چنانچہ اس قسم کی جو ارضیات عسکرہ تک موجود تھیں، ادن کی مقدار ۲۵ ہزار قدان تھی اسے محمد قاسم نے جب فتح کیا، تو بہنوں کو بلا کر تجاؤں کے متعلق انکو جو اختیارات دیئے، اوکو مورخ علی بن حامد نے اپنی تاریخ بسندہ میں لکھا ہے۔ پس اکابر و مقدمان و برائے را فرمود کہ معبود خود را عبادت کنند و فقرائے برہمنان را با حسان و قہد تیار دارند و اعیاد و مراسم خود بشرائط آباؤ اجداد قیام نمایند و صدقاتیکہ پیش ازین در حق برائے می دادند برقرار قدیم بدہند۔

بنیامین جو مصر کا پیٹر بارک تھا، اور ایرانیوں کے تسلط کے زمانہ میں مصر سے بھاگ گیا تھا، اوکو خود عسرو بن العاص نے سیئہ میں انان کی تحریر بھیج کر مصر میں بلوایا، اور پیٹر بارک کے عہدہ پر مامور کیا اسے محمد فتح نے جب شہر میں تسطیفہ فتح کیا تو یونانی کلیسا کا خود محافظ بنا، اور تمام پادریوں کو قانون کے احکام سے بری کر دیا۔ یہاں پر ہم ترکوں کے ایک معاہدہ کو مزید فائدہ کے لئے نقل کر دیتے ہیں؛ ناظرین طول کلام سے گھبرائیں، مجھ کو خود اخصار کا خیال ہے۔

ترکوں کا ایک معاہدہ | جب شہرہ میں ترکوں نے البانیائے حاصل کا سب سے شمالی بندرگاہ اتنی واری فتح کیا، تو فتح کے بعد جو شرائط ہوئے یہ سنئے کہ شہر والوں کو اپنے قدیم بحر ط اور قدیم قانون رکھنے کا اختیار ہوگا۔ اور یہ کہ عیسائی مذہب کی پابندی علانیہ اور آزادی سے ہوگی گرجوں کو کوئی نقصان نہیں پہونچے گا۔ اور اگر وہ گرجائیکے تو دوبارہ تعمیر ہو سکیں گے شہر والے اپنی تمام منقولہ اور غیر منقولہ مال کے مالک رہیں گے، اور جو محصول وہ دیتے ہیں اس سے مزید محصول اوپر جاری نہ ہونگے۔

اسلام نے اہل کتاب کے علاوہ اسلامی شریعت نے مذہبی آزادی حاصل رہنے کے حقوق صرف عیسائیوں اور یہودیوں ہی کو نہیں دئے تھے بلکہ زرتشتیوں اور صابیوں اور ان لوگوں کو بھی دئے تھے جو مورتوں اور آگ اور پتھروں کو پوجتے تھے۔ چنانچہ قاضی ابو یوسف کتاب الخراج میں لکھا ہے کہ خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے

اسلام نے اہل کتاب کے علاوہ زرتشتیوں، صابیوں اور عام بت پرستوں وغیرہ کو بھی مذہبی آزادی کے حقوق دیئے۔ اور انکو تہیہ دہی برتاؤ رہا۔

اون کی لیاقت اور قابلیت کے موافق ملینگی، اور کسی لحاظ سے نہیں مل سکتیں۔۔۔ سلہ  
 خان، سپر اور او | مسلمانوں کے ثبوت صلعم کل کے ثبوت میں اور غیر مذہب والوں  
 کا فرمان | کو مذہبی آزادی دینے کی شہادت میں جو تاریخی دستاویزیں ملتی ہیں  
 ان میں ازبک خان (جو سپر اور او کا خان مسلمانوں سے منسلک ہو گیا تھا) کا فرمان ہو جو اس نے مسطران بطر  
 اور جنگو اشاعت اسلام کا حد درجہ خیال بھی تھا۔) کا فرمان ہو جو اس نے مسطران بطر  
 (میٹرو پولیٹین سپر) کے نام جاری کیا تھا، بھی قابل غور ہے۔ وہ فرمان یہ ہے۔  
 ”خدا نے بزرگ کے حکم اور قدرت سے، اسکی عظمت اور رحمت سے ازبک کا مال  
 ہمارے سرداروں کے نام، خواہ اصلی ہوں یا ادنیٰ۔ کسی شخص کو نہیں چاہئے کہ  
 مسطرانی کے کلیا کی توہین کرے، جس کا آخر بطرس ہے، اور نہ اوس کے نوکروں  
 اور قبیوں کو بُرا کہے۔ کسی آدمی کو نہیں چاہئے کہ اس کے مال و اسباب یا آدمیوں پر قبضہ  
 کرے۔ جو شخص ایسا کرے گا اور ہمارے فرمان کو توڑے گا، وہ خدا کے سامنے تقصیر وار  
 ہو کر عذاب کا مستوجب ہوگا، اور ہماری طرف سے اسکو موت کی سزا ملے گی۔ مسطران کو  
 امن و حفاظت کے ساتھ رہنے دینا چاہئے، تاکہ انصاف اور اطمینان قلب سے وہ یا  
 اسکا نائب مذہبی معاملات کے انصرام میں معروف رہے۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم  
 خود اور نہ ہماری اولاد اور نہ ہمارے قلم دے کے بادشاہ اور نہ ہمارے ملکوں کے صوبے  
 جیسوی کلیسیا یا مسطران کے معاملات میں دست اندازی کریں گے، اور نہ اون کے شہروں  
 میں، اور نہ اون کی شکار گاہوں میں، اور نہ چھپی پکڑنے کی جگہوں میں اون کے مزارع ہوگا  
 اور نہ اون کے شہد کی چتریں، اور نہ اون کی زمینوں، اور اون کے میدانوں، اور  
 جنگلوں، اور قصبات، اور دیگر مقامات سے، جو ان کے عاملوں کے انتظام میں ہونگے،  
 اور نہ اون کے انگو رستانوں سے، نہ اون کی جگہوں سے، اور جاڑے میں مویشیوں  
 کے رہنے کی جگہ سے، یا کلیسیا کے مال اور اسباب سے ہم کو کسی طرح کا تعرض ہوگا۔ مسطران  
 کے دل کو ہمیشہ پریشانی سے دور رہنے دو، اور او کو ہمارے لئے اور ہماری اولاد  
 اور قوم کے لئے اطمینان قلب کے ساتھ خدا سے دعا کرنے دو۔ کوئی شخص جو کلیسیا  
 کی کسی مقدس چیز پر ہاتھ ڈالے گا وہ گنہگار ہوگا، اور خدا کا قہر اور سزا نازل ہوگا اور  
 موت کی سزا اون کو ملے گی، تاکہ اور لوگ اوس سے عبرت پکڑیں۔ جو وقت حراج،  
 جس میں چونگی یا ہل اور جوے کا محصول یا آدمیوں کا محصول نشان ہے، لیا جاوے،

سند کی فتح اور  
مذہبی آزادی

برہمن آباؤ پرچب اہل عرب سخت حملہ کر کے قابض ہوئے، تو وہاں  
کے لوگوں کو مندروں کی مرمت کی اجازت دے دی، کیونکہ ان ہی مندروں  
سے برہمنوں کا گزادہ ہوتا تھا، اور کسی شخص کو اسکے مذہب کی پیروی سے منع نہ کیا۔<sup>۱</sup> اور اسکی  
کچھ مفصل کیفیت تاریخ سندھ علی بن حامد سے اوپر بھی لکھی جا چکی ہے۔  
اور مذہب اور | اور مذہب (جب کو سب سے زیادہ متعصب بادشاہ کہا جاتا ہے) کے ایک  
مذہبی آزادی قلمی مجموعہ میں، جسکا ذکر ٹی۔ ڈبلو۔ آرنلڈ صاحب نے پریچنگ آف

اسلام میں کیا ہے، مذہبی آزادی کا وہ جامع و مانع اصول درج ہے، جو ہر ایک بادشاہ  
کو غیر مذہب کی رعایا کے ساتھ برتنا ضروری ہے۔ جس واقعہ کے متعلق یہ اصول بیان  
ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ عالمگیر کو کسی شخص نے عرضی دی کہ دو پارسی ملازموں کو، جو تختہ اقصیٰ  
کرنے پر مقرر تھے، اس علت میں درخواست کر دیا جاوے کہ وہ آتش پرست ہیں، اور ان کی  
جگہ کسی مجتہد کا معتبر مسلمان کو مقرر کیا جاوے۔ کیونکہ قرآن شریف میں ہے۔ **يَا أَيُّهَا  
الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ** عالمگیر نے عرضی پر حکم کیا  
کہ مذہب کو دنیا کے کاروبار میں دخل نہیں ہے، اور نہ ان معاملات میں تعصب کو جگہ  
مل سکتی ہے۔ اور اس قول کی تائید میں یہ آیت نقل کی **لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ**۔ (تکو)  
تمہارا دین اور ہم کو ہمارا دین۔ اور بادشاہ نے لکھا کہ جو آیت عرضی نویس نے نقل  
کی ہے، اگر یہی سلطنت کا دستور العمل ہوتا، تو ہم کو چاہئے تھا کہ اس ملک کے سب راجاؤں  
اور اودن کی رعیت کو عارت کر دیتے، مگر یہ کس طرح ہو سکتا تھا۔ بادشاہی نوکریاں لوگوں کو

یہ آیت سن دیتوں گے لئے ہے جو مسلمانوں کو تائیں اور اودن سے لڑیں اور دشمنانہ برتاؤ رکھیں  
ورنہ ایسے کافروں کے ساتھ جو مسلمانوں سے نہ لڑیں اور نہ تائیں نیکی اور احسان اور ہمدردی  
کرنیکا صاف حکم موجود ہے۔ مثلاً فرمایا **لَا يَتَّخِذُ الْمُشْرِكُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَلِيًّا وَلَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْمُشْرِكِينَ وَلِيًّا**  
**وَلَمْ يَخْرُجْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبْسُ وَتَقْسُطُوا فِيهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ**  
یعنی جن لوگوں نے تم سے دین کی مخالفت میں لڑائیاں نہیں کیں، اور تمہیں تمہارے وطنوں سے  
نہیں نکالا وہ اگرچہ عیسائی ہوں، یا یہودی، یا بت پرست بیشک اونپر احسان کرو، اودن سے ہمدردی  
کرو، انصاف کرو، کہ خدا ایسے لوگوں سے پیار کرتا ہے۔ ۱۲

جب کا نام جیسو جاہ (جسٹس) تھا، اوس نے ایرلین کے ۱۱ ڈیپٹی سپریم کورٹ جج کو جو خط لکھا تھا، اس میں یہ الفاظ تھے :-

”عرب، جنکو خدا نے اس وقت جہان کی بادشاہی دی ہے، عیسائی مذہب پر حملہ نہیں کرتے، بلکہ بخلاف اسکے وہ ہمارے مذہب کی امداد کرتے ہیں، اور گرجوں اور خانقاہوں کے لئے عطیے دیتے ہیں۔“

میں مذہبی آزادی کے حقوق بہت کچھ دکھلا چکا۔ جس سے صاف ثابت ہو گیا کہ ہرگز ہرگز اسلام جبر و اکراہ کے ذریعہ اپنی ترقی نہیں چاہتا، اور نہ کسی اسلامی حکومتوں میں جبر و اکراہ سے کام لیا گیا، بلکہ وہ حقوق غیر مذہب والوں کو عطا کئے گئے جو ہرگز کوئی دوسری قوم اپنی تاریخ میں نہیں دکھلا سکتی۔ اب محض ہے کہ اور حقوق کو بھی مختصراً بیان کروں۔

**قصاص کا حق** | دنیاوی حقوق میں سب سے مقدم قصاص کا حق ہے یعنی یہ کہ قتل و خون کے معاملہ میں قلع و قمع اور مفتوح کے حقوق برابر سمجھے جائیں۔ آریہ بھارے تو کیا دکھلا چکے ہیں یہ قانون موجود ہے کہ اگر فاتح (برہمن) کسی برہمن کو قتل کرتے، تو اس کو سزا دینا صرف پیشانی زخم کر اپنے راج سے نکال دے، اور اگر وہ کسی مفتوح (شدر) کو قتل کرے، تو صرف دس گائیاں جرمانہ دیدے، اور اگر بھارہ مفتوح (شدر) کسی فاتح (برہمن وغیرہ) کو مارے، تو اس کو قتل کیا جائے، اور اس کی جائیداد ضبط کر لی جائے۔ آج جن ملکوں میں تمدن اور تہذیب کی حکومت ہے، اور جنکا یہ دعوے ہے کہ انہوں نے اس مساوات کو قائم رکھا ہے، وہ بھی نہیں دکھلا سکتے۔ اسکے مقابلہ میں دیکھو، اسلام نے کیا کیا۔؟

**حضرت عمرؓ کے قبیلہ بکر بن وائل کے ایک مسلمان نے حیرۃ کے ایک عیسائی کو مار ڈالا**  
**کے عہد کا واقعہ** | تھا، حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع دی گئی، انہوں نے لکھ بھیا کہ قاتل مقتول کے وارثوں کو حوالہ کر دیا جائے۔ چنانچہ قاتل حنین نام ایک شخص کو، جو مقتول کے وارثوں میں تھا، سپرد کر دیا گیا، اور اس نے اس کو قتل کر دیا۔ یہ جہانگ متند تاریخوں سے پتہ چلتا ہے حضرت عمرؓ کے اس طریق عمل سے کسی زمانہ میں اختلاف نہیں کیا گیا۔  
**حضرت علیؓ کا قول** | بلکہ حضرت علیؓ نے صاف صاف لفظوں میں فرمایا کہ من کان لہ ذنبا فلیہ کد منا و ذنبا کد منیا۔ یعنی جو لوگ ذنبی ہو چکے اُنکا خون ہمارا خون ہے،

۱۔ ہدیہ ۱۰: ۱۹- اور ۲۔ انشٹاٹیا۔ پنڈت رویش چندر دت۔ صفحہ ۲۴۸۔

۳۔ ریلی تحریک ہدایہ مطبوعہ دہلی۔ صفحہ ۳۳۸ و ۳۳۹۔

یہ بت ڈاک کے لئے گھوڑے کسی سے طلب کئے جائیں۔ یا م فرج کے لئے رعایا میں سے  
آدمی بہرتی کریں، تو بڑے کلیاؤں سے، جو مطران بطرس کے تحت میں ہیں کچھ نہ لیا جاوے  
اور نہ ادن کے قیسوں کے کچھ مصل کیا جاوے۔ جو کچھ قیسوں سے لیا جائیگا وہ تنگنا  
کر کے دینا پڑے گا۔ . . . . . اونکے آئین و قوانین کا، اونکے گرجاؤں اور خانقاہوں  
کا ادب کرنا ہوگا۔ اور جو کوئی اونکے مذہب کو متہم کرے گا، یا او سکی توہین کرے گا، وہ کسی  
عذر یا حیلہ سے بے قصور تصور نہ ہوگا، بلکہ موت کی سزا او سکو ملے گی۔ قیسوں اور انفقوں  
کے بہانی اور بیٹے، جو ایک ہی دسترخوان پر کھاتے ہوں، اور ایک ہی چیت کے نیچے رہتے  
ہوں، اونکو بھی سب حقوق حاصل ہونگے۔

پوپ جان بست دوم سلطان ازبک خان کے اس فرمان میں خالی لفظ ہی  
خان سیراواردا لفظ نہ تھے۔ بلکہ اس مذہبی آزادی کا وعدہ ہوا، وہ فی الواقع عیسائی  
کا شکور ہوتا ہے۔ اور اس کے ثبوت میں وہ مراسلہ ہے جو پوپ جان بست  
دوم نے سلطان ازبک کے پاس بھیجا، اور خان سیراواردا کا شکریہ ادا کیا کہ اس  
نے اپنی عیسائی رعایا کے حال پر بڑی مہربانی کی ہے

فقہ کا ایک مسئلہ { اسلام میں غیر مذہب والوں کے مذہبی احکام کا جو لحاظ کیا جاتا تھا  
اور مذہب کی آزادی } اس کا ثبوت اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ یہ مسئلہ فقہ کا ہے کہ اگر کوئی عیسائی  
ایک گرجا بنانے کی وصیت کر جائے، تو اسلامی عدالت اس وصیت کو جائز تسلیم کرے گی۔  
اور مسجد بنانے کی وصیت کر جائے، تو ناجائز۔ چنانچہ صاحب ہدایہ نے باب الوصیت میں  
ایام الوتفیضہ کا یہ مذہب نقل کر کے اہل طرف سے یہ دلیل پیش کی ہے ”نحو امرنا بان  
ننوکھ و ماکیلینوف“ یعنی ”ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ غیر مذہب والوں کو انکے  
احکام مذہبی پر چھوڑ دیں۔“

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں ایک عورت نے مسلمانوں  
کی ہجو کے اشعار گائے، اور ایک افسر نے اس جرم پر اسکے ہاتھ کاٹ ڈالے  
کی آزادی { تو حضرت ابو بکرؓ نے اس افسر کو خط لکھا کہ اگر وہ عورت مسلمان تھی،  
تو کوئی معمولی سزا دینی چاہئے تھی، اور اگر وہ ذمی تھی، تو جب ہم نے اسے شرک اور کفر سے درگزر  
کی تو ہجو تو بہر حال شرک سے کم ہے۔

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں مرو کا جو پٹریاک تھا۔  
ایک پٹریاک کا خطا

دیکھو کاراسین۔ جلد۔ صفحہ ۳۹ تا ۴۰۔ تاریخ سلطنت۔ تاریخ سیراواردا اور عثمان۔ صفحہ ۲۴۰۔ تاریخ طبری۔ واقعات السیاح۔



مال اور جائداد کے حقوق، جنگو انگریزی میں رائٹ آف پروپرٹی اور رائٹ آف لینڈ سے تمیز کیا جاتا ہے۔ انیس بھی مسلمان ذمی برابر رہے رکھتے تھے۔ ذمیوں کے قبضہ میں حقد زمینیں تھیں، اسلام کے بعد عموماً بحال رہی گئیں، یہاں تک کہ اگر خلیفہ بادشاہ وقت کو مسجد یا کسی اور جماعت کی عرض سے زمین لینے کی ضرورت ہوتی تھی، تو معاوضہ دیکر لی جاتی تھی۔

حضرت عمر کے عہد کا واقعہ | حضرت عثمان کے زمانہ میں ایک شخص نے دجلہ کے کنارے گھوڑوں کے پالنے کے لئے ایک رمنہ بنانا چاہا۔ اپنے ابو موسیٰ اشعری کو، جو بصری کے گورنر تھے، لکھ بھیجا کہ اگر وہ زمین ذمیوں کی نہ ہو اور اس میں ذمیوں کی نہروں اور کنوؤں کا پانی نہ آتا ہو تو سائل کو زمین دیدیجائے۔ ۱۷

منصور عباسی کے زمانہ کا واقعہ | خلیفہ منصور عباسی نے جب بغداد کو دار الخلافت بنانا چاہا، تو اس پاس کی قومیں، جو دہاں کی زمیندار تھیں، ان سے قیمت دے کر زمین

سول لی۔ ۱۸

حضرت عمر کے عہد کا | حیرہ میں قدیم زمانہ کے محل اور ایوان تھے، جو اسلام کے زمانہ میں حیران ایک اور واقعہ | ہو چکے تھے۔ حضرت عثمان کے عہد میں کوفہ میں جو مسجد بنی، اس میں کچھ ملبہ و ماں کے مکانات سے آیا تھا۔ اگرچہ اونکا کوئی قانونی وارث نہ تھا، تاہم چونکہ ذمیوں کی زمین میں تھا، اسلئے ذمیوں کو انکی قیمت اتنے جزیہ میں مجرا دی گئی۔ ۱۹

اسکے سوا سیکڑوں واقعات ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ذمیوں کے مال اور جائداد سے کسی تعرض نہیں کیا گیا۔

ذمی اپنی زمین سے | آغاز اسلام میں یہ مسئلہ بڑے عمر کے ساتھ طے ہو گیا تھا کہ غیر کسی طرح بیخس نہیں کئے جاسکتے۔ | قبضہ سے نکالی نہیں جاسکتیں۔ حضرت عثمان کے عہد میں جب عراق فتح ہوا، تو عبد الرحمن بن عوف اور حضرت بلال نے حضرت عثمان سے درخواست کی کہ جقد مفتوحہ زمین ہے، اہل فوج کو تقسیم کر دیجائے۔ حضرت عثمان نے انکار کیا، اور دیر تک بحث یہی ہو گئی کہ تمام مہاجرین اور انصار سے مشورہ کیا جائے۔ چنانچہ ایک

اور ان کا خون بہا ہمارا خون بہا ہے۔

حضرت علیؑ کے | حضرت علیؑ کو یہ موقع خود ہی پیش آیا، اور انہوں نے صاف حکم دیدیا  
کہ قاتل، جو مسلمان تھا، قتل کر دیا جائے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ جب مقتول  
کے وارثوں نے اگر عرض کیا کہ ہم نے خون معاف کر دیا، تو آپ نے فرمایا کہ تمہیں کچھ دباؤ تو  
بہنیں ڈال گیا۔ ۱۵

عمر بن عبد العزیز | عمر بن عبد العزیز، جب کو دوسرا حکم لکھا جاتا ہے۔ ان کے  
کے زمانہ کا واقعہ | عہد میں ہی اس قسم کا واقعہ پیش آیا، اور انہوں نے ہی یہی حکم دیا کہ قاتل،  
مقتول کے وارثوں کے حوالہ کر دیا جاوے۔ چنانچہ وارثوں نے اسکو بے تکلف قتل کر دیا۔ ۱۶  
حضرت عثمانؓ کے | حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ولید بن عقیقہ جو صحابی تھے، کوفہ کے  
زمانہ کا واقعہ | گورنر تھے۔ ایک دفعہ ایک یہودی نے ان کے سامنے شہدہ بازی کے تماشے  
دکھائے، اسوقت اور بہت سے تماشاخی موجود تھے، ان میں جنید بن کعب ازدی بھی  
تھے، جو بڑے شہور تابی ہیں، اور صحیح ترمذی میں انکی روایتیں منقول ہیں، وہ ابن شعبہ  
کو شیطان کا اثر سمجھ، اور یہودی کو قتل کر دیا۔ ولیدؓ نے اسی وقت انکو گرفتار کر لیا، اور  
یہودی کے قصاص میں قتل کر دینا چاہا لیکن چونکہ وہ بڑے جتنے کے آدمی تھے، اونکے قبیلے  
وائے انکی حمایت کو کھڑے ہو گئے۔ ولیدؓ نے اسوقت دفع الوقتی کے لئے انکو قید خانہ بھیج دیا،  
اور ارادہ کیا کہ موقع پا کر قتل کر دینگے۔ داروغہ جن کو انپر رحم آیا، اور کہا کہ تم جیسے سے بہانے  
جاؤ۔ اونہوں نے کہا کیوں؟ کیا درحقیقت میں قتل کر دیا جاؤں گا؟ داروغہ نے کہا خدا کی  
خوشنودی کے لئے تمہارا قتل کر دینا کچھ بڑی بات نہیں ہے۔ عرض وہ بہانے گئے۔ جب کو ولیدؓ نے  
جنید کو قصاص کے لئے طلب کیا۔ داروغہ نے کہا کہ وہ تو چھپ کر بہانے کیا۔ ولیدؓ نے  
اوس کے بدلے داروغہ کی گردن مار دی۔ ۱۷

مولوی شبلی النہاوی جیسا تاریخ دان لکھتا ہے کہ ہیکو یہاں تک معلوم ہے اسلام  
کی تمام تاریخ میں ایسے خلاف کوئی مثال نہیں ہے۔ جب قتل جیسے اہم مسئلہ میں ایسی مساوا  
ہے تو پھر اسی سے قیاس ہو سکتا ہے کہ چوری، ڈکیتی، مار پیٹ وغیرہ جرائم کی تعزیرات  
میں بھی ایسی ہی مساوات کا خیال رکھا گیا ہوگا، اسلئے ہم ان امور پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں دیکھتے۔

۱۵ زبلی - صفحہ ۲۸ - ۱۶ زبلی صفحات مذکورہ بالا - ۱۷

۱۸ سعودی - ذکر خلافت حضرت عثمان - ۱۲

اور افتادہ زمین، جو کسی کے قبضہ میں نہ تھی، انتخاب کی؛ اور جب انکے نوکرتے کہا کہ کوئی عمرہ قطعہ نیچے، تو انہوں نے کہا، یہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ معاہدہ میں جو شرطیں ہیں انہیں ایک یہ بھی ہے کہ ذمیوں کی زمین انکے قبضہ سے نکالی نہیں جائیگی۔ سہ

خراج کے ساتھ یہ | ان سب سے بڑھ کر یہ کہ اکثر ممالک میں جو خراج ذمیوں پر مقرر کیا گیا، بشرط بھی لکھی گئی کہ آئندہ کبھی اس پر اضافہ نہ کیا جائیگا۔ کبھی اس پر اضافہ نہ کیا جائیگا | خود مصر کے معاہدہ میں یہ شرط داخل تھی۔ چنانچہ امیر معاویہ کے عامل وروان کو لکھا کہ خراج کی مقدار میں اضافہ کیا جائے، تو اس نے صاف انکار کیا، اور جواب میں لکھا کہ معاہدہ میں شرط ہو چکی ہے کہ خراج مقررہ پر اضافہ نہ ہوگا۔ اگرچہ اس میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ زمانہ مابعد میں خراج کی مقدار بدلتی رہی، لیکن اس بات کا کوئی ثبوت موجود نہیں کہ اصل جمع پر اضافہ ہوا۔ بہت سی زمینیں نئی آباد ہو گئی تھیں، اور ان پر اضافہ ہونا خود قصداً اوصاف تھا۔

ذمیوں کا | مذہبی اور قانونی حقوق کے بعد، حکام اور پادشاہوں کو چاہیے، یہ امر زیادہ رتبہ اور اعزاز قابل لحاظ ہے کہ ذمیوں کو رتبہ اور اعزاز کے لحاظ سے اسلامی گورنمنٹ اور اسلامی ملک میں کیا درجہ حاصل تھا فتح اور مفتوح کی تمیز ایک ایسا فطرتی اثر ہے، جو کسی طرح کسی کے مٹائے نہیں مٹ سکتا۔ پچھلی دنیا میں تو یہ امتیاز اس حد تک پہنچا تھا کہ فتح قوموں نے ہمیشہ مفتوحین کو جانوروں سے کچھ ہی زیادہ سمجھا۔ ہندو آریہ ہندوستان میں آئے، تو یہاں کے اصلی باشندوں کو اصطح خاک میں ملا دیا کہ انکو شد کے لقب سے خود دعا نہیں رہا۔ رومن نے تمام مفتوح قوموں کو گویا غلام بنا رکھا تھا۔ دنیا اسی حالت میں تھی کہ اسلام کا قدم آیا۔ اسکے گرد و پیش ہر طرف اسی قسم کی مثالیں موجود تھیں، لیکن اس فتح اور مفتوح کی تمیز | نے کیا کیا؟ یہ کیا کہ دنیا کے اس عام رواج یا فتنہ قاعدہ کو دفعۃً مٹا دیا اسلام نے اٹھادی | اور قول فعل دونوں سے بتا دیا کہ حقوق عامہ میں جقد آدمی آسمان کے نیچے ہیں سب برابر ہیں۔ اسلام ہی نے یہ بات سکھائی تھی کہ جب ایک یہودی نے حضرت حضرت علی کا | علی رضی اللہ عنہ پر خود انہی اختلاف کے زمانہ میں ایک زرہ کا دھوئے کیا، تو آپ کو اس ایسا واقعہ | کی جواب دہی کے لئے عدالت میں حاضر ہونا پڑا۔ اور وہ بغیر کسی عذر کے سمولی غریب مقدمہ کی حیثیت سے عدالت میں حاضر ہوئے۔ یہ اسلام ہی کی تعلیم تھی کہ جب ایک عیسائی نے

بڑا مجمع ہوا، اور انصار میں سے دس شخص، جو اپنے اپنے قبیلہ کے دلیل اور قائم مقام تھے، مجمع میں حاضر ہوئے۔ تمام بڑے بڑے مہاجرین صحابہ یعنی حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، طلحہؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عظیمؓ، اسلامؓ وغیرہ بھی موجود تھے۔ حضرت عمرؓ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھڑے ہو کر ہدایت تو صحیح سے اس مسئلہ کو بیان کیا۔ حضرت بلالؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اب بھی مخالف رہے، لیکن عام رائے یہ ہوئی کہ قومی اپنی زمین سے بیدخل نہیں کئے جاسکتے۔ حضرت بلالؓ ابھی قائل نہیں ہوتے تھے، لیکن حضرت عمرؓ نے جب قرآن مجید کی ایک آیت استدلال میں پیش کی، تو او کو مجبور ہونا پڑا، اور بلا اختلاف تمام صحابہ کے اتفاق سے یہ مسئلہ ہو گیا۔

اسی بنا پر فقہ کا یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ اگر بادشاہ یا امام وقت کسی زمانہ میں زمین کو قومیوں کے قبضہ سے نکالنا چاہے، تو نہیں نکال سکتا۔ قاضی ابو یوسف صاحب کتاب الخراج میں لکھتے ہیں۔ ولیس لہ ان یاخذھا بعد ذلک منہم وہی ملک، (محمّد بن حنفیہ)۔ ایعہ متعاً۔ یعنی امام وقت کو یہ اختیار نہیں کہ اس کے بعد آئے زمین کو چھین لے۔ وہ زمین ان کی ملک ہے، انہیں سلاسل تسلط سے نکل جاتی رہیگی۔ اور وہ اس کو خرید و فروخت کر سکتے ہیں۔

بزدور فتح کئے ہوئے | اسکے ساتھ یہ اصل یہی قرار پایا کہ جو ملک بزدور فتح کیا جائے، وہاں ملک کے باشندوں کی جائداد فروخت کرنے پر بھی مسلمانوں کے ہاتھ نہ پڑے۔ جائداد مسلمان خرید بھی ہو سکتی۔ اس قاعدہ نے قومیوں کو بہت بڑا فائدہ یہ پہنچایا کہ زمین نہیں سکتے کسی حالت میں اسکے خاندان، اپنی قوم کے قبضہ سے باہر نہیں جاسکتی تھی۔ چنانچہ اسکے خلاف اگر کسی عس ہوا، تو نکتہ چینی کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ امام لیث بن سعد نے مصر میں تھوڑی سی زمین مول لی تھی، اسپر وہاں کے بڑے بڑے علما مثلاً عبداللہ بن لہیعہ اور نافع بن بزید سخت معترض ہوئے۔

عقبہ بن عامر ایک بڑے بزرگ صحابی تھے، اور امیر معاویہؓ نے اُن کو مصر کا گورنر مقرر کیا تھا۔ وہ مصر کے ایک گاؤں میں اپنی سکونت کے لئے مکان بنوانا چاہتے تھے چنانچہ امیر معاویہؓ نے اس عرض سے اُن کو ایک ہزار جریر زمین عافیت کی۔ انہوں نے خراب

ذہبیوں کا ذکر | ذہبیوں کو معاشرت کے تمام امور میں جو مساویانہ درجہ حاصل تھا، اس کا ثبوت  
اسلامی تاریخ نویس | اس سے بڑھ کر کیا ہو گا کہ اسلامی تذکروں میں جہاں کسی صاحب علم عیسائی  
یہودی، منہد و غیرہ کا ذکر آتا ہے، تو اس کا نام بھی معزز اور معززہمیز طریقہ سے لیا جاتا ہے  
جس طرح ایک مسلمان اہل کمال کا لیا جاسکتا تھا، یہاں تک کہ اگر مذہب کی تصریح نہ ہو، تو کسی طرح  
اقتیاد نہیں ہو سکتا کہ یہ کسی مسلمان کا تذکرہ ہے یا کسی غیر مذہب کے آدمی کا۔ سختی شیعہ، جبریل،  
سلمو، حنین بن اسحاق، یوحنا ماسویہ، ابواسحاق، ابوجہا، منکبہ ہندی،  
صلح (سالی) ہندی کا تذکرہ اسلامی تاریخوں میں جہاں جہاں سے کیا گیا ہے، اوں  
لٹاؤں کے بغیر سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اس موقع پر نمونہ کے لئے حرف ابن التلمیذ  
کی نسبت، جو بغداد کا ایک معزز عیسائی تھا، ایک اسلامی مورخ کے چند فقرے نقل کرتا ہوں  
عماد کاتب نے، جو سلطان صلاح الدین کا میرٹھی تھا، اس کو سلطان المحکمہ کے  
نقب سے مخاطب کر کے یہ الفاظ لکھے ہیں: **و رأیتہ وهو شیخ بھی للنظر حسن الرواء**  
**لطیف الروم بعید الہم، عالی الہم، مصیب الفکر، جازم الرائے و کنت**  
**اعجب فی امرہ بکف حرم الاسلام مع کمال فصحاء و غزارة علمہ۔**  
کیا کوئی قوم کسی دوسری قوم کا ذکر اس سے زیادہ مدح اور تعریف کے ساتھ کر سکتی  
ہے؟ ہرگز نہیں۔ تاریخ کی ورق گردانی کرو، ہر جگہ تم یہی پاؤ گے کہ غیر مذہب والوں کے  
بزرگوں کے نام مورخان اسلام نے معزز اور معززہمیز طریقہ سے لیا ہے، اور عموماً ہندو  
کے ساتھ بھی مسلمان مورخوں کا یہی طرز رہا ہے کسی رشی متی کا جب کبھی نام لیا ہے، تو سراپا  
جلال، خورشید طلعت، متوسلان درگاہ ایزدی کے معزز لقب سے یاد کیا ہے۔ جہاں  
کہیں رہے ہونے بزرگوں، راجاؤں کا ذکر کیا ہے تو لفظ مرحوم لکھا ہے۔ بزرگان ہندو کے  
لئے مسری اور جی تو ان کی زبان پر چڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ہندو پنڈتوں کا جب ذکر کرتے  
ہیں تو علمائے ہند کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ (دیچو میر المتاخرین، آئین اکبری، ج ۱)  
اس ناما کے رسم نوگ کا بھی جہاں کہیں ذکر کیا ہے، تو اس طرز سے کہا ہے کہ کئی ان  
اوس کی برائیاں کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔ اس موقع پر نمونہ کے لئے صرف سیر المتاخرین  
کے ترجمہ سے چند جملے نقل کرتا ہوں: جب راج کی نوبت پانڈوں کے دادا کے ہاتھ آئی تو  
حب قاعدہ اپنے گزشتہ بزرگوں کے عدل و انصاف کر کے عالم عقبہ کی راہ لی۔ اس کے کوئی در  
نہ تھا۔ کارپردازوں نے باہم مشورہ کیا، اور مسری میاس جی سے، جس کے طول بقا اور شرف

عمر بن عبدالعزیز کے ہشام بن عبدالملک پر جو بڑی عظمت اور اقتدار کا خلیفہ گذرا ہے دربار کا واقعہ ایک جائیداد کا دوٹو کیا، اور عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں مقدمہ پیش ہوا، تو عمر نے ہشام کو عدالت میں طلب کیا، اور کہا کہ مدعی کے برابر کھڑے ہو کر جواب دی کرو۔ ہشام نے وکیل مقرر کرنا چاہا۔ عمر نے کہا، نہیں! تم خود سامنے کھڑے ہو کر جواب دو۔ ہشام نے عیسائی کے ساتھ تخت کلامی شروع کی۔ عمر نے نہایت سختی سے ڈانٹا، اور کہا کہ دوبارہ یہ حرکت سرزد ہوئی، تو بغیر سزا دئے نہ چھوڑوں گا۔ چونکہ روداد سے عیسائی کا حق ثابت تھا، اسکو طواغری دلائی، اور حکم یہ دیا کہ ہشام کی دستاویز، جو اسنے پیش کی تھی، چاک کر دی جائے۔

تاریخ اسلام میں اس قسم کے واقعات ہیں، لیکن یہاں ہر حرف ان بزرگوں کے منہ سے پیش کئے گئے ہیں، جو خود اسلام کے منہ سے تھے۔ اسلامی حکومتوں میں مسلمان اور ذمی عموماً برابری کی حیثیت سے رہتے تھے؛ سرکاری مناسب میں، مجالس عامہ میں، عام معاشرت میں فتح و مفتوح کی کچھ تمیز نہ تھی، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، جنکو بحر العلم کا خطاب ملا تھا، وہ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی شخص یہودی ہو یا عیسائی یا انکس پرست سب کے سلام کا جواب اسی طرح دینا چاہئے جطرح وہ تمکو سلام کرتا ہے، کیونکہ خدا نے خود فرمایا ہے۔ اذ احیتہ فنجیہ فنجی با حسن منہا اور وہ یعنی جب تمکو کوئی شخص سلام کرے تو تم اس سے زیادہ عمدہ طور پر اسکا جواب دو، یا عمدہ طور سے نہیں تو برابر طور سے ہی۔ عبداللہ بن عباسؓ کا یہ قول امام بخاری رحم نے ادب المفرد میں نقل کیا ہے۔ ابو موسیٰ اشعریؓ جو بڑے زبہ کے صحابی تھے، انہوں نے ایک عیسائی راہب کو خط لکھا، تو سرنامہ پر سلام لکھا، اُسپر ایک شخص نے اعتراض کیا، انہوں نے جواب دیا کہ اُسے جگو خط میں سلام لکھنا تھا، تو میں نے بھی لکھا۔ امام بخاریؒ نے ادب المفرد میں عبداللہ بن عباسؓ کا قول لکھا ہے لو قال لی فروع بآدک اللہ فیک قلت و فیک۔ یعنی اگر فروع نے یہی مجھکو یہ الفاظ کہے کہ خدا تجھکو برکت دے، تو میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ خدا تجھکو برکت دے۔

حاصل یہ کہ اسلام ہر کاہلہ اصول تھا، اور اسی پر ہمیشہ عمل و مامد راکہ جو قوم جطرح اسلام کے ساتھ پیش آتی تھی، اوسکے ساتھ اسی طرح پیش آتا تھا۔ جو عیسائی یا یہودی وغیرہ دوستانہ اور مہذبانہ برتاؤ کرتے تھے، انکے ساتھ اسی طریقہ سے برتاؤ کیا جاتا تھا۔

خلیفہ المعتضد باللہ کے دربار میں جہاں تمام وزراء، امرا اکھڑے رہتے تھے، صرف وزیر اعظم اور ثابت بن قرۃ کو بیٹھنے کی اجازت تھی۔ حلالہ ثابت بن قرۃ مذہباً صابی تھا۔ ایک دن معتضد ثابت بن قرۃ کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر ٹھہل رہا تھا، دفعۃً معتضد نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ ثابت خوف سے کانپ اٹھا۔ معتضد نے کہا، ڈرو نہیں! میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ کے اوپر تھا، لیکن چونکہ تم علم و فضل میں مجھ سے بڑھ کر ہو، اسلئے تمہارا ہاتھ اوپر ہونا چاہئے۔

سلطان صلاح الدین کے | سلطان صلاح الدین، فاتح بیت المقدس، نہایت پابند شریعت اور متقی و پارسہ گزار تھا۔ اس کے دربار میں کثرت سے عیسائی تھے، اور وہ ان کی نہایت عزت اور توقیر کرتا تھا۔ انہیں میں سے بن المطران ایک عیسائی تھا۔ صلاح الدین کی عادت تھی کہ وہ اطوائی کے معروکوں میں ایک سرخ خیمہ نصب کرتا تھا، اور جب اطوائی سے فارغ ہو کر بیٹھتا تھا تو اسی خیمہ میں بیٹھتا تھا، اور چونکہ یہ امتیازی علامت تھی، اسلئے حکم تھا کہ اور کوئی شخص اس رنگ کا خیمہ نہ رکھے۔ بن المطران چونکہ شان و شوکت اور تمام باتوں میں سلطان صلاح الدین کی ہمہ سہی کرنا چاہتا تھا، اسلئے اپنا خیمہ بھی سرخ رنگ کا تیار کرایا، اور اسی میں بیٹھا کرتا تھا۔ صلاح الدین نے دیکھا تو لکھا کہ مجھ کو اس سے کوئی اعتراض مقصود نہیں تھا، صرف ضرورت کی وجہ سے ایسا کیا گیا، تاکہ لوگ میرے خیمہ کو باسانی پہچان لیں۔ یہ کہہ کر اس کا خیمہ اکھڑا دیا۔ بن المطران اس پر سخت برہم ہوا، اور دو دن تک دربار میں نہ آیا۔ آخر صلاح الدین نے بڑی استمات سے اس کو راضی کیا۔

راجہ بیربر | راجہ بیربر کے مرنے کے ذکر میں مصنف سیر المتاخرین لکھتا ہے کہ راجہ کی عزت | بیربر بلندی سے گر کر روانہ خلد بریں ہوا۔۔۔۔۔ عمدہ مصاحب بادشاہی تھا،

سہ ہزاری منصب پر مقرر تھا۔ جقدر اس شخص کو اکبر کے حضور میں قرب حاصل تھا، کیونکہ بیربر نہ تھا۔ اس کے مرجانے سے اکبر کی محفل عیش منعم ہو گئی، اور بادشاہ کے دلیں یہہ ساتھ نہایت گراں گذرا۔ بجز جہیز پہنچنے کے بے اختیار آنکھیں بہا آئیں، آو در دناک بلند آواز سے بھری، دو دن رات تک ضروریات کی طرف توجہ نہ کی، اور فرمایا کہ ۱۰ ابتدائے جلوس سے اس وقت تک کہ تمہارا سال ہے، کبھی ایسا رنج نہیں ہوا۔ اس قسم کی سیڑیوں مثالیں ہیں، کہ فی کمال شک گوارا کر



میں فدت الہی پائی جاتی ہے، رجوع کر کے اس کے ذریعہ سے مرحوم راجہ کی رائیوں کے تین لاکھ پیدا کرانے۔ روایت ہے کہ پہلی رائی نے اس سرپا حلال کی تا بہ مشاہدہ ناکرائی آنکھ بند کر لی تھی، اس سبب سے اس کے نابینا لڑکا، جکا نام و صغر تراشت رکھا گیا، پیدا ہوا۔ دوسری رائی اس خورشید طلعت کی شعاع سے زرد ہوئی، اسکا لڑکا زرد رنگ پانچ نام پیدا ہوا تیسری بار میں نوٹڈی سے بدر نام کا ظہور ہوا۔

عباسیوں کے دربار | خلفائے عباسیہ کے دربار میں عزیز مذہب دانوں کو جو اعزاز اور تہ میں نبیوں کی عزت حاصل تھا، اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ عباسیوں کے دربار کا یہ خاص آئین تھا کہ کسی شخص کا نام دربار میں لقب اور کنیت کے ساتھ نہیں لیا جاتا تھا اس قاعدہ سے ابن ایسا ہی بڑی عزت اور مرتبہ کا آدمی مشتقی ہو سکتا تھا، یہاں تک کہ اکثر بڑے بڑے علما کو یہ عزت نصیب نہیں ہوتی تھی۔ باوجود اسکے مامون الرشید جبریل بن نجیہ شوع کا نام دربار میں کنیت کے ساتھ لیتا تھا۔ مہرون الرشید نے عام حکم دیا تھا کہ جس شخص کو مجھ کچھ کہنا ہو، یا کوئی عرض پیش کرنی ہو، تو جبریل بن نجیہ شوع کے ذریعہ سے کرے۔ چنانچہ بڑے بڑے افریقہ خوی مہرون الرشید سے جو تجویز و معروض کرتے تھے، جبریل کے ذریعہ سے کرتے تھے متوکل باللہ جیسے سخت مزاج خلیفہ کے دربار میں بھی ذمی ابن کمان کو یہ عزت حاصل تھی کہ نجیہ شوع دربار میں خود متوکل کا سالیاس پہنکاتا تھا، اور اکثر صحبتوں میں متوکل کے زانو سے دانو لاکر بیٹھتا تھا، یہاں تک کہ ایک دفعہ نجیہ شوع متوکل کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اتفاق سے وہ اس وقت دیوان خاص کی چوکھٹ پر بیٹھا ہوا تھا، نجیہ شوع بھی وہیں چوکھٹ پر اس کے برابر بیٹھ گیا۔ سلمو یہ بن بیان کو، جو عیسائی مذہب رکھتا تھا، منقسم باللہ کے دربار میں یہ عزت حاصل تھی کہ معتصم کے جھدر فرمان جادروں سے تھے، سلمو یہ کے دستخط سے ہوتے تھے۔ علاء بن ابی اصیبعہ نے طبقات الاطباء میں سلمو یہ کی نسبت معتصم کا یہ فقرہ نقل کیا ہے کہ اکبر عندی من قاضی القضاۃ۔ یعنی سلمو یہ میرے نزدیک قاضی القضاۃ سے بڑے ہیں۔ سلمو یہ جب بیمار ہوا، تو معتصم خود عیادت کو گیا، اور افسوس کے ساتھ رویا۔ سلمو یہ نے جب وفات پائی، تو اس رنج میں تمام دن کھانا نہیں کھایا، اور حکم دیا کہ اسکا جنازہ دیوان شامی میں لاکر رکھا جائے، اور عیسائی مذہب کے موافق شمع اور بخور جلا کر اسکے جنازہ کی نماز پڑھی جائے۔

۱۔ ترجمہ سیر السامعین۔ صفحہ ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ ابن ابی اصیبعہ طبقات الاطباء۔ پہلی جلد صفحہ ۱۶۴۔

فرمایا بھیک کیوں مانگتا ہے؟ بولا کہ تنگی اور غمی کی وجہ سے، اور جزیہ کے ادا کرنے کے لئے۔  
 حضرت عمرؓ اس کو اپنے ساتھ اپنے مکان پر لوالے گئے، اور کچھ نقد اپنے پاس سے دیکر بیت  
 المال کے افسر کے پاس کہلا بھیجا کہ۔ انظر هذا وضریعہ فواللہ ما انصفناہ ان  
 اکلنا یشبہتہ فعمخذلہ عندہ لعمریہ انما الصدقات للفقراء والمساکین والفقراء  
 هم المسلمون وھذا من المساکین من اهل الکتاب علیہ یعنی اس بڑے اور  
 اسکے اور ساتھیوں پر خیال کرو، خدا کی قسم یہ انصاف کی بات نہیں کہ اس کی جوانی کی کمائی ہم نے  
 کھائی اور اب یہ بڑا ہو گیا ہے، تو اس کو ہم کمال دین۔ صدقہ کی نسبت جو خدا نے کہا ہے کہ  
 فقیروں اور مسکینوں کو دینا چاہئے، تو فقیروں سے مسلمان، اور مسکینوں سے اہل کتاب اور  
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس عہد ردی اور رحم کا جو ان کو ذمیوں کے ساتھ تھا، اس سے بڑھ کر  
 کیا ثبوت ہو گا کہ باوجود اس کے کہ وہ ایک ذمی کے ساتھ سے ماہ گئے تھے، تاہم ذمیوں کا  
 ان کو یہ خیال تھا کہ وفات کے وقت عین نہایت ضروری وصیتیں جو کیں، انہیں ایک یہ بھی کہ  
 ذمیوں کے ساتھ جو اقرار ہیں، وہ پورے کئے جائیں، انہی طاقت سے زیادہ کام ان سے  
 نہ لیا جائے، اور ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں انہی طرف سے لڑائی کی جائے علیہ

عراق میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو خراج مقرر کیا تھا، اگرچہ نہایت خفیف تھا، تاہم  
 ان کو ہمیشہ خیال رہا کہ تشخیص مالگذاری میں سختی تو نہیں کی گئی۔ چنانچہ جن لوگوں نے زمین کی  
 پیمائش کوئے جمع تشخیص کی تھی، ان کو اکثر بار اس کی نسبت پوچھا کرتے تھے۔ خراج جب آتا تو  
 دس شخص بصرہ سے اور دس کوفہ سے طلب کئے جاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے اظہار دیتے تھے  
 اور جب وہ چار دفعہ شرعی قسم لیا کرتے تھے کہ مالگذاری کے وصول کرنے میں ذمیوں پر سختی نہیں  
 کی گئی ہے، تب انہی تسلی ہوتی تھی مسلمانوں کو ذمیوں کے ساتھ جو عہد ردی تھی، اسکے لئے اس قسم  
 کی سیکڑوں جزیہ مثالیں بتاتی ہیں، لیکن ان سب کا استقصا نہیں کیا جاسکتا، اس لئے یہاں پر  
 ایک ایسے واقعہ کا ذکر کیا جاتا ہے، جس سے جماعت اسلامی کی عام رائے کا اندازہ ہو سکتا ہے۔  
 جزیہ ساہیو سہ سہ میں قح ہو، تو شرط یہ تھی کہ وہاں  
 کے لوگ مسلمانوں اور رومیوں کے باہمی عہدوں میں کسی کا ساتھ نہ دیتے۔  
 لیکن سہ میں انہوں نے مسلمانوں کے برخلاف رومیوں کو مدد دی۔ اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ

علیہ کتاب الخراج امام ابو یوسف صاحب۔ ۱۲۔۔ علیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کو

امام بخاری نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ ۱۲۔

آریو! اگر اسلامی حکومتوں میں ذمیوں کی سی طرح ذلت اور تحقیر کی جاتی تھی، تو کاش تمہارے آہاد اجداد بھی بھجوارے غریب اصلی ہند کے باغیوں کے ساتھ اسی ذلت اور تحقیر کا بتاؤ کرتے!!!

ذمیوں کے ساتھ | اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اسلئے اور جانشینان اسلئے ہمدردی | ذمیوں کی نسبت دلی ہمدردی اور غمخواری کے کیا خیالات رکھتے تھے۔

ذمیوں کی نسبت اگرچہ ہر قسم کے معاملات حضرت عمرؓ کے عہد میں منضبط ہوئے، اور زمانہ مابعد میں بہ لحاظ اغلب انہیں کا طرز عمل سچے مسلمانوں کا طرز عمل رہا، لیکن ابتدا خود جناب رسول اللہؐ کے زمانہ مبارک میں ہو چکی تھی، اور اسوجہ سے ہم کو اس باب میں خود آنحضرتؐ کی آنحضرت کا طرز عمل معلوم ہو سکتا ہے۔ قاضی ابوالیوسف صاحب نے خاص بدائیں | کتاب الخراج میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ارقم کو جزیہ کے وصول کرنے پر مقرر کیا تو اون کو بلا کر فرمایا۔

اے من ظلم معاہداؤ کلہ فوق طاقتہ او اتقصہ او اخذ منہ شیانہ بغیر طیب لنفسہ فانما حیحیہ یوم القیامت۔ یعنی جان لو کہ کسی معاہدہ (یعنی ذی) پر جو شخص ظلم کرے گا، یا اس سے اسکی طاقت سے زیادہ کام لے گا، یا اسکو ذلیل کرے گا، یا اس سے کوئی چیز اسکی مرضی کے بغیر لے گا، تو میں قیامت کے دن اسکا دشمن ہو گا۔ اس کے علاوہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو ذمیوں کو تکلیف دیتا ہے، وہ مجھکو تکلیف دیتا ہے۔ صحابہ کرام کا | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ہدایتوں کا یہ اثر تھا کہ صحابہ جہاں کہیں طسز عمل | ذمیوں پر سختی کسی قسم کی ہوتی دیکھتے تھے، فوراً مواخذہ کرتے تھے۔ سعید بن زید نے ایک دفعہ دیکھا کہ ذمیوں کو مالگذاری وصول کرنے کے لئے دھوپ میں کھڑا کیا گیا ہے، اسی وقت وہاں کے حاکم سے حاکم کہا کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص لوگوں کو عذاب دیتا ہے، خدا اسکو عذاب دے گا۔ ہشام بن حکیمؒ کو بھی اسی قسم کا واقعہ پیش آیا، اور انہوں نے اسی وقت حاکم وقت یعنی عیاض بن غنم کے پاس جا کر اس سے کہا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی قول سند میں پیش کیا۔

حضرت عشر | ایک دفعہ حضرت عشرؓ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ ایک دروازہ پر بیٹھ کر ہمدردی | بھیک مانگ رہا ہے۔ اس سے پوچھا کہ تیرا کیا مذہب ہے؟ اس نے کہا یہودی۔

۱۔ کتاب مذکور صفحہ ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ کتاب الخراج - صفحہ ۱۱۰ -

سے مہذب حکومتوں نے فاتح اور مفتوح میں جو حد فاصل قائم کی ہے وہ اسلامی حکومتوں نے کبھی نہیں کی۔ اسلام نے یا اسلامی حکومتوں نے کبھی یہ قاعدہ نہیں بنایا کہ جو شخص ولایت زانہو اسکو فلاں قسم کے حقوق نہیں مل سکتے، یا فلاں فلاں عہد سے فاتح قوم کے افراد کے ساتھ مخصوص ہیں۔ عالمگیر کے حکم میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں کہ بادشاہی نوکر یاں لوگوں کو انکی لیاقت اور قابلیت کے موافق ملینگی، اور کسی لحاظ سے نہیں مل سکتیں۔ اس حکم کو ہم پورا اس مضمون کے پہلے حصہ میں درج کر چکے ہیں۔

آغاز اسلام میں ملی اور فوجی اسلام کے آغاز میں ملی اور فوجی عہد سے مختلف تھے اسلئے غیر کہ جو شخص صوبے کا گورنر ہوتا تھا، وہی سپہ سالار بھی ہوتا تھا یا سپہ سالار جو لوگ منصب قضا پر مامور ہوتے تھے، وہی ضرورت کے وقت فوج کے جنرل مقرر ہو کر بھیجے جاتے تھے۔ تہذیب اور شائستگی کو گوارا نہیں کرتی تھیں

کے تاریخ دان اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ سلطنت جب اول اول قائم ہوتی ہے، تو اس کے مختلف سینے مدت تک باہم مختلط رہتے ہیں، جب قدر تمدن زیادہ ترقی کرتا جاتا ہے، اسقدر تقسیم عمل کا اصول زیادہ عمل میں آتا جاتا ہے، اور ہر صنف جدا جدا صورت پکڑتا جاتا ہے۔ اسی کلیہ کے موافق اصلاح کے ابتدائی زمانہ میں بھی اس قسم کا اختلاط والتباس رہا۔ اور اس کا بہرہ لازمی نتیجہ تھا کہ مفتوح قومیں ملی انتظام میں کم شامل ہو سکیں، کیونکہ اسوقت تک حقدار ملی نہیں تھے، انہیں فوجی لمبھات بھی شامل تھیں، اور اسوجہ سے غیر قومیں خود اداں پر خطر خدمات کو گوارا نہیں کرتی تھیں۔

اگر غیر قوموں نے فوجی خدمتوں کو قبول کیا، تو اسلام نے بے تکلف منظور کیا، اور مل حقوق دیئے

اس موقع پر یہ امر قابل استفسار ہے کہ اگر غیر قوموں نے خود فوجی خدمتوں کو قبول کرنا چاہا، تو اسلام نے ان کی خواہش کا کہا تک لحاظ رکھا؟ اور جواب یہ ہے کہ اسلام نے بے تکلف ان کی درخواست منظور کی حضرت عمرؓ کے وقت میں بار بار یہ موقع پیش آئے کہ عیسائی اور آئیسریستوں نے باوجود اپنے مذہب پر قائم رہنے کے فوجی خدمتوں میں شامل ہوتیکی درخواست کی، اور حضرت عمرؓ نے نہایت خوشی سے انکی درخواست کو منظور کر کے انکو تمام مدد حقوق دئے جو فوجی خدمتوں میں مسلمانوں کو حاصل تھے۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ کے ایسے واقعات بہت کچھ جزئیہ اور خفا کی راہدین کی جنگوں کے اسباب کے معنی میں قبل آچکے ہیں، اسلئے یہاں نہر لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور دیجہو الفاروق - ۱۲ -

نے ادنیٰ چڑھا لی، اور شہر کو فتح کر کے پہلی شرط پر پھر صلعم کر لی، لیکن وہ اپنی شرارت سے پھر باز نہ آئے۔ اسپر ولید بن یزید نے ایک گروہ کو جلا وطنی کی سزا دی۔ اگرچہ وہ اس سزا کے فی الحقیقت مستحق تھے، لیکن انہی سازش کا ثبوت قطعی نہ تھا؛ تمام مسلمان، علما، اور فقہا ولید کی اس حرکت پر سخت برہم ہوئے کہ ذمیوں کے ساتھ ایسا سلوک جائز نہیں۔ چنانچہ ولید کے بعد جب اس کا بیٹا تحت خلافت پر بیٹھا، تو اسے اُن سب کو واپس بلایا۔ تمام مسلمانوں نے اس کی اس کارروائی کی تحقیر کی۔ دولت عباسیہ کے زمانہ میں دہاں کی رعایا نے پھر بغاوت کا ارادہ کیا؛ اس وقت عبد الملک بن صالح گورنر تھا، اور بڑے بڑے نامور امیر اور فقہا مثلاً لیث بن سعد، امام مالک، سفیان بن عیینہ، موسیٰ بن اُعین، اسماعیل بن عیاض، یحییٰ بن حمزہ، ابوالاسحاق فزاری، مخلص بن حسین وغیرہ موجود تھے عبد الملک نے ان سب کے پاس استفتا بھیجا، اور پوچھا کہ قاعدہ شریعت کی رو سے ان سے کیا سلوک کرنا چاہئے؟ علامہ بلاذری نے فتوح البلدان میں ان امیر کے فتوے اکٹھے کر کے الفاظ میں نقل کئے ہیں۔ اکثروں نے تو یہی رائے دی کہ ان سے درگزر کرنا چاہئے۔ کیونکہ فقط ارادہ بناؤت سے وہ ذمیت کے حقوق سے محروم نہیں ہو گئے؛ لیکن جن بعض بزرگوں نے سختی کی، ادبوں نے بھی صرف یہ اجازت دی کہ ان کو سال بھر کی مہلت دیجائے، اگر اس مدت میں وہ پورے مطیع ہو جائیں تو بہتر، ورنہ انکو لہدیا جائے کہ رومیوں کے ملک میں چلے جائیں، یحییٰ بن حمزہ، ابوالاسحاق فزاری اور مخلص بن حسین نے فتوے دیا کہ ان لوگوں کے پاس جقدر مال و اسباب اور زمین وغیرہ ہے، ایک ایک چیر کی دو گنی قیمت بیت المال سے ادا کی جائے، اور انکو لہدیا جائے کہ وہ اور کہیں جا کر آباد ہو جائیں۔ اسماعیل بن عیاض نے لکھا کہ وہ بیچارے رومیوں کے مظلوم ہیں، اسلئے ہمو انکی مدد کرنی چاہئے ان بزرگوں کے فتووں اور رایوں سے باسانی قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ذمیوں کے ساتھ اسلام کا کیا برتاؤ تھا۔

{ملکی حقوق} سب سے آخیر بخت ملکی حقوق کی ہے، یعنی یہ کہ ذمیوں کو انتظام سلطنت میں کہنا تاکہ دخل نہ تھا۔ اس بارہ میں بھی بیچارے آریوں سے کیا مقابلہ کریں، جو مفتوح قوموں کو غلام بنانے کے سوا کچھ جانتے ہی نہ تھے، اسلئے ہم ملکی حقوق کی بحث میں یورپ کی نظام سلطنت سے موازنہ کریں گے، جنکو عدل و انصاف کا بڑا دعوے ہے۔

{فتح اور فتوح میں} سب سے مقدم امر یہ ہے کہ ملکی حقوق کی نسبت یورپ کی مہذب کوئی حقہ حاصل نہیں

قتا نسل کشتہ اور دناں کا حاکم مقرر ہوا۔ رفتہ رفتہ کئی بڑے سے بڑا منصب اور عہدہ ایسا نہیں رہا، جو غیر مذہب والوں کے دسترس سے باہر رہا ہو۔ مذہبی صیغہ کو چھوڑ کر دربار میں سب سے بڑے عہدے دو تھے: وزارت اور کتابت آج کل کی اصطلاح میں چیف سکریٹری کے عہدہ کے برابر تھی، یعنی ہر قسم کے فرامین سلطنت اور سلطنت غیر سے مراسلت کا کام اسی سے متعلق ہوتا تھا، اور اسی وجہ سے وہ وزیر کے برابر یا اس سے دوسرے درجہ پر خیال کیا جاتا تھا۔ چنانچہ ابن خلدون نے مقدمہ تاریخ میں جہاں اس عہدہ کا ذکر کیا ہے، لکھا ہے کہ "ان صاحب هذه الحطة لا بد ان يتخيرون ارفع طبقات الناس"

وزارت اور کتابت بھی غرض یہ دونوں منصب جو اعلیٰ ترین مناصب تھے فرامین کو جو اعلیٰ ترین مناصب عطا کئے گئے عبد الملک بن مروان، جو سلطنت بنو امیہ کا دوسرا تاجدار تھے، ذمیون کو عطا کر دیا تھا، اوس کا کاتب ابن سرجون ایک عیسائی تھا۔ دولت عباسیہ کے عہد میں ابواسحاق صیابی، جو اس منصب پر تھا، بڑے رتبہ کا شخص گذرا ہے، اور ابن خلدون وغیرہ نے اس کے فضل و کمال کی بڑی تعریف کی ہے۔ سلطنت و ولیم کا سرتاج عضد الدین جو شہنشاہ کے لقب سے پکارا جاتا تھا، اوس کا وزیر اعظم ایک عیسائی تھا، جس کا نام نصر بن مارون تھا۔

خلفائے دربار میں اکثر عیسائی مناصب جلیلہ پر ممتاز ہوئے، چنانچہ ایک عیسائی مناصب سیسی عرب، جس کا نام آخطل تھا، دربار کا شاعر تھا، اور سینٹ یوحنا جلیلہ پر ممتاز ہوئے دمشق کا باپ خلیفہ عبد الملک (۷۵۰ھ) کا مشیر گذرا ہے۔ خلیفہ معتمد (۸۳۳-۸۴۲ھ) کی خدمت میں دو عیسائی بھائی رہتے تھے، جو خلیفہ کے سب سے زیادہ متمدد تھے۔ انہیں سے ایک کا نام سلمویہ تھا۔ دریافت ہوتا ہے کہ اس کو تقریباً وہی منصب حاصل تھا، جو آج کل سکریٹری آف اسٹیٹ کا ہوتا ہے۔ کوئی شاہی مکتوب اس وقت تک مستند تصور نہ ہوتا تھا جب تک کہ سلمویہ کے بھی دستخط آپس نہ ہوتے۔ دوسرے بھائی ابراہیم کے سپرد مہر خلافت تھی، اور صیغہ بیت المال بھی اسی کی نگرانی میں تھا۔ یہ عہدہ بیت المال کے روپیہ اور صرف کے لحاظ سے ایسا تھا، جس کی نسبت توقع ہو سکتی تھی کہ اس پر ہمیشہ مسلمان مقرر ہوتا، لیکن ایسا نہ تھا بلکہ خلیفہ مارون الرشید کا طبیب خاص، جس کا نام جبیر مل تھا، بطور عیسائی تھا، اور علاوہ ذاتی جائداد کے جس کی آمدنی آٹھ لاکھ درہم سالانہ تھی، دولاکھ اسی ہزار درہم خلیفہ کی ملازمت کے صلہ میں ملتے تھے۔

علاء تاج بیہقی۔ ذکر حکومت امیر معاویہ۔ ۱۳۵ھ ابن الاثیر۔ جلد ۹۔ صفحہ ۲۸۱۔ ۲۸۲ھ ابن ابی اسیمہ۔

حضرت عثمان کے | حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں جب حبیب بن مسلمہ نے قوم  
دما کے واقعات | جراحہ پر فتح پائی، جو ایک مسیحی قبیلہ انطاکیہ کے قرب و جوار میں آباد تھا  
تو ان لوگوں نے فوجی خدمتوں میں بوقت ضرورت شریک ہونا خود پسند کیا، اور صلح میں شرط یہ  
ہوئی کہ وہ ہمیشہ مسلمانوں کے دست و پائی، اور لڑائی میں ان کے طرفدار بن کر لڑیں گے، اور انکو  
جزیہ دینا نہ پڑے گا، بلکہ اموال غنیمت میں سے بھی انکو حصہ ملا کر دیا جائے گا نہ صرف جراحہ بلکہ بیت  
سے نیطیوں اور ان کے متصل کی آبادیوں نے یہ امر اختیار کیا، اور وہی شرائط ان سے بھی  
لے پائے۔ ۳۲ھ میں جو وقت عرب کے مور کے فارس کے شمال میں ٹہرے، تو  
اسی قوم کا عہد نامہ ایک سرحدی قبیلہ سے ہوا، جس نے فوجی خدمات قبول کیں۔ ۳۵ھ

جن عہدوں میں فوجی | بہر حال اسلام کے ابتداء زمانہ میں وہ خدمتیں اور عہدے،  
خدمتوں کا لگاؤ نہ تھا وہ | جنہیں فوجی حیثیت بھی شامل تھی، ذمیوں کو کم لے لیکن جس صفیہ  
ذمیوں ہی کے قبضہ | میں اس حیثیت کا لگاؤ نہ تھا، وہ ذمیوں کے لئے کھلا رہا، بلکہ حق یہ  
اختیار میں رہا | ہے کہ انہیں کے قبضہ اختیار میں رہا۔ خراج اور مالگذاری کے علموں اور  
دفتر پر عموماً عیسائی اور آتش پرست قابض تھے۔ ۳۵ھ شام میں ۳۵ھ تک دفتر خراج لاطینی  
زبان میں تھا، اور اس وقت انقسناساش نام ایک عیسائی اس عہد کا انصر تھا۔ عراق  
کا دفتر حجاج بن یوسف کے زمانہ میں فارسی سے عربی زبان میں منتقل ہوا۔ وہ بھی ہونچ  
سے کہ دفتر خراج کے میرمنشی نے، جو آتش پرست تھا اور جبکہ نام فرخ زاد تھا، مغرورانہ  
یہ دعویٰ کیا تھا کہ عربی زبان اس زبان نہیں کہ حساب کے تمام جزئیات کو ادا کر سکے۔ آپس  
میں جزیہ کے دفتر میں بھی عیسائی نوکرتھے، اور جزیہ کی تحصیل کے لئے کل حکام عیسائی ہی  
مقرر کئے جاتے تھے۔ ۳۵ھ

جب ملکی اور فوجی صیفیں | رفتہ رفتہ جب تمدن نے زیادہ ترقی کی اور ملکی اور فوجی صیفیں  
امتیاز ہوا تو ذمیوں کو ملکی | میں فی الجملہ امتیاز ہوا تو ذمیوں کو ملکی صیفوں میں بار ہونے لگا  
صیفوں میں بار ہونے لگا | سب سے پہلے اس کی ابتدا امیر معاویہ رحمہ اللہ کے عہد میں ہوئی۔ انہوں  
نے ایک عیسائی کو دربار کا میرمنشی مقرر کیا، اور اسے انٹال ایک عیسائی حمص کا

۱۵ھ فتوح البلدان بلاذری - صفحہ ۱۵۹ - ۱۵ھ فتوح البلدان بلاذری - صفحہ ۱۶۱ - ۳۵ھ طبری -

۳۵ھ طبری - صفحہ ۲۶۶ - ۵۵ھ فون کیرمر (جلد ۱۱) - صفحہ ۱۶۸ و ۱۶۹ - ۵۵ھ دوزی (۲) - ۲۰ھ - ۳۵ھ



ذمیوں کے لئے کھلے تھے، اور ہر زمانہ میں سیکڑوں اور ہزاروں عیسائی، یہودی و ہندو آتش پرست سرکاری خدمتوں پر موزوں رہے۔ ہندوستان میں ایک خاص تغیر ہوا، یعنی یہ کہ ہندوؤں نے کثرت سے فوجی خدمتیں قبول کیں، اور فوج میں بہت بڑا حصہ اٹکا تھا۔ اس کا ہندوستان میں کثرت کی یہ نتیجہ ہوا کہ ہندوستان نے ہر قسم کے بڑے بڑے ملکی عہدے حاصل ہندوؤں نے فوجی خدمتیں کئے۔ ناواقف ہندو خیال کرتے ہیں کہ یہ فیاضی صرف اکبر کے ساتھ مخصوص قبل کیں اور ہر قسم کے بڑے ملکی عہدے حاصل کئے۔ لیکن یہ بالکل تاریخی جہالت کا نتیجہ ہے۔ جہانگیر، شاہ جہاں، بڑے ملکی عہدے حاصل کئے۔ یہاں تک کہ عالمگیر جسکو نہایت متعصب خیال کیا جاتا ہے سب سے ہندوؤں کو بہت بڑے بڑے عہدے دئے۔

جہانگیر کے عہد میں راجہ مان سنگھ معزز افسران سلطنت سے تھا، اور بنیگال کا صوبہ دار تھا۔ اور راجہ سورجمل دلد راجہ باسو، راجہ بکر باجیت برہمن، راجہ جگت سنگھ برادر خور درجہ سورجمل، راجہ نرسنگھ دیو پوندیلیہ، راجہ گج سنگھ راٹھور اور راجہ جے سنگھ کچھواہ وغیرہ بھی بہت بڑے بڑے افسران سلطنت تھے، اور بڑا بڑا منصب رکھتے تھے۔ شاہ جہاں کے دربار میں سب سے بڑا منصب نہ ہزاری تھا، یعنی وہ ارکان سلطنت جسکو نو ہزار سواروں کے رکھنے کی اجازت تھی۔ اس سے اوتر کر مہفت ہزاری، اور اس عہد پر مہابت خاں خانخاناں متنازع تھا۔ اس کے نیچے پنج ہزاری و چار ہزاری وغیرہ تھے۔ چنانچہ اس درجہ کے مناصب پر مسلمانوں اور ہندوؤں کی تعداد قریب قریب برابر تھی۔ یہاں نہایت اخقار کے ساتھ اس قسم کے ہندو عہدہ داروں کی فہرست لکھی جاتی ہے، جو شاہ جہاں کی سرکاری تاریخ شاہ جہاں نامہ سے انتخاب کیا گیا ہے :-

- (۱) راجہ جگت سنگھ ..... پنجہزاری -
- (۲) گج سنگھ .....
- (۳) جے سنگھ .....
- (۴) راؤ رتن ماڈ .....
- (۵) جھیا سنگھ .....
- (۶) مالوچی دکنی .....

۱۵ ترجمہ سیر المتاخرین - صفحہ ۳۰ و ۳۱ - راجہ مان سنگھ کو جہانگیر نے بنگال کا صوبہ دار مقرر کیا تھا - ۱۲ - ۱۵ ترجمہ سیر المتاخرین - حصہ اول - صفحہ ۳۱۸ - ۳۲۱ -

دوسرا عیسائی طبیب بھی بائیس ہزار درہم سالانہ تنخواہ پاتا تھا۔ ۱۷۰۰  
 بیسہ تمام خلفا و سلاطین دہلوی جاہ و جلال کے ساتھ قدوسی شان بھی رکھتے تھے۔ یورپ  
 کو اس قسم کی بے تعصبی اور فیاضی تک پہنچنے کے لئے ابھی کئی سو برس درکار ہیں۔

جو معاملات غیر مذہب والوں | علاوہ ان سب ملکی حقوق کے جو معاملات غیر مذہب والوں کی  
 کے خاص بابھی ہوتے تھے انکے | خاص بابھی ہوتے تھے، انکے انصرام کا قطعی اختیار سلطنت بالائی  
 انصرام کا اختیار انکو اپنے مذہبی | طرف سے انکو حاصل تھا۔ اور انکے مذہبی پیشوا ایسی صورت میں جبکہ  
 پیشوا اور مجوس کو حاصل تھا | کسی معاملہ میں فریقین انکے ہم مذہب ہوں، مالی مقدمات کے فیصلہ  
 کرنے میں پورے اختیار رکھتے تھے ۱۷۰۰ | اور اسپین میں بجز ایسے جرائم کے جو شریعت اسلام کے  
 خلاف سرزد ہوں عیسائیوں کے کل مقدمات انہیں کے ججوں کے سامنے انہیں کے قانون کے  
 مطابق فیصلہ پاتے تھے۔ ۱۷۰۰

راجہ ٹوڈرل | یہاں پر ہم راجہ ٹوڈرل (جنہ ادنیٰ عمری سے ترقی کر کے  
 سے ترقی کر کے وزیر اعظم ہو گیا | وزارت کا درجہ پایا) کا ذکر کے بغیر نہیں رہ سکتے: ۱۷۰۰ ٹوڈرل کی صغر  
 سنی میں باپ مر گیا تھا، اور ماں بیوہ بڑے افلاس اور تنہدستی میں پرورش کرتی رہی۔ قسمت میر  
 تو کاتب تقدیر نے ایسے مراتب تحریر فرمائے تھے، تقدیر نے بادشاہی نو لیسہ دوس میں نوکر کرادیا، اور  
 اپنی دانشمندی اور کارگزاری اور بخت بندی سے روز بروز ترقیاں پایا کیا۔ بطرح کہ صاحب تدبیر  
 اور اہل قلم تھا، کوس اور علم کا بھی مالک ہوا۔ اکثر معرکوں میں مردانہ کوشش اور ایسی دلیریاں کیں کہ  
 یاد شاہ کے دلیں جگ ہوئی۔ گجرات اور بنگالہ میں سخت سخت لڑائیاں لڑ کر فتح مند واپس آیا۔  
 رفتہ رفتہ وزارت کا مرتبہ حاصل کیا۔ جلوس کے پیشوایں سال میں وزیر اعظم ہو گیا۔ جب وہ  
 مرا تو بادشاہ کو بہت تاسف اور صدمہ ہوا ۱۷۰۰ عالمگیر کے ذکر میں ہم دیکھتے ہیں کہ سلطان ابو الحسن  
 والی حیدر آباد دکن کا وزیر ایک برہمن ماتا دین تھا ۱۷۰۰

دین قدوسی

ایک امر البتہ قابل لحاظ ہے کہ اسلامی حکومتوں میں سول اور ملٹری ڈپارٹمنٹ  
 کسی زمانہ میں صاف صاف الگ نہیں ہوئے، اس واسطے جس حد تک ملکی صیغہ میں فوجی حیثیت کا لگاؤ  
 رہتا تھا، فوجی اس سے کم متبع ہو سکتے تھے۔ لیکن اسے سوا اور ہر قسم کے منصب اور عہدہ تمام  
 ۱۷۰۰ فون کوبر (۱) جلد ۲ - صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱ - ۱۷۰۰ فون کوبر (۱) جلد ۱ - صفحہ ۱۸۲ - ۱۷۰۰ فون کوبر  
 صفحہ ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ - ۱۷۰۰ ترجمہ سیر المتاخرین - جلد ۱ - صفحہ ۲۳۴ - ۱۷۰۰ ترجمہ  
 سیر المتاخرین - جلد ۲ - صفحہ ۲۲۸ -

- (۵) رانا رنج سنگھ۔
- (۶) راجہ جے سنگھ کچواہہ۔
- (۷) کبیرت سنگھ ولد راجہ امرت سنگھ راٹھور۔
- (۸) مہاراجہ جونت سنگھ راٹھور۔
- (۹) راجہ راج روپ زمیندار جو۔
- (۱۰) مہیش داس راٹھور۔
- (۱۱) بلدی جومان۔
- (۱۲) ہر رام۔
- (۱۳) ہر رام راٹھور۔
- (۱۴) راجہ رائے سنگھ سی سودھیا۔
- (۱۵) بیرم دیو۔
- (۱۶) ستیل سنگھ سی سودھیا۔
- (۱۷) راجہ چترمن جادواں۔
- (۱۸) کنور رام سنگھ کچواہہ ولد جے سنگھ۔
- (۱۹) راؤ امراؤ سنگھ چندراوت۔
- (۲۰) جگت سنگھ ناڈا۔
- (۲۱) راجہ اندرمن۔
- (۲۲) راجہ دیپی سنگھ بوندیلہ۔
- (۲۳) راجہ بھمان سنگھ۔
- (۲۴) راؤ بھاؤ سنگھ۔
- (۲۵) راؤ بھاؤ سنگھ ناڈا۔
- (۲۶) رائے سنگھ راٹھور۔
- (۲۷) کونر پرتھی سنگھ ولد راجہ جونت سنگھ راٹھور۔
- (۲۸) جونت بوندیلہ۔
- (۲۹) راجہ مان سنگھ۔
- (۳۰) کنور سنگھ ناڈا۔

(۷) اوداجی رام - ..... پنجہزاری -

(۸) بہادر بی - ..... " -

(۱) راجہ پتھن داس - ..... چہار ہزاری

(۲) بھارت ہندیلہ - ..... " -

(۳) ماد سور - ..... " -

(۴) جگد یورائے - ..... " -

(۵) ہمیرائے - ..... " -

ان کے علاوہ گیارہ ہندو افسر دو ہزاری، بارہ ڈیڑھ ہزاری، سو لاکھ ایک ہزار  
آٹھ صدی، گیارہ ہشت صدی، آٹھ ہفت صدی تھے اور ان سے نیچے کے  
عہدہ دار تو بشمار تھے۔ ان کے علاوہ مہاراجہ جسونت سنگھ راجپور راجہ کچ سنگھ راجپور کو  
منصب ہفت ہزاری اور ہفت ہزار سوار اور ایک لاکھ روپیہ انعام عطا ہوا۔ اس سے بڑا منصب  
سواشاہزادوں کے شاہجہاں کے عہد میں کسی کو میسر نہ ہوا۔ اس مہاراجہ کو مالوہ کی صوبہ  
بھی عطا ہوئی تھی۔ اور راجہ جے سنگھ کو ہزاری ذات اور ہزار سوار دو اسپہ سپہ اضافہ  
کر کے منصب شش ہزاری عطا ہوا تھا۔ اور اناراج سنگھ ولد رانا جگت سنگھ  
کو بی منصب پنجہزاری حاصل تھا۔ اور ساہوگی جھوسلہ بھی منصب پنجہزاری پر سرفراز  
تھا۔ اور رائے امر سنگھ ولد راجہ کچ سنگھ کو منصب تہ ہزاری حاصل تھا۔ ایکن مانہ  
میں تو راجہ بھیم ولد رانا کرن شاہجہاں کی فوج کا امیر تھا۔

عالمگیر کے عہد میں بھی ہندوؤں کو بڑے بڑے عہدے ملے۔ صرف ایک سیر المتاخرین  
سے مندرجہ ذیل ہندوؤں کا بہت بڑے بڑے عہدوں اور منصبوں پر ممتاز ہونا معلوم ہوتا ہے۔

(۱) کبرائے برہمن -

(۲) راجہ بنی سنگھ -

(۳) رگھوناتھ سنگھ -

(۴) راجہ جے سنگھ ہوندیلہ -

۱۵ ترجمہ سیر المتاخرین - حصہ اول - صفحہ ۳۶۹ - ۱۶ ترجمہ سیر المتاخرین - حصہ اول - صفحہ ۳۶۹ -

۱۷ ترجمہ سیر المتاخرین - حصہ اول - صفحہ ۳۶۱ - ۱۸ ترجمہ سیر المتاخرین - حصہ اول - صفحہ ۳۳۲ -

۱۹ ترجمہ سیر المتاخرین - حصہ اول - صفحہ ۳۴۴ - ۲۰ ترجمہ سیر المتاخرین - حصہ اول - صفحہ ۳۴۲ -

# منیہ باب ہشتم

اسلامی سکون میں آتش و  
قریبانگاہ اور صلیب جیو کی  
تصویریں ضرب ہوئی۔ کیا ہو گا کہ انہوں نے اُنکے قدیم سکون کو، جو مذہبی شان لئے ہوئے تھے،  
قائم رکھا، نہ صرف قائم رکھا، بلکہ اپنا سکھ جو جاری کیا، تو اُنکی وضع کا جس وضع کا قبل سے جاری  
تھا، باوجودیکہ اُن سکون میں صلیب اور آتشکدوں کی تصویریں بھی ہوتی تھیں۔ اور صرف  
یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ یہ سکتے اسلام کے زمانہ میں ضرب ہوئے ہیں، کوئی عربی کا لفظ یا جملہ  
بڑھا دیا جاتا۔ جناب مولوی عزیز مرزا صاحب۔ بی۔ اے۔ ٹیچنگ کوشٹریٹریٹر علاقہ  
سرکار نظام نے ایک مضمون "سکھ کی ابتدا اسلام میں" مخزن کے جون ۱۹۷۷ء کے نمبر  
میں شائع کرایا ہے۔ انہیں جو واقعات درج ہیں، اُن سے میرا مطلب صاف ثابت ہو رہا ہے  
اس لئے میں اُن واقعات کو جو اس بحث سے سروکار رکھتے ہیں، بلغظ، نقل کرتا ہوں مولوی  
صاحب موصوف لکھتے ہیں:-

"عرب میں قدیم زمانہ میں کوئی ملکی سکھ رائج نہ تھا، بلکہ جس جس حصہ ملک پر جس سلطنت  
کا اثر تھا، یا تجارتی تعلقات تھے، اُن کا سکھ وہاں رائج تھا۔ جنوبی عرب میں، جہاں قدیم سے  
یمینی تمدن پھیلا ہوا تھا، حمیری سکھ رائج تھے، اور وسط عرب میں جو سلطنتیں اُڑ  
سے متاثر تھیں، ساسانی سکھوں کا رواج تھا، اور شمال میں جہاں رومی سلطنت کا سایہ  
پڑا تھا، رومی درہم و دینار عام طور پر مروج تھے۔ جب ہمارے ہادی برحقؑ نے حبشہ پر  
نمائے عرب میں کلمۃ الحق کا اعلان کر کے اسلام کی تبلیغ کی، تو جس زمانہ تک کہ اسلام  
کے بیرونی تعلقات قائم نہ ہوئے تھے، وہی قدیم سکھ رائج رہے، لیکن جب نور اسلامؑ نمودار  
ممالک کو روشن کیا، اور جدید تمدنی ضرورتوں اور تجارتی وسعت کے لحاظ سے پردیسی سکھوں کی تعداد  
جو قدیم زمانہ میں اہل عرب کی محدود ضرورتوں کے لئے کافی تھی، نا کافی ثابت ہوئی، تو جہاں پر کہ  
دوسرے مفید انتظامات کی بنیاد امیر المؤمنین عسکری فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

انہیں اکثر ہفت ہزاری، شش ہزاری، پنج ہزاری، اور چار ہزاری مہندوں  
پیسہ فرماتے۔ راجہ حسوت سنگھ راٹھور کو جسکو ہفت ہزاری منصب حاصل تھا، اتنے بڑے  
ملک گجرات اور کابل کی صوبہ داری بھی ملی تھی۔ اور عموماً عالمگیر کے دفاتروں میں بھی ہندو  
بڑا بڑا منصب رکھتے تھے، جنکو راجگی کا خطاب تک حاصل تھا۔ یہاں تک کہ ہندو راجن ایک ہندو  
دیوان تھا۔

ہندو افسروں کو بھی خلعت و انعام وغیرہ  
عالمگیر کے دربار میں ہندو افسروں کو بھی شل مسلمان افسروں  
کے خلعت و انعام خاص اور انعام شل رنجیر فیل، شمشیر مرصع، عقد مرادید  
ملا کرتا تھا۔ سر ہج مرصع وغیرہ کے ملا کرتا تھا۔ رائے سنگھ راٹھور کو جو راجہ  
جسوت کا بھتیجا تھا، خطاب راجگی سے سرفراز کر کے خلعت و فیل مع مادہ فیل اور شمشیر  
مرصع اور نقارہ اور انعام ایک لاکھ روپیہ اور اصل و اضافہ سے چار ہزاری چار ہزار کے مرتبہ پر  
بڑا کر راجگی اولوس راٹھور اور مرزبانی جو دھپور کی عطائی تھی۔

ان تمام واقعات کے ثابت ہونے کے بعد دنیا خود فیصلہ کر سکتی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں  
نے غیر قوموں کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ چونکہ اس کے متعلق پہلوی کتاب کی دوسری جلد میں  
اشاعت اسلام کے تحت میں تفرق طور پر کچھ لکھنا پڑے گا، اسلئے اس مضمون کو ہم یہیں  
پختہ کرتے ہیں۔

{ اقباس از رسائل شبلی و ایزاد بر آن }

۱۵ ترجمہ سیر المتاخرین - حصہ اول - صفحہ ۲۰۰ و ۲۱۹ -

۱۶ ترجمہ سیر المتاخرین - حصہ اول - صفحہ ۲۱۹ -

۱۷ ترجمہ سیر المتاخرین - حصہ اول - صفحہ ۲۲۶ -

۱۸ ترجمہ سیر المتاخرین - حصہ اول - صفحہ ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۴۰۰ -

۱۹ ترجمہ سیر المتاخرین - حصہ اول - صفحہ ۴۹۶ -

عبدالملک بن مروان نے خالد بن یزید بن معاویہ کے صلح و مشورہ سے جنگجو  
 ابوہریرہ علم و فضل اور دانش و فرنگ کے حکیم بنی امیہ کا موزن خطاب دیا گیا ہے، سیدہ سہیر  
 اسلامی سکے بنانا شروع کیا۔ مختلف تاریخوں کے دیکھنے سے ایک عجیب اختلاف معلوم ہوتا ہے  
 کیونکہ مورخین نے لکھا ہے کہ ۷۷ھ میں سکے ضرب ہوا، اور اکثر کاسپر اتفاق ہے، جیسا کہ پہلے  
 لکھا ہے، کہ ۷۷ھ میں سکے کا رواج ہوا۔ لیکن اگر فردکوں کو علامہ مقرریری کے بیان سے مقابلہ  
 کر کے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں جو سکے عبدالملک نے بنوایا تھا، اس میں طبری  
 حد تک رومی شان قائم رکھی گئی تھی، یعنی اسمیں عبدالملک نے خود اپنی تصویر بنوائی تھی،  
 جسکی کمرے سے تلواریں نکلتی تھیں۔ اب ہم چند قدیمی سکوں کی تفصیل بتاتے ہیں۔

(۱) طرف اول - رومی طرز کی مورت، سر پر تلج، اسپر صلیب - سیدہ ہاتھ  
 میں ایک گڑھ، اسپر صلیب - اور اس کے داہنی طرف لفظ "بحمص" عربی خط میں اور بائیں  
 طرف یونانی لفظ (Khan) عمدہ۔

طرف ثانی - صرف (PI) اسپر ایک ستارہ اور دو دائرہ، اور حاشیہ پر یونانی لفظ -  
 (Smeche) اور اس کے نیچے عربی لفظ "طیب"۔

(۲) طرف اول - رومی طرز کی مورت، جسم سیدھا، ہاتھ اوپر کو اٹھا ہوا، برچھائے  
 ہوئے - دوسرے ہاتھ میں ایک گڑھ، اسپر صلیب چڑھی ہوئی - بائیں طرف "بسم اللہ"  
 سیدھی طرف ۵۸ -

طرف ثانی - (PI) اسپر صلیب - حاشیہ میں (Smeche) اس کے نیچے "طیب"۔

(۳) طرف اول - دو قد آدم سوزن - ہر ایک کے ہاتھ میں عصاے شاہی، اسپر صلیب  
 لگی ہوئی - اور ادن مورتوں کے بیچ میں "محمد رسول اللہ" اور حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ وحدہ"  
 لا شریک لہ۔

(۴) طرف اول - قد آدم مورت، بال بڑے بڑے، اور ایک طرف کمر سے تلوار شکی ہوئی -  
 حاشیہ پر محمد رسول اللہ۔

طرف ثانی - (PI) حاشیہ پر ایلیا فلسطین۔

(۵) طرف اول - مورت نصف جسم، چہرہ سامنے اور بال بے - حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ"

لا ابن اور دوسرے سکوں کو تحقق سمون نگار نے خود جمع کیا ہے، جیسا کہ اخیر مضمون میں نہیں  
 نے لکھا ہے - ۱۷ ملاحظہ فرمائیے۔



کے مبارک زمانہ میں پڑی تھی، اس طرح سکے کو بھی پہلی دفعہ ممالک اسلامیہ میں ضرب ہونے کی عزت اتنی متبرک عہد میں سکے میں حاصل ہوئی ہے

\* \* \* \* \*

ابتداء میں سکے جب ضرب کیا گیا ہے، تو نہ اس کا نام یا وزن پہلا گیا، اور نہ صورت و ہیئت، چنانچہ جس کے حضرت عشر کے زمانہ میں مہزوف ہوئے تھے، وہ درہم و دینار و فلوس ہی کہلاتے تھے، اور بعد میں بھی یہی نام مروج رہے، حالانکہ لفظ دینار، رومی لفظ وینار لیس اور لیس (Dinarus) اور درہم، لفظ دریم (Draehm) اور فلوس، لفظ فالس (منہج) سے نکلا ہے۔ اور اسی طرح ہیئت کے اعتبار سے رومی اور ایرانی ٹھڈ قائم رکھے گئے، صرف اون پر نام یا کوئی برکت کا کلمہ عربی زبان کا لکھا دیا گیا تھا۔ حضرت عشر کے زمانہ کا کوئی سکہ ہماری نظر سے نہیں گذرا، لیکن ایڈورڈ ماس نے جن ساسانی سکوں کی تصویریں دی ہیں، ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں نام بھی عربی زبان میں نہیں لکھتے تھے، بلکہ بنانے والے اور دار الضرب کا نام بھی درمی زبان

میں لکھا جاتا ہے، اور انہیں ایک طرف عشر و پرویز کی مورت اور دوسری طرف آتش و قربانگان اور دو موبدوں کی تصویر بنائی جاتی تھی۔ سب سے زیادہ اس قسم کے سکے زیادہ ابن امیہ کے زمانہ کے پائے جاتے ہیں، جبکہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے بصرہ کا گورنر تھا۔ ایک بعد عبد اللہ ابن زبیر کا زمانہ آیا، تو انہوں نے، اس وجہ سے کہ اکثر مختلف قیمتوں اور عیار کے سکے رائج تھے، اور انکی وجہ سے عام طور پر کاروبار میں نہایت خرابی پڑتی تھی، اس طرف توجہ فرمائی، اور ان کے بھائی مصعب ابن زبیر کے حکم سے حارث ابن عبد اللہ ابن سعید المخزومی نے سکے میں سکے بنانے شروع کئے، مگر یہ سکے بھی بالکل ایرانی وضع کے تھے، صرف اتنا فرق تھا کہ ایک طرف الفاظ برکت اللہ اور بنانے جاتے تھے۔ لیکن چونکہ عبد اللہ ابن زبیر کا زمانہ خلافت محض چند روزہ تھا، اور یوسف بن حجاج کے ظالم، مگر قوی ہاتھوں نے بہت ہی جلد اس کا خاتمہ کر دیا، اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانہ کے سکے زیادہ عرصہ تک مروج نہیں رہے۔ ابتداء میں ایرانی طرز کے سکوں کے مضروب ہونے کی یہ وجہ تھی کہ دار الضرب قسطنطینہ توجاری تھی، اسلئے ممالک شام و عینہ میں سکوں کی کمی ہوتی تھی، تو وہاں سے پوری ہو جاتی تھی۔ مگر شام اس کے دار الضرب ایران ساسانیوں کی تباہی کی وجہ سے بند ہو گئی تھی، اور اس لئے وہاں سلطنت اسلامیہ کی کو جدید سکے بنانے پڑے۔

\* \* \* \* \*

آغاز حقیقت منصور کے عہد سے سمجھا جاتا ہے۔ اُس نے دربار کے لئے جو ٹوپی اختیار کی وہی مجوسیوں کی ٹوپی تھی، جو خاص اون کی قوم تھی۔ معصوم بالئہ جس کے زمانہ میں دولت عباسیہ پورے شہاب پر پھونک گئی تھی، اس نے بالکل شانان عجم کی وضع اختیار کر لی تھی۔ مورخ مسعودی نے لکھا ہے۔ **و غلب علیہ الذئبہ بملوک الاعاجم فوالا لکۃ ولبس القلانس والشاشات فلبسھا للناس اقتداءً بفعلہ وایتما ما بہ فسمیت المعصمہ یا دست**۔ **۱** یعنی وہ ٹوپی اور پہنے، کپڑی باندھنے، اور ساز و سامان رکھنے میں ریمسٹ عجم کی تقلید کا بہت شایق تھا، چنانچہ مسعودی کے سب نے یہ وضع اختیار کر لی، اور اس وضع کا نام معصمی پڑ گیا۔

سعدہ دینرہ میں جب عربوں کی حکومت قائم ہوئی، اور اوس کے مختلف حصوں میں خاص عرب کی نس کے سلاطین فرمانروا ہوئے، تو تمام مسلمانوں نے ہندوؤں کی وضع اختیار کر لی، چنانچہ ابن حوقل بغدادی، جسے چوتھی صدی کے آغاز میں ان ممالک کا سفر کیا تھا، کہنیاں کی نسبت اپنے جغرافیہ میں لکھتا ہے۔ **وزی المسلمین والکفار بہما واحد فی اللباس والرسال الشعر**۔ یعنی یہاں مسلمان اور کافروں کی ایک وضع ہے، دونوں ایک سالباس پہنتے ہیں، اور بال بڑے بڑے رکھتے ہیں۔

دہی مورخ سعدہ اور منصورہ کی نسبت لکھتا ہے۔ **وزیہم ذی اهل العراق الا ان ذی ملوکہم یقاسر ب ذی ملوک الہند**۔ یعنی یہاں کے مسلمانوں کا لباس عراق کا سا ہے، لیکن یہاں کے بادشاہوں کی وضع ہندو راجاؤں کے قریب قریب ہے۔ **۲** تیرکوں کو دیکھ کر مرد، عورت سبہیں نے سوافیض اور نقاب کے بالکل یورپ کی وضع اختیار کر لی۔

اب میں ان تمہیدی، ضامین کو یہیں چشم کرتا ہوں اور اصل رسالہ کے جواب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔



طرف ثانی - شاہوا -

(۶) طرف اول - کھڑی سورت، چومنے پہنے ہوئے، ناٹھ سینہ تک اٹھا ہوا۔ اس ہاتھ میں تلوار کا غلاف، جو کمر سے لٹکتی ہے۔ اور حاشیہ پر خط کوئی جس "بسم اللہ عبد الملک امیر المؤمنین" لکھا ہوا۔

طرف ثانی - ایک صلیب، جس کا سر چار سیڑھیوں پر قائم ہے۔ اُس کے سیدھی طرف بقدر میرزا اور اسی طرف دو اٹھ حاشیہ پر لا الہ الا اللہ وحدہ - محمد رسول اللہ - لکھا

ایسی بے تقصی اور ایسی ایسی بے تقصی، ایسی آزادی اور اپنی ذمی رعایا کی ایسی دلداری کہ خاص اپنے سکوں میں صلیب اور آتش و قربان گاہ وغیرہ کی تصویریں قائم رکھیں، دنیا کی کسی قوم کی تاریخ میں پائی نہیں جاتی!! آج کل کی تہذیب یافتہ گورنمنٹوں سے بھی ایسی بے تقصی اور اعلیٰ خیالی ظاہر نہیں ہوئی۔ بیت سی تہذیب و شائستگی کی مدعی عیسائی قوموں نے ممالک اسلام میں فتح کئے، مگر کسی نے بھی یہ فیاضی نہیں دکھائی کہ اسلامی سکوں کے نشانات اپنے سکوں میں قائم رکھے، اور بجائے کروڑوں (صلیب) کے کریسینٹ (ہلال) ضرب کرانے۔

ایک اور خاص قابل لحاظ بات یہ ہے کہ مسلمان جہاں جہاں گئے مسلمانوں نے مفتوح قوموں کا لباس اختیار کرنا شروع کیا اور جہاں جہاں ان کی حکومتیں قائم، انہوں نے خود مفتوح قوموں کا لباس اختیار کر لیا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ وہ غیر قوموں سے محض برادرانہ سروکار رکھنا چاہتے تھے، اور اس خیال کو کہ ہم فاتح ہو کر مفتوح کی چیزوں کو کیوں اختیار کریں جس سے مفتوحوں کی حقیر و تذلیل ظاہر ہوتی ہے، وہ سرگزشت جانتے نہیں رکھتے تھے۔ مفتوح قوموں کو فاتح قوموں کا لباس وغیرہ اختیار کرتے تم بہت پاؤ گے۔ مگر فاتح ہو کر مفتوح کی چیزوں کو اختیار کر لینا یہ اسلام ہی کی خوبی ہے، جو انتہا درجہ کی بے تقصی کا سبق سکھاتا ہے۔

گو حضرت عیسیٰ نے اپنے مذاق طبیعت سے، جس کے معنی یہ تھے کہ تمام قومیں اپنی اپنی خصوصیتوں پر قائم رہیں، اہل عرب کو عجمی کی وضع سے پرہیز کرنے کی تاکید کی تھی، اور غیر قوموں کو عرب کے لباس کے اختیار کرنے سے روکا تھا، مگر یہ بات بہت دنوں تک قائم نہیں رہی، اور انہیں کے زمانہ میں اس کے خلاف ہونے لگا، اور رفتہ رفتہ یہ بات اکدم اٹھ گئی۔ عباسیوں کی سلطنت کا

اُن ظلموں اور سجد زیا دتیوں پر بھی غور کرنا چاہئے تھا۔ جو سکھوں کے ہاتھوں سے پنجاب کے مسلمانوں اور مرہٹوں وغیرہ کے ہاتھوں سے سارے ہند کے مسلمانوں پر ہوئیں۔ اور پھر اُن ظلموں پر بھی نظر دوڑانا چاہئے تھا، جو آپ کے مقدس آباؤ اجداد نے ہند کے جلی سیاح رنگ کے باشندوں پر کئے، اور پھر اسکے بعد انکی پاک اولادوں نے بدھ مت والوں پر کئے، جنکا ذکر اسی کتاب میں اپنے موقع پر کیا گیا ہے۔

## فصل دوم

### جواب دیباچہ مصنف

پنڈت جی نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ مجھے مسلمانوں کی اون کتابوں کو، جنکا نام حاشیہ میں درج ہے، (جنہیں اس اعتراض کا کہ زبردستی اسلام پھیلانے کا حکم ہے، کافی جواب ہے۔ مؤلف عفی عنہ) بغور دیکھا ہے، اور اس کے بعد اس رسالہ کو لکھتے بیٹھے ہیں۔ مگر افسوس! کہ پنڈت جی اون دلائل میں سے ایک دلیل کو بھی اس رسالہ میں توڑنے لگے، اور اکثر وہی باتیں لکھیں جنکا جواب باصواب اُن کتابوں میں موجود تھا، اور اون جوابوں کی طرف عہدا ذرا بھی توجہ نہیں کی اور کیونکر توجہ کرتے جبکہ اون کے پاس کچھ جواب نہ تھا۔ غرض کہ اس طرح پبلک کو یہ دھوکا دینا چاہا کہ اُن کتابوں میں کوئی دلیل ایسی نہیں، جس کی طرف پنڈت جی توجہ کرتے۔ شرم! شرم! شرم! پنڈت جی کی ایک اور خوبی اس دیباچہ سے معلوم ہوئی کہ جو کوئی آپ کے خیال کا رد کرے، اسکو آپ نیچر کی کا خطاب دیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس مسئلہ جہاد میں مخالفوں کے ہر اعتراض کا دندان شکن جواب دیا ہے، نیچر کی کا خطاب عطا فرمایا ہے، جنہیں مولوی غلام نبی صاحب، مولوی غلام حسین صاحب، مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ الرحمن اور خلیفہ سید محمد حسن صاحب بہادر بھی شامل ہیں اس سے بھی پنڈت جی کی دیانت کا پتہ لگتا ہے۔

اس کے بعد پنڈت جی نے ان علماء کی نسبت بہت سے افواہیں اترائے ہیں، جنکی نسبت ہم بڑی جرات سے عموماً کہہ سکتے ہیں کہ لعنة الله على الكاذبین اور ہم بڑی دلیری سے چیلنج کر سکتے ہیں کہ اے آریو! اگر تم پنڈت جی کو سچا سمجھتے ہو تو ان افواہوں کا پتہ ان علماء کی مصنف کتب سے جلد دو، اور اگر نہ دیکھو تو پنڈت جی کے جھوٹے ہونے کا استہوار دو، ورنہ تم بھی ہر

# بَابُ نَهْمُ

## جواب رسالہ جہاد

### فصل اول

#### جواب ٹائٹل پیج و دیباچہ اڈیٹر

ٹائٹل پیج پر اس سالہ کے مضامین کا خلاصہ یہ درج ہے کہ جسیں قرآن، احادیث اور تاریخ کے مستند حوالجات سے ثابت کیا گیا ہے کہ جہاد دین محمدی کا جزو اعظم سمجھا جاتا ہے ہم نہیں سمجھتے کہ بھاری تحقیقات پر اتنا شور و غل کس بات کا ہے، اور کیا فتح انہیں حاصل ہوئی، جسے آخری التماس میں پٹنٹ جی نے اور شروع دیا جس میں اڈیٹر صاحب اتنی نئی کی ہے؟ اگر جہاد دین محمدی کا جزو اعظم ہے، تو کیا ویدی کی یہ تعلیم ہے کہ تم ہر ایک ظلم و ستم اور بے غیرتی کے وقت اپنے کو دشمنوں کے ہاتھ میں دیدو، اور اُنکے تختہ مشق بنے رہو، اور ہرگز ہرگز اپنی آزادی حاصل کرنے کے لئے اُنکے مقابلہ کا نام تک نہ لو۔ اگر یہی تعلیم ہے، تو ایسی تبلیغ غیور خدا کی طرف سے اُنکے شریف اور پاکیزہ اور باغیرت دبا حسیت بندوں کے لئے ہرگز نہیں ہوسکتی۔ اڈیٹر صاحب نے اپنے دیباچہ میں سغیر کشمیر کے حوالہ سے کشمیر کی دو ایک تاریخی واقعات کا ذکر کیا ہے، جس میں کشمیر کے ایک دو مسلمان بادشاہوں کی زیادتی مذکور ہے۔ مگر نہ معلوم اگر سے اڈیٹر صاحب کو کیا فائدہ حاصل ہوا؟ اس سے یہ کیونکر ثابت ہو گیا کہ کشمیر میں جو کچھ اسلام پہنچا ہے، وہ جبر و اکراہ کے ذریعہ سے پہنچا ہے؟ اور اگر یہ یہ پوچھو کہ پھر کشمیر میں اسلام کیونکر پھیلایا، تو اس کو اسی کتاب کی دوسری جلد میں اپنے مقام پر دیکھو۔ اور اگر اڈیٹر صاحب کو اپنے کشمیری بھائیوں کی مظلومیت پر، جو صرف ایک دو مسلمان بادشاہوں کے ہاتھوں ہوئی، ترس آگیا، جسکے جوش میں ان واقعات کو نقل کر مارا، تو خیر کچھ مضائقہ نہیں، مگر اس کے قبل اڈیٹر صاحب کو

» سغیر کشمیر ایک ہندو اجنبی ہے، جسے ایک ایسی تاریخ سے ان واقعات کو لیا ہے، جو صرف کشمیر کے ہندو پنڈتوں کی تحریروں سے تیار کی گئی ہے، جس کا خود اڈیٹر صاحب کو اسی دیباچہ میں اقرار ہے، ۱۲ -

اب ناظرین انصاف فرمائیں کہ ان سے یہ کیونکر ثابت ہو گیا کہ زبردستی کا فرد کو مسلمان کرنا اسلام میں جائز ہے۔ بلکہ ان معنوں سے صرف یہ معلوم ہوا کہ ان لفظوں کے معنی جنگ (جہد) و جینہ کے ہیں، چاہے کافروں ہی سے کیوں نہ ہو۔ مگر یہ کہ کیونکر ثابت ہو گیا کہ زبردستی مسلمان کرنے کے لئے جنگ کرنا چاہئے۔ باقی رہا یہ کہ پھر کس لئے اور کس حالت میں جنگ (جہد) کرنا چاہئے؟ تو اس کو ہم اوپر مفصل بیان کر آئے ہیں، حاجت اعادہ کی نہیں۔

## فصل سویم

### (جواب باب اول)

قبل اسکے کہ ہم اس باب کی ہر سیدہ وہ بات کا مفصل جواب دیں، ناظرین کو اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ پنڈت جی نے اس باب میں یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ قرآن میں بڑے شد و مد سے حکم کہ کافروں کو بجز مسلمان کرو چنا پنڈت جی قبل شروع کرنے اس باب کے لکھتے ہیں کہ "اسلام در جطر دنیامیں پھیلا، اور جس چیز کے زور سے اسکی اشاعت ہوئی اسکا نام جہاد ہے۔ . . . . بنا برآں ہم نہایت ضروری سمجھتے ہیں کہ اسکی مفصل کیفیت قرآن و حدیث و کتب تواریخ سے عام و خاص پر ظاہر کریں۔ لیکن پنڈت جی تو اب موجود نہیں، ہم آریہ صاحبان سے، خصوصاً آریوں کے ادون مہاشاؤں سے، جو عربی، فارسی جاننے کے مدعی ہیں، دریافت کرتے ہیں کہ بتلائیں کہ کون سی آیت اور کونسی حدیث سے پنڈت جی کا دعویٰ مذکورہ بالا ثابت ہوا؟ پنڈت جی ایک بھی ایسی آیت پیش نہ کر سکے، جس میں صراحتاً تو درکنار شہارہ بھی یہ بات پائی جاتی ہو کہ کافروں سے بجز اسلام قبلوانا چاہئے۔ البتہ بعض آیتوں میں قتال کا حکم ہے اور قتال کا حکم ہونا ہمارے دعوے کے منافی نہیں، ہم تو خود دیکھ آئے ہیں کہ قتال کا حکم ہوا، اور ضرور ہوا، مگر اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ زبردستی مسلمان کرنے کے لئے قتال کا حکم تھا جبکہ ہم قرآن کی صریح اور صاف آیتوں سے یہ بات ثابت کر آئے ہیں کہ اسلام در ہرگز جائز نہیں ملتا کہ کسی ایک فرد کو بھی جبر و اکراہ کے ساتھ مسلمان کیا جائے۔ اور ہم یہ بھی دکھلا چکے ہیں کہ کن مجبوروں اور مظلومیت کے وقت میں جہاد کا حکم دیا گیا تھا، اور قرآن کی کئی کئی آیتوں سے یہ بھی

جھوٹ میں شریک سمجھے جاؤ گے۔

پینڈت جی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ روم و مصر وغیرہ میں ہر جگہ بہت سی غلط فہمیاں تھیں۔  
 کہ زبردستی مسلمان کرنا ضروری ہے۔ مگر یہ سراسر افتراء ہے۔ کوئی دنیا مند کی اگر یہ اس بات کو  
 ثابت نہیں کر سکتا کہ وہ زبردستی مسلمان بنانے کے حامی ہیں، بلکہ ظہر کی اور مصر وغیرہ کے علماء  
 تو بڑی شرح اور مبوط کتابیں عیسائیوں کے اس افتراء کے جواب میں تصنیف کی ہیں۔ یہاں  
 پر ہم ٹکی کے ایک ہیٹ بڑے عالم مولانا محمد روحی آفندی خاں کی سلام الرحمن کی  
 اس پیج سے جو انہوں نے فرانس میں دی تھی اور جو چھپ بھی گئی ہے، چند سطریں نقل  
 کرتا ہوں، تاکہ پینڈت جی کا جھوٹا ہونا اظہار من الشمس ہو جائے۔ وہ فرماتے ہیں۔

”اور ان لوگوں کے اعتراض کا ایک مختصر جواب دیتا ہوں جو کہتے ہیں کہ دین محمدی  
 نے بدوثر شیعہ اشاعت پائی۔ میں کہتا ہوں کہ دین محمدی نے منس دعوت اور اظہار حیرات  
 سے اشاعت پائی۔ \* \* \* \* \*

ہمارے دعویٰ کے ثبوت کے لئے یورپ کی تاریخیں کافی ہیں، جنہیں حضرت عمر فاروق اور  
 صلح الدین صفدی کا بیت المقدس کو فتح کرنا اور مسلمانوں کا اہل یورپ کے  
 ساتھ نرمی اور انسانیت سے پیش آنا بیان ہوا ہے۔ پس اسے اہل انصاف! سوچو کہ اسلام  
 میں داخل ہونے کے لئے جبر کہاں تھا۔“

صفحہ ۶ - ۷ - ۸ کے حاشیہ میں پینڈت جی نے جہاد - غزائے غنیمت - سریرہ  
 وغیرہ کے معنی چند اردو فارسی کی لغت سے لکھے ہیں۔ مگر نہ معلوم اس سے پینڈت جی کو کیا فائدہ  
 ہوا، کیونکہ جیسا قیاس کیا جاسکتا ہے کہ پینڈت جی اس سے یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ غزوہ  
 وغیرہ کے معنی یہ ہیں کہ کفار کو بھجور مسلمان کر نیکی کے لئے لڑا جائے، یہ ثابت نہ ہوا۔ مثلاً دیکھو  
 پینڈت جی لکھتے ہیں کہ ”غزوہ - بالفتح، قصد کردن و جنگ کے رفتن“ پھر فرماتے ہیں  
 ”غزاة بالفتح، غزائے گندگان و اوجہ غازی است“ پھر لکھتے ہیں ”غزوات بفتح  
 جمع غزوہ“ پھر تحریر فرماتے ہیں ”سریرہ - بالفتح اول و کسر ثانی و تشدید تحتانی، لشکر کہ  
 از بلادہ از پنجکس باشد تا چہار صد کس، و با اصطلاح اہل حدیث، لشکر کہ حضرت رسالت  
 پناہ خود بذات مقدس در آں نہ باشد و بسر کردگی کے از اصحاب باشد۔“

ان نقلوں میں غلطیاں ہیں، وہ خاص پینڈت جی ہمارے جی کی غلطیاں ہیں، جو کہیں نے  
 اسی طرح نقل کر دیا۔ ۱۲



الفاظ آئے ہیں، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان مظلوم تھے۔

پہنڈت جی نے جب دیکھا کہ ان آیتوں میں میرا دعویٰ کالوئی ثبوت نہیں، تو پڑھنے والوں کا خیال بنانے کے لئے ناسخ و منسوخ کی بحث چھیڑ دی ہے، اور یہ کہہ رہے ہیں کہ پہلی آیت دوسری آیت سے منسوخ ہے۔ ہلکے ضرورت نہ تھی کہ اس کا جواب دیتے، مگر شاید میرے آریہ بھائی یہ سمجھیں کہ ہم اون کی خاطر سے پہلو ہتی کرتے ہیں، اسوجہ سے اسکا بھی جواب دے دیتے ہیں۔ یاد رکھو کہ نسخ کے حقیقی معنی ابطال و ازالہ کے ہیں، اور ان منسوخ کے لحاظ سے قرآن میں کوئی آیت منسوخ نہیں۔ اور کیونکہ ہر جبکہ قرآن کی آیتوں میں کچھ بھی اختلاف نہیں قرآن کا یہ دعویٰ ہے کہ ﴿وَمَا كُنْ مِنْ مُّعَذِّبِينَ﴾ ﴿لَوْ كُنْ مِنْ مُّعَذِّبِينَ﴾ ﴿لَوْ كُنْ مِنْ مُّعَذِّبِينَ﴾ ﴿لَوْ كُنْ مِنْ مُّعَذِّبِينَ﴾ یہ لوگوں کی غلطی ہے کہ جب دو آیتوں میں ادن کے نزدیک اختلاف معلوم ہوتا ہے تو فوراً ایک کو دوسرے کا ناسخ بنا دیتے ہیں، اور مندرجہ بالا آیت پر غور نہیں کرتے کہ قرآن میں اختلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ چونکہ یہ بحث میری کتاب سے کچھ سرور کا نہیں رکھتی، اس لئے میں اس بحث کو طول نہیں دیتا، اگر ناسخ و منسوخ کی پوری بحث دیکھنی ہو تو دیکھو جو اب شیعہ درویش نے تصنیف مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

ان دونوں آیتوں میں بھی کچھ اختلاف نہیں۔ پہنڈت جی نے انکے ترجمہ میں غلطی کی ہے، اسلئے میں دونوں آیتوں کا لفظی ترجمہ لکھ کر دکھانا ہوں کہ انہیں کچھ بھی اختلاف نہیں ترجمہ ہے۔ اے نبی براہِ گنجہ کراہیما نداریوں کو قتال پر۔ اگر ہونگے تم میں سے بنیل صبر کرنے والے، غالب آئینگے۔ دوسرے اور اگر ہونگے تم میں سے نوا غالب آئینگے۔ ہزار کافروں پر اسلئے کہ وہ قوم ہیں جو سمجھتے نہیں۔ اسوقت تخفیف کی اللہ نے تم سے، اور دیکھا کہ تم میں کمزوری ہے۔ پس اگر ہونگے تم میں سے تو صبر کرنے والے، غالب آئیں گے۔ دوسرے اور اگر ہونگے تم میں ہزار، غالب آئینگے۔ دوسرے، اللہ کے حکم سے۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

مطلب یہ کہ جنگ بدر پہلی جنگ ہے، جس میں صحابہ کرام کو عساید فیکہ اور صنادید قریش سے مقابلہ کا اتفاق پڑا، تو اس پہلی جنگ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آئندہ تو ملو، اگر تم صابر ہوؤ، تو بنیل کو دوسرے کا ساتھ، نوا کو ہزار کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑیگا، اور تم کامیاب ہو گے، اور اس وقت اس پہلی بار میں اللہ نے تخفیف کی، اگر تمہارا مقابلہ دوسرے سے ہوا تو کامیاب ہو گے۔ بات توصاف ہے، نہ یہاں ناسخ و منسوخ ہے نہ کچھ اختلاف ہے۔

دونوں آیتوں کا ایک ساتھ ایک جگہ جنگ بدر کے وقت نازل ہونا اور ﴿الَّذِينَ﴾ اور یہی ہماری دلیل کے موند ہیں۔

ثابت کر آئے ہیں کہ سوا ان لوگوں کے جو مسلمانوں سے لڑیں، یا جو معاہدہ توڑ کر امن میں خلل اندازی کرنا چاہیں، یا جو مسلمانوں اور بچوں اور عورتوں کو عذاب اور تکلیف دیں، اور اس طرح ہر طرح کی آزادی میں خلل انداز ہوں، اور کسی سے لڑنیکا حکم نہیں ہے، تو اگر کسی آیت میں صرف لڑنے کا حکم ہوگا، تو وہ انہیں مذکورہ بالا لوگوں سے لڑنیکا حکم ہوگا۔ اور ہم تو صلح اور معاہدہ کے احکام اور جزیرہ کے احکام اور حقوق و منہین سے بھی یہ بات بڑی وضاحت سے ثابت کر آئے ہیں کہ اسلام کا ہرگز یہ مقصد نہیں تھا کہ اسلام زبردستی منوایا جائے۔ اور ہم آنحضرتؐ کے غزووں اور سرلوں کو نقل کر کے، اور خلفاء راشدین کے وقت کی کل جہوں کے اسباب بیان کر کے، یہ بھی ثابت کر آئے ہیں کہ ایک جنگ میں بھی ایسی نہ تھی کہ جو کافر دلوں کو زبردستی مسلمان کر نیکی لئے کی گئی ہو۔ پھر نپڈت جی کی بے ستری باتیں کیونکر قابل سماعت ہو سکتی ہیں۔

اب میں ناظرین کو دکھلانا چاہتا ہوں کہ نپڈت جی نے اپنے دعویٰ کا جو ادبہ بافظہ نقل کیا گیا ہے، کچھ ثبوت دیا ہے یا صرف دعوے ہی دعوے ہے :-

قول - نمبر ۲ - سورہ انفال - يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّصِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنَّ يَكُونُ مِنْكُمْ عَشْرُونَ يُغْلِبُوا مِائَتِينَ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۚ أَلَمْ تَرَ خَلَقَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعِلْمَ أَنْ فِئْتَكُمْ ضَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ -

ترجمہ - اے پیغمبر شوق دلا مسلمانوں کو قتال کا۔ اگر ہوں تمہارے جنیل آدمی صبر کر نیوالے، غالب ہونگے دو تلو آدمی پر۔ اگر ہوں تمہارے سوا آدمی، غالب ہونگے ہزار آدمی پر کافروں سے۔ اس سبب سے کہ وہ گروہ ہیں، جو نہیں سمجھتے۔ (اب پہلے حکم کو) خدا نے (نیک) تحفیف کر دیا ہے تمہارے سر سے، اور جان لیا خدا نے کہ تمہارے میں کمزوری ہے۔ پس اگر ہوں تمہارے سوا آدمی صبر کرنے والے، غالب آویں دو تلو پر اور اگر تمہارے ہوں ہزار آدمی، غالب آویں دو تلو پر خدا کے حکم سے۔ اور خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے :-

اقول - نپڈت جی تو اس باب میں یہ ثابت کرنے چلے تھے کہ قرآن میں زبردستی مسلمان کرنے کے لئے لڑنیکا حکم ہے مگر ان دو آیتوں میں حکم تو دکھلا، اس بات کا اشارہ تک بھی نہیں پایا جاتا۔ صرف قتال کا ذکر ہے، اور قتال سے مجھے انکار نہیں، اور میں دکھلا چکا ہوں کہ کن صورتوں میں قتال کا حکم دیا گیا ہے۔ یہاں پر بھی صابرون، صابوۃ اور صابون

پنڈت جی نے غنیمت کو جو لوٹ کا مال لکھا ہے، میں خوب سمجھتا ہوں، کہ اس میں پنڈت جی کی نیت خیر نہیں، بلکہ یہ اس لئے لکھا ہے تاکہ غنیمت کی ایک ڈرافٹی شکل ہو جائے۔ اگر غنیمت کو لوٹ کا مال کہتے ہیں، تو اس لوٹ کا حکم وید میں بھی ہے، جسکو آپ نے پنڈت دیا سند جی یوں نقل کرتے ہیں۔ اس آئین کو کبھی نہ تو طے کر لڑائی میں جس جس میں ملازم یا افسر نے جو گاڑی، کھوڑا، ہاتھی، چھتر، دولت، رسد، گاٹی وغیرہ جانور تیر خورت اور دیگر سب قسم کا مال و متاع اور کھجور دین وغیرہ کے لئے فتح کئے ہوں، وہی اوکو لیوے۔ (اردو ستیا رتھ پرکاش - صفحہ ۱۹۶ -)

بہاگے ہوئے غنیمتوں کے اسباب پر قبضہ کر لیا گیا اس بات کی دلیل ہو سکتی کہ زبردستی مسلمان بنانا جائز ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ کیا وید نے بھی اسی غرض سے مال غنیمت پر قبضہ کر لینے کا حکم دیا تھا کہ زبردستی آریہ بنایا جائے؟ اگر نہیں، تو پھر پنڈت جی نے اس کے ذکر سے کیا فائدہ کھینچا؟ اس زمانہ تہذیب میں بھی کونسی تہذیب سے تہذیب قوم ہے جو اس فعل کو نامہذب اور ناجائز قرار دے سکتی ہے؟ اور کون شخص ہے جو اسکو مجبور زبردستی ہتھیاروں کے زور سے مذہب کا قبول کرنا قرار دے سکتا ہے؟

تو کہ - نمبر ۴ سورۃ النفال - وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آؤُوا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝

ترجمہ - اور جو لوگ ایمان لائے، اور ہجرت کی، اور جہاد کئے خدا کی راہ میں (یعنی دین محمدی کے پھیلانے کی خاطر)، اور جنہوں نے انکو جگہ دی اور انکی (روپیہ وغیرہ سے) مدد کی، ایسے آدمی وہی ہیں جو سچے مسلمان ہیں، انہیں کے واسطے معافی ہے اور نیک روزی۔

اقول - ناظرین! دیکھو کہ پنڈت جی نے یہاں پر کیا دجل کیا ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ میرا مطلب کسی طرح ہوتا نظر نہیں آتا تو فی سبیل اللہ کے معنی خدا کے راستہ میں لکھ کر بریکٹ میں یعنی دین محمدی پھیلانے کی خاطر اپنی طرف سے بڑا دیا۔ یہ کیسی بے ایمانی ہے جو پنڈت جی نے کی ہے! بلا قرآنِ تویہ کے خلاف منشاء تکم بریکٹ بڑا کرنا تاکہ اپنا مطلب ثابت ہو جائے احد درجہ کی بے ایمانی ہے۔ تفسیر ابن عباسؓ ہی کو دیکھ لیتے، جو عموماً مترجم قرآن کے حاشیہ پر درج ہوتا ہے، کہ فی سبیل اللہ کے کیا معنی لکھے ہیں، تو اگر اوں میں حیا ہوتی، تو ہرگز ایسا لکھنے کی جرأت نہ کرتے۔ آریو! اگر پنڈت جی نے نہیں دیکھا، تو تم دیکھو۔ دجاہدوا فی سبیل اللہ فطاعة اللہ (تفسیر عباسی پر حاشیہ قرآن مترجم - مطبوعہ مطبعہ ہاشمی ۱۲۸۵ھ - صفحہ ۲۰۸) دیکھو! یہاں فی سبیل اللہ کے معنی دین محمدی پھیلانے کی خاطر

اِن دونوں آیتوں کا ترجمہ لکھنے کے بعد پنڈت جی فرماتے ہیں: "اسپر شاہ ولی اللہ صاحب حاشیہ چڑھاتے ہیں صحابہ از اسیران الخ" علاوہ اس کے کہ یہ حاشیہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا، جبکہ اسکا اثر کچھ قرآن و سنت میں نہیں پایا جاتا، پنڈت جی کی یہ بڑی بہاری غلطی ہے کہ اس حاشیہ کو آیت نمبر ۲ کا حاشیہ بتاتے ہیں۔ یہ ہرگز اس آیت کا حاشیہ نہیں ہے۔ اِن دونوں آیتوں میں قیدیوں اور قیدیہ کا ذکر تک نہیں ہے، پھر یہ حاشیہ انکے متعلق کیونکر ہو سکتا ہے؟ آیت نمبر (۱) کا ترجمہ لکھ کر فرماتے ہیں: "پہلے یہ آیت نازل ہوئی، لیکن مسلمان مقابلہ کفار پر نہ ٹھہر سکے الخ"

میں آریوں سے پوچھتا ہوں کہ پنڈت جی نے یہ کیا کہہ دیا؟ یہ دونوں آیتیں تو جنگ بدر کے وقت نازل ہوئی ہیں، اور جنگ بدر میں جو کامیابی اور فتحندی مسلمانوں کو نصیب ہوئی، وہ بچہ بچہ تک جانتا ہے پھر مقابلہ کفار پر نہ ٹھہر سکے؟ یہ سنی دارد؟ کیا تم پنڈت جی کی ایسی ہی جھوٹی باتوں پر غور ہو بیٹھے ہو، اور ذرا نہیں شرماتے کیا ایسے ہی جھوٹے تم میں پنڈت، سرسستی اور کھانا کیا لقب پاتے ہیں؟ شرم! شرم! شرم! شرم! قولہ: "تمہیں سورہ انفال۔ یا ایہا الذین امنوا لعلکم من الاسلام خیر" یعلمکم اللہ فی قلوبکم خیراً اوتکم خیراً مما اتخذ منکم و یغفر لکم واللہ عفو رحیم۔ ترجمہ: اے پیغمبر! کو ان قیدیوں سے جو تمہارے ہاتھ میں ہیں، کہ اگر جانے خدا تمہارے دل میں نیکی یعنی ایمان محمدی تو بیشک دیکھا تمکو بہتر اس (مال و اسباب) سے، جو تمہارا لیا گیا ہے، اور تم کو بھی معاف کر دے گا، اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔"

اقول۔ ناظرین انصاف فرمائیں کہ اس آیت سے جبراً مسلمان کرنا کہاں ثابت ہوا؟ بلکہ اس سے تو اگر ثابت ہو تو یہی ثابت ہوا کہ ان کو بذریعہ وعظ و نصیحت کے اسلام کی دعوت کی گئی۔ مگر ایک بات اور غور کے قابل ہے کہ پنڈت جی نے ترجمہ میں "یعنی ایمان محمدی" اپنی طرف سے بڑھایا ہے، ورنہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر تمہارے دل میں نیکی ہو، یعنی مسلمانوں کو نہ سناؤ اور جیسا کہ اس وقت تمہیں وعدہ کیا ہے کہ پھر مسلمانوں سے نہ لڑائیے، اس پر قائم رہو اور خیانت نہ کرو، تو تم کو خدا اس کا بدلہ دیکھا، اور معاف کر لیا۔ اس کے بعد کی آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ "خیراً" سے یہاں یہی مراد ہے جو ہم نے لکھا، کیونکہ وہ آیت یوں ہے۔ "و ان یؤتکم احیاء تمک الخ" قولہ: "اور لوٹ کے مال کی بابت خدا کہتا ہے۔ فکلو مما غنمتم حلالاً طیباً"۔ اقول۔ ہر رنٹے کہ خواہی جامہ مے پوش \* من انداز قدت رامی شہنشاہ۔

اور میلک کو دکھاؤں گا کہ پنڈت جی میں کہا تک انصاف تھا، اور کہاں تک سیج کو قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں مستعدی رکھتے تھے۔ اس امر کے ثبوت مزید کے لئے کہ پنڈت جی ہرگز سیج کو قبول کرنا نہیں چاہتے تھے اور جھوٹ سے پیار کرتے تھے، ہم ان آیتوں کے معنی تفسیر حسینی ہی سے لیتے ہیں، جس سے پنڈت جی کو طبی و لمپی معلوم ہوتی ہے، (۱) اور کیوں نہ ہوتی، انکا علم اس سے آگے بڑھنے کب دیتا تھا، جو تفسیری تفسیروں کو دیکھتے۔ تاکہ معلوم ہو کہ کس طرح پنڈت جی نے حقیقی سنی سے ادم الگ ہو کر اور جان بوجھ کر ایک من گڑبست معنی لکھ کر عوام کو دھوکا دینا چاہا ہے۔ تفسیر حسینی کے معنی یہ ہیں:-

پس چون بگذرد ما بہائے حرام یعنی بستی روزهی الحجہ تمام محرم پس بکشد مشرکان را کہ عہد نہ کردہ اید با ایشان یعنی آنانکہ عہد شما شکستہ اند ہر جا کہ میا بید در حل و حرم و بکیرید ایشان را با سیری و باز دارید نشان از طواف مسجد حرام و بنشینید برائے ایشان بر ہر ممبرے یعنی بستی کردنید بر ایشان را تا نامشتر نگردند در بلاد و قری۔ پس اگر باز گردند از شرک با میاں و سپائے دارند نماز و بدست زد کوکۃ اموال خود را و ازین ہر دو عمل دلیل تصدیق ایشان روشن شود پس خالی کنند راہ ایشان را یعنی دست بردارید از ایشان و راہ دہید تا ہر جا کہ خواہند روند، بدستیکہ خدا نے امر زندہ است مگر گنا بہائے گذشتہ ایشان را، مہربان است بدادن ثواب بحساب بدیشاں۔ و اگر یکے از مشرکان کہ ترض ایشان میباید کرد بعد از انقصائے اشہر حرم زہرا خواہد از تو پس امین ساز اور از نہار وہ تابشند و سخن خدا نے را کہ قرآن است پس اگر اسللاہ نیار دہر ساں اور انجائے او کہ موضع امن است۔ این امان دادن بسبب آنست کہ ایشان گروہ اند کہ نمیدانند خدا را و سخن او نشنودہ اند پس اماں باید داد تا بشنود کلام خدا را و دران تدبیر و فکر نماید۔

تو اب ناظرین غور کریں کہ جب آیت دَانِ اَحَدٍ مِنَ الْمُشْرَکِیْنَ اِلَیْہِ تَبْتَئُوْنَ سے یہ بتین طور پر ثابت ہو گیا کہ ایسے کافروں کو بھی جو صلح اور امن کے عہد کو توڑ چکے ہوں امن دیجائے اور ہرگز ہرگز مجبور مسلمان نہ کیا جائے، بلکہ صرف قرآن کی صداقت اور کوسمجھا دیجائے، اور ادھر بھی وہ ایمان نہ لائیں تو اُن کو اُن کے گھروں تک پہنچا دیا جائے، تو پھر مجبور مسلمان کرنا ان آیتوں سے کہاں ثابت ہوا۔ تو اب اُدپر کی آیت۔ فَاقْتُلُوا الْمُشْرَکِیْنَ۔ اِلَیْہِ کَا سوا اس کے اور کوئی مطلب ہو ہی نہیں سکتا کہ ایسے مشرک جو صلح اور امن کا معاہدہ توڑ کر امن میں خلل انداز ہوئے ہوں، وہ مسلمانوں کے حق میں بڑے مخدوش گروہ ہیں۔ اُنسے لڑو، اونکی راہوں کو روکو، اُن کی شرارتوں سے پورے ہوشیار رہو، کیونکہ تمہاری ذرا سی غفلت پر

لکھا ہے، یا اللہ کی فرمانبرداری میں "مقوم ہے؟ شرم! شرم! شرم!!!  
 اور علاوہ اسکے جاہل و اے "جہاد" کے معنی "جنگ" کے "قرآن کے محاورے کی رو سے کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ یہاں پہ بھی جائید و اعام کو شش و سعی و عنیہ کے لئے آیا ہے۔  
**قولہ - نمبر ۵ - سورہ مائدہ -** اَذَلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اِعْتِرَافٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُوا لَوْ مَاتُوا لَآئِمًا ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ -

**ترجمہ -** (مسلمان لوگوں کی تعریف یہ ہے، گویا ایک قسم کا حلیہ) وہ تو وضع کر نوالے ہیں مسلمانوں پر، سختی کرتے ہیں کافروں پر۔ جہاد کرتے ہیں خدا کے راستہ میں، اور علامت کرتے والوں کی علامت سے نہیں ڈرتے۔ یہہ خدا کی بخشائش ہے۔

**اقول - پنڈت جی!** یہہ مسلمانوں کا حلیہ نہیں، یہہ آپکی غلط فہمی ہے۔ یہاں الکافرین سے کل کافر مراد نہیں ہیں بلکہ وہ خاص کافر، جو مسلمانوں کی بیخ کنی میں دل و جان سے کوشش کر رہے تھے، اور جن سے بعض منافقین خفیہ سر و کار رکھتے تھے، جنکا اوپر کی آیتوں میں ذکر ہے۔ اور ال یہاں استغراقی نہیں بلکہ عہد ذہنی اور تفصیلی ہے۔ کیونکہ ایسے کافروں سے جو مسلمانوں کو تائب نہیں دوستی اور سلوک کرنے کا طریقہ شد و مد کے ساتھ حکم ہے۔ لَا يَمْلِكُ اللَّهُ مَعَهُ الظَّالِمِينَ لَوْ يَفْقَهُ تِلْكَ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَحْجُجُكَ مِّنَ اللَّهِ أَن تَكُونَ هُمْ وَتَقْسُصُوا الْآيَاتِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ (سورہ متعمہ - آیت - ۷) یعنی جو لوگ تم سے لڑے نہیں، اور تم کو تمہارے گہروں سے نکال دے، ان کے ساتھ سلوک کر نوالوں کو دوست رکھتا ہے۔

پس کیسی صاف بات ہے کہ سچے مسلمان ان کافروں پر جو دن رات مسلمانوں کی بیخ کنی میں لگے رہتے اور جن سے منافقین خفیہ سر و کار رکھتے سختی کرتے تھے۔ مگر اس کا کیا علاج ہو کہ "ہٹ دہری خلاف منشا متکلم کلام کے معنی کیا کرتے ہیں۔ (دیباچہ ستیارتھ پرکاش - صفحہ ۷) اور

آگے پیچھے کے نہ سمجھنے والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا۔ (بھومکا - صفحہ ۵۲)  
**قولہ - نمبر ۶ - سورہ توبہ -** فَإِذَا أَنتَحَمُ الْأَشْهُرُ الْحَرَامُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوا حُصُورَهُمْ وَأَقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَفْجَدٍ فَإِن تَاَلَوْا وَآفَا مَوَاصِلُهُ وَآلُوا الْكُرُوكَ تَحْلُوا مَسِيلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ عَفُوٌّ دَرِّحِيمٌ ۝ وَإِن أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَحْلَكَ فَاجِرٌ حَتَّىٰ نُسَمِّعَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ آَلِغُهُ مَاصِنَةً ذَٰلِكَ فَالْفُ تَوْمَةً لَا يَعْلَمُونَ ۝

**اقول - ناظرین!** ان آیتوں کے معنی میں پنڈت جی نے بڑی ہی دجل کیا ہے، اور جان بوجھ کر بلکہ کو دھوکا دینا چاہا ہے، اسلئے میں پنڈت جی کے معنی کی ہر ایک غلطی کو سچے بیان کر دینگا

اور اسلام کی تبلیغ کر چکنے کے بعد اوسکو اس کے امن کی جگہ یعنی گھر تک پہنچا دو، اور ہرگز ہرگز جبر نہ کرو؛ تو پھر مسلمان کر کے اور قتل کرنے کے بغیر نہ چھوڑنا چہ معنی دارد۔ یہ بھی ہے پنڈت جی کے جھوٹ سے پیار کرنے کا ایک ثبوت!

ثُمَّ اَبْلَغُهُ مَآمِنًا ط کے معنی پنڈت جی مہاراج لکھتے ہیں۔ تو اوسکو پہنچا دے لشکر گاہ اسلام میں۔ اے جھوٹے مامانہ کے معنی لشکر گاہ اسلام تو نے کیونکر بھدیا؟ کیا تیرے وید کی یہی تعلیم ہے اور تجھکو اس نے ہی سکھایا ہے کہ جب کوئی لفظ تیرے غلط خیال کو اکدم پنج دین سے اٹھ کر دینے والا آئے تو تو اس لفظ کا ایسا معنی اپنا مطلب ثابت کرنے کے لئے کر دے کہ جس معنی کو اس لفظ سے اتنا ہی سرود کار نہ ہو جتنا کہ گہے کو سینگ سے؟ کیا ایسی ہی کر تو توں سے تو نادان آریوں کو خوش کرنا چاہتا تھا؟ اَبْلَغُهُ مَآمِنًا کے معنی سوا اس کے کچھ نہیں ہو سکتے کہ پہنچا دو اوسکو اس کی امن کی جگہ یعنی اسکے وطن تک، گھر تک، جیسا کہ تفسیر حسینی والے نے بھی لکھا ہے، اور دوسرے تفسیروں میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ چنانچہ تفسیر عباسی میں ہے۔ اَبْلَغُهُ مَآمِنًا وَطَنَهُ اَلْحَيْثُ مَا جَاءَ اِنَّ لَدُوْنِیْ (تفسیر عباسی برحقہ قرآن مترجم مطبوعہ مطبع ہاشمی دہلی ۱۳۸۵ھ صفحہ ۲۰۹)۔ یہ ہے ایک بہت بڑا ثبوت پنڈت جی کے جھوٹ سے پیار کرنے اور سچ سے دشمنی رکھنے کا۔

حاشیہ میں اس پشاداری معنی کو عوام کے نزدیک درست ثابت کرنے کے لئے مسافر صاحب لکھتے ہیں۔ کیونکہ جہاد کے وقت میں سوائے مسلمان ہونے یا قتل ہونیکے کوئی امن کا سامان قرآن میں نہیں ہے۔ اے پنڈت! تجھے خدا سمجھے۔ کیوں دیدہ و دانستہ چلک کو دھوکا دے رہا ہے؟ کیا

آپس میں صلح کا ہونا اور امن کا معاہدہ ہونا امن کا سامان نہیں؟ جبکہ بارہ میں قرآن فرماتا ہے۔ فَادْعُ اَعْتَزُّكُمْ ذِكْرُكُمْ فَاَلَمْ يَفْقَهُوا قَوْلِيْ اَلَيْسَ اَللّٰهُمَّ فَجَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْنَهُمْ سُبُوْلًا ۝ (سورہ نساء۔ آیت ۶۲) یعنی تو اگر وہ تم سے کنارہ کریں، پھر نہ طریقہ اور تمہارے پاس صلح کا پیغام بھیجیں، تو اللہ نے انہیں تم کو طریقہ کا اختیار نہیں دیا ہے۔ اور کیا عیز مذہب والوں کا مغلوب ہو کر جزویہ قبول کرنا، جسکے بعد انکو باوجود سابقہ مخالفت اور

نیز یعنی وطن کو اودکے {۔ (تفسیر وطن) اوس جگہ سے جہاں سے وہ آیا ہو، اگر نہیں ایمان لایا ہے۔

پنڈت لکھرام پشاور کا رہنے والا تھا۔ ۱۲۔

یعنی پنڈت لکھرام آریہ مسافر۔ ۱۲۔



وہ تم کو پس ڈالنے کے لئے تیار ہیں۔ غرض کہ نہ وقت اور نہ ہوشیار رہو، غفلت نہ کرو۔ ہاں اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو پھر کوئی اندیشہ نہیں فحلاً سبیلہم، یعنی اب اور نہ ہوشیار اور خوفزدہ رہنے اور رک ٹوک کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہاں ہرگز یہ مراد نہیں کہ اور کو بجز تلوار کے ذریعہ سے مسلمان کیا جائے، بلکہ صرف مراد یہ ہے کہ جب وہ کسی طرح مسلمان ہو جائیں، تب اور نہ ہوشیار رہنے اور روک ٹوک کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اگر زبردستی مسلمان کرنا مقصود ہوتا تو نیچے کی آیت ان احل من المشرکین الخ میں یہ ہرگز حکم نہ ہوتا کہ اگر امن چاہیں، تو امن دو اور صرف اسلام کی تبلیغ کر دو اور کچھ جبر نہ کرو، بلکہ انکو اور کے امن کی جگہ یعنی گھروں تک پہنچا دو۔ اور آزادی مذہب کے بارے میں جو کچھ ہم فرما چکے ہیں اوپر بھی غور کرنا چاہئے۔

اب ہم **نہضت جی** کا دخل یعنی اور کے معینوں کی وہ غلطیاں جو انہوں نے دیدہ و دانستہ اپنا مطلب ثابت کرنے کے لئے کی ہیں، تاکہ معلوم ہو جائے کہ کس طرح **نہضت جی** جھوٹ سے پیار کر کے عوام کو دھوکا دینا چاہتا ہے۔

فاقتلوا المشرکین کے معنی **نہضت جی** نے لکھے ہیں۔ تب قتل کرو مشرکوں کو، یہ غلط ہے، اس ترجمہ سے عوام پایا جاتا ہے، مگر یہاں ال عہد ذہنی کا ہے، یعنی اور مشرکوں کو جنہوں نے امن وضع کا عہد توڑ دیا ہے۔ جنکا قبل و بعد کی آیتوں میں ذکر ہے۔ مگر نہضت دوسری خلاف منشا متکلم کلام کے معنی کیا کرتے ہیں (دیباچہ ستیارتھ پر کاش صفحہ ۷) اور آگے پیچھے کے نہ سمجھنے والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا۔ (بھومکا۔ صفحہ ۵۲)۔ چنانچہ تفسیر حسینی میں یہی ترجمہ کیا گیا ہے۔ مشرکوں کا عہد نہ کردہ اندھا ایشیاں یعنی آناں کہ عہد شمارا مشکہ اند۔ یہ ہے ایک ثبوت **نہضت جی** کے جھوٹ سے پیار کر نیکا۔

فحلاً سبیلہم کے معنی نہضت جی کے کرتے ہیں۔ تب اور کو بغیر قتل کرنے کے چھوڑ دو۔ تو خانی کرد اور کی راہ یا چھوڑ دو اور کی راہ یعنی روک ٹوک کر نیکی اب ضرورت نہیں۔ سبیلہم کے معنی انکو بغیر قتل کرنے کے میں نے نہضت جی ہی سے سنا ہے۔ اور اس معنی کے نہضت جی ہی میرے استاد ہیں۔ یہ ہے ہمارے استاد کے جھوٹ سے پیار کر نیکا ایک اور ثبوت !

بریکٹ میں **نہضت جی** لکھے ہیں (غرض کہ بغیر مسلمان کرنے یا قتل کرنے کے مت چھوڑو)۔ انوس ! اگر نہضت جی کو دوسری بہت ساری آیتوں پر غور کرنے کی فرصت نہ تھی، تو اسی پہلی آیت وان احل من المشرکین الخ ہی کو کمزور سے نہیں دیکھ لیا تھا، جس میں صاف صاف ہدایت ہے کہ اگر کوئی تمہارا دشمن مشرک ہی امن چاہے تو امن دو

پس مذکورہ بالا آیت کا مطلب یہ ہے کہ کافروں اور منافقوں کے ساتھ وعظ و نصیحت سے کوشش کرو، اور ان کے ساتھ سختی کرو، یعنی ان سے نرم نہ ہو جاؤ، اور ان کے دھوکے میں نہ آ جاؤ۔

**قولہ** - نمبر ۱۔ سورہ توبہ: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰ مِنْ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ لَّهُمُ الْجَنَّةَ ۖ يَتَقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ ۖ تَفْ وَعَدًا عَلَيْهِ حَقًّا ۚ  
**اقول**۔ ناظرین! یہ کہ تو ایک ایسا مخاطب مل گیا ہے، جو مجھ سے ہی نہیں کہہ سکتا کہ یہ کمال ہے، اور یہ کہ یہ کمال ہے، اس آیت میں کوئی ایسی بات نہیں جس کی تصریح کی جائے، صرف ایک غلطی جو پندت جی نے دیدہ و دانستہ کی ہے، قابل توجہ ہے۔ پندت جی نے وعدہ اعلیہ حقا کو اس آیت کے ساتھ ملایا ہے، مگر حقیقت میں اس جملہ کو اس آیت سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ وعدہ اعلیہ حقا سے دوسری آیت ہی شروع ہوتی ہے، اور یہ وہی آیت کا ایک جملہ ہے: فَيَقْتُلُوْنَ اور وعدہ اعلیہ حقا کے درمیان میں (قف) ہے اور یہ علامت ایسی تھوڑی سی ہوتی ہے جہاں قاری کو گمان لانے کا ہو مگر حقیقت میں وہ ملاحظہ ہو اور اگر کم بے تعلق ہو۔ مگر باوجود (قف) کے پندت جی نے ملا ہی دیا، اور اپنی کتاب میں (قف) کو اگر کم کہا ہی گئے، اور ٹوکا نہ گئے۔ لیکن کاراز تو آید و مردان چہ می کنند۔ ایسی جہالت اور فسلان پر اعتراض! معجب و تعجب! توجب وعدہ اعلیہ حقا کو اس آیت سے سرکار نہیں رہا، تو پھر پندت جی کو یہ کہنا کہ اوقس ہو جاتے ہیں بموجب سچے وعدہ خدا کے الخ بھی درست نہ رہا۔

اور اس آیت کا ترجمہ یہ ہے: تحقیق اللہ نے خرید لیں مومنوں سے انکی جانیں اور اموال بوجہ اس کے کہ ان کے لئے بہشت ہے۔ لڑتے ہیں اللہ کے حکم سے، تو مارتے ہی ہیں، اور مرنے بھی ہیں۔  
**قولہ** - نمبر ۱۱۔ توبہ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ ۚ لِيَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝

**اقول**۔ ناظرین! اس آیت میں بھی کوئی ایسی بات نہیں جس سے پندت جی کے

جنگ و جدل کے پوری آزادی ملتی ہے، امن کا سامان نہیں، جسے بارہ میں خدا اسی سورہ توبہ میں فرماتا ہے۔ حَقُّ يَقْطُلُوا الْجَزِيَّةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ط (سورہ توبہ رکوع ۴-۵)  
خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کافروں سے امن کے معاہدے کئے

ہیں، اور بہت سی قوموں سے جو یہودیوں کا معاہدہ ہوا ہے، جس کا ہم بہت کچھ گذشتہ بابوں میں ذکر کر آئے ہیں، پھر بھی یہ کہنا کہ قرآن میں سوا قتل ہونے یا مسلمان ہونے کے کوئی امن کا سامان نہیں کیسا گندہ جھوٹ ہے۔ یہ بھی ایک بہت بڑا ثبوت ہے مسافر صاحب کے

جھوٹ سے پیار کر نیک!

قوله - سورہ توبہ - دُطِعُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَيْمَةَ الْكُفْرِ

اقول - یہاں تو پنڈت جی نے عجیب چالاک کی ہے کہ آگے پیچھے کے جملوں کو، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ لڑنیکا اسے حکم ہے جو صلح کے عہد کو توڑ کر امن میں داخل ہوتے ہوں، نہ دج کر کے صرف بیچ سے ایک نام تمام جملہ نقل کر دیا ہے، اور ترجمہ میں یہ لکھ دیا ہے کہ دین میں اعتراض کرنے کی وجہ سے قتل کر نیک حکم ہے، حالانکہ اسی جملہ کے بعد جملوں انہوں نے نقل کیا ہے، اس قتال کی وجہ بتائی گئی ہے - انہم لا ایمان لهم - یعنی (یہ ایسے کہ) ایسے عہد و پیمان کچھ (حقیقت)

نہیں (رکھتے) - اور پوری آیت یہ ہے - وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ

وَدُطِعُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَيْمَةَ الْكُفْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُمْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ

قوله - سورہ توبہ - اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ

بِأَيْدِيكُمْ وَيُخَيِّضْهُمْ وَيَضْرِبْهُمْ كَيْفَ يَشَاءُ

اقول - وہ پنڈت جی وہاں اپنے تو کمال کیا ہے کہ ایک آیت کا ایک جملہ آخر کا لکھ کر

اوسکو اس کے بعد لی آیت کے چند جملوں سے ملا دیا، اور اس طرح اپنا مطلب ثابت کرنا چاہا - مگر اس پر

بھی آپ کو کچھ فائدہ حاصل نہوا - خیر یہ تو الگ بات ہے کہ اس چال بازی سے ہی آپ کو کچھ فائدہ نہ ہوا

مگر یہ لکھی ایمان داری تھی کہ ایک جملہ اوپر کا اور ایک جملہ ادھر کا اور چند جملے ادھر کے لیکر اپنا مطلب

نکالنا چاہتے تھے؟ افسوس ایسی بے حیائی پر اور ایسی مکینہ کرتوتوں پر! ناظرین! اب ہم اوں

دونوں آیتوں کو جنہیں سے ایک کے آخر کا جملہ اور ایک کے پہلے چند جملے پنڈت جی نے نقل کئے ہیں،

لکھ کر انصاف چاہتے ہیں کہ ان آیتوں سے مجبور مسلمان کرنے کے لئے لڑائی کرنا ثابت ہوتا ہے یا

مظلومیت کی حالت میں دشمنوں کے حملوں سے بچنے کے لئے :-

اَلَا تَقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوا اٰیْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ

يَدُّوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ط اَتَحْشَوْنَهُمْ فَاَللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَحْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

قَاتِلُوهُمْ لَعَنَ اللَّهُ بَائِدُكُمْ وَيُخْرِجُهُمْ وَيَضْرِبُكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُفُهُمْ  
تَوْفِيقُ مَوْجِبِينَ ۝

ترجمہ :- کیوں نہیں لڑا ایسی قوم سے کہ جنہوں نے توڑ دیا اپنے (صلح کے) عہدوں کو، اور فکر میں ہیں کہ رسول کو نکال دین، اور انہوں نے ہی پہلے چھپرے کی تیسے علیا اُنے تم ڈرتے ہو، پس اللہ ہے زیادہ حقدار کہ اُس سے ڈرو اَللّٰہُ اَیْمَانُ دَارِ سُوۡرَۃِ سُوۡلَاطِ وَاوَدْنَ سَے تا عذاب دے اللہ اون کو تنہا ہے مانتوں سے، اور رسوا کرے اُنکو، اور مدد کرے تمہاری اونپر، اور ٹھنڈی کرے بیت سے (مظلوم) مسلمانوں کے دل۔

قَوْلُهُ ۝ بَیِّنٌ - سورۃ توبہ - یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکَافِرَ وَالْمُنَافِقِیْنَ  
وَاعْلِظْ عَلَیْہُمْ وَمَا وَآلَہُمْ جَہَنَّمُ -

ترجمہ :- اے پیغمبر جہاد کر کافروں سے اور جہاد کر منافقوں سے اور سختی کر اون پر اور جگہ اون کی دوزخ ہے۔

اقول - تو پھر اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ زبردستی مسلمان بنانے کے لئے جنگ کیا جائے۔ اور جب شروع سورۃ ہی سے ایسے کافروں کو ذکر چلا آ رہا ہے کہ جنہوں نے عہدہ توڑا اور رسول کو جلا وطن کرنے کی فکر میں اور اون منافقوں کا بھی قبل و بعد کی آیتوں میں ذکر موجود ہے جو ان کافروں کے ساتھ ملکر اسلام کی بیج کنی میں لگے رہتے تھے، تو انہیں لوگوں سے جہاں کا حکم ہوا نہ کہ دوسروں سے، جبکہ الف و لام عہد ذہنی بھی موجود ہے، مگر آگے پیچھے کے نہ سمجھنے والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا۔ (بھومکا صفحہ ۵۲)

ان بیہ یاد رہے کہ قرآن کے محاورے کی رو سے جاہد وغیرہ سے جنگ کرنا سمجھا نہیں جاسکتا، اور اس آیت میں تو اور بھی ناممکن ہے کہ جہاد کرنے سے جنگ کرنا سمجھا جائے۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم منافقین سے کبھی لڑے نہیں، اپنے جاہد کے معنی جنگ کرنے کے نہیں لئے جاسکتے۔ آنحضرت نے جس جگہ - اپنا مصل رکھا وہ اس آیت سے نکلتا ہے سر -  
وَلَا تَطِيعُ الْکَافِرِیْنَ وَالْمُنَافِقِیْنَ وَذَعَمَ اَذَہُمْ وَکُلَّ عَلَی اللّٰہِ وَکَھفَ یَا اللّٰہِ وَکَھفَ لَہُ - ترجمہ :- اور اے پیغمبر کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانو اور اون کی ایذا دہی کی (کچھ) پروا نہ کرو اور خدا پر بھروسہ رکھو، اور خدا کا راز پس ہے - (سورۃ احزاب آیت ۷۷) -

پہنڈت جی کے مطلب کا ثابت ہونا تو درکنار اُن کے مطلب کی طرف اشارہ تک بھی پایا جاتا ہے۔



حنین والوں کو تو زبردستی مسلمان کرنے کے لئے گئے تھے، اور ہم غزوات نبویہ میں مستند تاریخی حوالہ سے بتا چکے ہیں کہ قوم ہوازن وغیرہ حنین میں اہل اسلام سے لڑنا بیکراہتی ہوئی تھیں، اسوجہ سے آپس پر حملہ کیا گیا تھا۔

پھر پنڈت جی مدارج النبوة کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ حنین میں مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ مگر یہ غلط ہے، قرآن میں صاف فتح کا ذکر ہے، جیسا کہ آپر گزر چکا ہے، اور تاریخیں ہی قرآن کی ہمریان ہر مدارج النبوة میں بھی ہرگز ایسا نہیں لکھا ہے۔ پنڈت جی نے صرف شروع کے واقعات لکھے ہیں اور پھر آگے نہیں بڑھے۔

اس کے بعد پنڈت جی نے مدارج النبوة، فصل الخطاب، اور حاشیہ قرآن شاہ ولی اللہ صاحب کے حوالہ سے جنگ بدر اور جنگ احد کے کچھ حالات لکھے ہیں۔ مگر نہ معلوم اس سے انکا کیا مطلب تھا؟ کیونکہ جو بات وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام مجسمہ پیدائش، ان حوالوں میں بھی پایا نہیں جاتا۔

ایک بات اس میں قابل ذکر ہے کہ منہدہ بنت عقیلہ زوجہ ابوسفیان کے حضرت امیرہ کے جگر چبانے اور مسلمان مقتولوں کے گوشوں دینی کاٹ کر ان کے مارنا کرکے میں پہننے کو پنڈت جی تعریف کے ساتھ بیان کرتے ہیں، اور اس عورت کو یہاں در، شجاع اور نیک بخت عورت کے خطاب سے یاد کرتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا دل کیسے لوگوں سے تعلق رکھتا تھا، اور آریوں کی پاک اور اچھوتی عورتیں ایسی ہی ہوا کرتی تھیں اور ہوا کرتی ہیں کہ مردوں کے اعضا جگر، ذکر، تنک، بٹنی وغیرہ چبانے اور مارنا کرکے لٹکانے میں بھی دریغ نہیں کرتیں کیوں؟

پھر پنڈت جی لکھتے ہیں کہ بدر میں محمدی لشکر کی تعداد پندرہ سو (۱۵۰۰) تھی۔ اے آریو! تمہارے پنڈت کی اس قدر جھوٹ بولنے کی عادت کیوں تھی؟ پنڈت جی تو کوئی حوالہ نہیں دیا، کیا تم ہی کسی تاریخ کا حوالہ دے سکتے ہو، جس میں لکھا ہو کہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد پندرہ سو (۱۵۰۰) تھی؟ تمام تاریخوں میں مسلمانوں کی تعداد تین سارے تین سو لکھی ہے اور قریشیوں کی ہزار (دیکھو، ابن ہشام، تاریخ طبری، اور ابن الاثیر وغیرہ۔ ذکر جنگ بدر)۔ فرشتوں کی مدد پر پنڈت جی کو تعجب ہوتا ہے۔ پنڈت جی! اگر فرشتوں کی مدد نہ ہوتی تو قسب التعداد مسلمان کثیر القدر قریشیوں پر فتح کیونکر پاتے؟ اور فرشتوں کی مدد کیا ہے؟ مسلمانوں کے دلوں میں تسلی، بہادری، شجاعت، حزم اور احتیاط پیدا کرنا۔ یہ نہ ہوتا تو فتح ناممکن تھی۔

قولہ (صفحہ ۱۳) سورہ توبہ - قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ

مگر پنڈت جی کو تو صرف آیات کے نقل کرنے سے غرض تھی، تاکہ نادان آریہ جانیں کہ ہمارے پنڈت جی بڑے قرآن دان ہیں۔ اسلئے ہم صرف اس آیت کا ترجمہ لکھ کر آگے بڑھتے ہیں۔ ترجمہ :- اے وہ جو ایمان لائے ہو اور اُن کا فروں سے، جو تمہارے نزدیک ہیں۔ (یعنی بنی قریظہ، بنی نضیر، اور اہل فک و خیمہ) اور معلوم کریں وہ تمہیں قوت جنگ اور یاد دہے کہ خدا پر ہیزگاروں (یعنی بدعہدی سے بچنے والوں) کے ساتھ ہے :-

یہ حکم تو خاص قبیلوں کے لئے انکی شرارتوں کی وجہ سے تھا، پھر پنڈت جی اس کو نقل کیا آیات کی تعداد بڑھانے کے لئے۔

قولہ :- نمبر ۱۲۔ توبہ۔ یُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَالْقُرُوبِ وَاللَّهِ عَلَيْهِمُ بِالْمُتَّقِينَ۔ ترجمہ :- جو جہاد کرتے ہیں اپنے مال سے، اپنی جان سے، ایسے ہی پر ہیزگاروں کو خدا جانتا ہے :-

اقول :- باوجود اسکے کہ پنڈت جی نے آیت کو ادھوڑا نقل کر کے بہت کچھ معنی میں غلطی کی ہے، اُس پر بھی پنڈت جی کو ایک نقل کرنے سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا۔ خیر ہم اس پوری آیت کو لکھ کر ترجمہ لکھ دیتے ہیں، جس سے پنڈت جی کی عربی دانی کی یہی قلمی کھل جائیگی، اور معلوم ہو جائیگا کہ پنڈت جی نے لفظ جو اور ایسے ہی ترجمہ میں اپنے گھر سے لایا ہے۔ وہ :- لَا يَسْتَاذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَاللَّهُ عَلَيْهِمُ بِالْمُتَّقِينَ۔

ترجمہ :- وہ جو یقین رکھتے ہیں اللہ پر اور روز آخرت پر، مجھے عرضت نہیں مانگتے اس سے کہ جہاد کریں اپنے مال اور جان سے۔ اور اللہ پر ہیزگاروں کو جانتا ہے۔ قولہ :- نمبر ۱۳۔ توبہ۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاجِلِكُمْ خِيَرَةً يَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ فَتَدَارَكْتُمْ مَدْيُنًا مَدْيُنًا وَنَارٌ تَأْكُمُ الْأُكُومَ۔

ترجمہ :- تحقیق فتح دی تم کو بہت جگہ میں، اور حنین کے روز بھی، جب تمہیں دلیا تم کو تمہاری کثرت نے، پس دفعہ کیا اس زیادتی نے تمہارے سے کچھ چیز کو، اور تنگ ہوئی تمہارے پر زمین باوجود اسکی فراخی کے، پس تم بھاگے پشت دیکر :-

اقول :- ہاں پنڈت جی! پھر اس سے کیا ہوا؟ یہی ہوا تاکہ مسلمانوں کو اپنی کثرت پر گھٹن آگیا، اور اسلئے وہ بے احتیاط ہو گئے، اور مقابلہ جو ناگہاں ہو گیا تو وہ بھاگ چلے، پھر خدا نے مدد کی، اور وہ فقیاب ہوئے۔ مگر اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ مسلمان



اگر اہل اسلام سے مسلمان بنایا جاوے۔ (دیکھو ابواب سابقہ کو)  
 البتہ بعض کم فہم یہ خیال کر سکتے ہیں کہ اگر اس آیت سے جبراً مسلمان کر نیکی لئے لڑنا ناجائز نہیں  
 ہوتا، تاہم بلاوجہ جنگ کرنا ظاہر ہوتا ہے، مگر میں بڑی تسامت سے اون کو جواب دیتا ہوں کہ جب  
 قرآن کریم میں صاف آیتیں ہیں کہ سوا ظلم اور زیادتی کر نیوالوں اور دغا بازوں کے اور کسی سے  
 جنگ نہ کرو، بلکہ اون سے دوستی اور سلوک کرو، اگرچہ وہ دوسرے مذہب کے پیرو ہوں، تو پھر اس آیت  
 سے یہ کیونکر سمجھا جاسکتا ہے کہ بلاوجہ جنگ کرنا جائز ہے۔ بلکہ اس آیت سے سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ آیت  
 بھی اہل اسلام کو لوگوں کے بارہ میں ہے، جسے لڑنے کا وضاحت کے لئے قرآن کریم نے حکم دیا ہے،  
 یعنی اُن سے جو مسلمانوں سے لڑیں، اور اون سے جو معاہدہ توڑ کر دغا بازوں (یہودی، اور اس طرح اس  
 میں خلل انداز ہوں، اور اون سے جو مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پر ظلم و زیادتی کریں  
 اور اون کی آزادی چھین لیں، جو ہم مفصل احکام جنگ میں لکھ چکے ہیں۔

غور کرو ان آیات پر کہ کس صفائی سے ظلم و زیادتی سے باز رہنے اور دغا بازی سے بچنے والے

غیر مذہب کے پیروؤں سے بھی لڑنا منع فرمایا ہے۔

(۱) قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ  
 الْمُعْتَدِينَ ۝ (سورہ بقرہ - آیت ۱۸۶)

(۲) فَإِنْ أَنْتَهُوا فَلَا عُدْوَانَ عَلَيْنَا الْغُلَامَيْنِ ۝ (سورہ البقہ - آیت ۱۸۹)

حد سے گزرنے والوں ظالموں اور زیادتی کرنے والوں کی تصریح مندرجہ ذیل آیتوں میں بھی ہے۔  
 جو اسی سورہ کی آیتیں ہیں، جس کی آیت اس وقت پیش نظر ہے۔

أَشْتَرِكُوا بِأَلِيَّتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ طَاهَةً سَاءَ مَا كَانُوا  
 يَعْمَلُونَ ۝ لَا يُزَيِّنُونَ فِي مَوْتِهِنَّ الْأَدَمَةَ طَاهَةً وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ ۝ (سورہ  
 قمر - آیت ۱۰۹ کو ۲۶)۔

طہ لڑو اللہ کی راہ میں اُن سے، جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی (غیر ان کے لڑنے والوں) مستکرو، کیونکہ زیادتی کرنے  
 والوں (یعنی بلاوجہ لڑنے والوں کو خدا دست نہیں لکھتا) ۱۲

۱۳ یعنی اگر وہ ظلم و زیادتی کرنا موقوف کر دیں، تو دست درازی کرنی نہیں چاہیے، کیونکہ دست درازی تو سوا ظالموں  
 کے کسی پر جائز ہی نہیں ۱۳

۱۴ اللہ کے نشانات کے محض انہوں نے تہورے دام لئے، اور اللہ کے راستے سے دوسروں کو روکتے رہے، حقیقت  
 میں وہ جو کرتے ہیں (یعنی دوسروں کو مسلمان ہونے سے جو روکتے ہیں) بہت ہی بُرا ہے۔ مومنوں کے بارہ میں ۱۵  
 کا لفظ لکھتے ہیں نہ عید کا اور یہی لوگ حد سے گزرنے والے ظالم ہیں ۱۶

الْأَجْزَاءُ وَلَا يَحْتَمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدْعُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ  
أُولُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ط

اقول۔ قبل اس کے کہ میں اس آیت کے معنی لکھ کر ادھر بحث کروں، میں ناظرین کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ پیدت جی نے اس آیت کے معنی میں بڑا دھوکا دیا ہے، اور اس کے دو ٹوکے کر کے ایک کو عام مشرکین کے لئے مانا ہے اور ایک کو اہل کتاب کے لئے مگر یہ اون کی محض غلطی ہے، اور جو شخص کچھ بھی عربی سے شہرہ کرتا ہوگا، اوپر پیدت جی کی غلطی کھل جائے گی۔

ترجمہ پیدت جی: جنگ کرو ان کے ساتھ جو ایمان نہیں لاتے خدا پر، اور نہ قیامت پر، اور حرام نہیں جانتے جنکو خدا اور پیغمبر نے حرام کیا، اور بچے دین کو اختیار نہیں کرتے (باقی رہے یہود اور عیسائی۔ ان کے واسطے حکم ہے) کہ اہل کتاب سے یہ کہ وہ دیویں جزیہ اپنے ہاتھ سے خوار ہو کر۔

صحیح ترجمہ: لڑو ان لوگوں سے جو نہیں ایمان رکھتے اللہ پر اور روز آخرت پر، اور نہ حرام جانتے اونکو جنکو اللہ اور رسول نے حرام کہا ہے، اور نہ بچے دین کو قبول کرتے ہیں اہل کتاب میں سے، یہاں تک کہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے خوار ہو کر۔

گو اس آیت میں وجہ جنگ کچھ مذکور نہیں، اور جن سے لڑنیکا حکم ہے اون کی چند باتوں کا صرف ذکر ہے، تاہم اس آیت سے یہ کسی طرح نہیں نکلتا کہ ایسے لڑو کہ اونکو جبر و اکراہ اور ہتھیاروں کے زور سے مسلمان کرو، کیونکہ اگر ایسا ہوتا، تو پھر قرآن کریم یہ کیوں کہتا کہ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ط یہاں تک کہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے خوار ہو کر۔ بلکہ یوں کہتا کہ حَتَّى يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ط یہاں تک کہ ایمان لائیں اللہ اور رسول پر۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا، جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حکم بھی زبردستی مسلمان کرنے کے لئے نہیں تھا۔ اور کیونکر ہو سکتا تھا جبکہ قرآن کریم کی کھلی کھلی آیتوں سے، جنکو ہم نے تحقیق جبر و اکراہ میں درج کیا ہے، یہ بات ثابت ہے کہ جبر و اکراہ سے مسلمان بنانا اسلام میں ہرگز جائز نہیں، اور اسلام کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ جبر

✽ گو اس آیت میں صرف اہل کتاب سے جزیہ لینے کا حکم ہے، مگر چونکہ اسلام نے کوئی تفرقہ بحیثیت محکوم کے اہل کتاب اور دوسرے مذہبوں میں نہیں رکھا ہے۔ اس لئے اہی آیت کو استخراج کر کے آنحضرت (صلعم) اور صحابہ کرام نے دوسرے مذہب والوں مثلاً مجوس، صابی اور زردشتیوں وغیرہ سے بھی جزیہ لیا اور جزیہ کا قاعدہ کل وہیوں کے لئے

بلا وجہ جنگ ہرگز ہرگز اسلحہ میں جائز نہیں۔ مسند رحمہ اللہ آیتیں اور احکام خدا  
اور انحضرت اور خلفاء راشدین کا بلا وجہ جنگ نہ کرنا، جنگا ذکر سابقہ بابوں میں گذر چکا ہے، صاف  
اس بات کی دلیل ہے۔

اگلے بعد بیڈت جی نے کسی قرآن کے حاشیہ سے فتح الرحمن کے دو جملے نقل کئے ہیں،  
جس سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ بلا وجہ جنگ بھی جائز ہے۔ مگر یہ کہ اون کی غلطی ہے مصنف فتح الرحمن  
کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بلا وجہ جنگ کرنا بھی جائز ہے، بلکہ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ان کفاروں سے  
جنگا آیتیں ذکر ہے تحریم کے مہینوں میں ہی لڑنا جائز ہے، کیونکہ وہ بھی ان مہینوں میں سے لڑتے  
ہیں میں دونوں آیتوں کو جنکے یہ حاشیوں میں، مع ان حاشیوں کے، دو ادھوڑے جملے بیڈت جی  
نے نقل کئے ہیں، درج ذیل کرتا ہوں۔ اور بیڈت جی کے ادھوڑے جملوں پر نشان کر دوں گا  
تاکہ اوٹلی البہ فری ناظرین کو معلوم ہو جائے۔

(۱) اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يُوزَعْنَ فِي السَّمَا  
وَالْأَرْضِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَغْلِبُوا فِي مَهْنِ أَنْفُسِكُمْ وَ  
قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَانَتْ كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَانَتْ وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ هَاتِمَا  
النَّبِيُّ زِيَادَةُ فِي الْكُفْرِ يُضِلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيُحِلُّ لَهُ عَمَلًا لِيُؤْطِرَ عِدَّةً مَا  
حَرَّمَ اللَّهُ طَرِيقَ لَهْمُ سَوَاءٌ أَعْمَلُوا لَهُمْ وَاللَّهُ لَا يُهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝

(سورۃ توبہ - رکو ۵۲)۔

ترجمہ :- مہینوں کی کتنی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کے علم میں، جسدن پیدا کیا اسما  
اور زمین، اوٹیں چار مہینے حرمت والے۔ یہی ہے استوار دین، سو اٹیں ظلم نہ کرو اپنے اوپر  
اور لڑو ان مشرکوں سے ہر حال جیسے وہ لڑتے ہیں تم سے ہر حال۔ اور جانو اللہ (حرمت کے مہینوں  
میں لڑنے سے) ڈرنا والوں کے ساتھ ہے (یعنی تمہارے لڑنے سے لڑو)۔ یہ جو مہینہ بتا دیا  
ہے سو بڑائی ہوئی بات ہے کفر کے عہد میں، مگر اسی میں پڑے ہیں اس سے کافر۔ حلال گنتے ہیں محلو  
ایک برس، اور حرام گنتے ہیں اس کو دوسرے برس، تاکہ پوری کریں گنتی اس سے جو اللہ نے حرام  
کی ہے۔ ہر حال کرتے ہیں جو اللہ نے حرام کیا۔ پہلے معلوم ہوتے ہیں انکو اتنے بڑے افعال، اور  
اللہ راہ نہیں دکھاتا متکرم کو :-

حاشیہ :- در دین حضرت ابراہیم مقرر بود کہ در محرم و رجب و ذیقعد و  
ذی الحجہ با یکدیگر جنگ نکنند، و اہل جاہلیت اس حکم یا تحریف کردہ گاہے صفر یا محرم یا سنہ  
و محرم یا صفر و علی الذہ القیاس، و اس را نسبی می گفتند؛ خدا تعالیٰ اس میں حکم مابقی رحمت

(۳) لَا يَجْعَلُ اللَّهُ لَكُمْ الدِّينَ كَمَا بَدَأَكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجْكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَدَّوْهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ (سورہ متحنہ - آیت ۷۹-۸۰)

(۴) فَإِنْ اعْتَصَمْتُمْ فَلَكُمْ وَالْقَوْلَ الْيُسْلَمُ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ۝ (سورہ نساء - آیت ۹۲)

پس جو کوئی ان اور ایسی آیتوں پر نظر انصاف سے نظر ڈالے گا، اس کو بلا درلیم مان لینا پڑے گا کہ اس پیش نظر آیت سے بھی سرگرم ہرگز بلا وجہ بغیر مخالف کی حملہ آوری، یا حملہ آوری کے خوف، یا ظلم و زیادتی اور بد عہدی کے جنگ کرنے کا حکم سمجھا نہیں جاسکتا۔ اور اس کو یہ بھی مان لینا پڑے گا کہ یہ آیت ہی از قبیل انہیں آیتوں کے ہے، جبکا ذکر خود پندت جی نے اپنے اسی رسالہ کے صفحہ ۲۳ میں اس طرح کیا ہے :-

”جبکہ اس کے معرکوں اور میدانہائے جنگ میں مبارزین کی تقویت اور ترغیب کے لئے دشمنان سپہ سالارہ طرح کی تجاویز عمل میں لاتے ہیں، مثلاً باجون، دل افرا، تقریریں اور دیگر ایسا سے اون کے حوصلوں کو بڑھاتے ہیں، اور اون کی ہمت کو ابھارتے ہیں، کیوہیسا ہی موقع پڑنے اور مشکلات کے پیش آنے پر قرآن کریم بھی ایسی تدبیر کو کام میں لاتا ہے۔ اور ٹھیک اہل عرب کے موافق جیسے کہ وہ معرکے قتال میں رجز پڑھتے ہیں، اور ان رزمیہ اشعار سے تیر و تفتنگ سے بڑھ کر کام نکالتے ہیں قرآن نے بھی شکستہ دل مسلمانوں کے استظہار اور قوت قلبی کو قوی کرنے کے لئے رجزیہ اشعار کے بجائے پُر تاثیر آیات بیان فرمائی ہیں، جنہوں نے قوی اور کثیر مخالفین کے مقابلہ میں سیف و سناں کا کام دیا۔ اسی لئے اس آیت وجہ جنگ کا ذکر تک نہیں، صرف مسلمانوں کو جوش دلانے کے لئے مخالفین کی چند برائیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔“

۱۔ جو لوگ تم سے دین (کی مخالفت) میں لڑتے ہیں، اور تم کو تمہارے گھروں سے نکال دے، اُن کے ساتھ سلوک اور احسان کرنے کے لئے خدا تم کو منع نہیں کرتا، بلکہ سلوک کو نیواں کرنا ہے صرف اُن سے دوستی رکھنے کو منع کرتا ہے جو تم سے دین (کی مخالفت) میں لڑتے ہیں، اور تم کو تمہارے گھروں سے نکال دیا، اور جنہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکال دینے پر نکالنے والوں کی مدد کی، اور جنہوں نے اُن سے دوستی کی یہی لوگ ظالم ہیں ۱۲۵۔

۲۔ پس اگر تم سے کنارہ کشی اختیار کریں، اور صلواتیں، اور صلح کا پیغام بھیجیں، تو اللہ نے تمہارے لئے اُنہی (معد کرنے کی کوئی راہ نہیں) بھی ۱۲۶۔

اور سنت رسول و صحابہؓ کے ساتھ ساتھ مخالفین کا منہ کالا کر رہی ہیں۔ چنانچہ عبداللہ ابن عمرؓ خلیفہ ثانی، عطاء ابن ابی رباح، عمر بن دینار، عبداللہ ابن شبرماہ اور سفیان الثوریؓ وغیرہ (جو بوجہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین سونے کے اسلام کے نمود اور قابل اقتداء ہیں)، ان کل متقدمین کا اجماع ہے کہ جنگ کرنا مذہباً و حباً نہیں ہے، اور یہ کہ جنگ کرنا صرف اپنی مرضی پر موقوف ہے، اور یہ کہ صرف اتنے لڑنے کا حکم ہے جو مسلمانوں پر حملہ کریں گے۔

اب ہم ان فقہائے اسلام کا مختصر تذکرہ بھی مستند کتابوں سے نقل کر کے درج کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ ان مقتدر فقہاء کے قول کے سامنے، جنگ کو آنحضرتؐ کے قرب کا بھی شرف حاصل ہے، کسی دوسرے کے قول کو پیش کرنا کیسی حماقت ہے، جس حالت میں کہ اس کے قول کو خود قرآن و سنت بھی رد کر رہا ہو:-

(۱) ابو عبد الرحمن عبداللہ ابن عمرؓ ابن خطاب آنحضرتؐ کے صحابہ میں سے ہیں، اور اپنی پرہیزگاری، سخاوت اور دنیا سے بے پردہائی، اور اپنے علم و فضل کی وجہ سے بہت ہی بزرگ ہیں۔ نسباً وہ اس قابل تھے کہ حکومت اسلامیہ میں او کو بہت بڑے بڑے رتبے ملتے، لیکن انہوں نے کبھی اس کی خواہش نہیں کی..... تین برس تک برابر لوگ بہت دور دور سے حدیثوں کے پڑھنے اور سمجھنے کے لئے اون کے پاس آتے تھے..... اون کی وفات بمقام مکہ ۳۷ھ میں ہوئی جبکہ اون کی عمر ۸۴ برس کی تھی..... (طبقات الفقہاء - ۵)

(۲) عطاء ابن ابی رباح: بحیثیت فقیہہ از کو مکہ میں بہت بڑا درجہ حاصل تھا، اور تابعی اور بہت بڑے دیندار بزرگ تھے۔ اور انہوں نے فقہہ اور حدیث کا علم حایر ابن عبداللہ انصاریؓ، عبداللہ ابن عباسؓ، عبداللہ ابن زبیرؓ اور دوسرے صحابہؓ سے حاصل کیا تھا..... مکہ میں مفتی کے عہد پر بیہ اور مجاہد جنگ زندہ رہے، سرفراز رہے..... انہی وفات ۸۸ برس کی عمر میں ۱۱۵ھ یا ۱۱۶ھ میں ہوئی.....

۱۔ دیکھو ترجمہ کتاب السماء الرجال ابن خلکان - یعنی ابن خلکان بائی گرافیکل ڈکشنری - مترجمہ سین میک فلن ڈی سلین - جلد ۲ - صفحہ ۲۰۳ و ۲۰۴ - مطبوعہ لندن - *Shan Khalkhan*  
Biographical dictionary translated from *The Arabic*  
by Baron mac Guckian de slane Vol II pp. 203-  
204. London M DCCCXLI.



کیونکہ ثابت ہوا؟ اس آیت میں تو کفار کا ذکر تک نہیں۔ آیت کا صاف اور سیدھا مطلب تو یہ ہے کہ خدا کی رضا اور طاعت میں جان و دے چھوڑ کر (کوشش) کرو، اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے یا نہ؟ اور اگر تم مان ہی لیں کہ جاہد و اسے جنگ کرنا ہی مراد ہے، تب بھی کچھ ہرج نہیں۔ انہیں لوگوں سے لڑا جائیگا جسے لڑنا قرآن میں حکم ہے، نہ عام کفار سے۔

**قولہ** - (صفحہ ۱۳) سورہ محمد - **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ عَنْ الْقُرْبَابِ وَحَتَّىٰ إِذَا أَخَذْتُمُوهُمُ فَغُلُّوا أَذْيَهُم بِمَا عَصَوْا فَيُؤْمِنُوا بِمَا قَدَّمُوا عَلَيْهِمْ حَتَّىٰ تَمُوتَ الْمُرُوتُ**

ترجمہ :- پس جب لڑائی کرو گا فزوں سے تو اون کی گردنیں مارو۔ اور جب بہت خونریزی کر لیں تو اون کو مضبوط قید کر لو، یا احسان سے خلاصی کرو اسکے بعد یا مال لیکر بڑھنا تک کہ لڑائی اپنے چھپا کر رکھ دے۔

**اقول** - گو نہت جی نے حتیٰ **إِذَا أَخَذْتُمُوهُمُ** کا ترجمہ اور جب بہت خونریزی کر لیں محض غلط کیا ہے، تاہم اس آیت میں وجہ جنگ صاف ناہر ہے کہ جنگ و جدل کے مثالی اور امن و امان قائم کرنے کے لئے جنگ کرنے کا حکم ہے، نہ کہ جبر و اکراہ سے مسلمان کرنے کے لئے، کیونکہ حکم ہے کہ اوج وقت تک لڑو جب تک کہ لڑائی اپنے چھپا کر نہ رکھ دے، یعنی لڑائی موقوف نہ ہو جائے اور امن و امان قائم نہ ہو جائے۔

**حتىٰ إِذَا أَخَذْتُمُوهُمُ** کے معنی ہیں یہاں تک کہ اپنی طرح اٹکا زور توڑ لو۔  
**قولہ** - (صفحہ ایضاً) سورہ نساء - **فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلُوا فَمَنْ أَسْفَلُ لَهُمْ فَنُحِشْ**۔  
**اقول** - ناظرین! آپ دیکھتے ہیں نہت جی کی چالاک کی جب اونہوں نے دیکھا کہ پوری آیت نقل کرنے سے اپنا مطلب ثابت نہیں ہوگا، تو جھٹ آدھی آیت لکھ کر لے کہہ دیا! اسے میں یہ آیت پوری نقل کر کے معنی لکھو لگا جس سے ناظرین پر صاف ظاہر ہو جائیگا کہ اس آیت میں بھی انہیں

سہ دیکھو، نہ جنگ آف اسلام، ڈی۔ ڈبلیو۔ آرٹلڈ صاحب۔ ضمیمہ نمبر ۱۔ اور دی جہاد مصنفہ مولوی چراغ علی صاحب۔ ضمیمہ - ۱۳۔

آریو! دیکھو، نہت جی نے خود اس کو نقل کیا ہے، جس سے صاف ثابت ہے کہ قید یاں جنگ کو غلام بنانا ہرگز جائز نہیں، یا تو معاوضہ لیکر چھوڑ دیا جائے یا بے معاوضہ چھوڑ کر احسان کیا جائے۔ پس دوسری حکم میں، پھر نہت جی آگے چل کر یہ کس طرح لکھتے ہیں کہ قید یاں جنگ کو غلام بنانا اسلام میں جائز ہے۔ آریو! نہت جی کے اس اقرار کو یاد رکھیو، آئندہ تم کو فائدہ پہونچا رہیگا - ۱۲



(۳۷) عمر ابن دینار: یہ بہت ہی شہرت مالعین میں شہار کئے گئے ہیں، اور بہت ہی مستند راوی انکو سمجھا گیا ہے۔ وہ مجتہد ماموں میں سے ایک تھے۔ اسی (۸۰) برس کی عمر میں ۱۲۶ھ میں انکی وفات ہوئی (طبقات الفقہاء)۔

(۳۸) عبد اللہ ابن شہر ماہ ابن طفیل سر بر آوردہ امام اور تابعی کوفہ کے ایک مشہور فقیہ تھے۔۔۔۔۔ انکی راستی اور انکا فقیہوں میں بہت بڑا رتبہ رکھنا سارے جہان کو قبول تھا۔ وہ پیر بنیزگار، بہیم، عابد، سخی اور شکیل تھے، اور شاعرانہ وصف رکھتے تھے۔ وہ مامون کے عہد میں سواد کوفہ کے قاضی تھے۔ انکی پیدائش ۹۲ھ میں ہوئی اور ۱۲۸ھ میں انہوں نے وفات پائی (طبقات الفقہاء)۔

(۵) سفیان الثوری کوفہ کے رہنے والے تھے، اور علم حدیث اور دوسرے علموں میں بڑے مستند مانے جاتے تھے۔ انکی ایمان داری، پیر بنیز گاری، راستی اور دنیا کی طرے سے لاپرواہی کو سارا جہاں مانتا تھا۔ اور بحیثیت امام انکا شمار مجتہدوں میں ہوا ہے۔۔۔۔۔ سفیان ابن عیینہ کا بیان ہے کہ وہ سفیان الثوری سے اس بات کا زیادہ علم رکھنے والا کہ از روئے قانون اسلام کیا جائز ہے اور کیا ناجائز کسی کو نہیں جانتا۔۔۔۔۔ سفیان ۹۹ھ میں پیدا ہوا تھا۔ دوسرے واقعات اسکی پیدائش کو ۶۷ھ یا ۶۸ھ میں ثابت کرتے ہیں۔ اُسے ۱۷۱ھ میں بمقام بصری وفات پائی۔۔۔۔۔ بعض کہتے ہیں کہ ۱۶۲ھ میں انکا انتقال ہوا، لیکن پہلا قول صحیح ہے۔۔۔۔۔

قولہ (صفحہ ۱۴) سورہ توبہ - وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ -  
ذَ الْكُوفَةِ لَكُمْ أَنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ -

ترجمہ: اور جہاد کرو اپنے مال سے اور اپنی جان سے خدا کے راستہ میں (یعنی دین خدا کے واسطے) یہ

تمہارے واسطے بہتر ہے۔ اگر جاننے ہو تم۔

اقول - نہت جی! پھر اس سے کیا ہوا؟ اس سے مجبور و اکراہ مسلمان کرنا یا بلا وجہ کفار سے لڑنا

۱۷۱ھ میں ان کا انتقال ہوا، لیکن ۱۶۲ھ میں انکی وفات ہوئی۔۔۔۔۔

منہج لندن -  
Euan Khalkans Biographical  
Dictionary translated from The Arabic  
Baron maelguckin De slone,  
Vol. I, pp. 576-8. London. M D C C X L I I

ان پانچ آیتوں کو نقل کر کے ترجمہ لکھ دیتا ہوں، ناظرین خود دیکھ لیں گے کہ نہایت جی کا دعویٰ درست ہے یا محض غلط۔ حقیقت یہ ہے کہ تعصب میں پھنس کر آدمی اکدم اندھا ہو جاتا ہے اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے، جسے لوٹ تاراج کی روک تھام میں خاص حصہ لیا ہے، مگر پھر بھی تعصب کے غلام اور ہٹ دہرمی اعتراض کرتے ہیں کہ اُسے لوٹ مار کی ترغیب دی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو بیعت لیا کرتے تھے، تو اُس میں ایک شرط یہ بھی ہوتی تھی کہ ہم لوٹ سے محنت رہیں گے۔ تو جو شخص بیعت میں خصوصیت کے ساتھ لوٹ سے محنت رہنے کا اقرار کرے، پھر وہ انہیں لوگوں کو لوٹ کی ترغیب کیونکر دے سکتا ہے۔ ۹۔

صحیح بخاری کی ایک مرفوعہ متصل روایت میں عبادہ ابن صامتؓ سے مروی ہے کہ ہمیں اُن نفیقوں میں سے ایک ہوں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ہم لوگوں نے اقرار کیا تھا کہ نہ خدا کے ساتھ دوسرے خداؤں کو شریک کر نیگے، نہ چوری کر نیگے، نہ زنا کاری کے پاس جائیں گے، نہ خون کر نیگے۔ اور نہ لوٹیں گے۔ ۱۰۔

اب میں پانچوں آیتیں ترجمہ نقل کرتا ہوں:-  
(۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيَكُمْ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ شَاءَ طَائِفٌ  
اللَّهُ عَلَيْهِمْ خَلِيمٌ (سورہ توبہ رکوع ۴)

ترجمہ :- اے مومنو! مشرک ناپاک ہیں۔ پس وہ مسجد حرام کے قریب اس سال کے بعد نجائیں گے۔ اور اگر تم کو (ان کی آمد و رفت کے بند ہو جانے کے سبب تجارت ماندی پڑ جائے سے مغلی کا ڈر ہو، تو ضرور ضرور اللہ تمہیں اپنے فضل سے جب چاہے گا غنی کر دیگا۔ تحقیق اللہ علم و حکمت والا ہے۔

اس حکم کے نازل ہونے سے مکہ والوں کو تجارت کے نقصان کا خوف تھا۔ مگر نبی کریم بن وائل کی تجارت کی وجہ سے مکہ والوں کو یہ نقصان زیادہ دن تک اٹھانا نہیں پڑا۔

مثلاً بت پرست، قبر پرست، عیسیٰ پرست، مادہ اور روح کو ابدیت و الزلیت میں خدا کا شریک ماننے والے وغیرہ۔ ۱۲۔

جب مکہ کے سارے باشندے مسلمان ہو گئے، تو یہ حکم اس لئے ہوا کہ مکہ توحید کامل کا نمونہ بن جائے، اور محل دنیا کے حجاج کوئی مشرک کی مثال دیکھ کر اپنے ملکوں کو واپس نہ لائیں، بلکہ خالص توحید اور بریت من الشریک کا کامل سبق لیکر جایا کریں۔ ۱۳۔

لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے، جو مسلمانوں سے لڑتے اور امن میں خلس انداز ہوتے تھے۔  
 فَإِنْ تَوَلَّوْا فَنُحِذُّهُمْ وَأَقْتُلُواهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ  
 وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۚ إِلَّا الَّذِينَ يُصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ  
 أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَنْ يَقَاتِلُوكُمْ أَوْ يَفِيقَا قَوْمَهُمْ طَوْعًا  
 شَاءَ اللَّهُ لَسَلَطُمْ عَلَيْهِمْ فَلْفَتَلُوهُمُ فَإِنْ أَخَذْتُمُوهُمْ فَلْهَبُوا إِلَيْهِمْ  
 أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدًا ۚ

ترجمہ :- پس اگر سرکشی کریں، تو اُن کو پکڑو، جہاں پاؤ قتل کرو، اور انہیں سے  
 کسی کو دوست یا مددگار نہ بناؤ۔ مگر جو لوگ ایسی قوم سے جا ملے ہوں کہ تم میں اور اُن میں صلح کا عہد  
 و پیمان ہے، یا تمہارے ساتھ لڑنے سے یا اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے تنگ دل ہو کر تمہارے  
 پاس (پناہ لینے کے لئے) آئیں۔ (تو ایسے لوگوں سے نہ لڑو، اور دوستی کرو)۔ اور اگر خدا چاہتا  
 تو ان لوگوں کو تم پر غلبہ دیتا تو یہ تم سے لڑتے پھرتے۔ پس اگر یہ لوگ تم سے کنارہ کش رہیں، اور  
 تم سے نہ لڑیں، اور تمہاری طرف پیغام صلح ڈالیں، تو ایسے لوگوں سے لڑنا تمہارے خدا نے  
 کوئی رستہ نہیں رکھا۔

قولہ - (صفحہ ایضاً) - سورہ فتح - قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْ أَزْوَاجِهِمْ  
 مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ يَسْلُمُونَ ۚ  
 اقول - ترجمہ :- کہو پیچھے رہے ہوئے اعراب سے کہ کوئی دن آتا ہے کہ تم بڑی  
 لڑنے والی قوم کے مقابلہ کے لئے بلائے جاؤ گے تم اُن سے لڑو گے یا وہ عطامت قبول  
 کر لیں گے۔

یَسْلُمُونَ کے صاف اور سیدھے معنی اطاعت قبول کر لینے کا ہیں۔ مگر  
 بفرض محال اگر ہم مان بھی لیں کہ یَسْلُمُونَ کے معنی مسلمان ہو جانا ہے تب بھی یہ ثابت  
 نہیں ہو سکتا کہ اس آیت میں زبردستی مسلمان کرنے کا حکم دیا گیا ہے بلکہ یہ تو ایک پیش گوئی ہے  
 کہ ایسا ہو گا۔

قولہ :- اب وہ آئیں جن میں محمد صاحب نے اعرابوں کو دولت کی طمع  
 اور لوٹ مار کی ترغیب دی ہے حرج کرتے ہیں۔ (صفحہ ۱۵)۔  
 اقول - کہے شرم کی بات ہے کہ دعوت تو اتنا بڑا کر دیا مگر ایک آیت ہی اُس کے  
 ثبوت میں نہ لائے۔ میں کچھ اور لکھ کر اپنا وقت اور کاغذ خراب کرنا فضول سمجھتا ہوں، صرف



اور خدا کا وعدہ کہ میں تمکو فتح کر دوں گا اس طرح پورا ہوا۔ مفسرین نے نبوکرہ کی تجارت کو اس وعدہ کے پورے ہونے کا ذریعہ بتایا ہے۔

حیر بہرہ تو جہہ ستر صد تھا۔ ناظرین! غور تو کریں کہ اس آیت میں لوط و مار کی ترغیب کہا

ہے۔

(۲) فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَارِمٌ كَثِيرَةٌ ط (سورہ نساء - ۱۳۶)

ترجمہ پس اللہ کے پاس بہت ساری غنیمتیں یعنی ثواب ہیں۔

تفسیر عباسی میں لکھا ہے مَغَارِمٌ کثیرۃ ثواب کثیرۃ اور سیاق و سباق کلام سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مغارم سے مراد ثواب ہے۔ اور اگر فرض ہی کر لیا جائے کہ مغارم کو جنگ میں فتح کی ہوئی چیزیں ہی مراد ہیں، پھر بھی لوط کی ترغیب تو درگنا جنگ میں فتح کی ہوئی چیزوں کے حاصل کرنے کی بھی ترغیب پائی نہیں جاتی۔

(۳) وَادْرَاكُهُمْ اَوْ صَفَرُهُمْ وَاَوْ يَارَهُمْ وَاَوْ اَلَهُمْ وَاَوْ ضَالَّهُمْ تَطْلُوْهُمْ

وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ط (سورہ احزاب رکوع ۳)

ترجمہ اور اوان کی زمین اور اوان کے گھروں اور اوان کے مالوں کا اور (نیر) اوس زمین (خیبر) کا، جس میں تم نے قدم تک نہیں رکھا تھا، تمکو مالک کر دیا۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ آیت فتح خیبر کے متعلق نازل ہوئی تھی، جو پنڈت جی کو بھی قبول ہے حیرہ والوں سے جن وجوہ سے جنگ کی گئی تھی، وہ مغازی الرسول میں ناظرین پڑھ چکے ہیں، اور دلائل میں ثابت کر چکا ہوں کہ اوس سے جو جنگ لی گئی تھی، وہ امن و امان قائم کرنے کے لئے کی گئی تھی۔ آپ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر آریہ سملج کسی عذرا قوم سے امن قائم کرنے کے لئے لڑے، اور اوس قوم پر فتح پاو تو اگر کوئی شخص اس فتح پر مبارکباد دے، اور کہے کہ خدا نے تمہیں اس قوم پر فتح دی، اور تم اپنی زمینوں وغیرہ کے مالک ایسے فضل سے ہو گئے، تو کیا یہ کہا جائیگا کہ اوس نے آریہ سملج کو لوط و مار کی ترغیب دی ہے؟ ما جوا بلکہ ضعو جوا دینا!

واللہ! اس آیت سے لوط کی ترغیب نکالنا پنڈت جی ہی کا کام تھا!! کہاں کسی فتح کا ذکر! کہاں لوط کی ترغیب! العجب!! ثم العجب!!!

(۴) وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدًا اِذْ تَحْسَبُوْنَ اَنْ يَّادَّبَهُمْ حَتّٰى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَخَصِمْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا اَدْرَاكُكُمْ مَا تَحْبِبُوْنَ ط (سورہ آل عمران - ۱۶۴)

ترجمہ اور اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کیا (میں فتح دی)، اور تم اُنکو اسکی مدد سے تہ تیغ

اون کے مالکوں کے اذن سے انکے ساتھ نکاح کرو، اور نیلنامی کے طریقہ پر انکا مہر انکو ادا کرو وہ مفیقہ نکر قید نکاح میں رہیں، نہ کہ مستی نکالنے والی، اور نہ ہی آشنائی سے۔  
(۲) وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ إِن تَبَيَّنَ إِذَا مَوَّلَكُمْ مَخْصِنِينَ غَيْرَ مَسَاخِينٍ ط (سورہ نساء - رکوع ۴ -)

ترجمہ ۳۔ اور ان کے علاوہ تمپر حلال ہیں یہ کہ طلب کرو اپنے مالوں سے مہر اور دینوں پر جس کے (پارساؤں کے طریق پر قید نکاح) میں لانے کے لئے نہ شہوت رانی کے لئے۔  
(۳) الْيَوْمَ أَحِلَّ لَكُمْ الصَّبَاتُ ط وَطَعَا مَا دَنَيْنَ أَوْ ثَوَّ الْكِتَابِ حَلَّكُمْ وَطَعَاكُمْ حَلَّ لَكُمْ زَوَّاحُكُمْ صُنَّتِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتِ مِنَ الَّذِينَ أَفْرَجُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ مَخْصِنِينَ غَيْرَ مَسَاخِينٍ وَلَا تَحْجِدُوا حَتَّى تَصِلَ ط (سورہ مائدہ - رکوع ۱ -)

ترجمہ ۴۔ آج کے دن تمپر پاک چیزیں حلال کی گئیں۔ اور اون لوگوں کا کہانا، جنکو کتاب دی گئی، تمہارے واسطے حلال ہے، اور تمہارا کہانا اون کے واسطے حلال ہے؟ اور حلال ہیں مسلمان پارسا عورتیں، اور نیز ان لوگوں کی مفیقہ عورتیں، جنکو تم سے پہلے کتاب دی گئی، جب تم اون کو اون کے مہر ادا کرو، اور تمہارا ارادہ قید نکاح میں لانی کا ہو، نہ کہ حکم ظلمی بدکاری کا اور نہ دوسرے آشنائی کرنے کا۔  
پس اب ثابت ہو گیا کہ اسلام ہرگز ہرگز زنا کو جائز نہیں رکھتا، اور نہ صرف زنا کو، بلکہ سو نکاح کے عورت و مرد کے کسی قسم کے خلق کو چاہے کھلا ہو یا پوشیدہ، جائز نہیں رکھتا۔

پنڈت جی نے پانچ آئیں اپنے غلط دعویٰ کے ثبوت میں بجا بال خویش پیش کی ہیں جنہیں سے دو آیتوں میں تو نکاح کے احکام ہیں، اور دوسری آیت کے بارہ میں ہم یہ کہنے کو مجبور ہیں کہ یہ محض پنڈت جی کی دہوکا دی ہے، ایسی کوئی آیت سورہ احزاب میں موجود نہیں، اور پچھلی دو آئیں تو ایسی ہیں کہ جنہیں احکام نکاح کا بھی ذکر نہیں، بلکہ خدا کی رضا و طاعت میں کوشش کر نبیوں پر خدا کی رحمت اور اون کی کوششوں کے بہتر ہونیکا ذکر ہے اس لئے ہم پہلے اون دو آیتوں پر بحث کرتے ہیں، جنہیں احکام نکاح ہیں، اُس کے بعد پچھلی دو آیتوں

یعنی نوٹ دیوں سے ہی ایسا تصدیق نہ کہہ سکتا کہ خدا کا ارادہ نکاح ہی اور جس سستی نکالنا ہو بلکہ ان کو ہی آزاد عورتوں کی طرح قید نکاح میں لاؤ۔ جیسے حقوق عام معاشرے کا خانہ داری اور میراث میں اصول حکمت کے موافق قائم کئے گئے ہیں۔ ۱۲

قوله۔ اب ہم وہ آئیں تباہیں جنہیں فوجی سپاہیوں کو بیگانی منکوحہ عورتیں واسطے  
 " زنا کے دیتے کی ترغیب ہے " (صفحہ ۱۶)

اقول۔ پنڈت! تجکو جھوٹا سے اتنی محبت کہیں تھی؟ قرآن تو بار بار زنا سے منع کرتا ہے،  
 اور زانیہ اور زانیوں کے لئے سخت سخت سزائیں تجویز کرتا ہے، پھر تیرے منہ سے یہ کیا بات  
 نکل رہی ہے!

آریو! غور کرو ان اور آیتوں پر کہ قرآن کریم زنا کا کیسا سخت مخالف ہے، جسکی مثال  
 تم کسی اور کتاب میں چاہے تمہارا دیدی کیوں نہ ہو، پتا نہیں سکتے۔  
 (۱) وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْجَ الَّذِي هُوَ أُمَّكَانَ فَاحْشَةً ط وَنَسَاءً سَبِيلاً - (سورہ نساء)

ترجمہ۔ اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔ تحقیق یہ بے حیالی اور بری راہ ہے۔  
 (۲) الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةً جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْ  
 كُفْرًا بِهِمَا زَا فَنِي دِينَ اللَّهِ إِنَّ كُنتُمْ تُوْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَيْشَ هَذَا  
 عَذَابُهُمَا ط كَيْفَ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (سورہ نور۔ رکوع ۱۶)

ترجمہ۔ زنا کر نوالی عورت اور مرد، سو مارو ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو تیرہ  
 درے۔ اور تمکو ان پر خدا کے حکم کے عاید کرنے میں ترس نہ آنا چاہئے، اگر تم خدا اور روزِ آخر  
 پر ایمان رکھتے ہو۔ اور مومنوں کا ایک گروہ اونکے عذاب (یعنی سزا) کو دیکھے۔  
 آریو! دیکھو قرآن زنا کا کیسا سخت دشمن ہے! اور صرف یہی نہیں بلکہ قرآن مردوں  
 اور عورتوں کے تعلقی کو سوانحل کے اور کسی طرح جائز ہی نہیں رکھتا۔ بخورکو آیات ذیل پر:-

(۱) وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلاً أَنْ يَتْلِكُمُ الْمُحْصَنَاتُ الْمُؤْمِنَاتُ فَمَنْ مَّا مَلَكَتْ  
 أَيْمَانُكُمْ مِنْ قَبْلِكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ ط وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَيْمَانِكُمْ مِنْ بَعْضِ مَا تَكْجُرُونَ  
 هُنَّ بِأَذْنِ أَهْلِهِنَّ وَالَّذِي هُنَّ أَجُوزُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٌ غَيْرُ مُسَفِّحَاتٍ  
 وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ ۝ (سورہ نساء۔ رکوع ۴)

ترجمہ۔ اور جسکو یہ مقدور حاصل نہ ہو کہ عقیفہ مومنہ (آزادی) عورتوں سے  
 نکاح کرے، تو مومنہ لونڈیوں میں سے جو تمہارے قبضہ میں آئی ہوں (اون سے نکاح کرے)  
 اور اللہ تمہارے ایمانوں کو جانتا ہے۔ بعض تمہارے بعض سے ہیں، پس اون کے





کو ناظرین کے سامنے پیش کرینگے۔

تولہ سورہ نساء۔ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔  
ترجمہ۔ اور حرام کی گئی ہیں اور پھر تمہارے شوہر دار عورتیں، مگر سوائے اُن کے جنکے مالک قتل ہوئے تمہارے ہاتھ۔

اقول۔ پنڈت جی کے اس معنی پر بچہ بنتا ہے۔ کہاں ما مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اور کہاں جنکے مالک قتل ہوئے تمہارے ہاتھ۔ پنڈت جی کی عربی دانی اور ساتھ ہی اطمینان صاحب کی عربی دانی کی یہی قلمی کھل گئی۔ کیوں آریو! کیا ایسے ہی غری داں تمہارے یہاں موجود ہیں، جن پر شکوہ بڑا غمزہ ہے؟ چیز ناظرین ذرا غور تو کریں کہ پنڈت جی کے معنی سے بھی اُنکا مدعا ثابت ہوا؟ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ اس آیت میں حلال و حرام نکاح کا ذکر ہے کہ کون کون عورتیں جائز ہیں اور کون کون عورتیں نہیں۔ تو پھر جب جنکے مالک قتل ہوئے تمہارے ہاتھ ہے تو بیگانی منکوحہ عورتوں سے زنا تو درکنار نکاح بھی ثابت نہ ہوا، اُن کے شوہر تو قتل ہی ہو چکے ہیں۔ مرد خدا آپر تو لکھنے کو لکھ لیکھ لیکھ، فوجی سپاہیوں کو بیگانی منکوحہ عورتیں واسطے دنا کے دیجی کی ترغیب ہے، مگر آیت کے ترجمہ کے وقت فوراً ہی اپنے دعویٰ کو بھول گیا، اور اُن کے شوہروں کو قتل کر بیٹھا۔ سچ ہے۔ ع۔ دروغ گو را حفظ نہ باشد۔!

اب اس آیت کے حقیقی معنی سنئے:-

ترجمہ۔ اور دوسروں کی منکوحہ عورتیں بھی تیر حرام ہیں، مگر وہ جنکے تمہارے ہاتھ مالک ہو چکے ہیں (یعنی جو تمہاری زوجیت میں پہلے سے داخل ہو چکی ہیں)۔

پس صاف ظاہر ہے کہ دوسروں کی منکوحہ عورتوں سے نکاح کرنا ناجائز ٹھہرایا گیا، صرف اُن عورتوں کو بدستور سابق رکھا گیا جو زائد جاہلیت میں زوجیت میں آجلی تھیں، اور آئندہ کے لئے اکدم ممانعت کر دی گئی۔

تولہ سورہ احزاب۔ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔

اقول۔ ایسی کوئی آیت نہیں۔

آریو! دیکھو، ذرا سوچو کہ تمہارے پنڈت کی یہ کیسی ایمانداری ہے کہ آیتوں کی تعداد بڑھانے کے لئے اپنی طرف سے آیت بھی گڑھنے لگے!

تولہ سورہ نساء۔ فَاَنْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مِمَّنْی وَ مَلَتْ وَ رُلُہِہ

فَاِنْ جَعَلْتُمْ اِلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ طٰلٰکِ اَذٰی

اور اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو الخ :-  
یہاں پر ممالکت ایما نکم سے لونڈی و غلام مراد لینا چاہئے، کیونکہ جیسا  
میں پہلے لکھ چکا ہوں، یہاں پر اصلی و لفظی معنی سے اس مرادی معنی کی طرف پھیرنے کے لئے  
قرینہ صارفہ موجود ہے۔ علاوہ اسکے کہ اسی آیت اور اسکے اوپر والی آیت میں عبدا ککم،  
اما نکم اور فیتکم کے الفاظ میں لونڈی غلاموں کا ذکر موجود ہے اور انہیں کا ذکر برابر  
چلا آ رہا ہے، جو بہت بڑا قرینہ صارفہ ہے، خود الکتاب کا لفظ بھی صاف ظاہر کر رہا ہے  
کہ یہاں ممالکت ایما نکم سے لونڈی غلام مراد لینا چاہئے، کیونکہ سوا غلام اور لونڈی  
کے کسی اور کے لئے اس تحریر سے کیا مطلب ہوگا ؟

(۵) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ائْتُوا الدِّينَ مَلَكًا مِّنكُمْ فَا  
الَّذِينَ لَهُم مِّنَ الْحَکْمِ مِّنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ  
تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظُّهُورَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْدَاتٍ  
لَّكُمْ ط (سورہ نور - رکو ۸۶ -)

ترجمہ :- اے مومنو ! وہ جبکہ تمہارے ہاتھ مالک ہیں (یعنی تمہارے  
تعلقین) اور نابالغ لڑکے تین موقع پر اجازت لیکر اندر آیا کریں :- نماز فجر سے پہلے، اور  
جب تم دوپہر کے وقت اپنے کپڑے (آرام کے لئے) اتار دیتے ہو، اور نماز عشا کے بعد تمہارے  
واسطے تین پردے کے وقت میں :-  
دیکھو، یہاں بھی الَّذِينَ مَلَكًا مِّنْكُمْ عام لفظی معنی کے لئے مستعمل  
ہوا ہے -

(۶) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الَّتِي آتَيْتَ بِجُودِ هُنَّ وَمَا  
مَلَكَتْ بِمِثْنِكَ مِمَّا آفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ - الخ - (سورہ احزاب - رکو ۶۶ -)

ترجمہ :- اے نبیؐ مجھے جائز رکھیں تیرے لئے تیری وہ بیویاں جنکا تو نے مہر  
ادا کیا ہے، اور وہ بیویاں جنکو اللہ نے مفت تجھے عنایت کیں کہ تیرا ہاتھ انکا مالک ہو چکا  
(یعنی وہ بیویاں جنہں بغیر ادائے مہر نکاح ہوا) الخ :-

دیکھو، یہاں بھی مَا مَلَكَتْ بِمِثْنِكَ عام لفظی معنی کے لئے مستعمل ہوا ہے -  
(۷) قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ الخ -  
(سورہ احزاب - رکو ۶۶ -)



- (۴) وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ ۚ اور البتہ مسلمان غلام ۛ سورۃ بقرہ - (کو ۲۷۶)۔  
 (۵) مِنْ فَتْيَتِكُمْ الْمُؤْمِنَاتِ ۚ تمہاری مسلمان لونڈیوں میں سے ۛ (سورۃ نسا - (کو ۴)  
 (۶) فَتَحْرُرَ رَقَبَةً ۚ تو آزاد کرنا ایک غلام کا ۛ (سورۃ نسا - (کو ۴۱۳)۔  
 (۷) فَتَحْرُرَ مُؤْمِنَةٍ ۚ تو آزاد کرنا ایک غلام کا ۛ (سورۃ نسا - (کو ۴۱۳)۔  
 (۸) اَوْ تَحْرُرَ قَبْلَ ۚ یا آزاد کرنا ایک غلام کا ۛ (سورۃ مائدہ - (کو ۱۲)  
 (۹) فِي الرِّقَابِ ۚ اور غلاموں (کی آزادی) میں ۛ (سورۃ توبہ - (کو ۸)۔  
 (۱۰) مِنْ عِبَادِكُمْ وَآمَانَتِكُمْ ۚ اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے ۛ (سورۃ نور - (کو ۴)  
 (۱۱) وَلَا تَكْرَهُوا فَتْيَتَكُمْ ۚ اور نہ جبر کر د اپنی لونڈیوں پر ۛ (سورۃ نور - (کو ۴)  
 (۱۲) فَتَحْرُرَ رَقَبَةً ۚ تو آزاد کرنا ایک غلام کا ۛ (سورۃ مجادلہ - (کو ۶)۔  
 (۱۳) فَتَّ رَقَبَةً ۚ آزاد کرنا ایک غلام کا ۛ (سورۃ البلد - (کو ۱)۔

پس اب ہر طرح ثابت ہو گیا کہ قرآن کریم کے محاورہ میں "ما ملکت ایمانکم" وغیرہ سے غلام اور لونڈی مراد نہیں ہوتے، بلکہ اس معنی کے لئے دوسرے الفاظ مستعمل ہوئے ہیں۔

پہنڈت جی نے آیت فَانْكَحُوا مَا طَابَ لَكُمْ کے معنی میں "و ما ملکت ایمانکم" کے معنی جو "لوٹ کی لونڈیاں" کی ہیں، وہ بچند وجوہ غلط ہے۔ اول تو اس لئے کہ ما ملکت ایمانکم" وغیرہ قرآن کریم میں لونڈی غلام کے لئے مستعمل نہیں ہوئے ہیں، بلکہ لونڈی غلاموں کے لئے دوسرے الفاظ ہیں، جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے۔ دوسرے یہ کہ اسلام میں لوٹ تو جائز ہی نہیں، پھر لوٹ کی لونڈیاں "چھ معنی دارد؟ ناظرین دیکھ چکے ہیں کہ پہنڈت جی کی جو دہوکا دیا تھا کہ اسلام میں لوٹ جائز ہے، کیسا غلط ثابت ہوا۔ اور اگر پہنڈت جی کی لوٹ سے جنگ مراد ہے تو باور ہے کہ اسلام میں قیدیوں جنگ کو لونڈی غلام بنانا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ پہنڈت جی نے ہی اپنے اہی سالہ کے صفحہ ۱۴ میں وہ آیت نقل کی ہے، جس میں صاف حکم ہے کہ قیدیوں جنگ کو یا تو فدیہ لیکر یا احساناً بغیر فدیہ لئے چھوڑ دو۔ لونڈی غلام بنانا ہرگز ہرگز حکم نہیں۔

اگر کوئی شخص ایمان بھی قرآن کریم سے نکالے، جس میں قیدیوں جنگ کے لونڈی غلام بنانے کا حکم ہو، تو ہم اس کو پانچ سو روپیہ دینے کو تیار ہیں۔ وہ آیت جس کا ذکر بھی ہوا، یہ ہے:-

وَإِذَا الْبَقِيَّةُ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا فَوَضَّعَ الرِّقَابَ حَتَّىٰ تَضَعَ إِذَا انْخَضَتْ رُءُوسُهُمْ  
 فَسَدُّوا أَلْوَانًا ۖ فَأَمَّا مَا لَبَدُوا ۖ أَمَّا فِدَاؤُ حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَدْرَاهَا ۚ ذَٰلِكَ

(پارہ ۲۶ - سورۃ محمد - (کو ۱) - آیت ۴)۔

ترجمہ: ہم کو معلوم ہے جو بچے اُنپر ازواج کے بارہ میں اور اُنکے بارہ میں بچے مالک اُنکے ماتحت ہوجاتے ہیں (یعنی زوجیت میں آتی ہوئی عورتوں کے بارہ میں) فرض کر رکھا ہے۔ انہیں یہاں بھی "ما ملکت ایمان" سے عام لفظی معنی کے لئے آیا ہے۔

(۸) وَلَا يَحِلُّ لَكَ النَّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدِّلَ رَحِيمًا مِنْ أَزْوَاجِهِ وَلَوْ أَهْبَكُ مِنْهُنَّ الْأَمْوَالُ فَإِنَّهُ كَانَ مِنْ إِجْرَارِهِ (سورة احزاب - رکوع ۲ -)

ترجمہ ۳۔ ایکے بعد تجھے کوئی عورت حلال نہیں، اور نہ یہ حلال ہے کہ اون کے بعد اے اور بیویاں کرے خواہ اون کا حسن تجھے کیسا ہی پسندیدہ ہو، مگر وہ عورتیں جن کا تیسرا اٹھ مالک ہو چکا حلال ہیں (یعنی زوجیت میں داخل ہو چکی ہوئی بیویاں حرام نہیں، بلکہ حلال ہیں۔ صرف نئی بیویاں جائز نہیں) یہاں پر بھی مما ملکت ہینک اپنے لفظ کی سی مستعمل ہوا ہے۔

(۹) لَا جُنَاحَ عَلَيْهِمْ فِي آيَاتِهِمْ وَلَا إِيمَانِهِمْ وَلَا إِحْوَاهُمْ وَلَا أَنْبَاءِ  
إِحْوَاهُمْ وَلَا أَنْبَاءِ إِحْوَاهُمْ وَلَا أَنْبَاءِ هُمْ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ وَلَا تَقْبِ  
اللَّهُ طَرِيقَ اللَّهِ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا (سورة احزاب - رکو ۶۷-)

ترجمہ: اُنہی اپنے باپوں (کے سامنے ہونے) میں کوئی گناہ نہیں، اور نہ اپنے بیٹوں کے نہ اپنے بھائیوں کے نہ اپنے بھتیجیوں کے نہ اپنے بھانجیوں کے نہ اپنی عورتوں کے اور نہ ان کے (سامنے ہونے کا گناہ ہے) اور وہ اللہ سے ڈرتے رہیں۔ تحقیق اللہ ہر شے پر شاہد ہے۔

یہاں بھی "ما ملک" اِما نھن "اپنے لفظی ہی معنی میں مستعمل ہوا ہے۔

پس صاف ظاہر ہے کہ قرآن کریم میں ممالک ایما نکمہ وغیرہ جہاں کہیں آئے ہیں وہاں وہ اپنے عام لفظی معنی ہی کے لئے آئے ہیں۔ اور افصح العرب والجم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی محاورہ معلوم ہوتا ہے، چنانچہ آپ نے جو مرض الموت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ اور حضرت حسنینؑ وغیرہ کی خبر گیری کے لئے نصیحت کی، ہمیں یہ الفاظ تھے: الصَّلَوةَ وَمَالِكًا اِيْمَانًا كَمَا۔ یعنی نماز اور متعلقین سے بے خبر نہ رہنا۔

اور خاص غلاموں اور لونڈیوں کے لئے قرآن شریف میں دوسرے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جنکو میں یہاں پر درج کرتا ہوں۔

(۱) وَفِي الرَّقَابِ اور غلاموں (کی آزادی) میں۔ (سورہ بقرہ۔ رکوع ۲۲۔)

(۲) وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ - اور غلام کے یہ ہے غلام :- (سورہ بقرہ - آیت ۲۲۶ -)

(۳) وَلَا اِمَّةَ مِثْلَہٗ ۚ اور البتہ سلیمان ہونٹا ہی ہے (سورۃ البقرہ رکہ ۲۷)۔

آزاد کر دیا گیا۔

پس اب ہر طرح ثابت ہو گیا کہ اسلام میں قیدیوں کو غلام و لونڈی بنانا ہرگز جائز نہیں، اور نہ اسلام میں کسی قسم کی زنا کاری (چاہے منکوحہ عورتوں سے ہو یا غیر منکوحہ عورتوں سے) جائز رکھی گئی ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ منکوحہ عورتوں سے معاذ اللہ زنا تو درکنار زنا بھی جائز نہیں۔

اب ہم جب وعدہ پہلی دوا آیتوں کو مع ترجمہ درج کرتے ہیں، اور آریوں سے پوچھتے ہیں کہ ان آیتوں میں بھی معاذ اللہ بیگانی منکوحہ عورتیں واسطے زنا کے دینے کی ترغیب کہاں ہے؟

(۱) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوا وَجَآهَدُوا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِکَ یُجْزَوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (سورہ بقرہ - رکوع ۲۷۷-۲۷۸)

ترجمہ۔ جن لوگوں نے ایمان لایا، اور جنہوں نے اللہ کی رضا میں سہمیں اور کوششیں کیں، یہی ہیں جو خدا کی رحمت کے امیدوار ہیں۔

(۲) اُولٰٓئِکَ یُؤْتُوْنَ بِاللّٰهِ ذُرِّیَّتًا مِّنْهُ وَیُجَآهَدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِکُمْ وَأَنفُسِکُمْ ذَآلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورہ صف - رکوع ۲۶۰-۲۶۱)

ترجمہ۔ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے کوشش کرتے رہو۔ یہ تمہارے واسطے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

ناظرین دیکھیں تو کہ ان آیتوں سے پندت جی کا دعویٰ کیونکر ثابت ہوتا ہے۔

قولہ۔ **لَوْ طَعْنُکَ مَالِی** تقسیم (صفحہ ۱۸)

اقول۔ اس پندنگ کے نیچے پندت جی نے مال انقیست کی تقسیم دیکھانی چاہی ہے، اور چار کتب

پندت جی نے اپنے اس غلط دعویٰ کے ثبوت میں ایک روایت بھی تفسیر حسینی سے نقل کی ہے۔ گو اس روایت میں معاذ اللہ زنا کا تو کچھ مذکور نہیں، بلکہ نکاح کا ذکر ہے، تاہم ہم یہی اکتاؤ کا ضعیف روایت کو قرآن کریم کی کھلی کھلی آیتوں اور دوسرے مین ثبوتوں کے سامنے معرض بحث میں لانا فضول سمجھتے ہیں۔ اور اس روایت کا غلط ہونا تو خود اسکے الفاظ سے ظاہر ہے۔ راوی صاحب کا بیان ہے کہ حرمت زمان شوہر دار معلوم شدہ بود۔۔۔۔۔ بعد از عرض حال بحضرت رسالت پناہ این آیت نازل شد۔ یعنی آیت وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ۔ غور کر نیک مقام ہے کہ اسی آیت سے تو حرمت زمان شوہر دار معلوم ہوتی ہے، پھر راوی صاحب کو پہلے سے کیونکر معلوم تھا۔ پس ظاہر ہے کہ یہ روایت محض بناوٹی ہے۔ اور مفسروں کے اقوال کا میں ذمہ دار نہیں



ترجمہ - جب لغار سے تم سو کہ آرا ہو، تو ان کی گردنیں مارو۔ یہاں تک کہ تم فتنہ ہو جاؤ۔ پھر (دشمنوں کو) قید کر لو۔ آخر احسان کر کے چھوڑ دو یا جرمانہ لیکر بنا کر دو۔ یہاں تک کہ لڑائی ٹھکے سلاح اپنے - یہی ہے حکم۔

پس کسی صاف بات ہے کہ قید یاں جنگ کے لئے بس صرف یہی حکم ہے کہ یا تو انکو احسان یا معاوضہ چھوڑ دیا جائے، یا کچھ جرمانہ لیکر بنا کیا جائے۔

ابی حکم کے مطابق تم دیکھ چکے ہو کہ سریہ نخلہ (رجب ۲ھ) کے قیدی، اور غزوہ بدر الکبریٰ (رمضان ۲ھ) کے قیدی رنا کئے گئے۔ غزوہ بنی مصطلق (شعبان ۲ھ) کے قیدی بھی بلا معاوضہ رنا ہوئے۔ اور تم کو یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ غزوہ بنی قریظہ (ذی الحجہ ۲ھ) کے قیدیوں اور بطن مکہ کے گرفتاروں کو بھی رنا کیا گیا۔ اور ایسے ہی تم یہ بھی دیکھ چکے ہو کہ حنین و ہوازن (شوال ۲ھ) کے قیدی، بنی النعدا چھ ہزار تھے، اور سریہ بنی طے (۳ھ) کے قیدی بلا معاوضہ رنا ہوئے۔ اور ان کل جنگوں کے قیدیوں میں سے کوئی بھی لونڈی غلام نہیں بنایا گیا۔ ان غزویں اور سریوں کے علاوہ اور کئی غزوے یا سریہ میں کوئی قید نہیں ہوا، یہاں تک کہ جنگ اُحد، احزاب، خیبر اور فتح مکہ کے بڑے بڑے واقعات میں ہی کوئی گرفتار ہو کر نہیں آیا۔

خلفائے راشدین کے وقت میں بھی کوئی صحیح روایت سے ثابت نہیں کر سکتا کہ جنگ کے قیدیوں میں سے ایک شخص کی بھی آزادی چھین لی گئی ہو، اور غلام اور لونڈی بنائے گئے ہوں بلکہ اس کے خلاف کثرت سے ایسے واقعات ملتے ہیں کہ کہیں قید یاں جنگ اگر غلام بنائے گئے، تو انکو پھر

۱۔ دیکھو ابن خلدون - کتاب ثانی - جلد سوم - ذکر غزوہ بنی مصطلق - ۱۲۔

۲۔ بطن مکہ کے گرفتاروں سے وہ قیدی مراد ہیں جو صلح حدیبیہ (ذیقعدہ ۲ھ) کے موقع پر اسوجہ سے گرفتار کئے گئے تھے کہ انہوں نے بے وجہ بے سبب آنحضرتؐ پر تھروں اور تیروں سے حملہ کیا تھا۔ مگر آنحضرتؐ نے ان کو معاف کر دیا اور بے معاوضہ رنا کر دیا۔ (دیکھو کتاب ہذا صفحہ ۷۲)۔

۳۔ سریہ ام قرظہ اور اوس کی بیٹی کی گرفتاری کا یہ حال ہے کہ اکثر مورخین تو اس کے موقعہ جنگ ہی میں قتل ہو جانے کا ذکر کرتے ہیں، اور جنہوں نے صرف اون کی گرفتاری کا ذکر کیا ہے وہ نہیں لکھتے کہ ان کا حشر کیا ہوا، مگر یہ بھی کہیں سے ثابت نہیں کہ وہ لونڈی بنائی گئی تھیں۔ بس یہ بات مان لینی پڑتی ہے کہ وہ دونوں بھی اور جنگوں کے قیدیوں کی طرح حسب فرمودہ قرآن یا تو قادیہ لیکر یا بلا قادیہ احساناً چھوڑ دی گئی ہوں گی۔ - ۱۷ -

علیہ السلام کے خلیفوں کا سلسلہ شروع ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک آ کر ختم ہو گیا، اسی طرح اس امت میں بھی انہیں خلیفوں کے قدم بقدم خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا، اور ایک محمدی مسیح پہ جا کر ختم ہو گا۔

(۴) (یا ایھا الذین آمنوا هل اذکم علیٰ تجارت تخیکم من عذاب الیم) (سورہ صف - رکو ۶۶)

ترجمہ :- اے مومنو! کیا میں ایک سوداگری بتاؤں، جو تم کو دوسرا عذاب سے بچا دے؟

قولہ :- مولویوں کے فضول عذرات کا جواب :- (صفحہ ۱۹) فی اقول - اس تحت میں پینڈت جی نے اون بی شمار آیات میں سے جو جبر و اکراہ کی منافی ہیں، جنہیں سے اکثر لوگ نے تحقیق جبر و اکراہ میں نقل کیا ہے، صرف دو آیتوں کو لکھ کر خامہ فرسائی کی ہے۔ اور آیت لکم دینکم و فی دینکم لکھو بھی معرض بحث میں لایا ہے۔ مگر اس آیت کو خاص اس بحث سے چنداں سروکار نہیں ہے۔

میں ایک ایک آیت مع ترجمہ لکھ کر پینڈت جی کے جوابات پر بحث کرتا ہوں، اور دکھاتا ہوں کہ اون کے کل جوابات محض غلط ہیں، اور ایک جواب بھی قابلِ توجہ نہیں ہے۔

(۱) (لَا اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۚ قَدْ بَيَّنَّ الشُّشْکُ مِنَ النَّحْيِ ۚ) (سورہ بقرہ) ترجمہ :- دین کی بابت جبر کی حاجت نہیں۔ تحقیق ظاہر ہو چکی ہے ہدایت لاری۔ قولہ :- اس کا پہلا جواب، شاہ ولی اللہ صاحب کہتے :- حجت اسلام ظاہر شد، پس گویا جبر کر دین نیست، اگرچہ فی الجملہ جبر باشد۔

جواب اول - شاہ ولی اللہ صاحب کی تاویل لا طائل پر آریو! خوش نہ ہو جاؤ اور تنکے کا سہارا نہ پکڑو۔ اگر تم میں جبر ہے تو خود الفاظ قرآن سے یہ مطلب ثابت کر کے دکھاؤ اس تاویل کی کوئی دلیل بھی ہے کہ گویا جبر کر دین نیست۔ قرآن میں تو ہے جبر کرنا نہیں۔ پھر یہ گویا کہاں سے آگیا، اور پھر فی الجملہ جبر باشد کیونکہ اس آیت سے آخذ ہوا؟ پس پہلا جواب خود الفاظ قرآن دیتے ہیں، جو کسی طرح اس تاویل لا طائل کو جگہ نہیں دیتے۔

جواب دوم - پھر دوسرا جواب وہ متفقہ شانِ نرودل دیتی ہے، جسکو پینڈت جی نے بھی اپنے اسی رسالہ کے صفحہ ۲۲ میں ادھوری نقل کی ہے۔ میں اسکو اسی کتاب سے نقل کرتا ہوں، جس سے پینڈت جی نے لیا ہے :-

ابو الحصین انصاریؒ دو پہر قابل داشت - ناگاہ ترسائے از شام بمبدینہ



اقول - یہ بحث کہ قبائل عرب سے دین اسلام کے سوا اور کچھ قبول نہ تھا، اس مقام سے کچھ سرور کار نہیں رہتی، اور ناظرین خود دیکھ سکتے ہیں کہ ان آیات میں جنہیں جبر و اکراہ کی مماثلت ہے کسی قوم یا ملک کی تخصیص نہیں، بلکہ عام حکم ہے کہ دین کی بابت کسی قسم کے جبر کی حاجت نہیں تو ان پر ایمان لانے کے جبر نہیں کر سکتا، اور رسول پر سوا صاف صاف حکم پہنچا دینے کے کچھ نہیں وغیرہ وغیرہ خیر اب ہم ناسخ و منسوخ کا حسب ذیل دیتے ہیں -

جواب اول - پہلا جواب تو یہ ہے کہ اس کتاب میں ہر طرح ثابت ہو گیا کہ آیت قتال کا یہ مطلب نہیں کہ کسی کو جبر و زبردستی سے مسلمان کیا جائے، بلکہ وہ کل کی کل ظلم و زیادتی ہو تو کرنے اور امن و چین حاصل کرنے کے لئے ہیں۔ پھر یہ آئیں جبر و اکراہ سے منع کرنے والی آیتوں کو بیکردہ منسوخ کر سکتی ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ حکم اس آیت یا آیت قتال منسوخ نشد وائز قول غلط است کہ منسوخ شد۔ چنانچہ خود مفسر نے بھی لفظہ (قیل) لیکر اس قول کا ضعیف ہونا ظاہر کر دیا ہے۔ مگر یہ تباہی بچا کر لیا سمجھیں -

جواب دوم - دوسرا جواب خود قرآن کریم دیتا ہے -  
 أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ ط وَ لَوْ كَانَتْ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوُحِّلُوا فِيهِ اجْتِلَافًا  
 كَثِيرًا (سورۃ نساء، کو ۱۱)

ترجمہ - کیا وہ قرآن پر غور و فکر ہی نہیں کرتے؟ اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا، تو اس میں ضرور بہت اختلاف پائے۔

پس جب قرآن خود اسباب کا قائل نہیں کہ اس میں اختلافات ہیں، تو پھر ناسخ و منسوخ چہ معنی دارد -!

جواب سوم - تیسرا جواب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دیتے ہیں :-  
 عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا يَتَذَكَّرُونَ فِي الْقُرْآنِ فَقَالَ أَمَّا هَؤُلَاءِ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ هَذَا أَضْرَبُوا كِتَابَ اللَّهِ بَعْضُهُ بَعْضًا وَ أَمَّا نَزْلُ كِتَابِ اللَّهِ يَصْلُقُ بَعْضُهُ بَعْضًا فَلَا تَذَكَّرُونَ  
 بَعْضُهُ بَعْضًا فَمَا عِلْمُهُ مِنْهُ فَقُولُوا هِيَ الْإِنشَاءُ (رواہ احمد ابن ماجہ) -

ترجمہ - عمرو ابن شعیب نے روایت کی ہے اپنے باپ سے، جس نے سنا عمرو کے دادا (یعنی اپنے باپ) سے کہ نبی صلعم نے چند لوگوں کو قرآن کی چند آیتوں کی تصریح و تفصیل میں جھگڑتے سنا، تو اپنے ادوں لوگوں سے کہا کہ تم سے پہلے جو لوگ ہلاک ہوئے کہ وہ

آمد و ایشان با او مصاحبت نمودند۔ بوجہ فہم و افضانہ و مفرور گشتہ دین ترسانی اختیار کردند و ہمراہ او متوجہ شام شدند۔ ابو الحصین از حضرت رسالت پناہ دستور و خواہست تامل و ایشان را با کراہ برآہ شرح باز کرد۔ این کتبت نازل شد کہ اگر اہل مکینہ کے را کہ بدینے تدین شدہ است اے آریو! دیکھو کہ اس آیت کا خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا مطلب سمجھتے تھے؟ اگر انحضرت اس تاویل لا طائل کے، جو شاہ ولی اللہ صاحب نے کی ہے، معاذ اللہ قائل ہوتے، تو پھر ابو الحصین انصاریؒ کو اپنے بیٹوں پر جبر کرنے کیوں ادا کرتے؟

جواب سویم۔ تیسرا جواب حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب علیہ السلام خلیفہ ثانی دیتے ہیں۔ آپ کا غلام جب باوجود ہدایت و ترغیب کے اسلام نہ لایا، تو اس پر نہیں کیا، بلکہ یہ فرمایا کہ لا اکرانہ فی الدین ۱۷

آریو! دیکھو کہ صحابہ کرام اس آیت کا کیا مطلب سمجھتے تھے؟ کیا وہ بھی نعوذ باللہ اس تاویل لا طائل کے قائل تھے؟

جواب چہارم۔ چوتھا جواب دینے کے لئے اکثر مفسرین بھی موجود ہیں۔ مگر خود رسول خدا اور صحابہ کا قول و فعل موجود رہتے ہوئے، مفسرین کے اقوال کو پیش کرنا محض تخصیص حاصل ہے مگر ہم یہاں پر خود شاہ ولی اللہ صاحب کے بیٹے کا قول نقل کئے بغیر نہیں رہ سکتے، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اہل کی تاویل کو خود اہل کے بیٹے نے بھی قبول نہیں کیا۔

شاہ عبد القادر صاحب اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ضرور نہیں ہے دین کی بات میں، یعنی کسی کو زور سے مسلمان کرنا ضرور نہیں ہے پھر لکھتے ہیں ۱۸ فائدہ ۱۹۔ یہ نہیں کہ زور سے اپنی بات قبول کر دانی ہے ۲۰

پھر ایک جگہ قائمہ میں لکھتے ہیں ۲۱ یعنی لڑائی کا فروں سے اسی واسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو، اور دین سے گمراہ نہ کر سکیں، اور حکم اللہ کا جاری رہے۔ اگر تالاج ہو کر رہیں تو لڑائی کی حاجت نہیں۔ اور ایمان تو دل پر موقوف ہے، زور سے مسلمان کرنا کیا حاصل ہے ۲۲

قولہ ۲۳۔ دوسرا جواب مقدمہ حسینی دیتا ہے۔ لفظ اند حکم این آیت بابت قتال منوع است، اتمام قتال عرب جزو دین اسلام قبول نمود۔ انا یا دیگران قتال باید کرد و تاجزیہ نہ قبول کنند ۲۴

۱۷ تفسیر حسینی۔ جلد ۱۔ صفحہ ۴۸۔ مطبوعہ مطبعہ نو لکھنؤ۔ ۱۲۔ ۱۸ یہ روایت طبقات ابن سعد

میں موجود ہے، جو نہایت معتبر کتاب ہے۔ دیکھو کنز العمال۔ جلد ۵۔ صفحہ ۴۹۔ مطبوعہ حیدرآباد ۱۹

۲۰ دیکھو تفسیر موضع القرآن منزل صفحہ ۸۴۔ مطبوعہ خادم الاسلام۔ دہلی۔ ۱۲۔

۲۱ دیکھو حاشیہ قرآن۔ مطبوعہ مطبعہ ناشی ۱۳۸۵ھ۔ صفحہ ۳۷۔

قوله: جواب چہارم سورہ انفال میں لکھا ہے۔ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَنْفَعُوا لَكُمْ مَا قَدْ سَلَفَ وَأَنْ يُعْذِرُوا فَقَدْ مَضَتْ الْآيَاتُ ۚ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ لِلَّذِينَ كَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ

اقول۔ ترجمہ: کافروں سے کہو کہ اگر (اب بھی اپنی شرارتوں سے) باز آجائیں، تو ان کے کچھ تصور معاف کر دئے جائیں گے۔ اور اگر پھر شرارت کریں گے، تو اگلے لوگوں کی روش پر عملی ہے۔ (ذہبی انجام انکا بھی ہونا ہے)۔ اور اُن سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ از دین میں ستائے جانا (تمام و نشان کو باقی) نہ رہے، اور دنیائی ساری خدا ہی کی ہو (یعنی جبر۔ سدہ کی وہبت سے کوئی اندر سے مسلمان اور مجبوراً ظاہر کافر نہ رہے)۔

صاف ظاہر ہے کہ اس آیت میں بھی صرف ظلم و زیادتی کے مٹانے اور امن و چین حاصل کرنے کے لئے لڑائی کا حکم ہے، نہ کہ جبر و اکراہ سے مسلمان کرنے کے لئے۔ پس یہ آیت نہایت جی کی طرف سے کوئی جواب نہ ہوئی، بلکہ اس سے بھی میرا ہی مدعا ثابت ہوا کہ اسلام صرف ظلم و زیادتی مٹانے کے لئے جنگ کا حکم دیا ہے۔

(۲) لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۚ (سورہ کفرہ)

ترجمہ: تمکو تمہارا دین (مبارک) اور میںکو ہمارا دین۔

قوله: اسکا جواب اول تفسیر جلالین میں لکھا ہے۔ لَكُمْ دِينُكُمْ المشرک الاسلام، و هذا اقبل۔ یہوہ الحوب۔

ترجمہ: تمکو تمہارا دین سے مراد مشرک ہے اور میںکو ہمارا سے مراد اسلام ہے، اور یہ حکم اسلام میں لڑائی (جہاد) شروع ہونے سے پہلے کا ہے۔

اقول۔ جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں، یہ آیت خاص اس بحث سے کہ اسلام میں جبر جائز نہیں تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ اس طرف یہ مطلب ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ مسلمان تھے مگر مشرک کے مراسم ادا کریں، تمکو تمہارا دین مبارک ہو اور مسلمانوں کو اپنا مگر یہ کہنا کہ یہ آیت جنگ کے احکام سے منوع ہو گئی ہے غلط ہے۔ اول تو اس لئے کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جنگ کے احکام صرف ظلم و زیادتی مٹانے کے لئے ہیں، نہ کسی کو مجبور و اکراہ اپنے دین سے برگشتہ کرنے کے لئے۔ دوسرے یہ کہ خود قرآن وحدیث سے ثابت ہو گیا کہ قرآن میں کوئی آیت منوع موجود نہیں۔ پھر کسی مفسر کا قول کیا حقیقت رکھتا ہے، مگر یہاں پر تو بچار سے مفسر نے بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ یہ آیت منوع ہے۔ بلکہ صرف یہ لکھا ہے کہ یہ آیت جنگوں کے دنوں سے پہلے کی ہے، یعنی پہلے نازل ہوئی ہے، اور پہلے نازل ہونا اور بات ہے اور منوع ہونا اور۔

(۱) قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَنْفَعُوا لَكُمْ مَا قَدْ سَلَفَ وَأَنْ يُعْذِرُوا فَقَدْ مَضَتْ الْآيَاتُ ۚ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ لِلَّذِينَ كَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ (سورہ انفال)

کتاب اللہ کی بعض آیتوں کو بعض آیتوں سے رد کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ کتاب اللہ اس طرح ہوئی ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تصدیق کرتا ہے۔ پس تم ایک آیت قرآنی کی دوسری آیت قرآن سے تکذیب نہ کرو، بلکہ جہان تک مملوک علم ہو ایک کو دوسرے سے تطابق کرو اور جہاں تم ایسا نہ کر سکو، تو اس کے عالم کے پاس جاؤ، اور اس کے منہ سے حل کرو۔ (روایت کیا اسکو احمد و ابن ماجہ نے)۔

پس جب قرآن کریم میں اختلاف نہیں، اور ایک آیت دوسری آیت کی تصدیق کرتی ہو تو پھر نسخ کہاں رہا؟  
قولہ: جو اب سوچو خود قرآن بھی اس آیت کو رد کرتا ہے یا نسخ..... جیسا کہ سورۃ البقرہ میں لکھا ہے کَتَبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالَ وَهُوَ کُرْآنُکُمْ لَکُمْ وَعَلٰی اَنْ تَذٰکُرُوْا شٰیئًا مِّنْهُ وَهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ج۔

اقول۔ لعنة الله علی الکاذبین۔ ہرگز یہ آیت آیت زیر بحث کو یا کسی آیت کو رد نہیں کرتی!! تم دیکھ چکے ہو کہ قرآن کا یہ دعویٰ ہے کہ اس میں اختلاف نہیں، اور خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی فرمایا ہے کہ آیت قرآنی ایک دوسرے کو رد نہیں کرتی، بلکہ تصدیق کرتی ہے اب خاص ان دونوں آیتوں میں بھی غور کرو۔ اس آیت میں جنگ کا مسلمانوں پر گرا ہونا بیان ہوا ہے، اور آیت زیر بحث میں عین مذہب والوں پر دین اسلام کے قبول کروانے کے لئے جبر کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ پھر یہ آیت آیت زیر بحث کو رد کیا کر گی؟ اس میں ذکر ہی اور ہے اس میں ذکر ہی اور! اب ہم اس آیت کا ترجمہ لکھ دیتے ہیں:-  
ترجمہ: حکم ہوا تم کو لڑائی کا، اور وہ تم کو ناگوار ہے۔ اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بُری لگے، اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔

لطیفہ۔ بغرض محال بقول پنڈت جی کے اگر ہم مان بھی لیں کہ ان دونوں آیتوں میں اختلاف ہے، اور ایک دوسرے کو رد کرتی ہیں، تو کتب علیکم القتال الخ ہی آیت لا اکرہ فی الدین الخ سے (معاذ اللہ) رد ہو جاتی ہے، کیونکہ یہ دونوں آیتیں سورۃ البقرہ کی ہیں، اور کتب علیکم القتال الخ چھ بیسوں رکوع میں ہے، اور لا اکرہ فی الدین الخ چونتیسوں رکوع میں؛ پس اگر رد کرتی ہے تو لا اکرہ فی الدین الخ ہی آیت کتب علیکم القتال الخ کو، نہ کہ اس کا اولیٰ، کیونکہ جب کوئی حکم رد ہوتا ہے، تو اپنے بعد کے حکم سے، نہ کہ اپنے قبل کے حکم سے۔ یہ ہے پنڈت جی کی انتہا درجہ کی بیوقوفی کا ثبوت!



اقول - قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ آیتوں کا موجود نہ ہونا بڑی وضاحت سے ثابت ہو چکا

حاجت زیادہ لکھنے کی نہیں۔  
 قولہ ۛ اور دیکھو قرآن سورہ بقرہ - لَيْسَ لَكَ عَنِ الشَّهِرِ الْحَرْبُ قِتَالٌ فِيهِ قَتْلٌ  
 قِتَالٌ فِيهِ كَيْفُوسُ

اقول - نہ معلوم پندت جی نے اس آیت کو کیا سمجھ لکھا ہے؟ خیر اس کا ترجمہ یہ ہے -  
 ترجمہ ۛ ادب والے مہینوں میں جنگ کرنے کی بابت پوچھتے ہیں مجھے - کہہ کہ ادب  
 والے مہینوں میں جنگ کرنا بڑا گناہ ہے ۛ

قولہ ۛ اور دیکھو سورہ حج - وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ وَهُوَ اجْتَبَاكُمْ  
 وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ  
 اقول - پندت جی کو تو آیت درج کرنے کی دہمت ہے، چاہے اس میں کچھ ہی لکھا ہو  
 ہم صرف ترجمہ کر دینا کافی سمجھتے ہیں -

ترجمہ ۛ اور کوشش کرو اللہ (کی معرفت) میں جیسا کہ تمہیں کوشش کرنے کا حق  
 ہے۔ اُسے تمکو انتخاب فرمایا، اور دین میں تمہیں کسی طرح کی سختی نہیں کی۔ دین تمہارے باپ  
 ابراہیم کا ۛ  
 اللہ میں جہد کرنے کے معنی اللہ کی معرفت میں کوشش کرنے کے سوا اور کچھ

نہیں ہو سکتے -  
 (۳) اَنْ تَبَرَّوْهُمْ وَتَقْطَعُوْا اِلَيْهِمْ طَرِيقَ اللّٰهِ يَحِبُّ الْمُقْطَعِيْنَ ۝  
 (سورہ ممتحنہ)

ترجمہ ۛ یہ کہ احسان کرو ساتھ اُنکے اور سلوک کرو طرف اُن کے - تحقیق اللہ  
 دوست رکھتا ہے سلوک کرنے والوں کو ۛ

قولہ ۛ اس کا جواب باصواب یہ ہے کہ جناب مولوی صاحبان آپ اس آیت کا پہلا حصہ ظاہر  
 فرماتے ہیں، مگر اُنکے دوسرے حصہ کو چھپاتے ہیں۔ ذرا انہیں کھول کر دیکھیں کہ اس میں کیا لکھا ہے  
 اَنْ تَوَدُّوْهُمْ وَمَنْ يَّمُوْلَهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ ۝

ترجمہ ۛ منکر تا ہے تمکو خدا اس سے کہ تم دوستی رکھو اُسے، اور جو کوئی دوستی رکھتے  
 ہیں اوں سے، پس وہ ظالم ہیں ۛ

اقول - آریو! ذرا اپنے پندت کی چالاک اور قابل شرم چالاکي ملاحظہ فرماؤ - یہ کہنا کہ  
 مولوی صاحبان نے اس آیت کے پہلے حصہ کو ظاہر فرمایا ہے، اور دوسرے حصہ کو چھپا دیا ہے



ایسے بعد نبوت ہی نے ابوسفیانؑ کے اس قول کو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے کوئی مرتد نہیں ہوتا، جو انہوں نے ہر قتل کے دربار میں بیان کیا تھا، غلط ثابت کرنے کی بے موقع اور بے محل کوشش کی ہے۔ اور ایک غلط ثابت کرنے کے لئے ابوالمحصینؒ کے دونوں جوان بیٹوں اور ایک یہودی کا مرتد ہونا تفسیر حسینی سے نقل کیا ہے۔ مگر کیا یہ ممکن نہیں کہ یہ دونوں واقعہ ابوسفیانؑ کے بیان مذکورہ بالا کے بعد کے ہوں؟ اور کہا "اشاذ کالمعدوم" مسئلہ مسلمہ نہیں؟

اب نہ ملے گی صفحہ ۳۴ میں ایک مختصر مگر معنی خیز مضمون لکھتے ہیں، جسے میں اربعہ نقل کر دیتا ہوں، بلکہ کچھ اور نیزاد بھی کر دیتا ہوں :-

کر دیتا ہوں، بلکہ چیمہ اور ایذا دہی کر دیتا ہوں :-  
 جیسا کہ سرکوں اور میدانہائے جنگ میں مبارزین کی تقویت اور ترغیب کے لئے دانتند  
 سپہ سالار طرح کی تجاویز عمل میں لاتے ہیں۔ مثلاً باجوں، دل افزا تقریروں اور دیگر اسباب  
 سے اُن کے حوصلوں کو بڑھاتے ہیں، اور اُن کی ہمت کو ادبھارتے ہیں، ویسا ہی موقعہ  
 پڑنے پر اور مشکلات کے پیش آنے پر قرآن کریم بھی ایسی تدابیر کو کام میں لاتا ہے، اور ٹھیک اہل  
 حرب کے موافق، جیسے کہ وہ معرکہ ہائے قتال میں رجز پڑھتے اور ان رزمیہ اشعار سے تیر تغلب  
 سے بڑھک کر کام نکالتے ہیں قرآن نے بھی شکستہ دل مسلمانوں کے استظہار اور قوت قلبی کو  
 قوی کرنے کے لئے رجزیہ اشعار کے بجائے پر تاثیر آیات بیان فرمائی ہیں، جنہوں نے قوی  
 و کثیر مخالفین کے مقابلہ میں سیف و سناں کا کام دیا ہے۔ اور اُن تمام آیات کے ضمایر  
 کے مرجع اور اسمائے اشارات کے مشاڈ الہیم اور عہد فہمی الف لاموں کے مہر و فی الذل  
 مفصلاً وہی ظالم و جاہر حملہ آور مقابلین ہیں، جنہے اہل اسلام کو پالا پڑا تھا۔ نہایت لیس کام  
 جیسے ناداں مخالفین اُنکو استفراقی الف لاقم گمان کر کے اور مختص المقام آیات نہ سمجھ کر سخت  
 غلطیوں اور دھوکوں میں پڑے ہیں، یاد دیدہ و دانستہ دھوکہ دینا چاہتا ہے۔

عظیموں اور دھوکوں میں پرکے ہیں، یاد دہانہ اور گہرے خیالات پر مشتمل ہیں۔  
 پھر پانچ چہر سطروں میں سخت سے سخت گالیاں دیکر، جبکہ درج کرنا بھی میں خلاف تہذیب  
 سمجھتا ہوں، سبکدستی جی نے دولت خاں قی سے نقل کیا ہے کہ خالہ رضی اللہ عنہ نے اپنی  
 سیاہ سے کہا کہ ”تم روم کی تمام خون کو دیکھتے ہو، تم اُنے تپکر جانا نہیں سکتے۔ مگر جب تمہاری  
 فتح ہوگی، سارا شام کا ملک تمہاری تاجداری کر گیا۔ پس تمکو چاہئے کہ شوق سے اور  
 واسطے مذہب کے لڑو۔“

ہاں ! ہاں ! بیشک وہ مذہب ہی کے لئے لڑنے گئے تھے، انکی حمایت نے انکو گھر بار سے چھڑایا، اور جنگ کی مصیبتیں برداشت کرائیں رومیوں نے چاہا تھا کہ

محض غلط ہے، کیونکہ یہ مگر ابو نینٹ جی نے نقل کیا ہے، وہ اس کے بعد کی آیت کا مکرار اور اگر ہم مان بھی لیں کہ مولوی صاحبان نے دوسرے حصہ کو نہیں لکھا، تو اسنے نہیں لکھا کہ اگر کے لکھنے سے بھی وہی مطلب حاصل ہوتا جواب حاصل ہے۔ مگر نینٹ جی نے جو الزام مولوی صاحبان پر لگایا ہے، اس کے خود مرکب ہوئے، اور اس لئے ہوئے تاکہ اصلی حقیقت لوگوں پر ظاہر نہ ہو۔ شرم ! شرم ! شرم !!!

اب ہم پھلی اور دوسری دونوں آیتوں کو نقل کرتے ہیں، اور دکھاتے ہیں کہ نینٹ جی نے کس چالاک اور قابل شرم چالاک سے کام لیا ہے، اور دوسری آیت کا صرف ایک ٹکڑا لکھ کر اصل حقیقت کو مچھپانا چاہا ہے۔ ناظرین خود دیکھ لیں کہ حق کسی طرف ہے، نینٹ جی کی طرف یا مولوی صاحبان کی طرف؟

لَا يَتَّخِذُ الْكُفَرُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَالُوا لَهُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوهُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ  
أَنْ يَبْزُوهُمْ وَتَقْسُطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ه اَشْهَادُكُمْ بِاللَّهِ  
عَنِ الَّذِينَ قَالُوا لَهُمْ فِي الدِّينِ وَآخِرُ جُزْأِهِمْ دِيَارُهُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى أَخْلَاقِهِمْ  
أَنْ يَكُونُوا هُمْ هُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَاذْلِكُمْ هُمْ الظَّالِمُونَ ه

ترجمہ :- نہیں منع کرتا تم کو اللہ اسنے جن لوگوں نے تم سے دین (کی مخالفت) میں جنگ نہیں کی، اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہے یہ کہ احسان کرو ساتھ اون کے اور سلوک کرو طرف ان کے۔ تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے سلوک کرنے والوں کو۔ اللہ تو تم کو صرف اون سے منع کرتا ہے جو تم سے دین (کی مخالفت) میں جنگ کرتے ہیں، اور تم کو تمہارے گھروں سے نکال دیا ہے، اور جنہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکال دینے پر نکاتے والوں کی مدد کی ہے یہ کہ تم دوستی رکھو اون سے اور جنہوں نے دوستی رکھی اون سے یہی لوگ ظالم ہیں۔

پس ان آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام زبردستی مسلمان کرنے کی سرگز اجازت نہیں دیتا، بلکہ غیر مذہب والوں سے بھی سلوک و احسان کر نیک حکم دیتا ہے، اور اس عمل پر خدا کریم کی محبت کی خوشخبری سناتا ہے۔ صرف اون ظالموں سے دوستی رکھنے کو منع فرماتا ہے، جو مسلمان بلا وجہ بلا سبب صرف دین کی مخالفت میں قتل کرنے اور گھروں سے نکال دیتے اور نکال دینا چاہتے تھے۔

پس نینٹ جی کا یہ کہنا کہ دیکھئے کتنا اخلاق اور انصاف کا خون ہوتا ہے، کیا غلط اور جھوٹ ہے۔ بیشک ظالموں سے دوستی رکھنے والے ظالم ہی ہوتے ہیں، اور وہ قابل لعنت ہیں !!!

مگر ایک حدیث بھی نہ ملی۔ نہ معلوم اس سفید جھوٹ سے کیا فائدہ حاصل ہوا؟ اور اے آر لویا! آنحضرتؐ نے وہی فرمایا ہے، جو قرآن کریم نے فرمایا ہے۔ پنڈت جی تو تمہارے صرف جھوٹا وعدہ ہی کر کے رہ گئے، اور موت تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کر سکے، اگر تم ادنیٰ کو چنانچہ ثابت کرنا چاہو، تو تم ہی احادیث صحیحہ سے انکے دعوے کو ثابت کر کے دکھاؤ، اور ضرور دکھاؤ!

پنڈت جی کی پیش کردہ حدیث یہ ہے۔

حدیث۔ الجنۃ تحت ظلال السیوف۔

ترجمہ۔ بہشت نیچے سایہ تلواروں کے ہے۔

بیشک اپنے مذہب، اپنے ملک، اپنی عزت و آبرو بچانے والے بہادروں کے لئے

ایسا ہی ہوا اور ہو گا!



## { جواب باب سیوم رسالہ حیا و }{

اس باب میں تاریخ سے اپنے دعوے کا ثبوت کرنا چاہتا ہے شروع میں ادنیوں نے ایک نقشہ دیا ہے، جس میں دکھایا ہے کہ اسلام کہاں کہاں پھیلنا۔ اس میں بھی پہلے کو بہت کچھ دہرایا ہے۔

اول تو صرف مندرجہ ذیل ملکوں میں اسلام کا پھیلنا بتلایا ہے۔ عرب، روم، فارس، افغانستان، بلوچستان، ہندوستان، پرتگال، اسپین، یاہسپانیہ، مصر، نپال، مراکو۔

اور لکھتا ہے کہ سوائے ان ممالک کے اور جگہ اسلام کا پتہ نہیں ملتا۔ میں پنڈت جی کے بیان کا غلط ہونا مستند کتابوں سے پہلے پر ظاہر کرتا ہوں۔

### الشیخ

اے کلاسک آف جاکرفی، مصنفہ سی۔ بی۔ کلارک۔ آف آر۔ ارس۔ مطبوعہ میکملین اینڈ کمپنی، لندن ۱۸۹۷ء۔ صفحہ ۵۱ میں لکھا ہے کہ عرب، ترکستان، فارس اور افغانستان ممالک اسلامیہ ہیں ہندو کی آبادی میں پانچواں حصہ مسلمانوں کا ہے۔ اور اسلام ملایہ میں بھی کثرت سے پھیلا ہوا ہے۔

اسلام کے نو نہال پودوں کو اپنے پاؤں سے روند ڈالیں، اور اسے لاکھوں کو صفحہ ہستی سے مٹادیں۔ پس مسلمانوں نے ضروری سمجھا کر آگے بڑھ کر ان کے حملہ کو رد کیا جانے، اور اس طرح اپنی جان و مال، یاں اپنے پاک و پوتر مذہب کی حفاظت کی جانے لگے۔ وہ کچھ آریوں کی طرح، یاں! یاں!! وید کے رشیوں کی طرح، دجلہ و فرات کے پانی سندھ و گنگا کی طرح ظلم و زیادتی کے خون سے آلودہ کرنے نہیں کئے تھے، بلکہ خود مظلوم ہو کر اپنے دین، اپنی عزت اور جاز و مال کی حفاظت میں جانیں لڑا دینے کے لئے گھر سے چل کھڑے ہوئے تھے۔ جب طرح وید کے رشیوں اور ان کے چچے چاچوں نے دریائے سندھ و گنگا کے پاک و صاف پانی کو ظلم و زیادتی کے خون سے آلودہ کیا اور سکو کون نہیں جانتا۔ یاں! یاں! رسول خدا اور آپ کے پاک اصحاب نے ایسا نہیں کیا ہے، بلکہ انہوں نے اپنی جان اپنے مال، اپنے دین کی حفاظت کے لئے تلوار اٹھائی، اور اس وقت تک لئے رہے جب تک ظلم و زیادتی کا خاتمہ نہ ہو گیا۔



### { جواب باب دوم رسالہ جہاد }

اس باب میں جو صرف ایک صفحہ کا باب ہے پندرہ جی نے حدیث سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ اسلام میں جبر و اکراہ جائز ہے، اور تلوار کے زور سے مسلمان کرنا فرض۔ مگر افسوس ہے کہ سارے باب میں صرف ایک حدیث (جس کا بچے ذکر آتا ہے) نقل کی ہے، اور وہ بھی ان کے دعوے کو ثابت نہیں کرتی۔ آخر میں آپ لکھتے ہیں کہ ہم صرف زبانی ہی نہیں بلکہ ان کتابوں کی اہل عبارت لکھکر مستند ترجموں سے شہادت لاویں گے، اور باحسن الوجہ ثابت کر کے تجاہل عارفانہ کرنے والے مہربانوں کو دکھلا دیں گے اور احادیث صحیحہ پر انحصار کیا فرماتے ہیں، اور آپ ان کے برخلاف ہو کر یہ لکھ کر کیا اور لٹا سمجھاتے ہیں یہ پڑھ کر تعجب ہوا، اور ساری کتاب کو ورق ورق صفحہ صفحہ دیکھ ڈالا

۱۔ دیکھ کتاب نیا - اسباب جنگ سلطنت رومہ - صفحہ ۹۹ -

۲۔ دیکھ کتاب نیا - باب دہم - آریوں کے ظلم و زبردستی کے تاریخی ثبوت - ۱۲

سیام، لیبیا، برٹش، سنگاپور، ملاکا، سیلون، لنگادیپ، اور مالدیپ ہیں  
کثرت سے مسلمان ہیں، اور بعض ملکوں میں کل مسلمان ہی آباد ہیں

## یورپ

۱۔ حکومت ترکی میں، جس میں رومانیہ، سربوئیہ، مانٹن تیکرو، بلغاریہ،  
مشرقی رومیلیہ، بوسنیہ، ہرزیگووینہ، رومیلیہ، میسڈونیہ اور البانیہ اور  
جزائر کرلیٹ وغیرہ شامل ہیں، کثرت سے مسلمان ہیں۔ (دیکھو، ۱۰۰ ص ۱۴۷-۱۰۰)  
جاگرفی

۲۔ رشیہ میں تاتاری اور مغل عوام مسلمان ہیں۔ مغلوں اور تاتاریوں کی تعداد  
رشیہ میں (۸۰) لاکھ سے زیادہ ہے (دیکھو جاگرفی مذکور - صفحہ ۱۳۹ و ۱۴۱-)

۳۔ آسٹریہ میں بھی پچاس لاکھ مسلمان ہیں۔ (دیکھو جاگرفی مذکور - صفحہ ۱۰۵-)  
۴۔ شہر لیورپول انگلستان میں بھی اسلام پھیل رہا ہے۔ (دیکھو، پریچنگ آف  
اسلام - صفحہ ۴۶-)

پس یورپ میں بھی پنڈت جی کے بتائے ہوئے ملک پرتگال اور اسپین  
کے علاوہ رومانیہ، سربوئیہ، مانٹن تیکرو، بلغاریہ، مشرقی رومیلیہ، بوسنیہ، ہرزیگووینہ  
رومیلیہ، میسڈونیہ، البانیہ، جزائر کرلیٹ وغیرہ اور رشیہ اور آسٹریہ میں کثرت  
سے مسلمان آباد ہیں۔ اور شہر لیورپول انگلستان وغیرہ میں بھی اسلام پھیل رہا ہے۔

## افریقہ

۱۔ شمالی افریقہ (جس میں مصر اور نوبئیہ داخل ہے) کے کل باشندے مسلمان ہیں  
(دیکھو، ۱۰۰ ص ۱۴۷-۱۰۰) جاگرفی - صفحہ ۲۱۱-

۲۔ شمالی ساحل افریقہ یعنی مراکش، الجیریہ، ٹیونس، طرابلس، اور بارکائے کل  
مسلمان ہیں۔ صرف الجیریہ میں (۴) لاکھ اور کچھ ٹیونس میں یورپین ہیں، جو عیسائی  
ہیں۔ (دیکھو جاگرفی مذکور - صفحہ ۲۱۴ و ۲۱۵-)

۳۔ تبلیغ اسلام کی جنوبی حد افریقہ میں خط استوا سے شمال میں دس درجہ کا عرض بلد ہے  
گو اس عرض بلد سے شمال کی طرف میں بعض قومیں بت پرست بھی ہیں مگر اس عرض بلد تک  
اسلام پہنچ گیا ہے۔ (دیکھو، لویل - صفحہ ۲۹۴-۲۹۵- اور اردو پریچنگ آف



۱۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۸ میں لکھا ہے کہ "سائبیریہ اور منچوریہ کے باشندے عموماً تاتاری ہیں، لیکن روسی بھی اب کچھ آباد ہیں۔ تاتاری عموماً مسلمان ہیں، اور دوسری قومیں کچھ مسلمان ہیں اور کچھ کریمک کریمچن۔ اور سموڈلیس وغیرہ پگمان ہیں۔"

۲۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۱ میں لکھا ہے کہ "طی ان ایشیا کی آبادی کا بہت ہی بڑا حصہ مسلمان ہے۔ صرف ایشیائے کوچک اور شام کے ساحلی شہروں میں یونانی ہیں، جو عیسائی ہیں۔"

۳۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۴ میں لکھا ہے کہ "ترکستان کے کل باشندے مسلمان ہیں۔" ۴۔ اور صفحہ ۱۶۶ میں منگولیا (منچیت) کے بارہ میں لکھا ہے کہ یہاں عموماً تاتاری آباد ہیں، اور وہ عموماً مسلمان ہیں۔ مشرق اور جنوب مشرق میں بدھ مذہب کے پیرو ہیں۔ ۵۔ پھر جاگرنی مذکور میں لکھا ہے کہ مجمع الجزائر ملائیم میں بھی عموماً اکثریت سے مسلمان ہی آباد ہیں۔ (دیکھو صفحہ ۱۷۶)۔ اور آر۔ ان کموشس کی جاگرنی میں بھی لکھا ہے کہ یہاں عموماً مذہب اسلام شائع ہے۔ (دیکھو صفحہ ۳۲)

۶۔ پھر جاگرنی مذکور الصدر کے صفحہ ۲۰۲ میں لکھا ہے کہ "افغانستان اور بلوچستان کے کل باشندے مسلمان ہیں؟ صرف بلوچستان کے ساحل پر ایک وحشی قوم آباد ہے، جو پھلی پر زندگی بسر کرتی ہے۔"

۷۔ چین میں بھی ساتھ کرد مسلمان ہیں۔ (دیکھو، "قراۃ الفنون" - بیروت مورخہ ۲۶ / ماہ رمضان ۱۳۱۸ - صفحہ ۳)

۸۔ "ٹرنس کینجنگ" ہینولہ یعنی جزیرہ نمائے ملائیم (جس میں انام، کمبودیہ، سیام، لے آس، برٹ، سنگاپور، سنگا شامل ہیں) میں اکثریت سے مسلمان ہیں۔ (دیکھو، مور صفحہ ۲۴۳ - اور نیو بولڈ - جلد ۲ - صفحہ ۱۰۶ و ۱۰۷ - ۳۴۹ -)

۹۔ سیلون میں بھی مسلمان ہیں۔ (دیکھو، "سرجمیس ایلمپرسن سیمینٹ" - سیلون - جلد ۱ - صفحہ ۶۳۱ - ۶۳۲ - پانچویں ادیشن - مطبوعہ لندن)

۱۰۔ لکادیپ اور مالدیپ میں اب بالکل مسلمان ہیں۔ (دیکھو اردو پریچنگ آف اسلام ٹی - ڈبلو - آرٹلڈ صاحب - صفحہ ۲۸۵ -)

۱۱۔ پس اب معلوم ہوا کہ ایشیا میں نہایت جی کے بتائے ہوئے ملکوں (عرب، روم، فارس، افغانستان، بلوچستان اور ہندوستان) کے علاوہ سائبیریہ، منچوریہ، منگولیا، تبت، چین، ترکستان، مجمع الجزائر ملائیم، انام، کمبودیہ،

صرف بلوچستان کے ساحل پر ایک وحشی قوم آباد ہے، جو پہلی پر زندگی بسر کرتی ہے۔ شاید یہی وحشی قوم آریہ ہوگی! کیوں پنڈت جی؟ مگر ماس پارٹی میں داخل ہوگی! کیوں؟  
 سویم اسپن اور پرتگال کے بارہ میں پنڈت جی لکھتے ہیں کہ یہاں کے کل باشندے عیسائی ہو گئے۔ یہ محض غلط ہے۔ وہاں کے مسلمانوں پر مصیبت آئی اور یسوع کے بھیڑوں نے وہاں کو ظلم اور زبردستی کے ساتھ تہ تیغ بے دریغ کیا اور ملک سے نکال دیا۔ سنو!

انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کے قابل قدر مصنفین اسپن کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ فلپ سیوم کی پرہیزگاری ویسی ہی اسپن کے لئے مصیبت زا ہوئی جیسا کہ اسکے متقدمین کا قوی تعصب جو قوم مور کی تصدیق میں صاف صاف ظاہر ہوا۔ پہلی بغاوت (۱۸۵۷ء)۔ جو قوم مور کی مظلومت کی وجہ سے پھوٹ پڑی تھی۔ کے فرد کر نیکی بعد ہی سے کچھ رحمی کے ساتھ تہمتاے جانے لگے۔

چارلس جیمز نے ۱۸۵۷ء کے فرمان شاہی (راج اگیا) کو ۱۸۵۷ء میں پھر تازہ کیا، اور اسلام کا ظاہرہ اقرار اسپن میں موقوف کر دیا گیا۔ لیکن خفیہ وہ اپنے آباء و اجداد کے مذہب پر قائم رہے، اور یہ ایک ایسے بادشاہ کے اُبھارنے کے لئے کافی تھا جو غیر مذہب والوں پر حکومت کرنیکی نسبت بے رحمت رہے۔ جو ترجمہ دیتا تھا، اور فلپ دویم کے فرمان نے ۱۸۵۷ء میں اُنکو عربی زبان میں بولنے اور لکھنے سے روک دیا، اور روایتی عادات و رسوم کے ترک کر نیکا حکم صادر ہوا۔ اور بھی زیادہ جھگڑے کمپیر ایک سخت بغاوت کی وجہ سے، جون ۱۸۵۷ء میں فرم کی گئی، پیدا ہوئے۔ باغیوں میں سے جو زیادہ سرکش تھے وہ افریقہ کو جلا وطن کئے گئے، مگر زیادہ حصہ باغیوں کا بڑی مشکلوں کے بعد مطیع ہو گیا۔ فلپ سویم نے اپنے باپ کے ادھوڑے کام کو پورا کرنے کا ارادہ کر کے اپنے مذہبی جوش کو ثابت کرنا چاہا۔ ۱۸۵۷ء میں کل قوم مور کو تین روز کے اندر جزیرہ نما (یعنی اسپن اور پرتگال) کے چھوٹے کا حکم ہوا، اور اس حکم کے نہ ماننے والوں کے لئے سزائے موت تجویز ہوئی، اور اون عیسائیوں کے لئے بھی، جو ان مظلوموں کو پناہ دیں، یہی سزا قرار پائی۔ یہ فرمان مانا گیا، مگر اسپن کے لئے تباہی تھی۔ ۱۸۵۷ء

۱۷ کلاس بک آف جاگرفی - صفحہ ۲۰۲ - ۱۷ دیجیو، انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا - جلد ۲۲ -

ذکر اسپن صفحہ ۳۰ -

اسلام سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے (صفحہ ۳۶۱)۔  
پس اس تحقیق سے افریقہ میں مصر، لیبیہ، اور شمالی ساحل کے ممالک، اور  
کیپ کالونی اور شمال وغیرہ کے علاوہ صحرائے اعظم، سوڈان، ابی سینیا  
یعنی حبشہ، شمالی لیٹیا، زنجبار، برٹش ایٹیا، افریقہ، جرمن ایٹیا، افریقہ، سینی  
گیمبیہ، اپر کالونی اور کالونی وغیرہ میں بھی اسلام پھیلا ہوا ہے۔  
اس کیپ کالونی اور شمال وغیرہ میں بھی کثرت سے مسلمان ہیں۔ (دیکھو، مودرن  
وانچیز اینڈ ٹریڈ ریل پری جلد - صفحہ ۵۳ - مطبوعہ لندن - مصنفہ ولیم آڈمز)۔  
پس افریقہ میں بھی پنڈت جی کے بتائے ہوئے ملکوں (مصر، شمال اور مصر)  
کے علاوہ لیبیہ، الجزائر، تیونس، ٹرانی، بارکھا، صحرائے اعظم، سوڈان، حبشہ، شمالی لیٹیا،  
زنجبار، برٹش ایٹیا، افریقہ، جرمن ایٹیا، افریقہ، سینی گیمبیہ، اپر کالونی، کالونی وغیرہ میں بھی اسلام  
اور کیپ کالونی وغیرہ میں مسلمان عموماً آباد ہیں۔

## امریکہ

امریکہ میں بھی اب اسلام اشاعت ہو چکی ہے۔ (دیکھو، لکچر مسٹروپ - مطبوعہ بدالین  
عبداللہ قور - بمبئی ۱۹۳۳ء)۔

اب دیکھو کہ سترہ ممالک ایشیا کے اور چودہ یورپ کے اور نو افریقہ کے، کل سنیاں  
ممالک ایسے ہیں جنہیں اسلام پھیلا ہوا ہے، مگر پنڈت جی نے اون کا ذکر نہیں کیا۔ صرف  
گیارہ ممالک متذکرہ صدر کا نام لیا ہے، اس کے بعد بڑی دلیری سے لکھ دیا ہے کہ سوائے  
ان ممالک کے اور جگہ اسلام کا پتہ نہیں ملتا۔ اس سفید جھوٹ کا کچھ علاج ہے!  
دعویٰ پنڈت جی ہندوستان کے علاوہ عرب، فارس، افغانستان، بلوچستان  
مصر اور شمال میں بھی آریہ کا پتہ مانوایا جاتا ہے۔  
ہندوستان میں تو ہم مانتے ہیں کہ ساٹھ پینچھ ہزار آریہ ہیں، جنہوں نے اچے آبادی  
برہمنی مذہب کو ترک کر کے دیانند جی سے تعلق جو لیا ہے، مگر اور ملکوں کی بابت ہم مجبور ہیں، بغیر  
قبوت کے کیونکر مان لیں!

لطیفہ :- بلوچستان میں بھی آریوں کا پتہ پنڈت جی منوانا چاہتے ہیں سگر کا لک  
صاحب اپنی جاگرتی میں لکھتے ہیں کہ افغانستان اور بلوچستان میں کل مسلمان ہیں،

مرحوم مغفور کے چند جملوں پر بے موقع خامہ فرسائی کی ہے، اوس کا بھی جواب دیدیں۔ مرحوم نے جو کچھ لکھا ہے وہ مستند تاریخوں سے امتباس کر کے لکھا ہے، مگر منہدّت جی صرف اپنی بدزبانی سے اوسکو غلط ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ ناظرین مسخو کرو!

سرسید نے لکھا ہے کہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں جب کسی ملک کے فتح کرنے کے لئے لشکر بھیجا جاتا تھا، تو اوس لشکر کے سردار کو جو احکام دئے جلتے تھے، انہیں امور مفصلہ پر نہایت تاکید کی جاتی تھی :-

۱۔ کوئی عورت اور لڑکا اور بڑا اور ضعیف نہ مارا جائے۔ اسکو منہدّت جی قبول کرتے ہیں، مگر اپنی بدزبانی کی عادت سے مجبور ہو کر اسلام پر بیگانی عورتوں کے ساتھ زنا کرانے، خاوند سے جدا کرالینے، بھیڑ بکری کی طرح بیچاؤالنے، تمام اعضا برہنہ کرانے اور لڑکوں کو اغلام کے لئے فروخت کرانے کے الزام لگاتے ہیں۔ مگر ثبوت ایک کا بھی نہیں۔ اسلئے ہم ان سب باتوں کے جواب کے لئے ناظرین کے انصاف کو کافی سمجھتے ہیں، اور صرف لعنة الله على الکاذبین کہتے ہیں۔

۲۔ کسی کا ناک کان نہ کاٹا جاوے۔

اس حکم کو بھی منہدّت جی نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے، مگر بڑی مہربانی کی ہے کہ اسپر

کچھ نہیں لکھا۔

۳۔ عبادت کرنیوالے گوشہ نشین قتل نہ کئے جائیں، اور انکے عبادت خانے نہ کھودو جھادیں۔ اسپر منہدّت جی نے فتوح المصّر کے حوالہ سے گرجہ، آتشکدہ اور یہودیوں کے مکان کا شمار کیا جانا، برہمن، پادری، یہودی، کاهن اور پارسی کا قتل کیا جانا تحریہ فرمایا ہے۔

یہودیوں کے مکانوں کا شمار کیا جانا ہمکو قبول ہے، جنگی ضرورتوں کے لئے ایسا کرنا ہی پڑتا ہے، مگر گرجہ اور آتشکدہ کے شمار کئے جانے کا کوئی ثبوت نہیں برہمن کا فتوح المصّر میں ذکر! العجب!!

الایا ایہا الساقی اور کاسا و ناوہا

مگر ہمکو جنگ کرنے والے برہمنوں، پادریوں، یہودیوں، کاہنوں، پارسیوں کا قتل کیا جانا قبول ہے، مگر عبادت کرنے والے گوشہ نشینوں کے قتل کئے جانیکا کوئی ثبوت نہیں

ناظرین! اب تم خود دیکھ سکتے ہو کہ پنڈت جی کا یہ کہنا کہ اب ان دونوں ملکوں کو باشندہ بالکل عیسائی ہو گئے۔ اپنے اندر لکھنا تک سچائی رکھتا ہے!

اور سنو! فی۔ ڈبلو۔ آرملڈ صاحب اپنی کتاب پر پینچک آف اسلام میں لکھتے ہیں کہ مسلمان ہسپانیہ کے دلوں میں اسلام کی بنیاد کا پختہ ہونا اس واقعہ سے ثابت ہے کہ ۱۳۸۶ء میں جب مورسکی قوم نے لوگ، جو وطن ترک کر نیسے باقی رہ گئے تھے، ہسپانیہ سے نکالے گئے، تو باوجود اسکے کہ ایک صدی تک انہیں جبر پونا تھا کہ ظاہر میں عیسائی مذہب کے پابند رہیں، وہ اپنے آبائی دین اسلام پر ثابت قدم رہے۔۔۔۔۔ غرض اس طرح ایک قوم کو ملک سے نکال دینا ایسے ملک کے لئے سخت صدمہ اور نقصان کا باعث تھا، جنہیں پہلے ہی ملک کے اصلی باشندے زیادہ نہ تھے بلکہ شہر کے شہر اور گاؤں کے گاؤں آدمیوں سے خالی ہو گئے، گھر بوسیدہ ہو کر ٹھنڈے ہو گئے کیونکہ ان کا کوئی بنانے والا نہ تھا بلکہ یہہ مورسکی مسلمان اصلی باشندگان ہسپانیہ کی اولاد تھے، جنہیں عربوں کا خون کم یا بالکل نہ تھا۔ اس دعویٰ کے ثبوت میں کہ انہیں عربوں کا میل کم یا بالکل نہ تھا جو دلائل ہیں وہ طویل ہیں، اور یہاں ان کو درج کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف ایک بات بیان کرتے ہیں، جسکی شہادت ایک مکتوب سے ملتی ہے، جو ۱۳۱۱ء میں تحریر ہوا تھا۔ اُس میں لکھا ہے کہ دولاکہ مسلمانوں میں سے، جو اس وقت غرناطہ کے شہر میں آباد تھے، پانچ سو سے زیادہ مسلمان عسکری نسل نہ تھے، باقی کل مسلمان ہسپانیہ کے خاص نو مسلم باشندوں کی اولاد تھے (دیکھو اردو پریچنگ آف اسلام۔ صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۰)

ناں! پنڈت جی نے اُن گیارہ ملکوں میں سے بھی، جنہیں انہوں نے خامہ فرسائی کی ہے اور اس طرح سینتالیس اور چار، اکاون ملکوں پر، جہاں اسلام پھیلا، پنڈت جی نے کچھ بھی روشنی نہیں ڈالی۔ اور ان سات ملکوں پر بھی جو کچھ لکھا ہے وہ روشنی نہیں بلکہ تاریکی ہے، جو ناظرین کو آگے چل کر معلوم ہوگی۔ مگر قبل اسکے کہ پنڈت جی نے ان سات ملکوں پر جو کچھ لکھا ہے، ناظرین کے سامنے پیش کریں، ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ پنڈت جی نے جو بہانہ پڑھنا تہذیب الاخلاق، سرسید احمد خان

۱۵ مورگن دوسری جلد۔ صفحہ ۲۲۷

۱۶ مورگن۔ دوسری جلد صفحہ ۳۳۷ ۱۷ مورگن دوسری جلد۔ صفحہ ۲۸۹

گھوڑوں کی سوندھا۔ آہن! یہ کیا؟ آریو! تم ہی بتاؤ۔

ہاں ہاتھیں کی سوندھا کاٹی گئی، اور کیوں نہ کاٹی جاتی، جب دشمن اسی سے حملہ کرتے تھے؟

اے کوئی کام بغیر صلاح و مشورہ کے نہ ہوے۔

اس پر پنڈت جی نے کچھ خامہ فرسائی نہیں کی؛ صرف نقل کر دیا ہے۔

اے ہر ایک کے ساتھ طریقۂ انصاف و عدل برتنا جاوے۔ کسی پندلم و جبر نہ کیا جائے۔

اس پر بھی پنڈت جی نے خاص طور پر کچھ نہیں لکھا۔

اے جو عہد و پیمان غیر مذہب والوں سے کہا جاوے، وہ بیشک وفا کیا جاوے۔

اس پر بھی پنڈت جی نے کچھ تحریر نہیں فرمایا؛ صرف نقل کر دیا ہے۔

خدا جو لوگ اطاعت قبول کریں اور جزیہ دیں، اُنکے جان و مال مسلمانوں کے جان

و مال کے برابر سمجھے جاویں، اور اُنکے دشمنوں سے اُنکی حفاظت کی جاوے، اور تمام معاملوں پر

اُنکے احکام مثل مسلمانوں کے تصور کئے جاویں۔

اُنکے اور نمبر ۶ دونوں کے جواب میں پنڈت جی امان عمرہ کے مضمون کو پیش کرتے ہیں۔

مگر امان عمرہ کی یہ حالت ہے کہ غیر مذہب والوں نے بھی اُسکا غلط ہونا مان لیا ہے۔ چنانچہ

ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ صاحب اپنی کتاب "پریچنگ آف اسلام" میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ بات

مشہور ہے کہ جس کسی عیسائی شہر نے مسلمانوں کی اطاعت قبول کی، اُسے امان عمرہ کے مضمون

کو اختیار کیا۔ لیکن زمانہ قدیم کے مورخوں نے اُسکا کچھ ذکر نہیں کیا ہے۔ اور سر ویلیم میور نے

بھی اسکی صحت میں شبہ ظاہر کیا ہے، اور سمجھا ہے کہ امان حضرت عمرؓ میں ایسی سخت شرائط

ہیں، جو حضرت عیسیٰؑ کے بے تعصب عہد خلافت کی نہیں معلوم ہوتیں، بلکہ زمانہ مابعد کی خصوصیتیں

اون میں پائی جاتی ہیں۔ اُسکے بعد امان عمرہ کے مضمون کو نقل کر کے یہ دکھایا ہے کہ اسکی

شرائط بھی کچھ ایسی سخت نہیں ہیں۔

سر ویلیم میور جیسے متعصب کے خاص الفاظ یہ ہیں: "امان عمرہ کا ذکر جگہ بموجب

کل قلم و اسلامیہ میں عیسائی قوموں کی حالت قائم ہوتی تھی، آخر زمانہ میں دیکھا جانا ہے۔ لیکن

حضرت عمرؓ جیسے صلح کل فرمانروا کے ساتھ "امان" کی شرائط میں سے اکثر کی پابندی کو منسوب

ناظرین! ذرا اس آیت پر غور کرو کہ قرآن کریم عبادت خانوں کی حفاظت کی تاکید اور خواہش ظاہر کرتا ہے، یا سمار کرنے کی؟

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الصَّوَامِعُ وَبِيعَ وَصَلَاتُ  
وَمَسْجِدُكُمْ فِيهِمَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا (سورۃ الحج - رکوع ۶-۷)

ترجمہ :- اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے (کے ہاتھ سے) نہ ہٹواتا رہتا، تو (نصاری کے) صومے اور گرجے، اور (یہودیوں کے) عبادت خانے، اور (مسلمانوں کی) مسجدیں، جنہیں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے، کبھی کے دھائے جا چکے ہوتے۔

سبحان اللہ! اس آیت اور خلفائے راشدین کے احکام میں کیسی مطابقت پائی جاتی ہے!!  
علا کوئی درخت پہل دار نہ کاٹا جائے۔

اس حکم کے غلط ثابت کرنے کے لئے پنڈت جی سورہ حشر کی آیت مَا قَطَعْتُمْ مِنْ  
لَّيْنَةٍ اَوْ نَرَتْكُمْ مُّهًا قَائِمَةً عَلَىٰ اَصْوِلِهَا فَبَاذُنِ اللّٰهِ الْخ - یعنی کھجوروں کے درخت جو تنے کاٹ  
ڈالے، یا اونکو انکی جڑوں سمیت کھڑا رہنے دیا، تو خدا ہی کے حکم سے تھا پیش کرتے ہیں، اور  
اوسپر مفسرین کی رائے بھی دکھاتے ہیں کہ کاٹنا اور نہ کاٹنا دونو جائز ہے۔

الجواب :- اوّل تو لینیہ بے پھل کھجور کو بھی کہتے ہیں، دوسرے اگر ہم مان بھی لیں  
کہ اس آیت سے پہل دار درختوں کا کاٹنا اور نہ کاٹنا دونو جائز معلوم ہوتا ہے، تو پھر بھی خلفائے  
راشدین کے حکم کی تردید کیونکر ہوئی؟ سمجھ لو کہ انہوں نے ایک ہی شے پر اپنا عملدآمد رکھا۔  
علا کوئی عمارت اور آبادی ویران نہ کی جائے۔

پنڈت جی اسکا انکار کرتے ہیں، مگر ثبوت نہیں دیتے ہم کہتے ہیں کہ بیشک یہی حکم تھا، اور  
اسی پر صحابہ کرام کا عملدآمد رہا۔ اور اگر کوئی عمارت کہیں توڑی بھی گئی، تو وہ جنگی مصلحتوں کے لئے  
محض مجبور ہو کر توڑی گئی۔ اسکے خلاف تم ثابت نہیں کر سکتے۔

علا کسی جانور، بکری، اونٹ وغیرہ کی کوچیں نہ کاٹی جاویں۔

پنڈت جی لکھتے ہیں کہ کوچیں بھی کاٹی گئیں، گھوڑوں کی سونڈہ اور ناتھریں کی سونڈہ کاٹی گئی ہیں۔  
کوئیں کاٹنے کا جواب بجز لعنتہ اللہ علی الکاذبین کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔



قتل کے لئے دوڑے، مگر آنحضرتؐ کے حکم سے باز رہے، اور رات کو ابوسفیانؓ حفاظت میں رکھے گئے۔ صبح کو آنحضرتؐ نے پوچھا کہ کیا وقت نہیں آیا کہ تو کہہ کر خدا وعدہ لاشریک ہے، اور سوائے اس کے کوئی مبودلالتی پرستش نہیں، اور میں نبی برحق ہوں۔ ابوسفیانؓ بہت شکر گزار ہوئے، اور خدا کی وحدانیت اور اسکی مبودیت کا اقرار کیا، اور پھر حضرت عباسؓ کے کہنے سے آنحضرتؐ کی نبوت کے بھی مقرر ہوئے۔

ناظرین! اگر ہم مان بھی لیں کہ یہ بیان درست ہے، تو پھر بھی اہمیں حیرت و اکراہ کہاں ہے؟ اور پنڈت جی کے ہاتھ میں اس کا کیا ثبوت ہے کہ اگر وہ اس وقت مسلمان نہ ہوتا، تو اسکو تلوار کے زور سے مسلمان کیا جاتا؟ حضرت عمرؓ قتل کے لئے دوڑے، اور ضرور دوڑے کیونکہ وہ اپنی بے حد زیادتیوں اور پچھڑائیوں کی وجہ سے واجب القتل تھا، مگر آنحضرتؐ نے رحم فرمایا کہ قتل سے بچا دیا۔ آنحضرتؐ کا یہ کہنا کہ کیا وقت نہیں آیا اللہ اسے تھا کہ اس فتح مکہ سے کئی نشانات پورے ہوئے تھے۔ ایک تو قرآن میں جو جو وعدے کئے گئے تھے کہ آخر کار مسلمان کی فتح ہے، اور انکے دشمن نچا دیں گے وغیرہ وغیرہ، وہ پورے ہو رہے تھے۔ دوسرے بائبل کی دس ہزار قدوسیوں والی پیشگوئی پوری ہو رہی تھی۔ مطلب یہ کہ ان نشانات کے دیکھنے کے بعد بھی کیا وقت نہیں آیا کہ تو اسلام قبول کرے۔ حیرت کا تو ذکر ہی نہیں۔ اور حضرت عباسؓ کے (جو ابھی اسی سفر میں مکہ سے آکر شریک ہوئے تھے، اور آنحضرتؐ کی صحبت سے بہت کم حصہ لیا تھا) کے قول کے جوابدہ آنحضرتؐ نہیں ہو سکتے، اور اس سے یہی طرح سمجھا نہیں جاسکتا کہ رسول خدا کا کیا ارادہ تھا۔

ایکے بعد پنڈت جی نے آنحضرتؐ کے تائیس غزوات گنائے ہیں، اور ان غزؤں کے ناموں کو جبر و اکراہ کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ چونکہ ہم ان اور دوسرے غزوات اور سربلویں پر مفصل بحث کر آئے ہیں، اسلئے یہاں پر کچھ لکھنا تحصیل حاصل سمجھتے ہیں۔ ناظرین باب ششم کو دیکھ لیں کہ ایک جنگ بھی حیرت و اکراہ سے مسلمان کرنے کے لئے نہیں کی گئی تھی۔

خجی چنانچہ اپنی سورشوں کا وہ خود بھی اقرار کرتا ہے، جبکو پنڈت جی نے ہی نقل کیا ہے کہ ابوسفیانؓ نے کہا کہ میں باپ میرے آپ پر خدا ہوں، کیا حلیمی و کریمی آپ کی ہے کہ عمن ان گستاخوں اور بے ادبیوں کے جو ہر وقت میں کائنات میں عنایت میرے حال ہے۔ ۱۲۔ ۱۳۔ دیکھو، ابن خلدون۔ ذکر فتح مکہ۔ ۱۲۔

کرنا اس فرمانروا پر بیتان باندھنا ہے۔ اس سخت امان میں جو شرائط ایسی ہیں کہ سب سے زیادہ محفل آزادی عیسائیوں کے حق میں ہوئیں، ان پر عمل درآمد صرف آخر وقت میں ہوا۔ ۱۷۵۰ء کو دیکھو۔)

استیشنڈر - صفحہ ۱۲۵ و ۱۸۷ کو دیکھو۔  
اور سمجھتے ہو کچھ ثبوت حقوق دشمنین کے مضمون میں پیش کیا ہے، وہ بھی اس امان کو بڑے زوروں کے ساتھ غلط ثابت کر رہا ہے۔  
علا جتنگ اسلام کے قبول کرنیکی دعوت نہ لی گئی ہو، دفعتاً نہ لڑنا چاہئے۔

اسپرینڈت جی بہت کچھ منہ آئے ہیں، اور لکھا ہے کہ نتیجہ اسکا صاف ظاہر ہے کہ یا مسلمان بناؤ یا قتل کرو، تیسری طرح کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔  
مگر ناظرین یہ بات کیسی سچی ہے کہ :- ”دروغ گو را حافظہ نباشد“

الہی نمبر (۱۰) میں لکھ چکے ہیں کہ جو لوگ اطاعت قبول کریں اور خبر یہ دیں الہ، پھر بھی یہ لکھنا کہ ”تیسری طرح کا کوئی علاج نہیں“ حافظہ نباشد کا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ صحابہ کرام اس بات کی کوشش میں ہمیشہ رہتے تھے کہ جس روشنی کو پہنچنے فائدہ اٹھایا ہے، اس روشنی سے دوسری قومیں بھی فائدہ اٹھائیں، اس لئے دشمن و حملہ آور قوموں سے جو جنگ کرتے تھے، تو انکو بھی دعوت اسلام کر لیتے تھے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ اسلام قبول کرنیکی قابلیت رکھتے ہوں، اور جنگ میں قتل ہو جائیں۔ مگر ایسا کبھی نہ ہوا کہ مذہب اسلام نہ قبول کرنیکی وجہ سے جنگ کی گئی۔ خلفائے راشدین کی جنگوں کے اسباب میں تم دیجہ چکے ہو کہ مذہب اسلام کے بحسب و اگر قبول کر دانے کے لئے ہرگز جنگ نہیں کی گئی تھی، بلکہ کل جنگیں فاطمی ہو

## عرب کی سطح مسلمان ہوا

### جواب کا

پنڈت جی ابوسفیانؑ کے مسلمان ہونے کا حال تاریخ انبیاء سے یوں لکھتے ہیں کہ مکہ پر جب چڑائی ہوئی، تو حضرت عباسؓ انکو آنحضرت کے پاس لے آئے، حضرت عمرؓ نے انکو

پہلی بات تو پوری ہو گئی، جو اسلام کی سچائی کا ایک نشان ہے۔ اسی نیت سے مسلمانوں کا اسلام قبول کرنا محفوظ غلط ہے۔ نہ معلوم اس نیت کو مسلمانوں نے کس پر ظاہر کیا تھا؟ اور تیسری بات کا جواب بھی سو اللعنة اللہ علی الکاذبین کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

ہاں اگر ہم ان کل باتوں کو مان بھی لیں، تو جبر و اکراہ سے اسلام میں داخل ہونا جو پنڈت جی کا دعوے تھا، کہاں ثابت ہوا؟

اسکے بعد پنڈت جی نے، تاریخ انبیاء کے حوالے سے غزوہ بدر الکبریٰ کے وقت صحابہ کرام کی وفاداری، اور انکی یہ خواہش کہ مہر چاہے کتنی ہی مصیبت آنے لگے آخر حضرت کا ایک بال بھی میکا نہ ہو، تحریر فرمائی ہے۔ اس سے بھی ہمارا ہی دعویٰ ثابت ہوتا ہے، اور انکی آپر والی بات کہ اکثر مرتبہ اس وقت کے مسلمان روگرداں و پشیمان ہوتے رہے غلط ہوتی ہے، کیونکہ اسکی وفادار لوگوں سے ایسی امید کسی وقت نہیں لی جاسکتی۔

غنیمت کے مال بانٹنے پر ہمیشہ جھگڑے ہوتے تھے، اسی لوٹ کے مال کی خاطر پہلے لوگ مسلمان ہوئے تھے، اور اسی کی ترغیب سے مختلف وقتوں میں مسلمان ہوتے رہے۔

غنیمت کے مال کی تقسیم پر جنگ بدر میں مختلف رائیں ہوئیں، پھر احکام الہی نازل ہوئے اسی کو جھگڑا سمجھو یا جو کہو، پھر کبھی اختلاف نہ ہوا، ہمیشہ کہنے والے پر لعنت! اور دوسری دونوں باتیں محض غلط! اگر جبر و اکراہ ثابت ہو تو ثابت کرو۔ اور غنیمت کے مال کو لوٹ کا مال کہنا پر درجہ کی جہانت ہے۔ (دیکھو کتاب ہذا - باب نہم - فصل سوم - رسالہ جہاد صفحہ ۱۵۱ و ۱۵۲ کی جوابات)

پھر بنی قینقلع کے مدینہ سے نکالے جانیکا ذکر کیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ کتاب ہذا کہ انکے نکالے جانے کے کیا اسباب تھے۔ اور ان یہودیوں کو (جنہوں نے حرمت نسواں کا پی پاس نہ کیا) بے گناہ کہنا آپ ہی جیسے بد اخلاقیوں کے حامی کا کام تھا۔!

قتل کعب بن اشرف کے لئے دیکھو کتاب ہذا - صفحہ ۵۳ و ۵۴۔

جنگ احد کے ذکر میں پنڈت جی نے مہاجر و انصار کا سردار کائنات کی پاسبانی میں مبالغہ کرنا، قریشیوں کا اتفاق کر کے آنا، جنگ میں چار مہاجر اور چھ انصار کا شہید ہونا، آنحضرت کا زخمی ہو کر گرنا، اور حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ کا آپکو باہر نکالنا،

حصارِ قموص کے موقع پر رسول خدا کا یہ کہنا کہ جب تک اشدان لا الہ اللہ محمد الرسول اللہ نہ کہیں تب تک قتل کرو تا ریج انبیاء کی یہ غیر مستند کتاب کے جو کہ پنڈت جی نے لکھا ہے۔ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا (فرضی) قول تو تاریخ انبیاء ہی میں ہے اگر کسی صحیح حدیث میں بھی ہوتا، تو قرآن کی اٹھلی آیتوں کے خلاف پا کر کوئی مسلمان اس کو رد کرے خدا کا قول تسلیم نہیں کر سکتا، اور یہی کہنا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔

اور دوسرے اس قول کا غلط ہونا اس طرح سے بھی ثابت ہے کہ جب حصارِ قموص کے علاوہ خیمہ کے چودھویں نے اور فتح بھی ہو گئے، تو رسول خدا نے اونکو جبراً مسلمان نہیں کیا، بلکہ انکو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی پوری آزادی عنایت فرمائی، جسکو ہم مفصل غزوہ خیبر میں لکھ چکے ہیں۔

پنڈت نے بنو قریظہ کے قتل کا ذکر کیا ہے، جسکو ہم خود لکھ چکے ہیں، اور ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے کہ انکے قتل کے اسباب کیا تھے؟

ذکر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انہوں نے نہ پیغام صلح دیا، اور نہ لڑنے کو باہر میدان میں نکلے۔

پنڈت! اگر جبراً مسلمان کرنا تقاضا یہ صلح کیسی؟

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خلافت کا فیصلہ ہونے وقت جو سعد بن عبادہ نے تقریر کی تھی، اسکو پنڈت جی نے نقل کیا ہے۔ نہ معلوم اس سے انہوں نے کیا فائدہ سوچا تھا! اس سے تو صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مکہ میں مذہبی آزادی حاصل نہیں تھی، اسلئے بہت کم لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔ چنانچہ خود تقریر میں ہے کہ کوئی اُتوقت مصیبت میں ساتھی نہ ہوا، مگر جب مدینہ میں آئے، تو ایک گونہ مذہبی آزادی حاصل ہوئی، اور پھر جب مخالفین لڑ بھڑ کر تھک کے بیٹھ رہے، تو پوری آزادی مذہب میں حاصل ہو گئی، اور اسلام ترقی کرنا لگیا۔

پھر پنڈت جی نے آنحضرت کا خزانہ قیصر و کسریٰ کے منے کا وعدہ کرنا، اسی نیت سے لوگوں کا مسلمان ہونا، اور اکثر مرتبہ اس وقت کے مسلمانوں کا روگرداں و پشیمان ہونے رہنا محسوس فرمایا ہے۔

اور اسلام کی حقیقت سارے عرب میں پھیلنی شروع ہوئی، اور لوگ جوق جوق اسلام میں داخل ہوتے چلے۔ صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تک، جس زمانہ میں جنگ ایک دم موقوف تھی، چھتے لوگ اسلام میں داخل ہوئے، وہ محدثوں اور تاریخ نویسین سے پوشیدہ نہیں، مگر جنگ بدر و احزاب وغیرہ میں باوجودیکہ بڑی کامیابیاں ہوئیں، تاہم اس زمانہ میں اسلام کی اتنی ترقی نہیں ہوئی تھی۔ (دیکھو کتاب ہند - صفحہ ۷۷۷)

پھر غلامی کا ذکر کرتے ہیں کہ یہ عرب میں انحضرت کے وقت سے جاری ہے۔ مگر غلط ہے۔ غلامی عرب میں پہلے سے جاری ہے، اور اسلام نے تو غلامی اٹھانی چاہی ہے۔ مگر یہ بحث یہاں پر غیر متعلق ہے، اگر چاہو تو دیکھو دی جہاد یعنی کریٹیکل لکسپوزیشن آف دی جہاد مصنفہ مولوی چراغ علی صاحب - ضمیمہ (ب) مطبوعہ کلکتہ ۱۸۸۵ء۔ ہاں! کیا ہندوستان میں غلامی نہیں تھی؟ کم سے کم منہ سہرتی ہی ملاحظہ ہوا

ہاں! عرب کے جبر و اکراہ سے مسلمان ہونیکا اور بھی ثبوت سننے کا؟ پندت جی فرماتے ہیں کہ ایک لایق اور قابل قدر مورخ لکھتا ہے کہ عرب والے نوح کی اولاد سے نہیں ہیں، بلکہ سام سپر کرشن جی کی اولاد سے ہیں، اور اسی واسطے وہ سامی کہلاتے ہیں۔ دوار کا سے خارج ہونیکے بعد سام جی عرب میں ت اپنے رشتہ داروں و ملازموں کے آگئے، اور اسی روز سے عرب آباد ہوا، ورنہ پہلے اس سے وٹاں آبادی نہیں تھی۔ اور عرب لفظ سلسلرت کا ہے (یعنی آریہ) (آریوں کا راستہ)۔ ملک مصر کو آریوں کے جانے کا راستہ۔ اور یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے۔ عرب کے انگریزی نام ارب سے یہ کہے دیکھتے سے۔ پس درحقیقت اہل عرب سام جی سپر کرشن جی کی اولاد ہیں۔

یہ ہے ثبوت جبر و اکراہ سے اسلام میں داخل ہونیکا! ہاں آریو! اس تو ان بے ثبوت بالوں کو نہیں مانتا۔ تمہاری مرضی!

روم کس طرح مسلمان ہوا  
کا جواب

اس بات کے ثبوت میں کہ روم جبر و اکراہ سے مسلمان ہوا، سب سے پہلے پندت جی نے

اور دندان مبارک کا شہید ہو جانا، آنحضرتؐ کی وفات مشہور ہو جانی، حضرت امیر حمزہؓ وغیرہ کا شہید ہونا اور قریش کی عورتوں کا انکے ناک کان کاٹ لینے، یہ تو باتیں لگی ہیں۔ مگر نہ معلوم اس سے بھی انکو کیا فائدہ ہوا؟ یہ باتیں تو ہمارے ہی دعویٰ کی سہید ہیں کہ مدینہ میں ہجرت کر آنے کے بعد بھی منکروں نے چین سے بیٹھنے نہیں دیا؛ اتفاق کر کے آنے، اور مسلمانوں کو تہ تیغ کر دینا کرنا چاہا۔ ابوجہ سے ضرور ہوا کہ اُسے جنگ کیجاوے، تاکہ ملک میں امن قائم ہو۔ پھر صفحہ ۳۳ سے ۳۴ تک ارتداد عوب کا ذکر ہے، جبکا جواب باب ۱۸ ختم میں صفحہ ۸۷ سے صفحہ ۹۱ تک ہم دیکھے ہیں، حاجت اعادہ کی نہیں۔

پھر صفحہ ۳۴ میں پنڈت جی نے حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت عایشہؓ صدیقہ اور حضرت علیؓ کی جنگ کا، اور حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی جنگوں کا، اور خرقین کی صلح کا، اور حضرت علیؓ کی شہادت کا اور واقعہ کربلا کا ذکر کیا ہے۔ چونکہ یہ باتیں اس کتاب سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں، اسلئے ہم انکے متعلق کچھ لکھنے سے قاصر ہیں۔

پھر صفحہ ۳۵ میں دس سطروں تک پنڈت جی نے جو کچھ لکھا ہے، اسکا خلاصہ یہ ہے کہ عرب جب مسلمانوں سے لڑتے لڑتے عاجز آگئے، اور سرگرداں و پریشاں وادی اوبار و انکار کے ہو گئے، تو ایمان لے آئے۔

ناظرین! یہ تو غزوات اور سریوں کو لکھ کر آنکے وجہ و اسباب بھی مستند تاریخوں سے نقل کروئے ہیں، اب آپ ہی بتائیں کہ کونسی ایسی جنگ تھی، جس میں مسلمانوں کی زیادتی تھی اور انہوں نے عرب کو سرگرداں و پریشان کر نیلے لئے جنگ کی تھی؟

ناظرین! آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کل جنگیں دفاعی تھیں :- مسلمانوں کو ستایا جاتا تھا، انپر چڑھائی کی جاتی تھی، انکی مولیٰ کو طعنے جاتی تھیں۔ اسپر مسلمانوں نے تلوار اٹھائی، اور عرب میں امن و چین کی روح پھونک دی، اور مذہبی آزادی ہر طرح حاصل ہو گئی، جسکی وجہ سے اسلام کی طرف لوگ آمنا آئے۔ مگر نادانوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ جنگ سے تنگ آکر عرب مسلمان ہو گئے۔ نہیں! نہیں! بلکہ حب امن مطلوبہ حاصل ہو گئی، تو آپس میں لوگ ملے جملے،

دوسرے یہ کہ دوسری مستند تاریخوں مثلاً ابن خلدون و طبری وغیرہ میں بھی اس  
مضمون کے خطا کا کچھ ذکر نہیں، بلکہ واقعات جو درج ہیں، وہ اس مضمون کے خطا کی تردید کر رہے ہیں  
حضرت ابو عبیدہؓ نے فتح النطاکیہ ہی کے بعد لشکر اسلام کو ہر طرف سپلا دیا تھا۔ اس  
مقام پر ابن خلدون لکھتا ہے :-

ان واقعات سے عساکر اسلامی کی بہادری، دلاوری، استعمال، عزم کا لوگوں کے  
دلوں پر سکھایا گیا۔ جس طرف کوئی افسر ٹھوڑی سی فوج لیکر نکل جاتا تھا، عیسائی امراء خود اگر صلح  
کر لیتے تھے۔ ابو عبیدہؓ نے چاروں اطراف اسلامی فوجیں بھیلا دیں، سواروں کو سہیلیں و تیرہری  
کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ عساکر اسلامی نے قسیرین اور النطاکیہ کے کل مصافات پر  
قبضہ کر لیا، پھر حلب کو دوبارہ فتح کر کے قورس کا قصد کیا۔ مقدسہ الجیش پر عیاض بن  
مغفر رضی اللہ عنہ۔ بلا کسی جدال و قتال کے اہل النطاکیہ کی شرائط صلح پر اہل قورس نے صلح کر لی۔  
تل عسراز اور اہل کے قریب قریب جتنے تہہ تیہ بیت آسانی سے اس طرح مفتوح ہو گئے کہ کہیں پر  
خون کا ایک قطرہ نہ گرا۔ بیچ کو سلطان بن ربیعہ باہلی نے بصلح فتح کیا اور عیاض بن  
اہل و لوگ عنتیاب سے اہل بیچ کی شرائط پر مصافحت کر لیا، مگر اس قدر ان شرائط کو اور  
اضافہ کر دیا کہ وقت ضرورت فوجی خدمت بھی دنیا ہو گا۔ (دیکھو، ابن خلدون - کتاب ثانی  
جلد چہارم - ذکر فتح حلب و النطاکیہ -)

کہو، اگر یہ حکم تھا کہ جو اسلام قبول نہ کریں، انکو تہ تیہ بید رہ کر دے، تو پھر ان مصالحتوں

کے کیا معنی ہیں؟

پھر نیطت جی لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے اُسماۃ کو سپہ سالار مقرر کر کے بالشکر

جہاد و جہاد کے واسطے شام کے ملک میں بھیجا۔ اُسے وٹاں جا کر وہ قلع و قمع کیا کہ تمام کافروں

کا ناک دم میں کیا، اور گھبرا کر اپنے موطن و مساکن کو چھوڑ بھاگے، اور مارتا دھاڑتا وٹاں

تک جا پہنچا۔ اُس حوالی کی مخلوق سے بہت بد لایا، اور پھر سارا و غنائم بہت سبب اسباب

غنیمت لیکر خدمتِ خلیفہؓ رسول میں حاضر ہوا۔ اُس وقت اہل بغض و عناد کی کمر لوٹ گئی،

کیونکہ ان نادانوں کا گمان تھا کہ اب اسلام میں بندوبست نہ رہیگا، اور اس قدر قوت نہ ہوگی



معاذین جبل کا سفیر نیکر بطارقہ حاکم روم کی طرف جانا، اور جزئیہ، اسلام، اور جنگ پیش کرنا لکھا ہے۔

نہ معلوم یہ کس قسم کا ثبوت ہے۔ اول تو میں نے مانا کہ انہوں نے جزئیہ، اسلام اور جنگ پیش کیا تھا، تو پھر اس میں اعتراض کیا ہے؟ میں جیسا پہلے لکھ چکا ہوں کہ صحابہ کرام کی بڑی خواہش تھی کہ جس روشنی سے انہوں نے فائدہ اٹھایا تھا، اُس سے دوسرے بھی منور ہو جائیں، اس لئے دشمنوں کو بھی وہ اس سے محروم رکھنا نہیں چاہتے تھے، اور پہلے خوب خوب سمجھاتے اور لمبی لمبی تقریریں کرتے تھے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ اسلام قبول کرنے کی قابلیت رکھتے ہوں، پھر بھی جنگ میں مارے جانے کی وجہ سے محروم رہ جائیں۔ اسلام پیش کرنے سے یہ مطلب نہیں کہ صرف کہہ دیا کہ مسلمان ہو جاؤ، نہیں، بلکہ براہین و دلائل سے اسلام کی سچائی ظاہر کرتے تھے، چنانچہ تاریخوں میں ایسی بہت تقریریں درج ہیں، جو تاریخ دانوں سے پوشیدہ نہیں۔ اسکے بعد دشمن قوم کے لئے سوائے کچھ چار انہیں کہ بغیر اسے اطاعت قبول کرے، اور طغیس ادا کرے، یا جنگ کر کے فیصلہ کرے۔ پھر ہمیں اعتراض کیا ہے؟ یہ تو نہیں کہ مسلمان نہ ہونے ہی کی وجہ سے آئے جنگ کی گئی تھی، بلکہ جنگ تو دفاعی تھی۔ دیکھو کتاب لہذا۔ سلطنت روم سے جنگ کے اسباب۔ صفحہ ۸۷ اور دوسرے یہ کہ یہ واقعہ جو نیٹت جی نے لکھا ہے، اسکا تاریخوں میں کہیں تپہ نہیں چلتا اور پتہ کیوں کر چلے؟ بھلا بطارقہ حاکم روم بھی کوئی کہی ہوا ہے؟ بطارقہ اور روم کا حاکم! ایسی تاریخ دانی کے صدقے!

پھر حضرت ابو عبیدہ کے ایک خط کا خلاصہ درج کیا ہے، جو کہا جاتا ہے کہ انہوں نے امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کو لکھا تھا۔ خط کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے لشکر اسلام کو ہر جہاں جانب بھیل دیا ہے، اور یہ حکم دیا ہے کہ جو دین قبول کریں، انکو امان دو، اور جو نہ قبول کریں، انکو قتل کرو۔ اور حوالہ تاریخ انبیاء کا ہے۔

اول تو تاریخ انبیاء محض غیر متند کتاب ہے، اُسپر بھی میں چیلنج کرتا ہوں کہ اسکے خاص الفاظ نقل کر کے یہاں کو دھلاؤ کہ اُس خط کا یہی خلاصہ ہے، تو میں پچاس روپیہ دینے کو حاضر ہوں جہاں چاہو پہلے جمع کر لو۔

ہاں! میں نے مانا کہ امیر المؤمنینؑ نے یہ تینوں باتیں فرمائی تھیں، پھر اعتراض کیا ہے؟ خدا سے ڈرتے رہنا، یہ تو نیک لوگوں کا فرض ہے، جس سے آپکو بھی ارجح نہ ہوگا۔ اور اسکی راہ میں جہاد کرنا، کیا اچھے ملک، اپنی عزت و آبرو، اور سب سے بڑھکر اپنے پاک و پوتر مذہب کی بچائے کی کوشش میں خدا کی راہ میں لڑنا نہیں؟ اور شام کے کافروں کو قتل کرنا، اس میں بھی کیا اعتراض ہے، جبکہ آپکو معلوم ہو چکا کہ ملک شام سے جو جنگ کی گئی تھی، وہ دفاعی جنگ تھی۔ مگر ناظرین کو معلوم ہو کہ فتوح الشام میں کچھ دو باتیں سرے سے ہیں ہی نہیں۔ دیکھو وصیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ - فتوح الشام - مطبوعہ نظامی ۱۲۹۱ھ - صفحہ ۱۱۔

پھر پنڈت جی لکھتے ہیں کہ ایک جنگ میں بلکہ شام چھ سو قیدی پکڑے آئے۔ عمرو بن العاص نے اپنے دین اسلام پیش کیا۔ پس کوئی اونہیں کا مسلمان نہ ہوا۔ پھر حکم ہوا کہ انکی گردنیں ماری جائیں۔

اس مضمون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھ سو قیدی اسلئے قتل ہوئے کہ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔ مگر یہ بات نہیں ہے۔ پنڈت جی نے فتوح الشام کا حوالہ دیا ہے، اور اس میں صاف وجہ قتل کا ذکر ہے، جبکہ پنڈت جی اپنا مطلب ثابت کرنے کے لئے ڈھکوسلے اور ڈکار تک نہ لیا۔ اس میں لکھا ہے کہ کہا عمرو نے مسلمانوں سے کہ غنقریب مقابلہ ہوئیوالا ہے رو بیس سے، پس چھوڑنا انکا برا ہے اپنے حق میں، پس حکم دیا انکے قتل کا، اور مارا انکو مسلمانوں نے (دیکھو، فتوح الشام - ایضاً - صفحہ ۱۳)۔

ناظرین! ذرا پنڈت جی کی دھوکا بازیوں کو ملاحظہ فرماتے جاؤ۔ اور یہ بھی یاد ہے کہ اس عظیم واقعہ کا کسی مستند تاریخ مثلاً طبری، ابن خلدون وغیرہ میں ذکر نہیں۔

پھر پنڈت جی فتوح الشام کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ دمشق کے محاصرہ کی جنگ میں خالد نے کھوجیں اور عزرائیل کو اسلام نہ قبول کرنے کی وجہ سے قتل کروا ڈالا۔

ناظرین! اب عذر کر دو کہ اس واقعہ کو صرف واقدی نے بیان کیا ہے، ورنہ طبری فتوح الشام از دی، فتوح البلدان اور ابن خلدون وغیرہ مستند تاریخوں میں اسکا کچھ ذکر نہیں۔ اور واقدی کی یہ حالت ہے کہ وہ ضعیف و غلط روایات کو بھی کثرت سے لے لیا

کہ جہاد کریں ۛ

جواب میں صرف اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ اُس سائنہ نے اُس قوم سے بدلہ لیا، جس نے محض ظلم و زیادتی سے اُسکے دادا اور باپ کو شہید کیا تھا، اور خاص مدتیہ پر حملہ کرنا چاہتی تھی۔ دیکھو کتاب لُزّا۔ سلطنت رومہ سے جنگ کے اسباب ۛ صفحہ ۹۶ تا ۹۸

اس مضمون کے بعد ہی جو پنڈت جی نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ایک خط کے چند الفاظ فتوح الشام سے نقل کئے ہیں، وہ بھی صاف ظاہر کر رہے ہیں کہ ملک شام اسلام کا کھلا شہر ہو گیا تھا۔ پنڈت جی لکھتے ہیں کہ شام کی فتح کے واسطے جو خطوط بطلب آئے، مگر غلطی کے واسطے جھگڑا کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لکھے، اُنہیں لکھا کہ الخ جھگڑا علوہم والشام ۛ

پھر پنڈت جی فتوح الشام کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یزید بن ابی سفیان در سبیلہ بن عامر سرداران لشکر نے کہا کہ مناسب ہے کہ سب مال جو رومیوں سے ہاتھ لگا ہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے حضور میں بھیجا جاوے، تاکہ مسلمانوں اُسکو دیکھ کر قصد جہاد رومیوں کا کریں ۛ

اے جھوٹے، تجہ پر لعنت! جھوٹ بول بول کر اپنی بات کو بنا ہوا اچھے آدمیوں کا کام نہیں۔ ناظرین! یہ محض پنڈت جی کی دھوکا دہی ہے، ہرگز فتوح الشام میں یہ نہیں لکھا ہے کہ تاکہ مسلمان اُسکو دیکھ کر قصد جہاد رومیوں کا کریں ۛ اُنہیں صرف اتنا ہی لکھا ہے اور کہا آپس میں کہ بھیجیں ہم سب غنیمت طرف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے، پس راضی ہوئے تمام لوگ اس بات پر، اور روانہ کر دیا سب مال غنیمت کا سوا ساز جنگ اور ہتھیاروں کے ۛ (دیکھو فتوح الشام - صفحہ ۸ - مطبوعہ نظامی کالج پورہ - ۱۲۹۱ھ)

پھر پنڈت جی نے اُس وصیت سے، جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو شام روانہ کرتے وقت کی تھی، تین باتیں لکھی ہیں :- خدا اُنھیں سے ڈرتے رہنا، اُسکی راہ میں جہاد کرنا، اور وہاں کے کافروں کو قتل کرنا۔ اور حوالہ فتوح الشام کا دیا ہے -

اس سے بھی اس واقعہ کا غلط ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اگر حضرت خالدؓ کی بے تعصبی اور مذہبی آزادی کا خیال دیکھنا منظور ہو، تو اور واقعات کو چھوڑ کر کم سے کم اسی فتح و مشق کے صلح نامہ کو ملاحظہ فرماؤ:-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - هَذَا مَا اعطى خالد بن الوليد آل دمشق اذا دخلها اعطاهم امانا على انفسهم واموالهم وكنائسهم ورسولهم لا يفتهم ولا يسكن ولا يهدم شيئا من دودهم لهم بذل الك عهدهم الله وائمة رسوله (صلعم) والخلفاء والمؤمنين لا يعرض لهم الا تجيرا اذا اعطوا الجزية (دیکھو، فتوح البلدان بلاذری - ذکر فتح دمشق)۔

ترجمہ :- بسم اللہ الرحمن الرحیم - یہ وہ (حقوق) ہیں جو خالد بن الولید نے اس و مشق کو دئے ہیں۔ جب کہ اس میں داخل ہونگے، تو اُن کو امان دئے گئے کہ ان کی جانوں، اُنکے اموال، اُنکے کلیوں اور اُنکے شہر پناہ پر۔ اور اُنکے دور میں کوئی سکونت اختیار نہ کرے گا، اور نہ اُن کے دور میں سے کوئی منہدم کیا گئے گی۔ اس بابت پر آئے اللہ کا عہد اور اُنکے رسول، اور خلفاء اور مومنوں کا ذمہ ہے۔ اور نہیں پیش آئینگے ہم واسطے اُنکے سوائے نیکی کے جب دیں وہ جزایہ۔

آخر میں نیٹ جی نے کتاب کا زمانہ ترک (شاید یہ کارنامہ ترک کی خرابی ہے!) کے حوالے سے ہر سال ایک ہزار عیسائی بچوں کا جبراً جان بخشیاری فوج میں بھرتی کیا جانا، اور انکا جبراً مسلمان کیا جانا تحریر فرمایا ہے۔ اور پھر اپنی قدیمی بدزبانی و بد لگامی کیوجہ سے اُنکے ساتھ خلاف وضع فطری کے ارتکاب کا بھی الزام لگایا ہے۔

ہمارا نامہ ترک تو میرے پاس نہیں، جو میں اُسے دیکھوں۔ مگر میں تمہاری باتوں کا غلط ہونا مستند تدانیوں سے ظاہر کرتا ہوں۔ سنو!

اب میں کوئی شک نہیں کہ ترکوں نے تین سو برس تک نیکی چمپی کی شہرہ و معروف فوج کے لئے خراج میں عیسائیوں سے بچے لئے۔ ہم اسکو خود ایک حد تک ظلم مانتے ہیں، اور اسلام ہرگز ایسے خراج کی اجازت نہیں دیتا مگر تمہارا یہ کہہنا کہ ہر سال ایک ہزار بچے جبراً فوج

کرتے ہیں، چنانچہ اُنکے بارہ میں لکھا ہے کہ ۱۰۱۰ اقدی محمد بن الواصل الاسلمی المدنی الخالد  
استقر الاجماع علی دھنہ کما فی المیزان (شرح محمد بن عبد الباکی  
الزورقانی ایا لکی علی المصائب الدنیہ)

ترجمہ ۱۰۱۰ اقدی محمد بن عسمر بن الواصل الاسلمی المدنی کی ضعیف (روایت)  
پر اجماع کا استقرار ہو گیا ہے۔ جیسا کہ میزان میں ہے ۱۰۱۰

تو پھر جب اس واقعہ کا ذکر اس ضعیف راوی کے اور کسی نے نہیں کیا، تو اس کے غلط  
ہو نہیں لیا کسے باقی رہی؟ مگر علاوہ اُنکے خود اس واقعہ میں بہت سی ایسی باتیں ہیں، جو خود اس  
واقعہ کا ہونا ظاہر کر رہی ہیں۔

واقعی نے لکھا ہے کہ:-

علاء دمشق کے محاصرہ کے وقت دناں رومیوں کے دو اعلاٰ اضر تھے، اور یہ دونوں سپہ  
تھے۔ ایک کا نام کلوس اور دوسرے کا نام عزرائیل تھا۔ ان دونوں کو حضرت خالد  
نے لڑا کر گرفتار کر لیا، اور پھر اسلام قبول نہ کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا۔

اب دیکھو کہ کل مستند تاریخوں میں کلوس اور عزرائیل کا ذکر تک نہیں، بلکہ یہ لکھا ہے  
کہ اس وقت جو دو اعلاٰ اضر رومیوں کے دناں تھے، انہیں سے ایک کا نام لسطاس بن لسطور  
اور ایک کا ما مان تھا۔ چنانچہ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ دمشق میں ان دونوں رومیوں  
کا نامی سپہ سالار لسطاس بن لسطورس اور اوند کا مذہبی پیشوا ما مان بطرین بطور ایک  
ذمہ دار حکم کے موجود تھے ۱۰۱۰ (دیکھو، ابن خلدون - کتاب ثانی - جلد چہارم - واقعہ فتح  
دمشق -)

تو پھر جب کلوس و عزرائیل کا وجود ہی ثابت نہیں، تو پھر اوند کا اسلام نہ قبول کر سکی  
وجہ سے قتل ہونا چہ معنی دارد!

۱۰۱۰ حضرت خالدؓ کلوس کو لڑا کر گرفتار کر چکے تھے، اور عزرائیل کو فوراً ہی گرفتار کیا تھا  
کہ حضرت ابو عبیدہؓ لشکر اسلامی میں پہنچے۔

یہ غلط ہے۔ کل تاریخوں میں اس کے خلاف لکھا ہے کہ اس وقت پر دونوں حضرات سلمہ آئے  
تھے۔

۴۔ لیکن یہ امر نہایت قابل افسوس ہے کہ جب طرح روم کے عیسائی شہنشاہ کسی شہر سے عیسائی بچوں کو، جو ذمات اور ریاست میں اوردن سے بڑھ کر ہوتے تھے، مالی اور فوجی عہدوں کی تعلیم پانے کے واسطے لیتے تھے، اسی طرح شرکوں نے بھی، جب وہ بازنطین سلطنت کے مالک بنے، تو اپنا حق ثابت کیا کہ عیسائیوں سے اون کے کم عمر لڑکے، جو ذمہ اور لائق ہوں، لے سکتے ہیں۔ (دیکھو، داؤد کٹر لوس - (صفحہ ۱۳۱۲ - ۱۳۱۱)

اور ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب یہ معلوم ہو گیا کہ ماں باپ اپنے لڑکوں کو روپیہ دیکر داپر بھی لے سکتے تھے، تو پھر اس ظلم کی کوئی حقیقت نہیں رہتی۔ چنانچہ لکھا ہے۔  
 ۵۔ لیکن ماں باپ کو اجازت ہے کہ روپیہ دیکر اپنے لڑکوں کو ان شرکی حاکموں سے واپس لے لیں، جو لڑکوں کو جمع کرتے ہیں۔ (دیکھو، داؤد کٹر لوس - (صفحہ ۱۳۱۲ - ۱۳۱۱)

## فارسی (ایران) کی طرح مسلمان ہوا کا جواب

اس موقع پر پندت جی نے روضۃ الصفا اور سند التواریخ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھا ہے۔ مگر اس خلاصہ میں بہت سی غلط بیانیاں ہیں، جنکو یکے بعد دیگرے میں ناظرین کو دکھلاتا ہوں:-

**قولہ:-** عمرؓ نے بعد خلیفہ ہونے کے لشکر عرب کو یہ حکم دیا کہ ایران میں بھیجا کہ اگر اس ملک کے لوگ خوشی سے دین محمدی قبول کریں تو بہتر نہیں تو اُن سے محاربہ و مقاتلہ کر کے انہیں بزور قرآن کا معتقد، اور محمدؐ کا تابع کر دو۔

**اقول:-** ایسا ہرگز نہیں یہ صرف پندت جی کی چال بازی ہے اس قسم کی کوئی بات بھی حضرت امیر المؤمنینؑ نے نہیں فرمائی تھی۔ اگر سچے ہو، تو کتاب کے خاص الفاظ - مالک کے سامنے پیش کرو۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ نے جو تقریر کی تھی، وہ ابن خلدون میں

میں بھرتی کرنے کے لئے جاتے تھے، غلط ہے۔ اول تو بچے ہر سال جمع نہیں کئے جاتے تھے بلکہ ہر چوتھے سال - (دیکھو، پریکٹک آف اسلام کا ترجمہ - صفحہ ۱۶۷) - اور دوسرے تھے جو جبراً بھرتی کیا جاتا تھا ہے، وہ بھی غلط ہے۔ مورخوں نے لکھا ہے کہ عیسائی لڑکوں کی مقررہ تعداد جمع کرنے میں جبر کہہ سکتی بہت کم ضرورت پڑتی تھی، بلکہ ماں باپ خود آرزو کرتے تھے کہ انکے بچے ایسی خدمت پر مامور ہوں جو عموماً انکی ترقی کا باعث ہوتی تھی۔ اور اسکا یقین تو والدین کو ہر صورت میں ہوتا تھا کہ ان کے بچوں کی غور پر داحت ایسی ہوگی کہ انکی زندگی آرام سے بسر ہو جائیگی، کیونکہ ان کم عمر بچوں کی پرورش اور تعلیم اس طرح ہوتی تھی کہ گویا وہ سلطان کی اولاد ہیں۔ (دیکھو، کریسی - صفحہ ۴۴ - دیوسن - том ۳ - صفحہ ۳۹۷ -)

کہو! کیا اسی کو جبراً بھرتی کرنا کہتے ہیں؟

اور جبراً مسلمان کیا جانا بھی محض افتراء ہے۔ ایک محقق عیسائی مورخ لکھتا ہے کہ ان نو عمر عیسائیوں کو مجبور نہیں کیا جاتا تھا کہ اپنا مذہب تبدیل کریں، کیونکہ ترکی گورنمنٹ کے اصول اور احکام قرآن کے خلاف ہے کہ غیر مذہب والوں کو زبردستی مسلمان کیا جاؤ۔ (دیکھو، ام دیوسن - جلد ۳ - صفحہ ۲۹۷ -)

اور خلافت وضع فطری کے ارتکاب کا غلط ہونا بھی اوپر کے حوالوں سے ظاہر ہو گیا، جہاں لکھا ہے کہ ان نو عمر بچوں کی پرورش اور تعلیم اس طرح ہوتی تھی کہ گویا وہ سلطان کی اولاد ہیں۔ جب انکی پرورش و تعلیم سلطان کی اولاد کی طرح ہوتی تھی، تو پھر ان کے ساتھ ایسے فعل کا ارتکاب، کبھی عقل مان نہیں سکتی۔

ماں! میں پھر کہتا ہوں کہ رضامندی سے بھی چھوٹے بچوں کو فوج میں بھرتی کر نیکیے لئے لینا ایک حد تک ظلم ہے، مگر اس ظلم کا جواب وہ اسلام نہیں ہو سکتا، کیونکہ اسلام ایسی باتوں کو جائز نہیں رکھتا۔ اس ظلم کا اگر الزام ہے تو اس زمانہ کے ترک بادشاہوں پر ہے۔ مگر جب یہ خیال کیا جاوے کہ انکی غور پر داحت نہایت عمدہ طور سے ہوتی تھی، اور عیسائی شہنشاہان روم کے زمانہ میں بھی، ایسا ایک قاعدہ جاری تھا، تو یہ ظلم کچھ ایسا سخت نہیں رہتا۔ ایک عیسائی مورخ لکھتا ہے۔



دنواح کے ملک پر دخل کیا۔ (آئین اصراف دخل کیا، جبراً مسلمان نہیں کیا؟ (مولف عقی بنی)  
اقول۔ ہمیں بھی پنڈت جی نے غلط بیانیوں سے کام لیا ہے۔ دین اسلام سے انکار کرنا  
وجہ سے جنگ کرنا تو غلط ثابت ہو چکا۔ اور تین بار شکست کھانا بھی غلط ہے۔ سنو!

حضرت عمر فاروقؓ کے عراق میں فوج کشی کرنے کے بعد بے نواحی فرات پر قبضہ ہونے  
تک چار جنگیں نہیں، بلکہ پانچ جنگیں ہوئی ہیں، جنکے نام جنگ نمارق، جنگ کسکر، جنگ جالینو،  
جنگ قس، ناطف اور جنگ بوش ہیں، جنہیں سے تین میں نہیں، بلکہ صرف ایک جنگ قس ناطف  
میں مسلمانوں کو شکست ہوئی تھی۔ (دیکھو، ابن خلدون - کتاب ثانی - جلد چہارم - ذکر فتوح

عراق۔)  
قولہ۔ سعد بن وقاص نے، جو عرب کے لشکر کا سردار تھا، یزد گرد کے پاس پہنچا  
تاکہ اسے محمدی قبول کرادے۔ اور اگر وہ قبول نہ کرے، تو لڑائی کرے۔

اقول۔ اگر دین محمدی قبول کر دانے سے پنڈت جی کا مطلب زبردستی قبول کرانا ہے، تو ہم  
محض غلط ہے۔ بیشک چند مسلمان یزد گرد کے پاس تبلیغ اسلام کے لئے گئے تھے، مگر وہ  
اسکو بحث و مباحثہ کے ذریعہ سے مذہب اسلام میں لانا چاہتے تھے، چنانچہ علامہ ابن خلدون  
نے لکھا ہے کہ سعد بن وقاص کے خط کے جواب میں عمر فاروقؓ نے لکھ بھیجا کہ تو اس سے  
مضطرب نہ ہو، جو اسطرح تیاریاں ہو رہی ہیں، اور انکے کثرت سے خائف نہ ہو، اللہ تعالیٰ  
سے امداد کا خواستگار رہ، اور اسی پر بھروسہ کر، اور قبل از جنگ چند آدمیوں کو، جو ذی  
عقل و فراست اور بحث و مباحثہ کا شعور رکھتے ہوں، کسریٰ شاہ فارس کے پاس  
دعوت اسلام کے لئے بھیج دے۔ اللہ تعالیٰ اسکا وبال بھی انہیں پر ڈالے گا، چنانچہ  
سعدؓ نے چند آدمیوں کو یزد گرد کی طرف روانہ کیا۔ (دیکھو ابن خلدون کتاب ثانی -  
جلد چہارم - ذکر جنگ قادسیہ)

اور پنڈت جی کے دوسرے جملے سے کہ اگر قبول نہ کرے تو لڑائی کرے معلوم ہوتا ہے کہ  
جنگ سے بچنے کے لئے سوا مسلمان ہونیکے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ مگر یہ غلط ہے، خود دین تقرب  
میں، جو مسلمانوں نے یزد گرد کے سامنے کی تھیں، یہ جلد موجود ہے کہ جزیرہ دنیا منظور کر دے

مفصل درج ہے۔ اوس میں ہی کوئی ایسی بات نہیں۔ لکھا ہے کہ :-

”پس عمر فاروق نے ابو عبیدہ بن مسعود کو اس لشکر پر جو عراق کو روانہ ہو رہا تھا، بوجہ ہمت جواب سردار مقرر کیا، اور اون سے مخاطب ہو کر کہا :- دیکھو اصحاب رسول (مسلم) کے مشوروں کو غور سے سننا، اور کاموں میں انکے شاگرد رہنا، اپنی خود رانی پر عمل نہ کرنا، کیونکہ یہ لڑائی ہے، اور لڑائی کی صلاحیت اسی شخص میں ہوتی ہے، جو سوچ سمجھ کر کام کرتا ہو، مزاج میں عجلت نہ ہو، وقت و موقع پہنچتا ہو۔ محکومی چیز نے سلیطی سرداری سے نہیں روکا، سوائے اگلے کہ اگلے مزاج میں لڑائی میں عجلت کرنا نقصان ہے۔ بخدا اگر اُس کے مزاج میں عجلت نہ ہوتی، تو میں اُسکو امیر لشکر مقرر کرتا۔ (دیکھو، ابن خلدوں - کتاب ثانی - جلد چہارم - ذکر فتح عراق)۔

آگے چل کر پھر جنگ جالینوس کے ذکر میں لکھا ہے کہ ”عمر فاروق نے روانگی کے وقت ابو عبیدہ کو سمجھایا تھا کہ تم بے شک مدد فریب، خیانت و بد باطنی کے سرزمین میں جاتے ہو، تم ایسی قوم پر بھیجے جاتے ہو، جو شتر کرنے پر جبری ہو گئی ہے، اور یہی کو بھلا دیا ہے۔ تم انکو اسکی تعلیم کرنا، اور دیکھتے رہنا کہ وہ کس انداز پر چلتی ہے، اور اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھنا، اور اپنے راز کو چھپانا، کیونکہ اہل راز جب تک اُسکو چھپائے رکھیں گے، ایسے امور سے محفوظ رہیں گے، جبکہ وہ برا جانتا ہے، اور جب اسے افشا کر دیا، تو نقصان میں پڑ جائیگا۔ (دیکھو حوالہ مذکور الصدر)۔ اور صفحہ ۹۱ تا ۹۶ میں مذکور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ فارس سے جو جنگ چھیڑی گئی تھی وہ دفاعی تھی، اور ایران کی آنے والی شرارتوں اور حملوں کے خوف سے ایسا کیا گیا تھا، نہ کہ جبراً مسلمان کرنے کے لئے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بے قصبی اور آزادی مذہب کے خیال کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ باوجود پے در پے سمجھانے کے جب اُنکے غلام نے اسلام لانے سے انکار کیا، تو آپ نے جبر نہیں کیا، بلکہ یہ فرمایا کہ لا اکوہ فی الدین۔ اسکا ذکر ہم اسی باب کے فصل سوم میں کر چکے ہیں۔ پس ایسے شخص سے یہ کب ممکن تھا کہ قوم کی قوم کو جبراً مسلمان کر نیک حکم دیتا۔ قولہ ”جبکہ ایرانیوں نے دین اسلام قبول کر نیے انکار کیا، تو لشکر عرب نے لڑائی شروع کر کے تین بار ایران کی سپاہ سے شکست کھائی مگر چوتھی بار انہیں غالب ہو کر دریائے فرات کے گرد

پھر پنڈت جی تاریخ فرشتہ سے نقل کرتے ہیں :- امیر المؤمنین سعید بن العاصؓ را  
 قائم المقام گردانید۔ در ہماں سال بطرف طبرستان رفت۔ امیر المؤمنین حسن و حسین علیہ السلام  
 نیز در اں یورش تشریف داشتند، و از میان قدم حنات لزوم ایشان ولایت جرجان  
 کہ دار الملک استر آباد است مفتوح شد، و عوض صلح مردم جرجان دولست ہزار دینا تسلیم  
 کردند۔ و اسلام آوردہ خانہ خویش آباد گردانیدند۔

خران قبول کر کے صلح کر لینا اور پھر اسکے بعد اسلام قبول کر لینا، یہ تو ہمارے ہی دعویٰ  
 کو ثابت کرتا ہے، کہ وہ بغیر جبر واکراہ کے مسلمان ہوئے تھے۔

پھر ڈاکٹر لاطینر صاحب کی کتاب کے حوالہ سے پنڈت جی حضرت عمرؓ پر  
 تین الزام لگاتے ہیں :-

۱۔ نوشیرواں کے ایوان کو خراب کیا۔

۲۔ اور کتب خانوں کو جلایا، اور پانی میں ڈبوایا۔

۳۔ اسکندریہ کا بھی یہی حال کیا۔

پہلی بات کے جواب میں ہم سوا العتہ اللہ علیہ سکاں بین کے کیا کہتے ہیں۔ آریو!

نوشیروان کے ایوان کو خراب کرنا تو کیا سنو، اس عمارت کی تصویروں کو بھی، جس سے مسلمانوں  
 کو ایک طرح کی نفرت ہے، اپنی اصل حالت میں رہنے دیا۔ دیکھو تاریخ طبری اور ابن خلدون۔ ذکر  
 فتح مدائن۔ اور وہ عمارت اسی طرح بہت دنوں تک قائم رہی، چنانچہ ابو جعفر محمد بن جریر یزید  
 الطبری کے زمانہ تک وہ ایوان اسی طرح قائم تھا، جیسا کہ انہوں نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے  
 پھر دیکھو یہ کہنا کہ نوشیرواں کے ایوان کو حضرت عمرؓ نے خراب و برباد کیا کیسی جفاکشی ہے۔  
 اور دوسری بات کتب خانوں کے جلانے کے بارہ میں ہے۔ پنڈت جی نے نہیں بتایا  
 کہ کہاں کہاں کے کتب خانوں کو جلایا حضرت عمرؓ علیہ السلام کے زمانہ میں ثابت کر دو، تو ہم دیکھو

(۱) روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں۔

اور اسکندریہ کے کتب خانہ کا مسلمانوں کے وقت میں جلایا جانا بھی محض غلط ہے۔

(دیکھو، رسالہ شبلی، کتب خانہ اسکندریہ)۔

ورنہ یہ تلوار ہے، جو ہمارے اور تیرے درمیان قطعی فیصلہ کرنیوالی ہے۔ (دیکھو ابن خلدون  
ذکر جنگ قادسیہ - قیس بن زرارہ کی تقریر کا اخیر حصہ۔)  
جب وہ مخالفت کر چکا تھا، تو پھر سوا اسکے کیا چارہ تھا کہ اوکو کہا جاتا کہ یا تو اطاعت قبول  
کرو، یا جنگ سے فیصلہ چاہو؟

پھر نہایت جی نے چند فتوحات کا ذکر کر کے آخر صفحہ تک یہ لکھا ہے کہ ایرانیوں نے جو  
اسلام قبول کیا، وہ خلفاء اور مسلمانوں کے ظلم و زیادتی سے قبول کیا۔  
اسکے جواب میں ہم ناظرین کو حقوق ذمہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ کیا اسلام نے  
ایرانیوں کو اعلیٰ درجہ کی مذہبی آزادی اور دوسرے حقوق نہیں بخشے تھے؟ پھر کوئی یہ کہہ سکتا  
ہے کہ ایرانی خلفاء اور مسلمان کے ظلم و زیادتی سے مسلمان ہوئے۔ چونکہ ہم اس کتاب  
کی دوسری جلد میں ہر ملک و قوم کی نسبت الگ الگ لکھنے کے دواں اسلام کیونکر پھیلا، اس لئے  
یہاں پر کچھ اور لکھنے کی ضرورت نہیں دیکھتے، مگر ناظرین کی دلچسپی کے لئے لکھتے ہیں۔  
صاحب کی "پریچنگ آف اسلام" سے اسکے متعلق کچھ نقل کر دینا بے موقع نہ ہوگا۔ وہ لکھتے ہیں کہ:  
عرضہ اسلام کی یہ وسیع اشاعت تلوار کے زور سے نہیں ہوئی، کیونکہ ان لوگوں کو جو فتح  
ایران کے بعد اپنے قدیم مذہب زروشت سے وابستہ تھے، مسلمانوں نے مذہبی آزادی دی۔  
موجودہ زمانہ میں بھی آتش پرستوں کے گروہ ایران کے بعض اضلاع میں آباد ہیں۔ اگرچہ ایک  
زمانہ میں ان لوگوں پر سختیاں ہوئیں، لیکن سنہ ہجری کی ابتدائی صدیوں میں انکو بالکل مذہبی  
آزادی حاصل رہی، اور ان کے تشکدوں کا بہت لحاظ کیا جاتا تھا۔ پھر ایک اسلامی سالار کا  
حال اور اسلامی فتوحات کے بہت دنوں بعد تک ایران کے مختلف حصوں میں تشکدوں کا  
موجود رہنا، جنکو ہم حقوق ذمہ میں لکھ چکے ہیں، لکھ صاحب موصوف فرماتے ہیں:-  
جب ایسے واقعات دریافت ہوں، تو زروشتی مذہب کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ مسلمان فاتحین  
نے زروشتیوں کو زبردستی مسلمان کر کے اس مذہب کو غارت کر دیا۔

جس زمانہ کی کارروائیوں کے ہم پر سے جواب وہ ہیں۔ (مولا علی ہزار، لکھتے ہیں کہ یہ سب کچھ ۱۰۰۰

چنانچہ وہ زمرہ اہل اسلام میں داخل ہوا اور بڑا مرتبہ پایا۔  
 اسے چھوٹے باغداد سے تو کچھ نہیں دڑتا۔ اے وہ کہی مسلمان ہوا نہ زمرہ اہل اسلام  
 میں داخل ہو کر بڑا مرتبہ پایا، بلکہ وہ کفری کی حالت میں مسلمان ہی کے ہاتھ سے مار گیا۔  
 سن! جس قصہ کو تو رنگ آمیزی کے ساتھ لکھا ہے، وہ یوں ہے :-  
 ایک سخت و نہایت خوریزی کے بعد جابان کو مشط بن فتنہ یمینی نے اور مردانشاہ کو  
 جواشکر فارس کے مینہ کا افسر تھا) اکتل بن شمش عکلی نے گرفتار کر لیا۔ اکتل بن نے  
 تو مردانشاہ کو گرفتار کرتے ہی قتل کر ڈالا، اور جابان مطر کو دھوکا دیکر اسے حاصل کر کے نکل  
 کھڑا ہوا۔ مسلمانوں میں سے اسکو پھر کسی نے گرفتار کر لیا، اور ابو عبیدہ کے پاس لایا۔  
 ابو عبیدہ نے اسے قتل کا حکم دیدیا، لیکن جب اسکو معلوم ہوا کہ مشط نے اسکو اسن دی ہے، تو  
 یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ کل مسلمان شل ایک جسم کے ہیں، پس جب ہمیں سے کسی ایک نے ایک بات کو  
 اختیار کر لیا، تو سب نے گویا اسکو اختیار کیا۔ جابان رہا جو نیکے بعد منہزموں میں جا ملا، اور  
 ابو عبیدہ کے اون کے تواق میں لشکر روانہ کیا، تا آنکہ اس ہزیمت خورہ لشکر فارس  
 نے کسکرمیں جا کر دم لیا، جہاں پر نرسی بھیرا ہوا تھا (دیکھو ابن خلدون - ذکر جنگ  
 نمارق -)

اور اس کے مارے جانے کا حال سنو :-  
 بہمن کی مراجعت کے بعد جابان مردانشاہ بھی اسے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔  
 مثنیٰ نے یہ خبر پا کر لوگوں پر عاصم بن عمر کو امیر کر کے چند سواروں کو ہمراہ لیکر جابان مردانشاہ  
 کے پاس پہنچ گئے۔ وہ دونوں یہ سمجھ کر بھاگے ہوئے آرہے ہیں، انکے پاس آگئے۔ انہوں  
 نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ اہل لیس اس واقعہ سے مطلع ہو کر گرمخوشی کے ساتھ اپنے  
 سرداروں کو چھڑانے نکلے، لیکن مثنیٰ کو مستعد پا کر ٹھنڈے ہو گئے۔ اور مثنیٰ سے صلح کر لی۔

دو غلام دینے کا وعدہ کر کے اسے اسن حاصل کی تھی، جبکو اس نے دیا تو

(مولف علی غنہ) یہ دوسرا مردانشاہ ہے - ۱۲

پھر پنڈت جی نے لائٹنر صاحب کی زبان سے حضرت عمرؓ کا ایرانیوں کو تلوار کے زور سے مسلمان کرنا تحریر فرمایا ہے۔ میرے خیال کے مطابق یہ لائٹنر صاحب، پھر یہی کیوں نہیں لکھ دیا کہ میں لہتا ہوں کہ حضرت عمرؓ نے ایرانیوں کو تلوار کے زور سے مسلمان کیا تھا۔ وہ بھی ایسا ہی ثبوت ہو جاتا جیسا کہ یہ ہے، اور اسکا بہت کچھ جواب ہو چکا ہے، بجا اعادة کی نہیں۔

پھر مولوی ذکاء اللہ صاحب کی تاریخ ہند سے نقل کرتے ہیں کہ پارسی بھی میں کثرت سے رہتے ہیں۔ انکے یہاں آباد ہونیکا سبب یہ ہے کہ ساتویں صدی میں حب ایران میں اہل اسلام کا تسلط ہوا، اور مسلمانوں کا تہہ وبالا ہوا، تو یہ خوف کے مارے ادھر بھاگ آئے۔ یہ وہ اپنی ہی رسم و آئین کے پابند بدستور چلے آتے ہیں۔

اگر یہ درست بھی ہو کہ پارسی، جو اس وقت بمبئی میں ہیں، وہ ساتویں صدی میں ایران سے بھاگ کر آئے تھے، تو بھی کوئی اعتراض نہیں۔ ایک اجنبی قوم جب کسی ملک پر قبضہ کرتی ہے تو وہاں کے باشندوں کو خوف و امنگیں ہوتا ہے۔ اور وہ اس خوف سے ملک چھوڑ بھی دیں، تو تعجب کی بات نہیں۔ مگر اب دیکھنا تو یہ ہے کہ ان ایرانیوں کا خوف کھانا بجا تھا یا بیجا؟ اور انکا بمبئی چلا آنا ضروری تھا یا نہیں؟ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ انکا خوف بجا تھا، اور بمبئی چلا آنا بھی محض سبب، کیونکہ ان ایرانیوں کو، جو فتح ایران کے بعد وہیں رہ کر اپنے قدیم مذہب زرتشت سے وابستہ رہے، مسلمانوں نے مذہبی آزادی دی، اور کسی طرح انہیں جبر و ظلم نہ ہوا، جیسا کہ ہم ابھی پر جنگ آف اسلام سے نقل کر چکے ہیں۔ اور دیکھو، حقوق و منہیں۔

پھر پنڈت جی نے تاریخ انبیاء سے حضرت عمرؓ کا ابو عبیدہؓ کے ساتھ لشکر اسلام کو فتح ایران کے لئے روانہ کرتے وقت وہاں کی نعمتوں کو یاد دلا کر جوش دلانا نقل کیا ہے۔ پھر کیا ہوا؟ فوجوں کو جوش دلانے کے لئے یہ سب کچھ کیا ہی جاتا ہے، اس میں اعتراض کی کوئی بات ہے؟

پھر پنڈت جی لکھتے ہیں کہ جابان نام ایک بہادر ایرانی جب مقابلہ میں گرا، مطرہ اسکا سر کاٹنے لگا، تب اسنے (ڈر کے مارے) کلمہ پڑھا کہ میں مسلمان ہوں۔ چنانچہ

رسول اللہ الی مقوقس سلام علی من اتبع الهدی اسلم لتسلم من عذاب اللہ تعالیٰ  
یومہ القیامت فذلک الہتدیان لم یسلم فانی ادیت الرسالة -

ترجمہ ۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم - اے لوگو! تحقیق میں بھیجا ہوا اللہ  
کا تم سب کی طرف ہوں، وہ جس کے واسطے ملک آسمانوں اور زمین کا ہے، انہیں ہے کوئی تم کو  
مگروہی، وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے - (احزاب آیت نمبر ۸) - محمد رسول اللہ کی طرف سے مقوقس  
کے نام - سلام پہلو پر اس شخص کے جس نے ہدایت کی پیروی کی - اسلام لا اور بچ جا اللہ تعالیٰ  
کے عذاب سے قیامت کے دن - پس واسطے تیرے بخشش ہے - اور اگر تو نے نہ مانا تو میں نے  
ادائی رسالت ۴

آر تو بتاؤ، اس سے بڑھ کر آزادی مذہب کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے ؟  
پھر فتوح المصر سے نقل کرتے ہیں کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ

الحرب خدعة یعنی لڑائی انصاف پاتی ہے سانبہ فریب کے ۵  
گو یہ حدیث اس کتاب سے کوئی سروکار نہیں رکھتی، اور اس پر کچھ ٹکنا ضرور نہیں، تاہم  
عام فائدہ کے لئے میں کچھ مختصر عرض کرتا ہوں - سنو! خدع کے معنی رنگ رنگ ہونے کے  
بھی ہیں، چنانچہ منتخب میں بھی اس کے معنی رنگ رنگ شدن کے لکھا ہے - تو اگر ہم مان بھی لیں کہ  
یہ الفاظ آنحضرت کی زبان سے نکلے تھے، تو اسے یہ سمجھ سکتے ہیں کہ جنگ انصاف پاتی ہے رنگ رنگ  
ہونے سے، مطلب یہ کہ کبھی فوجوں کو سمیٹ کر ایک سمت پر رش کرنا، کبھی فوجوں کو شہق کر کے  
کئی طرف سے حملہ کر دینا، کبھی نقل بازگشت کر دینا، کبھی تیروں سے حملہ کرنا، کبھی تیروں کو لیکر جنگ  
چرنا، کبھی تلواریں میان سے نکال لینی وغیرہ وغیرہ - بتلاؤ، کیا وجہ ہے جو ہم یہ سمجھ سکتے ہیں؟ جبکہ  
ہیکو کوئی ثبوت اس بات کا نہیں ملتا کہ اپنے کبھی کسی جنگ میں سدا اللہ فریب سے کام لیا ہو -  
قول کی تفسیر فصل سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہو سکتی -

پھر فتوح المصر کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ عمرو بن العاص نے بادشاہ مصر کے سامنے  
بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تائید کی بسبب تلوار کے، اور اسی تلوار کے سبب سے ذیل کیا ہے  
مشرکین کو ۶



لیکن انہوں نے اس سے پیشتر انکو آتے ہوئے دیکھ کر انکے قیدیوں کو مار ڈالا تھا (دیکھو) ابن خلدوں ذکر جنگ قس ناطف -

پھر ایک قابل تمغرات تاریخ انبیاء کے حوالے سے لکھی ہے کہ میرد حرد کے سپہ سالار کو ایک بخوی نے گمراہ کر دیا، جس سے وہ بزدل ہو گیا، اور یہی بات عربوں کی فتح کا باعث ہوئی۔ جس سے ملک کو کوئی بحث نہیں۔

## مصر و مراکو وغیرہ کس طرح مسلمان ہوئے کا جواب

لائسنر صاحب کی کتاب کے حوالے سے کتب خانہ اسکندریہ کے جلائے جانیکا الزام حضرت عمرؓ اور حضرت عمرو بن العاص پر لگایا گیا ہے۔

آریو! وہ زمانہ گیا کہ لوگ ایسی ایسی تاریخی غلطیوں میں پڑے ہوئے تھے۔ اب وہ زمانہ نہیں کہ تم ایسی غلط تاریخی شہادتوں سے کچھ فائدہ اٹھا سکو۔ اب دنیا جان گئی کہ یہ الزام غلط اور سرتاپا غلط ہے۔

خیال زلف دو تار میں نصیر پٹیا کر

نکل گیا ہے وہ سانپ اب لکیر پٹیا کر

(دیکھو، رسائل شبلی، کتب خانہ اسکندریہ۔)

پھر مقوقس کے نام آنحضرت نے جو خط لکھا تھا، اسکو نیٹ جی نے فتوح مصر و اقدی سے نقل کیا ہے۔

مگر صحیح تاریخوں میں وہ خط اس طرح نہیں بطرح و اقدی نے نقل کیا ہے، اور و اقدی کے صنعت کا حال تمکو معلوم ہو چکا ہے کہ اونکی ضعف روایت پر اجماع ہے۔ تاریخی طبری وغیرہ میں وہ خط یوں ہے:-

بسم الله الرحمن الرحيم يا ايها الناس اني رسول الله اليكم جميعا ذا الذ

رہ ملا پھر یہ بات طار ص لا الہ الا هو عی و میست (تا آخر آیت) لمن محمد

شہر مصر میں، اور گھیر لیا قصر الشمع کو۔ پس آگے آیا ارجا نوس بن راعیل بھائی مقوقس کا اور کہا: اے جوانان عرب معلوم کرو کہ یہ اللہ تعالیٰ نے مدد کی تمہاری ساتھ فتح کے، اور خیر خیر کی میں نے تمہاری اس طرح، اور اگر نہ کرتا میں یہ جیل اپنے بھتیجے پر آگ نہ بھاگتا وہ تھے۔ اب جو تم غالب ہوئے، تو ہم دیتے ہیں تمکو شہر اس شرط پر کہ نہ تعرض کرو کچھ سب سے، اور نہ دست درازی کرو ہم سے ساتھ برائی کے، جو شخص ہمارا چاہے رہے اپنے دین پر اور جنسیا دے تمکو اور جو چاہے متابعت تمہاری وہ متابعت کرے۔ کہا حضرت معاذ بن جبل نے اس کے جواب میں کہ فتح دی مہمو اللہ تعالیٰ نے لغار پر بسبب صدق ہماری نیتوں کے اور نیک کاموں اور متابعت حق کے اور نہیں کہتے ہم کوئی بات مگر تمکو پورا کرتے ہیں، اور نہیں عذر اور مل کر کرتے ہیں تمکو۔ امان ہے تمکو اور پر جان و مال و ازواج و اطفال کے جو شخص رہے تمہارا اپنے دین پر نہیں زور کرتے ہم اسپر ترک کا، اور جو قبول کرے ہمارا دین، تو نفع اسکا مثل نفع ہمارے اور ضرر اسکا مثل ضرر ہمارے کے ہے۔ جبکہ سنی ارجا نوس نے یہ بات، دیں مسلمانوں کو کنجیاں عمان کی، اور اس پانی اسے ساتھ اپنے لوگوں کے، جو عمان تھے، پھر آگے چل کر لکھا ہے کہ کہا عمرو نے ابن عمر سے کہ تحقیق اسن دی ہے تمکو اپر جان اور اولاد اور مال تمہارے کے، اور یہ احسان ہے ہمارا تم پر، اور معاف کیا میں نے جن یہ تمہارا ایک سال، اور آئندہ سے لینے تم سے جزیہ اس طرح کہ ذکر شخص عاقل بالغ تمہارا چار دینار سال میں۔ اور جو ایمان لاوے، وہ بھائی ہمارا ہے۔ پس سنا ارجا نوس بھائی مقوقس نے کلام عمرو کا، اور کہا تحقیق انصاف کیا تم نے تحقیق اللہ بسبب انہی کاموں کے فتح دیتا ہے تمکو، اور مطلع ہوا میں اپر صدق دین تمہارے کے اب میں گواہی دیتا ہوں یہ کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک وَاَنْتَ حَمْدٌ عَبْدٌ وَرَسُولٌ اور گواہ رسوتم لوگ اس بات پر کہ چھوڑ گیا ہے میرا بھائی مال اور اسباب و متاع، وہ سب سبہ کیا میر نے واسطے تمہارے بالنعوض اس تمہارے احسان کے میرے شہر والوں سے کہا راوی نے جبکہ دیکھا اہل مصر نہ مسلمان ہوا ارجا نوس کا، داخل ہوئے بہت لوگ اسلام میں، (دیکھو، فتوح مصر مطبوعہ نظامی کانیپور صفحہ ۱۰۱)۔

آریو! اسے اپنے ہی عوائے سے بلا جبر و اکراہ مسلمان ہونا کیا ثبوت دیکھا؟

گو اس میں کوئی اعتراض نہیں، مگر افسوس ہے کہ ایسے جوڑے بھی قوم کے لیڈر مانے جا رہے ہیں اور قوم کی طرف سے بڑے بڑے خطاب پاتے ہیں! فتوح المصر میں ہرگز یہ نہیں لکھا ہے یہ مصر پینڈت جی کی غلط بیانی ہے۔ اس ملاقات کا ذکر فتوح المصر مطبوعہ نظامی کانپور کے صفحہ ۱۸۰ میں ہے، مگر ہمیں ایسا کوئی جملہ نہیں۔

پھر فتوح المصر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ صد بابا شذگان مصمم بیگناہ سوئے ہوئے قتل کئے گئے۔ اور کچھ دن میں سے قید کر لئے گئے۔ اون کی بابت لکھا ہے۔ بعد اسکے عرض کیا اسپر اسل اکر کو، مگر سپہوں نے انکار کیا۔ پس ماری گئیں گردنیں انکی۔  
 اہمیں بھی پرے درجے کی بے ایمانی سے کام لیا گیا ہے۔ نہ تو سوتے کا ذکر ہے اور اور نہ سلام نہ لائی وہی وجہ سے انکا قتل کیا جانا لکھا ہے، بلکہ اسکے خلاف انکو امن دینا اور مذہبی آزادی بخشنا مذکور ہے؛ اور واقعات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ سوئے نہ تھے، بلکہ پورے ہوشیار تھے۔ ناظرین کے ملاحظہ کے لئے ہم بلفظ نقل کرتے ہیں:-

اور آخر شب آئے پاس اسکے بعض خدمتکار، اور کہا اس سے ماجرا اس کے چچا کا، تو یقین کیا اُسے ہلاک ہونا اپنا بسبب خروج ملک مصر کے۔ پس اسی حال میں کہ وہ تھیر تھا اس کام میں، ناگاہ تکبیر کو بلند حضرت خالد بن ولید نے اور ان کے ساتھیوں نے درمیان شتر قبضہ کے اور نین عمر بن عاص اور یب باقی نو مین لشکر نے تکبیر سے انکی، تو ادھر سے تکبیر سے کہیں انہوں نے بھی، اور واقع ہوا زلزلہ کفار میں، اور حملہ کیا مسلمانوں نے اسپر، اور شتر دغ کیا قتال۔ جبکہ دیکھی ارسطو لیس نے خرابی اپنی اور خرابی اپنے لشکر کی، ہمراہ لیا اپنے غلاموں اور اہل کاروں کو، اور بھاگا براہ دریا بجانب مغرب مصر کے اسکندر یہ کی طرف، اور گنداشہر حر لوطا پر کہ تھا انہیں موبدال ساتی بادشاہ کا تین ہزار فوج سے۔ پس ہیکار اپکار نے والے نے مصر میں کہ بادشاہ بھاگا، اور نہ باقی رنا کوئی قبطنی لشکر میں، غرق ہوئے دریا میں بہت لوگ، اور فوج دی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو۔ روایت ہے ابن اسحاق سے کہ مارے گئے اُس مات میں قبطنی باج ہزار، اور لوٹا مسلمانوں نے مال و ناکا۔ پھر جب صبح ہوئی، ملے خالد مسلمانوں سے سلام علیک کی آپس میں، اور مبارکباد دی ایک دوسرے نے سلامتی کی، اور داخل ہوئے

نہیں کیا کہ اس معرکہ میں دونوں سے الگ رہے، بلکہ مسلمانوں کو بہت کچھ مدد دی۔ قسطنطین سے اسکندریت تک فوج کے آگے آگے پلوں کی مرمت کرتے اور سڑکیں بناتے گئے۔ خود اسکندریت کے محاصرہ میں بھی رسد وغیرہ کا انتظام انہیں کی بدولت ہوسکا۔ اگر یہ واقعہ ہوا تو ہرگز قسطنطینوں سے ایسی باتیں ظہور میں نہ آتیں۔ ایسے واقعات کے رہتے ہوئے کیونکر گمان کیا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں نے اسی زمانہ میں جہر و قسطنطینیوں کو تہ تیغ بے دریغ کر ڈالا؟ ان واقعات کے لئے دیکھو مصر کی خاص تاریخ مقررہ سی۔ جلد اول۔

پھر پنڈت جی تحریر فرماتے ہیں کہ اسی تاریخ میں اکثر جگہ لکھا ہے کہ جب یوں قتل شروع کیا اور لوگوں کی جو رو دھتر چھینے لگے، تو خوف قتل اور امید رمانی کے ہزاروں لوگ مسلمان ہو گئے۔

اے جھوٹ! تیرا ستیاناس! میں نے پنڈت جی کے حوالوں کے مطابق بہت کچھ تلاش کیا، اور ادھر ادھر آگے پیچھے بھی بہت دور تک دیکھ ڈالا، مگر ایسا مضمون نہ ملا۔ پھر لکھتے ہیں کہ اگر کوئی مفصل حال مکاری، فریب، دروغ گوئی سپہ سالاران لشکر محمد علیہ کی دیکھنا چاہے، تو دیکھو فتوح المصر کے صفحات ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱۔

پنڈت جی! بغرض محال میں نے مانا کہ انہوں نے مکاری کی، فریب سے کام لیا، جھوٹ بولے، مگر دین بالجبر کا ثبوت آپ کو اس سے کیا ملے؟

ناظرین! ان حوالات میں کہیں بھی فریب و مکر و دروغ گوئی کا ذکر نہیں۔ صرف ایک جگہ حاطب (جو خطبہ لیکر مقوقس کے پاس گئے تھے) کے بارہ میں تین شخصوں کو (جو انحضرت کے غصہ قتل کے درپے تھے، اور چاہتے تھے کہ غفلت میں آپ کو قتل کر ڈالیں) ادھو کا دیکھ مار ڈالنے کا ذکر ہے۔ سب تاریخوں میں حاطب کے مقوقس کی طرف بھیجے جانیکا ذکر ہے، مگر اس واقعہ کا سوا اقدی کے اور کسی نے ذکر نہیں کیا۔ پس اس سے اس واقعہ کی حقیقت ظاہر ہے۔

ماں! پنڈت جی نے مراکو کے اسلام کا کچھ ذکر نہیں کیا؟ پھر بیٹنگ میں مراکو کا نام لینے کی ضرورت کیا تھی؟ اور وغیرہ کا بھی کچھ ذکر نہیں ہے!۔

جہاد دودہ جو سر پر چڑھ کے کھیلے۔

پھر ایک عجیب نا (بولیس قس) دانے انسان کا اسل (دھڑ سے انکار کرنے کی وجہ سے قتل کیا جاتا) فتوح المصر کے حوالہ سے پنڈت جی نے تحریر فرمایا ہے۔ مگر بے پنڈت جی کے حوالہ کے مطابق لاکھ تلاش کیا بلکہ بہت دور تک آگے پیچھے بھی دیکھ ڈالا، ایسے واقعہ کا کہیں ذکر نہ پایا۔

پھر فتوح المصر سے تیرہ سو قبطیوں کا محاصرہ اسکندریہ کے زمانہ میں قید ہونا، اور انہیں سے اکثروں کا بوجہ انکار اسلام قتل کیا جانا پنڈت جی نے تحریر فرمایا ہے۔ ناظرین یہ واقعہ کسی طرح قابل وثوق نہیں ہے۔

اول تو اس لئے کہ یہ واقعہ اور اس کے ساتھ اور واقعے مسلمانوں کے قید ہونے وغیرہ کے جو بیان ہوئے ہیں کسی صحیح تاریخ میں مذکور نہیں ہیں، صرف واقدی جیسے ضعیف راوی کا بیان ہے جو کسی طرح سند کے قابل نہیں ہو سکتا۔

دوسرے یہ کہ اس موقع پر واقدی کے بیان میں ایسی غلط بیانیاں ہیں، جو صفا ظاہر کر رہی ہیں کہ یہ واقعہ غلط ہے۔ مثلاً لکھا ہے کہ اس وقت (یعنی محاصرہ اسکندریہ کے وقت) بادشاہ مصر ارسطولیس تھا، اور اسی نے مسلمانوں کو گرفتار کر لیا تھا۔ انہیں مسلمان قیدیوں کو دونہا قبطی لئے یا رہے تھے، جنہیں سے تیرہ سو گرفتار ہو گئے، حالانکہ کل تاریخوں میں اس وقت بھی مقوقس ہی کا بادشاہ رہنا مرقوم ہے۔ پھر واقدی کا بیان ہے کہ دیوار قلعہ کے دہس جانے سے بادشاہ مصر خوف لھا کر بھاگ گیا، اور اسکندریہ صلح سے فتح ہوا یہ محض غلط ہے۔ کل تاریخوں میں اس کے خلاف لکھا ہے کہ اسکندریہ بڑا فتح ہوا۔ اسی طرح اور بھی بہت سی غلط بیانیاں ہیں، جس سے یہ کل بیان قابل وثوق نہیں رہتا۔

تیسرے یہ کہ محاصرہ کے قبل ہی مسلمانوں سے اور مقوقس سے معاہدہ صلح ہو چکا تھا اور چونکہ مقوقس کی مرضی جنگ کی نہ تھی، اسلئے اس نے عمر سے اقرار لے لیا تھا کہ جو نکلیں وہ میں سے الگ ہوں، اسلئے میری قوم (یعنی قبطی) کو تمہارے ماتہ سے ضرر نہ پہنچے۔ پھر یہ کہ مسلمان تھا کہ مسلمان قبطیوں کو، جسے صلح ہو چکی تھی، قتل کر ڈالتے؟ قبطیوں نے بھی صرف یہ

تعلق نہیں۔۔۔ پھر تاریخ فرشتہ سے نقل کرتے ہیں کہ ۳ حملج بن یوسف از قیل ولید بن عبد الملک  
حاکم عراقین بلکہ ملک ایران و توران بود۔ در صد و تخییر بلاد ہندوستان شدہ  
نخست محمد قارون را در اوائل ۳۸۵ با سپاہ پرتہور بولایت مکران فرستاد، و اود بہا  
بریدہ آن مملکت را کوزہ تصرف آورد۔ و بسیارے از ساکنان آن دیار کہ بلوچان از ان طائفہ  
انڈیشہ اسلام مشرف گشتہ رعایا بادانے مال دیوانی پرداختند۔ و رواج اسلام در ان  
طرف از ان تاریخ بہم رسیدہ مساجد ساختہ شد، و احکام شریعت محمدی جاری گشت۔  
اسیں بھی جبر و اکراہ کا کچھ مذکور نہیں، اسلئے یہ بھی ہمارے دعویٰ کے خلاف نہیں  
بلکہ مثبت ہے۔

۲۔ فغانستا کی سطح مسلمان ہوا

کا جواب

پنڈت جی تحریر فرماتے ہیں کہ محمد قاسم فرشتہ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے لشکر غور  
بادغیس بہ کابل فرستادہ آمانی آنجا را جبراً و قہراً مطیع و متقاد گردانید۔ (جلد اول صفحہ ۱۰۸)  
ناظرین تم ہی بتاؤ کہ ان الفاظ کو اشاعت اسلام سے کیا سروکار ہے؟ اسیں تو صرف مطیع  
و متقاد ہونے کا ذکر ہے، اسلام لانا (چاہے کی طرح ہو) کیونکر معلوم ہوا؟ پنڈت جی کی  
جرات تو دیکھئے کہ آپ ان الفاظ کو نقل کر کے لکھتے ہیں پس صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ بھی قرآن  
کو فصاحت لسانی جان اور محمد صاحب کو نبی گرداں کر مسلمان نہیں ہوئے، بلکہ بزور شمشیر مسلمان  
بنائے گئے۔

افس! ایسی ہی اٹنی منطقی پر آپ دھرم آپدیشک اور آریہ مسافر نے تھے؟ شرم!

شرم!! شرم!!!  
اسلئے بعد پنڈت جی تحریر فرماتے ہیں۔ ماموں رشید نے جب اس ملک میں چلے گئے  
لی۔ جو شہر کا ذکر ہے، اسکی بابت مولوی محمد شبلی صاحب پروفیسر محمدن کالج فرائیڈ ہیز

# بلوچستان کا طرح مسلمانوں کو کا جواب

پہلے جی تاریخ فرشتہ سے نقل کرتے ہیں کہ محمد کو جب خبر ہوئی کہ قسیرات اور ناروین کے لوگ اب تک مسلمان نہیں ہوئے ہیں، تو اس نے لشکر جمع کر کے اوسطاف کا قصد کیا اور قسیرات کو فتح کیا۔ حاکم و ماں کا اطاعت قبول کر کے مع باشندگان اس دیار کے مسلمان ہوا۔ پھر بادشاہ نے ناروین کی فتح کے لئے حاجب علی بن ارسلان کو بھیجا، چنانچہ وہ مقام بھی مفتوح ہوا اور بڑے بتخانہ کو و ماں کے توڑ ڈالا، جس سے اسکو ایک پتھر منقور (یعنی چاندی سے لپٹا ہوا) اور منقوش ملا۔

ناظرین! اگر ہم مان بھی لیں کہ قسیرات کے لوگ جو اسوقت مسلمان ہوئے تھے، وہ جبراً مسلمان کئے گئے تھے، تاہم اسلام پر کوئی الزام نہیں آتا، کیونکہ محمد، جو صرف ایک مسلمان بادشاہ تھا، کے افعال کا اسلام ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ کچھ وہ خلفائے راشدین اور مسلمانوں کے پیشواؤں میں تو داخل نہیں تھا، مگر یاد رہے کہ فرشتہ نے یہ نہیں لکھا ہے کہ قسیرات کے باشندے جبراً مسلمان کئے گئے تھے۔ کیا ممکن نہیں کہ فتح اور اطاعت کے بعد تبلیغ کے ذریعہ سے حقیقت اسلام یہ سے واقف ہو کر مسلمان ہوئے ہوں؟ یا یہ کہ بادشاہ و ماں کا اپنے کسی فائدہ کے لئے مسلمان ہو گیا ہو، اور پھر اسکی وجہ سے اسکی رعیت بھی مسلمان ہو گئی ہو، مگر جبر کی طرح ثابت نہیں ہے۔ اور ناروین کے بتخانہ کے توڑنے سے تو محمد کو دنیا فائدہ ہوا کہ سبک منقور اور منقوش ملا تھا آیا۔

پھر پہلے جی نے یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ یا تو اہل بلوچستان سب مسلمان ہو کر کرشن جی کی اولاد سے ہیں یا خود کرشن جی کی اولاد سے مگر اس بحث سے ہم کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ فرشتہ نے یہی اطاعت کے بعد اسلام کا قبول کرنا لکھا ہے، چنانچہ اس کے یہ الفاظ ہیں:۔ و چون عالم اسما اطاعت کردہ مع متوطنان آن دیار اسلام آوردہ ۱۲



دوئم وہ کسی تلوار کے ڈرتے مسلمان نہیں ہوا تھا۔ یہ محض جھوٹ ہے۔ سوئم۔ اس کا ثبت صحت و مروءہ کے درمیان ہرگز نہیں ٹکرایا گیا، بلکہ اُس نے خود اپنے بیت کے تخت کو بعد مسلمان ہونے کے کعبہ پر نذر چڑھانے کے لئے بھیج دیا تھا، جو صفاء مروءہ کی عام گذرگاہ میں رکھا گیا۔ پس اس ڈیڑھ ہی طر کے مضمون میں نہیٹ جی ایک نہیں دو نہیں تین جھوٹ بولے! دیگر المان کے خاص الفاظ یہ ہیں:-

تثبت کے ریسوں میں سے بھی ایک والی ملک اسلام لایا۔ وہ ایک بیت کی پرستش کیا کرتا تھا، جسکی ظاہری صورت سے ایک عجیب اوج و شان کا اظہار ہوتا تھا۔ سر پر سونے کا تاج تھا جس میں بہت بیش قیمت زمر و یاقوت لگے تھے۔ ایک تخت سیمیں جلوس کے لئے تھا، اور اُس پر ہر وقت دیوتا کا فرش بچھا رہتا تھا۔ بادشاہ تثبت جب اسلام لایا، تو بت اور تخت دونوں ماموں کے پاس بھیج دیے اور نذر لکھا کہ میں فلان ابن فلان حلقہ اسلام میں داخل ہوا، اور بت کے تخت کو جو میری نگہبانی کا ایک ذریعہ تھا، کعبہ پر نظر چڑھانے کو بھیجتا ہوں۔ نصیر بن ابراہیم عجمی نے اس تخت کو لیکر مکہ معظمہ پہنچا، اور حکم دیا کہ صفاء مروءہ کی گذرگاہ عام میں رکھا جائے۔ تین دن تک یہ شخص صبح شام دونوں وقت تخت پر کھڑا ہو کر آباد بلند کہتا تھا کہ فرمانروائے تثبت اسلام لایا، اور یہ اس کے پہلے معبود کا تخت ہے، عامتہ مسلمانوں کو خدا کا شکر کرنا چاہئے کہ اس کو اسلام کی توفیق دی۔ (الماموں - حصہ اول صفحہ ۸۳-)

پھر صفحہ ۸۴ سے ۸۵ تک نہیٹ جی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ باشندگان افغانستان قوم کے یہودی (یعنی بنی اسرائیل نہیں ہیں، بلکہ یادو (اجادو) ہیں، اور ہندوستان ہی سے جا کر وہاں آباد ہو گئے ہیں اور ان کا مذہب بھی پہلے ہندوؤں کی طرح بت پرستی تھا اگرچہ یہ بات اب بڑی وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گئی ہے، اور بے انتہا دلیلیں مل گئی ہیں کہ افغانان حقیقت میں بنی اسرائیل ہیں، مگر چونکہ یہ بحث میری اس کتاب سے خارج ہے، اس لئے میں اس پر کچھ لکھنا بے موقع سمجھتا ہوں۔



کہ ماموں نے لشکر جرار اس ملک کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا، چنانچہ اسی لشکر جرار کے خوف سے بمقابلہ تباہ ہوتے کے والی کابل مسلمان ہوا۔  
(مفصل دیکھو ہیر و زآف اسلام - جلد دوم)۔

اے بے ایمان! تجھ پر افسوس! کسی کتاب کی طرف کوئی مضمون جھوٹ منسوب کر دینا پرے درجہ کی بے ایمانی اور جہالت ہے۔

ناظرین! اس مضمون کو، جو پنڈت جی نے الماموں کی طرف منسوب کر کے لکھا ہے (اور جس پر کچھ لکھ چکے ہیں) اس مضمون سے، جو میں ملفظ الماموں سے ذیل میں نقل کرتا ہوں، مقابلہ کرو، اور دیکھو کہ پنڈت جی نے اپنا مطلب ثابت کرنے کے لئے کیسی بے ایمانی اور جہالت سے کام لیا ہے، اور الفاظ پر الفاظ اپنی طرف سے بڑھائے ہیں۔ الماموں کے خاص

ذمہ یہ ہیں:-  
کابل پر فوجیں بھیجیں۔ والی کابل اسلام لایا، اور تلج و تخت نذر بھیجا۔ یہ بھی درخواست کی کہ کابل و قندھار دارالخلافہ خراسان کے اضلاع میں داخل کر لئے جائیں۔ (الماموں حصہ اول - صفحہ ۸۱ - مطبوعہ مطبع مجتہبی - دہلی)۔

اس سے دلی کابل کا جبراً مسلمان ہونا ثابت نہیں ہوتا بخلاف اس کے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ تخت و تاج کے لالچ سے مسلمان نہیں ہوا تھا، بلکہ دے مسلمان ہو گیا تھا، جب ہی تو مسلمان ہونے کے بعد بھی اسے تخت و تاج نذر بھیج دیا، اور اپنے ممالک کے دارالخلافہ خراسان میں شام کر لینے کی درخواست کی۔ ہاں! پنڈت جی نے جلد دوم کا حوالہ دیا ہے، شاید یہ جھپٹے کی غلطی ہے۔

پھر لکھتے ہیں کہ اسی نواح کا ایک اور حاکم بھی اسی تلوار کے طرز سے مسلمان ہوا، اور اس کا بت مکہ میں صفا و مروہ کے درمیان ڈلوایا گیا۔ (ہیر و زآف اسلام)۔

اسیں جی پنڈت جی نے سراسر جھوٹ سے کام لیا:-  
آج ان کو وہ اسی نواح یعنی کابل کے نواح کا حاکم نہیں تھا، بلکہ وہ تبت کا حاکم تھا، جہاں سے آریہ بھاگ کر ہندوستان کو آئے ہیں۔

پھر ہندوستان جی لتھرج صاحب کی تاریخ ہندوستان کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ محمد غوری نے دلاوری فطری لکھنؤوں پر یورش کی اور انہیں ایسا تنگ کیا کہ صرف انہوں نے اطاعت ہی قبول نہ کی، بلکہ مسلمان ہو گئے۔

لتھرج کی سٹوری میں ایسا کچھ ذکر نہیں۔ (ادیکھ لتھرج صاحب کی تاریخ ہندوستان) فکر محمد غوری - صفحہ ۴۰ - مطبوعہ میکین اینڈ کو (۱۸۹۹ء) - مگر تاریخ فرشتہ - جلد اول مقالہ دوم - صفحہ ۵۹ - کشوری میں بذکر شہاب الدین غوری یہ لکھتا ہے کہ لکھنؤوں کی قوم ایک مسلمان قیدی کی وجہ سے مسلمانوں کے حاکم کو پسند کر کے اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئی۔

عالمگیر اورنگ زیب کی سلطنت کے نشاںوں میں سب سے زیادہ نشان اس ضلع (بلاک سارہ) ہندوستان میں چھ تو مسلم خاندان باقی ہیں۔ اس بادشاہ کی مذہبی طرفداری کا ایک چھوٹا سا نمونہ یہ ہے کہ قصبہ آمار کے ناگزیر مسلمانوں کے استاد کہنے کے طومار میں مجھے ایک پروانہ دیکھا ہے، جس میں بیان کے حاکم کو عالمگیر نے لکھا کہ چودہ پان آمار (ضلع بلند شہر) کا خاندان بہت بڑھ گیا ہے اور ہر ایک شخص عہدہ چودہ ریت کا کام کرنا چاہتا ہے۔ اس سے عیاں کو تکلیف ہوتی ہے۔ آئندہ کو مناسب ہے کہ کل خاندان سے دو آدمی منتخب کر لئے جائیں اور ان کے سوا اور کسی کو سرانجام کار چودہ ریت کی اجازت نہ ہو۔ اور جو حکم حال میں دو شخصوں نے استیلا قبول کیا ہے، اس کے اگلے انتخابات میں ان سے زیادہ کوئی منتخب نہیں ہوگا، یہی دونوں آمار کے چودہ ریت مقرر کئے جائیں۔ (تاریخ بلند شہر - صفحہ ۲۴۰-۲۴۱)

صاف ظاہر ہے کہ یہ اشاعت استیلا (جس میں بلا جبر واکراہ ہوئی) اور بعد مسلمان ہونے کے ان سے سلوک کرنا کوئی اعتراض کی بات نہیں آریو! خود اپنے طرز عمل کو بغور دیکھو۔  
۲۔ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں قانون گویاں سے ایک شخص (بلند شہر کا) مسلمان ہوا اور اسی وقت اسی برتن تک اس قصبہ کے باشندوں میں سرگردہ رہی (تاریخ بلند شہر - صفحہ ۲۳۲)۔

دیکھو بلا جبر!

گزشتہ نیاں جی کا رسالہ جہاد - صفحہ ۴۳ - رسالہ جہاد - صفحہ ۴۹ و ۵۰ -

رسالہ جہاد صفحہ ۵۰ -

# ہندوستان کس طرح مسلمان ہوا کا جواب

اس تخت میں جو پنڈت جی کے حوالجات ہیں، وہ تین طرح کے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جنہیں  
سوا ایک دو کے ہندو نکالنا جبراً کراہ تعلیم اسلام کے اثر سے مسلمان ہونا مذکور ہوا ہے۔ دوسرے  
حوالجات وہ ہیں، جنہیں مسلمان بادشاہوں کی فتوحات ملی اور جملوں کا ذکر ہے، اور ایک دوبار شاہوں  
کے ظلم و زیادتی کا ثبوت، مگر انہیں جبراً اشاعت اسلام کا جو پنڈت جی کا دعوے ہے، کوئی ثبوت  
نہیں۔ اور تیسرے وہ ایک دو حوالے ہیں، جنہیں ایک دو ہندو اور ایک انگریز مصنف کی رائیں ہیں  
کہ محمود وغیرہ ہندوؤں کو جبراً مسلمان کرانے آئے تھے، مگر نہ تو خود ان مصنفین نے اور نہ پنڈت  
جی نے اس کا کوئی ثبوت دیا۔ افسوس! اور ان تین قسم کے حوالجات کے علاوہ بعض غیر متعلق باتیں  
بھی ہیں۔

میں سب سے پہلے ان مضامین کو نقل کرتا ہوں، جنہیں اشاعت اسلام کا ذکر ہے۔ سرت  
ملک ہندوستان میں سب سے اول مسلمان، باپا راجپوت والی چتور نے ۱۱۲۰ء میں جھما  
کے حاکم سلیم کی لڑائی سے شادی کر لی، اور مسلمان ہوا، مگر مسلمان ہو کر مارے شرمندگی کے خراسان  
چلا گیا، پھر آیا۔ اس کا ہندو بیٹا تخت پر بیٹھا۔ (دیکھو آئینہ تاریخ نما - صفحہ ۶ - ۱۸۸۷ء) - دیکھو تاریخ  
ہندوستان کا دوسرا مسلمان، راجہ سکھپال نام محمود کے ماتہ بسبب طمع حکومت کے  
مسلمان ہوا مگر لکھا ہے کہ جب محمود بنج کی طرف گیا، تو اسے پھر ہندو بنکر اس کی اطاعت سے سر پھر محمود  
نے ۱۱۸۷ء میں اسے پکڑ کر جہم بھر کے لئے قلعہ میں قید کر دیا۔ (صفحہ ۱۹ - آئینہ تاریخ نما ۱۸۸۷ء)  
اور مقلح التواریخ صفحہ ۹ - ۱۸۸۳ء حصہ اول )

اس واقعہ میں جی جبر کا کچھ مذکور نہیں۔ اپنی خوشی سے مسلمان ہوا، اپنی خوشی سے پھر ہندو بن کر  
اور قید کیا گیا جو جبر طاعت سے پھرنے کے۔

دیجیو، بلا جبر اسلوگ اسلاد م لائے کے قبل ہی ہوا، اگر بعد بھی ہوتا تو کوئی بات نہ تھی سن  
 ۵ جہاں راجپوتوں میں سے کیرت سنگھ کی ساتویں پشت میں سبھی گھمان چند دریا خا  
 سنہیل کی خوشنودی کے واسطے خضر خاں بادشاہ کے عہد میں مسلمان ہوا، اور اس حکمت سے  
 اوس نے اپنی موروثی کے علاقہ میں نصف حصہ پایا، حالانکہ اوسکا بہائی کل علاقہ کا دعویدار تھا۔  
 مسلمان ہوئیے بعد گھمانچند کا نام ملہا تھاں رکھا گیا، اور پگنہ کی چودہریت کا عہدہ پایا، انکے  
 درشا خواہ ہند وہوں خواہ مسلمان اتیک چودہری کہلاتے ہیں۔ (دیجیو تاریخ بلند شہر صفحہ ۱۳۱) ۶

دیجیو بلا جبر!

۷ حصار کے ضلع میں بھٹے یا جیسر۔ جادو زیادہ تر مسلمان اور کتر ہندو ہیں۔ (تاریخ

بلند شہر - صفحہ ۳۲) ۸ دیجیو بلا جبر!

۹ تنور یا مزار اجپوت۔ راجہ بہہ پال نے، جو انگپال کی دسویں پشت میں تھا، یہ  
 موضع بہہ سائہ آباد کیا۔ چنانچہ بہہ پال کی اولاد سے ۵۴ گاؤں اتیک آباد ہیں۔ ایک نسل میں  
 بلند شہر کے تنور میں، لیکن اکثر انہیں مسلمان ہو گئے ہیں۔ مسلمان تنوروں کی روایت ہے کہ  
 ہمارے موٹ اسے ناگل سنگھ کو کسی جرم میں قطب الدین ایک بادشاہ نے علاوہ سزا کان کاٹ  
 کے جبراً مسلمان کیا تھا۔ چنانچہ ناگل سنگھ کا بسایا ہوا موضع پوجانا گل بلند شہر سے چار میل  
 پر اتیک آباد ہے تھوڑا عرصہ ہوا کہ موضع مذکور میں تنور مسلمان رہتے تھے۔ اب ان تنوروں کی  
 رشتہ داری چپو چپوں کے ساتھ ہونے لگی، اور چونکہ چپو چپوں کی قوم ادھنے لگی جاتی ہے، اس لئے  
 یہ تنور بھی راجپوتوں کی نہرست سے خارج ہیں۔ (تاریخ بلند شہر - صفحہ ۳۲) ۱۰

جب ناگل سنگھ پر یکے جرم کی بنا میں مسلمان ہونے کے لئے جبر کیا گیا، اور وہ مسلمان بھی ہو گیا، تو پھر  
 کان کی طرح کاٹا نہیں جاسکتا تھا، عموماً دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی آدمی ایک مذہب ترک کر کے چاہے کسی طرح  
 سے ہودہرے مذہب میں آجاتا ہے۔ تو اوس مذہب کے پیروان کی بڑی غلط کرتے ہیں، پھر اوس حالت میں کان  
 کاٹ لینا محض ناممکن ہے۔ ایسے یہ روایت قابلِ مذہب نہیں، جو اپنے واقعات کے روعہ خود غلط ثابت  
 ہو رہی ہے۔ جب اوسکو مسلمان کرنا مقصود تھا، تو کان ہرگز نہ کاٹا جاتا۔

۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - سالہ جہاد - صفحہ ۵۱ - ۵۲ - سالہ جہاد - صفحہ ۵۱ - ۵۲ -

طہنہ یعنی ڈور مسلمان۔ یہ لوگ اولاد کی اجیپال ڈور کی ہیں، جس نے دغا کر کے قلعہ کا دروازہ کھول دیا، اور شہر باب الدین خوری کی قوج کو قلعہ میں دخل دیکر اپنے دلی نعمت! راجہ چندریگر کو قتل کرایا۔ اس خدمت کے عوض میں مسلمان کیا گیا۔ سلطان خوری نے اجیپال کو خطاب ملک محمد دراز قد کا بخشا، اور پرگنہ برن کا چودہری مقرر کیا گیا۔ (تاریخ بلند شہر - صفحہ ۲۳۲ و ۲۳۳)

دیجھو، بلاجبر

» عالمگیر کے زمانہ میں آٹار کے ناگر (برہمنوں سے) دو نے ۲ سسل (مقبول کیا، اور اس ذریعہ سے سبہائی بندوں کو پرگنہ کی چودہریت کے موروثی عہدہ سے خارج کر کے خود چودہری بنے۔ اب ہندو ناگروں کی زمینداری صرف دو گاؤں اور مسلمان ناگروں کی تین گاؤں میں ہے۔ ۱۵۵۷ء کے عہد میں مسلمان ناگروں میں بعض نے بغاوت اختیار کی، اور اس جرم کی سزائیں انکی جاگیریں و ملکیت ضبط ہو کر راجہ گورسہائی مل رئیس مراد آباد کو انعام دی گئیں۔ (دیجھو تاریخ بلند شہر -

صفحہ ۲۰۲) ۲۔ دیجھو، بلاجبر

» تگا برہمن۔ سب سے زیادہ خاندان اس قوم کا قصبہ سیانہ میں ہے، لیکن نصف سے زیادہ آدی (اس خاندان کے عالمگیر کے وقت سے مسلمان ہیں۔) (دیجھو، تاریخ بلند شہر - صفحہ ۲۰۲)

دیجھو، بلاجبر

لال خانی چڑگو جڑھا کر۔ اشرف نامہ میں اشرف خان لال خانی نے لکھا ہے کہ پر تاب سنگھ کی نوہن پشت میں لال خان ہوا۔ اگرچہ یہ نام مسلمانی معلوم ہوتا ہے، لیکن لال خان حقیقت میں مسلمان نہ تھا۔ اصل نام لال سنگھ تھا۔ اکبر شاہ نے خطاب ثانی بختا۔ تب اسے نام میں بجائے سنگھ کے خاں کا لقب شامل کر لیا۔ سالیاسین پسر لال خاں نے شاہجہاں کے حضور ۶۱ زمینداری حاصل کی، اور اسکا پوتا اعتماد رائے عالمگیر کے زمانہ میں مسلمان ہوا۔ (تاریخ بلند شہر - صفحہ ۱۱۲ و ۱۱۳)

۴ رسالہ جہاد - صفحہ ۵۰ - ۵۱ رسالہ جہاد - صفحہ ۵۰ و ۵۱ - ۵۲ رسالہ جہاد - صفحہ ۵۱ -

۵ رسالہ جہاد - صفحہ ۵۱ -

اب دیکھو کہ پنڈت جی کے حوالہ مندرجہ ذیل سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اشاعت اسلام  
 جکا اہ پر ذکر ہو یا جکا نیچے ذکر آئیگا تعلیم اسلام کے اثر سے وقوع میں آئیں۔ وہ ہوندا ہے۔  
 پھر لکھا ہے کہ یہ ضلع (بلند شہر) مسلمان بادشاہوں کے دائرہ سلطنت (یعنی دہلی)  
 سے قریب تھا۔ اوسط دور کے ضلعوں کی نسبت تعلیم اسلام کا اثر نمایاں زیادہ ہوا، اور یہی وجہ  
 ہے کہ اس ضلع میں نو مسلم کثرت سے ملتے ہیں۔ یہاں کے نو مسلموں میں راجپوت سب سے زیادہ محدود  
 نہیں، یہ لوگ، اپنی اصل نسل کو فخر کے ساتھ قائم رکھتے ہیں، اور دوسرے نو مسلموں سے رشتہ داری  
 کرنے پر ہنر کرتے ہیں۔ راجپوت مسلمانوں کے سوا اور سب نو مسلم اپنی قوم کو اکثر چھپاتے ہیں۔ ترسوں  
 میں پہا سوسو وغیرہ کے لال خانی، اور کبہ کے ثابت خانی، پٹنہ جوہروں، اور اگرچہ کچھ باؤڑ  
 اور خورجہ کے بھاٹوں، اور تل بیگم نور کے بھٹوں، اور بلند شہر کے ڈوروں، اور آہار کے  
 ناگروں، اور برن کے برنوالوں، اور سیانہ کے تگنوں، اور پرگنات و نگر و سکندر آباد کے  
 برگلوں کے مسلمان ہونیکا ذکر ان کے ہندو ذات کے ساتھ ہو چکا ہے۔ باقی ماندہ نو مسلموں میں قوم  
 چھوچھہ قابل تذکرہ ہے۔ اس قوم کے لوگ ضلع بلند شہر کے پانچ گاؤں مسلم کے زمیندار اور چھ گاؤں  
 حصہ دار ہیں بعض اپنا گوت مغل، بعضے ترک، بعضے راجپوت بعضے برہمن بتلاتے ہیں۔  
 (تاریخ بلند شہر صفحہ ۴۸) ۵

پنڈت جی نے بڑا احسان کیا کہ خود ہی اس کثرت اشاعت اسلام کی وجہ سے یہی تاریخ کے حوالہ  
 سے بتادی کہ آفریقہ تعلیم اسلام سے یہ اشاعت وقوع میں آئی، اور ساتھ ہی ہم کو کچھ کہنے کے بارے سے بھی  
 سبک دوش کر دیا۔ خدا اسکا پنڈت جی کو اجر دے!  
 پھر لکھتے ہیں قوم جولائے (مانندہ) نو مسلموں میں داخل ہیں۔ جلا ہے سواکٹر اپنے کے اور  
 پیشہ کرتے ہیں۔ اس ضلع میں مسلمان جلا ہے کثرت سے ہیں، حالانکہ ہندو جلا ہے شاذ و نادر ملتے ہیں۔  
 ہندو چھوچھہ سمجھا جاتا ہے، اوسط جولائے تنظیم اپنی ذات مومن، نور بان، سفید بان بتلاتے ہیں۔  
 مذہبی تعصب میں جلا ہے سب مسلمانوں پر غالب ہیں۔ ہر شہر قصبہ میں چند جلا ہے قرآن کے حافظ ہوتے  
 حالانکہ کھانا پڑنا مطلق نہیں جانتے۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۴۸) ۶ دیکھو، ہا صیر!



۴۰ چونان راجپوت کالو کا سر حاکم سکندر آباد نے کٹوایا۔ اس ظلم کے سبب پتھراج نہرو کالو نے حاکم مذکور کو قتل کیا، اور سزا سے بچنے کے لئے بادشاہ کے پاس جا کر مسلمان ہوا۔ بادشاہ نے صرف پتھراج کا قصودی معاف نہ کیا، بلکہ اسکو فریق بنایا، اور خطاب آرک رائے کا بخشا، اور تلگوں کی ۳۲ گاؤں کی زمینداری عطا کی۔ (صفحہ ۳۲ و ۳۲۸ تاریخ بلند شہر) ۴۱

۴۱ دیکھو، بلاجیر! اور جب حاکم سکندر آباد نے کالو کا سر ظلماً کٹوایا تھا، تو پھر پتھراج کو سزا کیوں دی جاتی؟ اور لوگ کرناوٹی اعتراض کی بات نہیں۔

۴۲ برکھ راجپوت۔ اورنگ زیب بادشاہ کے وقت سے بہت سے برگلہ مسلمان ہیں۔

(صفحہ ۳۲) ۴۳ دیکھو، بلاجیر!

۴۴ برن دال دیشیوں میں ایک شخص اورنگ زیب بادشاہ کے وقت میں مسلمان ہوا۔ بعد ازاں اسکی اولاد اس قصبہ بلند شہر میں کچھ عرصہ تک سب سے زبردست رہی۔ اب یہی اونکی ملکیت بلند شہر کے متصل چند قطعات معانی اور موضع چاند پور کی زمینداری ہے۔ (صفحہ ۳۳) ۴۵ دیکھو، بلاجیر!

۴۶ میو شودر۔ مسلمانوں کی ابتدائی آمد میں اس قوم کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ مسلمان میو پرگنہ گوتمہ کے چند گاؤں کے زمیندار ہیں، لیکن عادتوں میں اپنے ہندو بھائیوں سے کچھ بہت بہتر نہیں ہیں۔ (صفحہ ۳۴) ۴۷ دیکھو، بلاجیر!

۴۸ نو مسلموں میں ارزل قوم کے لوگ مثلاً جولا، قصاب، رنگریز، دھوبی، لونار، ریزہ اپنے میں اکثر شیعہ کہتے ہیں۔ (تاریخ بلند شہر۔ صفحہ ۳۴) ۴۹ معلوم ہوا کہ یہ سب نو مسلم ہیں، اور یہ بھی بلاجیر واکراہ مسلمان ہوئے، کیونکہ جبر کا کچھ مذکور نہیں۔

۵۰ خاص مغلوں کے علاوہ کچھ چھوٹے مغل بھی کہلاتے ہیں، لیکن انکی نسبت یہ روایت ہے کہ کسی مغل امیر نے ارزل قوم کے ہندوؤں کو مسلمان کیا تھا، انہیں کی اولاد سے یہ چھوٹے مغل ہیں، اور چونکہ مغل کے ماتھے مسلمان ہوئے، اس واسطے مغل کہلاتے ہیں۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۸) ۵۱ دیکھو، بلاجیر!

۵۲ رسالہ مجاہد صفحہ ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - رسالہ مجاہد صفحہ ۵۲ -

۵۳ رسالہ مجاہد - صفحہ ۵۳ -

اس کا جواب اولیٰ تو وہی ہے جو پہلے آپ لکھا۔ اور دوسرے یہ کہ اگر قیصر نے ایسا کیا بھی تو یہ الزام اسلام لاہر پر کیونکر ہو سکتا ہے، اور اسی ایک واقعہ سے، جبکہ تمہارے ہی حوالہ جات سے معلوم ہو گیا کہ کثرت اشاعت اسلام، قلعہ اسلام کے اثر سے وقوع میں آئی ہے، یہ کیونکر سمجھا جاسکتا ہے کہ جو کچھ اسلام کی اشاعت ہوئی، وہ جبر سے ہوئی۔

پھر پنڈت جی صفحہ ۶۰ میں قمر ناشک وغیرہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مہاراجہ جسونت سنگھ جو دھورو والے جیب کاہل کی ہم پختہ میں مر گئے، اور اسکی رانی اور لڑکے دہلی میں آئے بادشاہ اور رنگ زیب نے انہیں پکڑ لینے اور مسلمان کر ڈالنے کا حکم دیا۔ راجپوتوں نے اپنے راجہ کے لڑکوں کو تو تھانہ کے ٹوکروں میں جیسا کہ وہیں سے نکال دیا، اور رانیں کو اپنی عورتوں سے تیار کر دیا اور کٹھنوں میں بند کر دیا، اور سب اسی جگہ کھڑے رہے۔ دہلی کی گلیوں میں انکی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے سادوں کی سستی تھی جنگ جو دھورو میں مانی جاتی ہے۔

اس واقعہ کو بطرح پنڈت جی نے نقل کیا ہے محض غلط معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ماسٹرم علی خاں نے (جو اور رنگ زیب کی عہد کا ایک مورخ ہے) اس واقعہ کو لکھا ہے، اور جو مصنف تاریخ سیر المتاخرین نے نقل کیا ہے، اس سے اور اس سے زیں داسمان کا فرق ہے، اسلئے میں اس واقعہ کو سیر المتاخرین سے نقل کرتا ہوں۔ وہ ہوتا ہے۔

مہاراجہ جسونت راٹھور کو، جو ہمیشہ عالمگیر کا دشمن رہا، اور بادشاہ بھی بنست دیگر ہندو کے انکو زیادہ عداوت جانتا تھا، بروقت آنے داراشکوہ کے کجرات سے اجبیکو مہاراجہ مذکور کے اسادت اور دوسری بار لڑنے کے عالمگیر سے بوساطت راجہ جے سنگھ کے عالمگیر نے یہ ترغیب دی کہ داراشکوہ کی رفاقت چھوڑے، اور عفو نامہ تقصیرات اور منصب ہفت ہزاری اور صوبہ داری کجرات کی اسی شرط پر مقرر ہوئی، اور تکلیف حضوری سے بھی معاف رکھا۔ مہاراجہ جسونت سنگھ یہ یو تعیناتی دکن اور وہاں کی محزولی سے صوبہ کاہل پر مقرر ہوا، اور وہیں پر مقرر ہوا۔ سردار ان راجپوتیہ، کہ جہالت کیش جلاوت ہشتہ تھے، اس کے دونوں لڑکوں کو، جن کا نام اجیت سنگھ و دلتھن سنگھ تھا، کاہل سے لیکر بدون اخذ دتھک عازم وطن ہوئے۔ جہاں انک کے گزر پر میر بجڑ مہاراجہ مورہا۔ جہالت سے تلواری چل گئی۔ اپنے زور سے پارا ترے۔ چونکہ دارالخلافت شاہجہان آباد راہ پر ہے، ناچار وہاں وارد ہو کر مقیم ہوئے۔ عالمگیر انکی کیفیت سے مطلع ہو کر شفقت

حاجت مسلمانوں کو پورا اور تنگ مسلمان کو مولا کہتے ہیں۔ بھٹیاری سے بھی ادنیٰ قسم کے کڑے ہیں۔ جبکو شیر شاہ نے مسلمان کیا، وہ شیر شاہی کہلاتے ہیں اور جو سلیم شاہ کے عہد میں مسلمان ہوئے، وہ سلیم شاہی مشہور ہیں۔ تیز ان دونوں قسموں میں یہ ہے کہ شیر شاہی عورتیں لہنگا پہنتی ہیں، اور سلیم شاہیوں کی عورتیں باغجامہ استعمال کرتی ہیں۔ ان دونوں کے علاوہ بھٹیاریوں کے دو گوت اور بھی ہیں، ایک چڑھیاری دوسرے کھتری۔ لیکن اس ضلع میں یہ دونوں گوت شاذ و نادر ملتے ہیں۔ بھٹیاریوں کی شادی کے وقت ہندوؤں کی بعض رسم اتھک مانی جاتی ہیں۔ دیکھو تاریخ مہاراشٹر مطبوعہ ۱۹۸۸ء و ۱۹۸۹ء صفحہ ۲۰۰ دیکھو بلا جبر!

پھر نپٹ جی نے (صفحہ ۵۵ میں) تاج المعاصر کے حوالے سے قطب الدین ایبک کا میسر طبع کرنا، اور وہاں کے مندروں کو توڑ ڈالنا وغیرہ اور کٹھن میں اسلام نہ قبول کرنے والوں کو قتل کروا دینا اس کا تجربہ کے مندروں کو ہی توڑ ڈالنا لکھا ہے۔

تاج المعاصر کوئی کتاب نہیں، البتہ تاج المآثر قطب الدین ایبک کے حالات میں لکھی گئی تھی، جس کا ذکر ہم تاریخ فرشتہ - جلد اول مقالہ دوم صفحہ ۶۲ میں پاتے ہیں، مگر یہ کتاب باوجود تلاش کے ہم کو ملنی، ورنہ ہم اور حوالوں کی طرح اسکو بھی دیکھتے کہ اس میں نپٹ جی نے کہا تک سچائی سے کام لیا ہے مگر تاریخ فرشتہ اور سیر المتأخرین جیسی تاریخ کے محقق مورخوں نے جہاں ان مقاموں کی فتح کا ذکر کیا ہے، وہاں مندر کے توڑنے اور اسلام قبول نہ کرنے والوں کے قتل کے طے کا کچھ ذکر نہیں ہے اور اگر کم مان ہی لیں کہ ایسا ہوا۔ تو پھر اس سے یہ کیونکر ثابت ہو گیا کہ یہ کثرت اشاعت اسلام اور جو ہندوستان میں ہوئی جبری کے ذریعہ سے ہوئی؟ اور قطب الدین ایبک کی کارروائیوں کا اسلام کیونکر ذمہ دار ہو سکتا ہے؟ کچھ وہ قطعاً راشدین اور اسلام کے ماننے تھے بزرگوں اور بیواؤں میں تو داخل نہیں!

پھر ایک بوڑھے برہمن کا بوجہ اسلام نہ قبول کر نیے فیروز شاہ کے دربار میں جلا یا جانا قمر ناشک کے حوالے سے نپٹ جی نے (صفحہ ۵۸ میں) لکھا ہے۔ مگر ہم راجہ شیو پرشاد پناسی جیسے متعصب مصنف کی بے حوالہ بات کا کیا جواب دیں؟ انہیں اور نپٹ جی کی طرح میں کیا فرق ہے؟ جو تعصب ان کو مسلمانوں سے تھا، ان کو کون نہیں جانتا۔ اسی تعصب کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے قمر ناشک جیسی تاریخ لکھی۔

پھر صفحہ ۵۹ میں اسی قمر ناشک کے حوالے سے تیمور کا جتوں کے راجہ کو جبراً مسلمان کرنا لکھا ہے۔

۱۰ اسکے (یعنی اورنگ زیب کے) ایک جنرل کو معلوم ہوا کہ سمبھوجی سنگتھور علاقہ کو ملکن  
 میں عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہے۔ پس اس نے فوراً اس پر حملہ کیا، اور قید کر لیا۔ وہ اورنگ  
 کے سامنے لایا گیا، جسے اورنگ کو کہا کہ اسلام قبول کرو۔ اس پر سمبھوجی نے ایسے سخت اور تشویش آمیز الفاظ  
 میں جواب دیا کہ اورنگ زیب نے فوراً اس کے قتل کئے جانے کا حکم صادر فرما دیا۔ ۱۱  
 پھر پنڈت جی تاریخ فرشتہ کے حوالے سے صفحہ ۶۶ کے نوٹ میں محمد قاسم کا دیسل (یعنی  
 ٹھٹھہ) کے مندر کو توڑنا، وہاں کے باشندوں کو اسلام لانے کے لئے کہنا، اور انکار کے بعد عورتوں  
 اور بچوں کو لوٹھی غلام بنالینا، اور بیسویں کو سات سال کی عمر سے سو برس کی عمر تک قتل کروادینا تحریر فرمایا،  
 مگر چونکہ پنڈت جی نے عجیب حوالہ دیا ہے (یعنی مقام ششم فرشتہ صفحہ ۲۱۲)، اس لئے میں خاص کتاب  
 سے اس کی تصدیق نہیں کر سکا۔ نہ تو تاریخ فرشتہ میں کوئی مقام ہے، اور نہ تاریخ فرشتہ کی کسی جلد  
 کسی جلد کے صفحہ ۲۱۲ میں اس کا کچھ ذکر ہے۔ میں نے وہی تاریخ فرشتہ مطبوعہ نو لکھنؤ دیکھا، جس سے  
 پنڈت جی نے اس رسالہ جہاد میں حوالے دئے ہیں، اور میں صفحہ وغیرہ حوالے مطابق پاتا گیا پورا  
 اب میں یہ کہتا ہوں کہ اگر تاریخ فرشتہ میں کہیں ایسا لکھا ہی ہے، تو یہی وہ تاریخ  
 ابن خلدون اور تاریخ کامل ابن اثیر وغیرہ جیسی نہایت معتبر اور مستند تاریخوں کے خلاف قابل ہند  
 نہیں ہو سکتی۔ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ: محمد بن قاسم نے (ارماثل پر) قبضہ حاصل کر کے  
 دیسل (ٹھٹھہ) پر چڑھائی کی۔ شہر دیسل کے وسط میں ایک بہت بڑا رنج الشان بت خاد تھا، جس پر  
 ایک بت رکھا ہوا تھا، اور بت خانہ کے گنبد پر ایک نہایت طویل منارہ تھا، اور منارہ پر ایک بلند منبرہ لگا  
 ہوا تھا جس میں سرخ حریر کا پھریرہ اوڑھنا تھا، جو تمام شہر پر اپنا سایہ کئے ہوئے تھا۔ محمد بن قاسم  
 نے شہر پر تنگ باری شروع کر دی۔ اتفاق سے سب سے پہلے یہی منبرہ ٹوٹ کر گر گیا جس سے اہل دیسل کو اپنی  
 شومی کا یقین ہو گیا۔ شہر سے نکل کر صف آرا ہوئے۔ عساکر اسلامیہ نے انکو ہزیمت دی۔ اہل دیسل  
 ہباگ کر شہر میں آئے، اور شہر ہناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ بالآخر زور تیغ کھولا گیا۔ محمد بن قاسم نے  
 باتوں بات چار ہزار لشکر شہر میں اتار دیا۔ لاسیانی حاصل کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے ایک جامع مسجد  
 بنوائی، اور دو چار روز قیام کر کے نیروز کی طرف کوچ کر دیا۔ ۱۲  
 ۱۲ دیکھو، تاریخ ابن خلدون۔ کتاب ثانی جلد پنجم ذکر فتح ہند ۱۲۔

ہوا۔ حکم توقیف صادر فرمایا۔ اون کے گرد لشکر کو قوال کی حفاظت ہوئی۔ چند دنوں کے بعد اسکے دربار لشکر  
میں ہزار رخصت وطن کے وہاں سے رخصت چاہی۔ عالمگیر نے جہاں حققت دی، اس ارادہ سے  
کہ اگر یہ چاہے جاویں، عیال و اطفال راجہ جوم کے قید ہو جائیں گے۔ وہاں پر راجہ چرتوں نے یہ چال کی  
کہ لڑکوں کو غلامانہ اور عورتوں کو مردانہ لباس میں بنا کر اور اونکی جگہ پر لڑکیوں کو رانیوں کی شکل پر اور  
و غلام عسکریں الاحول کو اطفال مہاراجہ کی جگہ پر بٹھلا کر سفارش کی کہ اگر کشت راز ہو جائے، اور  
... انہوں کی پاسداری کر کے آپکی حرست میں اپنی طرح استقامت کریں کہ پانچ چھ گھڑی کا فاصلہ مہاراجہ  
نہشت کو ہو۔

واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ عالمگیر کا مطلب تھا کہ مہاراجہ جسے نہت سنگھ کے اہل عیال پر قبضہ  
کر کے اسکے راج پر بھی خود قبضہ کر لے، جس میں اسکو کامیابی نہیں ہوئی، ورنہ اس واقعہ کو شامت اور  
سے کوئی سرور کا نہیں۔ جبکہ خود اس نے اپنے باپ کو اور پھر اپنے بیٹے کو بھی ۱۶۸۷ء سے ۱۶۹۲ء تک قید رکھا  
تو ہر ان بچاروں کو کون پوچھے!

پھر صفحہ ۶۱ میں قرنا شک کے حوالہ سے ایک جوگی کا بوجہ انکار اسلام کے عالمگیر کے دربار میں قتل  
کیا جانا لکھا گیا ہے۔ مگر ہم راجہ شیو پرشاد صاحب کی بے حوالہ بات کو کسی طرح قبول نہیں کر سکتے۔ ہم حقوق  
دینی میں دکھا چکے ہیں کہ جیسا مستعصب عالمگیر کو سمجھا جاتا ہے، ویسا وہ مستعصب نہ تھا۔ اور یہ ہے  
کہ جو کچھ اسکی کارروائی چاہیے ہندوؤں، یا اپنے بیانی بندوں، یا عام مسلمانوں کے خلاف میں ظاہر ہوئی،  
وہ صرف حکومت اور مال و دولت کی بے حد خواہش کی وجہ سے ظاہر ہوئی۔ ایک جوگی کے قتل سے اسکو کیا ملتا  
پھر صفحہ ۶۱ میں مقتل التوارخ سے عالمگیر کا سمجھو جی سیدو جی کے بیٹے کو، جبکہ وہ قید ہو کر  
آیا تھا، مسلمان ہو جانے کے لیے کہتا، اور اسکا انکار کرنا، اور پھر اس کے (سخت) جواب کی وجہ سے  
اور تلک زیب کا اسکو بے رحمی کے ساتھ مروادینا نقل کیا گیا ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ عالمگیر نے جو اسکو قتل کرایا، وہ اس کے سخت جواب کی وجہ سے قتل کرایا اور جب  
اور جب سیدو جی پر لکندہ وغیرہ اسکا می ریاستوں کو برباد و تباہ کر چھوڑا، تو پھر سمجھو جی کی کیا غصہ  
پنڈت ہر پرشاد شاستری صاحب نے بھی اسکا قتل کیا جانا اسکی بزدلی اور سخت کلائی کی وجہ  
سے کہا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ۔

اس میں بھی جبر و اکراہ کا کچھ ذکر نہیں۔ پس یہ ہمارے ہی دعویٰ کی مصدق ہے۔

۱۔ اب میں کل حوالے جو اشاعت اسلام کے متعلق تھے ناظرین کے سامنے پیش کر چکا ہوں ناظرین خود دیکھ سکتے ہیں کہ خاص نہایت جی کے زیادہ تر حوالوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان میں بھی اشاعت اسلام بلا جبر ہوئی۔ اور بعض حوالوں میں جو جبر کا ذکر تھا، اوّل کو یہی ناظرین ملاحظہ فرمائیے کہ وہ قابلِ دقت نہیں ہیں۔ اور اگر ہم مان لیں کہ وہ ایک دو حوالے ہی قابلِ دقت ہیں تب بھی یہی ثابت ہو گا کہ کثرتِ اشاعت بلا جبر و اکراہ، تعلیم اسلام کے اثر سے ہی ہوئی، جیسا کہ نہایت جی نے خود نقل کیا ہے۔

۲۔ اب میں پھر شروع سے دو ٹوکے تیسرے قسم کے حوالوں اور دوسری غیر متعلق باتوں کو ایک طرف سے ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔  
صفحہ ۴۴ میں "تلخ ہند" مولوی ذکا اللہ صاحب کے حوالے سے نہایت جی لکھتے ہیں کہ یہاں آدھے مسلمان نو مسلم ہیں، مگر ان کی حالت اچھی نہیں ہے۔

اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو قابلِ جواب ہو  
پھر صفحہ ۴۶ میں نہایت جی نے "آئینہ تاریخ نما" اور "مفتاح التواریخ" کی اسی لکچر کتابوں کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ ۱۲۰۰ھ میں خلیفہ ماموں رشید نے بڑے لشکر کے ساتھ ہندوستان پہنچائی کی۔ بابا کا پوتہ اس وقت جتو کا حاکم تھا۔ نام اس کا راجہ کھمان تھا۔ اس سے اور ماموں سے جو بیس لڑائیاں ہوئیں، لیکن آخر کار ماموں شکست کھا کر بہاگ گیا۔  
گو اس غلط بیان سے میری اس کتاب کو کوئی سروکار نہیں، تاہم ناظرین کی دلچسپی کے لئے شمس العلماء مولانا مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی سلمہ الرحمن کی تحقیقات درج ذیل ہے :-

۱۔ اردو کی بعض کتبہ تاریخوں میں لکھا ہے کہ ماموں نے خاص ہندوستان پر بھی حملہ کیا اور متعدد لڑائیوں میں راجپوتوں سے شکست کھا کر واپس گیا۔ مگر کسی معتمد تاریخ میں اس کا ذکر نہیں ہے۔  
فتح البلدان میں صرف اس قدر لکھا ہے کہ فصل بن مانان نے سندان کو فتح کیا ہے، اور اس کی خدمت میں ایک ناٹھی بطور یادگار فتح روانہ کیا۔ اسنے سندان میں ایک جامع مسجد بھی بنوائی۔  
(دیکھو کتاب مذکورہ صفحہ ۲۴۷) لیکن یہ امر خود مشتبہ ہے کہ سندان کہاں ہے، اور اب کس نام سے



ابن قیم کہ علامہ سیوطی نے مندر کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے، مگر اس کے توڑے جانیکا اشارہ تک نہیں ہے پھر چلے مسجد کے توڑے جانے کا یہی ذکر ہے، مگر وہاں کے باشندوں کا مسلما نہ ہو سکی وجہ سے قتل ہونا اور لوٹنا یا غلام بنانا وغیرہ کچھ یہی نہیں لکھا ہے۔

علامہ ابن اثیر نے بھی اپنی تاریخ میں اسی طرح لکھا ہے، جب طح علاءہ ابن خلدوں اور مندر کے توڑے اور مسلمان نہ ہونے کی وجہ سے وہاں کے باشندوں کے قتل کئے جانے وغیرہ کا انہوں نے بھی ذکر نہیں کیا ہے۔ مگر انہوں نے لکھا ہے کہ اڑانی تیس روز تک جاری رہی، اور والی دیبل شہر چوڑ کر بھاگ گیا۔

اور علاءہ بر بن محمد بن قاسم کے بارہ میں ایسی باتوں کا کیر نہ لکھتے کیا جائے، جبکہ ہم مخالف و موافق کی مستند تاریخوں میں یہ لکھا دیکھتے ہیں کہ محمد بن قاسم نے سندھ کے باشندوں کو پوری مذہبی آزادی بخشی، اور صرف یہی نہیں، بلکہ مندروں کی حرمت کی اجازت دے دی، اور انکے منقولہ جواوقاف درویشہ مقرر تھے، انکو برقرار رکھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:-

برہمن آباد چرب ال عرب سخت حملہ کر کے قابض ہو گئے، تو وہاں کے لوگوں کو مندروں کی حرمت کی اجازت دیدی، کیونکہ انہیں مندروں سے برہمنوں کا گدہ لایا جوتا تھا۔ اور کسی شخص کو اس کے مذہب کی پیروی سے منع نہ کیا۔ (دیکھو، ایلیقی۔ پہلی جلد۔ صفحہ ۱۸۶)

محمد بن قاسم نے برہمنوں کو جو بتانوں کے متعلق اختیارات دئے، اسکو مورخ علی بن حماد نے اپنی تاریخ سندھ میں ان الفاظ سے لکھا ہے:-

پس اکابر و مقدماں و براہمنہ را فرمود کہ معبود خود را عبادت کنند و فقرائے برہمنوں را باحسان و تعہد تیمار دارند و امیاد و مراسم خود را بشکل آباء و اجداد قیام نہایند و صدقاتیکہ ازیں وادحق براہمنہ می وادند برقرار قدیم بہ بندند۔

پھر ہی نوٹیں تاریخ فرشتہ۔ جلد اول صفحہ ۱۶ سے پٹت جی نقل کرتے ہیں کہ مہلب بن (الی) صفحہ کہ از امراء کبار عرب بود از حوالی مرو بکال دز آل اند و در ہندوستان درآمدہ با کفار خنزر گرد و دوازدہ ہزار جواری و غلماں اسیر ساخت و دوران مدت بعضی از مردم ہند جتہ جتہ بوجہ اینست انکہ و نبوت رسالت پناہ اقرار نمودہ مسلمان شدند۔

مرآة العباد - جلد اول - صفحہ ۲۳۸



محمود غزنوی کے متعلق اتنے ہی حوالے ہیں اور ان میں کسی میں بھی جبرائیلؑ کا ذکر نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ دولت کا بڑا خواہش مند تھا، اور اکثر ناجائز طریقے سے بھی حاصل کر لیتا تھا۔ مگر اس کے افعال کا اسلحہ مزدور نہیں ہو سکتا وہ کچھ اسلحہ ہر کاماں ہوا تو نہیں تھا، تاہم ہم یہ ضرور کہیں گے کہ محمود کو حبیبی ظالم اور بے رحم ہندو خیال کرتے ہیں، ویسا نہیں تھا۔ مولوی عبد الکریم صاحب بی۔ اے۔ اپنی تاریخ ہندو انگریزی میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

محمود اپنے وقت کا بہت بڑا بادشاہ تھا، اور شاید کل بادشاہوں سے زیادہ دولت مند بنے ملک کی حکومت میں ایسا ہی انصاف و درتھا، جیسا کہ جنگ میں بہادر وہ ہمیشہ اپنی رعیت کی بہتری و بہبود کا آرزو مند رہتا، اور کبھی اپنے دشمنوں کے ساتھ بے رحمی سے پیش نہیں آتا تھا۔ یہ کسی طرح معلوم نہیں ہوتا کہ اس نے کبھی حکومت کے باغیوں تک کو بھی وختیانہ سزا دی ہو، اور یہ کہیں بیان نہیں ہوا ہے کہ اس نے کسی ہندو کو سوا جنگ اور محاصرہ کے کبھی قتل کیا ہو۔ اسکا شجاع اور فیاض ہونا اس کے فتوحات کے بلا مضرت چھوڑ دینے سے۔ جبکہ راجہ اپنے کو اس کے رحم کے حوالے کر چکا تھا، صاف ظاہر ہے۔ صرف لوٹ ہی اسکا مقصد ہوتی، جیسا کہ بعضوں کا خیال ہے، تو وہ کبھی قنوج کو نہ چھوڑتا جو کہ ہند کی بڑی دولت مند حکومت تھی اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ درپے کو بہت عزیز رکھتا تھا، اور اکثر اپنے طریق سے ہی حاصل کر لیتا تھا۔

پھر اسی صفحہ ۸۴ میں "تاریخ ہندوستان" کے حوالے سے محمد غوری کا شہر بنارس کو لوٹنا اور بت خانوں کو خاک میں ملانا، اور بختیار خلیجی کا گور کے مندروں کی سنگ و خشت وغیرہ سے مٹا دینا و مدارس و کاروانسے تیار کرانا تحریر ہوا ہے، اسکا یہی وہی جواب ہے، جو محمود کے ذکر میں گذر چکا۔

پھر اسی صفحہ ۸۵ و شروع صفحہ ۸۶ میں علاؤ الدین خلیجی کا تخرابہ سوسنات کے بجا مسجد تعمیر کرانا، شہر پٹن کو تباہ کرنا۔ گلابون کو جلانا، کا خود غلام کو زمرہ نوکران اور کولادیوی اور دیولادیوی کو حرم سر میں داخل کرنا تحریر ہوا ہے۔

بہار پٹری آف انڈیا - مصنف مولوی عبد الکریم صاحب بی۔ اے۔ - البیگراف اسکولس - صفحہ ۸۶۔

پکارا جاتا ہے۔ یا قوت عمومی نے مستقل طریقے سے ایک صنف کے اشخاص کو دیکھا ہے کہ وہ ہندوستان کا تہرہ ہے  
یا قوت نے اسکو زندہ کے حدود کے قریب خیال کیا ہے۔ زندان کہیں ہو مگر اچوتوں سے شکست کھانا شاید  
نری گواہی ہے، گو ایک ہندو صنف نے اپنی برائی نام تاریخ میں اسکا تذکرہ علانیہ کیا ہے۔ ۱۰۷  
پھر اسی صفحہ میں پڑت جی نے لتھبرج صاحب کی بلائے نقل کی ہے کہ محمد علی آرزو ہند کی دولت حاصل کرنے کے  
علاوہ راجپوتوں کو جبراً مسلمان کرنے کی بھی تھی۔

دولت حاصل کرنے کی آرزو کا تو غرض تھا ہے کہ اپنے شہروں کو تاج کیا مسندوں کو جینوں کے  
سے زیادہ دولت جمع رہتی تھی لڑنا وغیرہ مگر جبراً مسلمان کر لینی آرزو کا کیا ثبوت ہے؟ اور بلا ثبوت  
کی عقل مندوں کے نزدیک کوئی وقعت نہیں۔ مسلمانوں نہ تو لتھبرج صاحب دے سکے اور نہ پڑت جی کو  
ہی ہو سکا لتھبرج صاحب کا ماتہہ ٹاٹے۔

پھر صفحہ ۱۰۸ میں ہندو مصنفین "آئینہ تاریخ ہند" و "مفتاح التواریخ" کی پیرائے، جو اوپر گزری، نقل  
کی ہے، جسکا وہی جواب ہے جو اوپر گزرا۔

پھر اسی صفحہ میں "آئینہ تاریخ ہند" لتھبرج کی "تاریخ ہندوستان" اور "مفتاح التواریخ" کے  
حوالہ سے محمود کا لنگکا کے کنارہ مندر روں کو توڑ دانا، اپنے سپاہیوں کو لوٹنے اور قید کرنے کی افوازی  
منتہر آکے تمام تبوں کو پا مال کرنا، اور طلائی و نقرئی اصنام کو کھا ڈالنا، سو اونٹ نری توڑی ہوئی  
چاندی کی سونوں سے بھر کر لے جانا، پانچ سو تیس خالص سونے کی بیجائی، پانچ ہزار تین سو آدمیوں  
کو قید کر کے غرینین لیجانا، اور بارہ دفعہ ہندوستان پر حملہ کرنا لکھا ہے۔

ان باتوں سے اشاعت اسلام کو کوئی سروکار نہیں۔ اور مندر روں کے توڑنے سے تو صاف ظاہر ہے  
کہ جو امرات بے قیاس اور سونے چاندی کی سورتیں ماتہہ آتی تھیں۔

پھر صفحہ ۱۰۹ میں "تاریخ ہندوستان" کے حوالہ سے محمد کا قلعہ بھیج کے کل مال کو غارت کرنا، غرینین  
کو ساتھ غنیمت بقیاس کے مراجعت کرنا، وہاں جا کر بڑی ضیافت کرنی، رعایا کو غنائم بے بہا ہند  
سے خبردار کرنا، تھانہ کے تہانہ کو لوٹنا، دولا کہہ ہندو کو قید کرنا، اور ان کی قیمت دو دروہم  
ہو جانی لکھی ہے اور اسکا ہی وہی جواب ہے جو اوپر گزرا۔

پھر اسی صفحہ میں "تاریخ بلند شہر" کے مصنف کی رائے پندت جی نقل کرتے ہیں کہ جبرائیل اسلام قبول کرانے کا جوش محمد تعلق کے بعد فرو ہو گیا تھا، پھر سکندر رودی کے وقت میں ترقی پزیر آیا، مگر اسی کی زندگی تک رہا۔

سکندر رودی ہی تک کہا اگر آپ یہاں درشاہ ثانی تک بھی لکھتے تو آپ کو کون منع کرتا؟ مگر اس کا ثبوت ہی تو ہو۔ خود "تاریخ بلند شہر" سے جتنے حوالے آپ نے نقل کئے ہیں، ان سے ہی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اشاعتِ اسلام بلا جبر ہوئی، بلکہ خود مصنف "تاریخ بلند شہر" کی رائے ہے کہ اشاعتِ اسلام "اشترعیم اسلام" سے وقوع میں آئی، جسکو آپ نے ہی نقل کیا ہے، پھر یہ دوسری رائے کیسی؟ پھر صفحہ ۵۰ میں شکست مندروں کی فہرست دیکھنے کے لئے رسالہ مخزن العلوم بریلی کے ایک پرچہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مگر میں اس فہرست میں بدھ مذہب کے شکستہ مندروں کی فہرست بھی شامل کر لینے کی صلاح دیتا ہوں، جنکو وہ مقدس کے پیرو، یہاں دراجپوتوں نے توڑ پھوڑ کر درست کر دیا ہے، جسکا ذکر اسی کتاب کے باب دہم میں آتا ہے۔

پھر اسی صفحہ میں تیمور کے قتل و غارت کا ذکر ہے۔ ان قتل و غارت کے واقعات میں مسلمان اور ہندو برابر کے شریک ہیں، اور جو مصیبت آئی وہ دونوں پر آئی۔ تیمور کے قتل و غارت سے بیچارے مسلمان کب بچے ہیں جو ہم ہندوؤں کا رونا روئیں! نہ معلوم ایسے حوالوں سے پندت جی نے کیا فائدہ سوچا تھا؟ سو کتاب کا حجم بڑانے کے اور تو کوئی فائدہ نہ ہوا۔

پھر اسی صفحہ میں "سیر المتاخرین" کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "اکبر کا ہندو راجپوتوں سے جبرائیلیان لینا بھی ایک اسلامی ظلم کا نشان ہے"۔ اور حوالہ صفحہ ۴۳ کا دیا ہے۔ مگر "سیر المتاخرین" کی کسی جلد کے صفحہ ۴۳ میں یہہ مضمون ہمکو نہیں ملا، اور نہ ان مقاموں میں ہونا ممکن تھا، کیونکہ ان مقاموں میں ذکر ہی اور ہے۔ اکبر کے ذکر میں ہندو راجاؤں کی لڑکیوں کا محاصرہ شاہی میں داخل ہونا مذکور ہوا ہے، مگر وہاں تو یہ لکھا ہے کہ "جب شاہ اکبر نے راجاؤں کی لڑکیوں سے رسم مناکحت پیدا کی، باوجود مخالفت مذہب کے یہ لوگ اپنا فخر سمجھنے لگے"۔ ۷۱

جب فخر ہی سمجھتے تھے، تو ظلم کہاں رہا؟

یہ سہولتی باتیں ہیں، جو دنیا دار اور شخصی حکومت کے باوٹا ہوں کی فتوحات میں ہوا ہی کرتی ہیں۔ ان باتوں سے اشاعتِ اسلام کو کیا سرکار سکندر نے جو فارس کے آتشکدوں کو ویران کیا، اور ومان کی کل کتابوں کو تلاش کر کر کے جلا دیا، تو اس کا یہ مطلب تھا کہ اہل فارس یونانی عقاید کو مان لیں؟ اور کیا کوئی اسکا ثبوت دے سکتا ہے کہ کسی پارسی نے آتشکدوں کے ویران ہو جانے اور کتابوں کے جل جانے کی وجہ سے اپنا مذہب ترک کر دیا تھا؟ افسوس ہے ان جاہلوں پر جو ان باتوں کو اشاعتِ اسلام کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں! اور علماؤ الدین کے افعال کا اسلام کیوں ذمہ دار ہونے لگا۔؟

پھر صفحہ ۴۹ میں پنڈت جی نے "تاریخ فرشتہ" صفحہ ۱۱۔ مقالہ دوم کے حوالے سے ذمی کی یہ تعریف لکھی ہے کہ "غایت درجہ اطاعت کرے، اور اپنے مذہب کی امانت ہرنے پر ہی محصل کا حکم بجالا دے اور جزیہ کی یہ تعریف لکھی ہے کہ وہ قتل کا معاوضہ ہے۔"

مذہب کی امانت کا ہرگز "تاریخ فرشتہ" میں ذکر نہیں ہے۔ وہاں تو یہ لکھا ہے کہ اگر اراکین محصل ادا صادر شود کہ موجب امانت اوباشد الخ۔ امانت او سے امانت مذہب سمجھ لینا۔ پنڈت جی ہی کا کام تھا! مگر کل باتوں کے جواب کے لئے میں اسی کتاب کے جزیہ اور حقوق ذمینیہ کے مضامین کی طرف ناظرین کو متوجہ کرتا ہوں، جنہیں ہر طرح ثابت کر دیا ہے کہ جزیہ قتل کا بجاؤ نہ تھا، بلکہ محافظت کا ایک ٹیکس تھا، اور ذمیوں کو قسَم کے حقوق عطا ہوئے تھے، اور مذہبی آزادی انکو حاصل تھی، اور ہرگز انکی امانت و تحقیق نہیں چاہی گئی تھی، بلکہ عام اعزاز و اکرام میں وہ مسلمانوں کے برابر سمجھے جاتے تھے اور جبکہ ہم نے ان باتوں کو علاوہ اور ثبوتوں کے خود آنحضرت اور صحابہ کرام کے احکام و قوس سے ثابت کر دیا، تو پھر اب اس کے خلاف کسی دوسرے کی رائے کیا حقیقت رکھتی ہے۔

پھر اسی حوالہ میں قاضی مغیث الدین، درباری سلطان علاؤ الدین کا اپنے سلطان کو یہ کہنا کہ تیرے عہد سلطنت میں منہ و اس دولت و مصیبت کو پہونچے ہیں کہ انکے زن و بچے مسلمانوں کے دروازوں پر بیسک مانگتے پھرتے ہیں، اسے میں تیری ساری زندگی کے گناہوں کی معافی کا کفیس ہونا ہوں۔ تحریر ہوا ہے۔ مگر اس قابل مضحکہ بات کا حوالہ متذکرہ بالا میں کوئی ذکر نہیں۔ افسوس ہے ایسے عزم جھوٹا ہے!

فضل سے اردو میں ہی بہت سی ایسی کتابیں ہو گئی ہیں جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں نے کیا کیا جدید تحقیقاتیں کی ہیں اور کس شوق و ذوق سے جہاں کہیں علوم طے حاصل کیا ہے۔  
 آریو ازم سے کم مسائل شبلی، اور تمدن عرب، ہی کو دیکھو، اور اپنے پنڈت اور اوس کے ساتھیوں پر لعنت بھیجو۔

پھر صفحہ ۵۴ سے شروع کر کے صفحہ ۵۵ تک، تہذیب الاخلاق سے کچھ مضامین نقل کئے گئے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آج کل سوائے ترکی، مصر اور طرابلس کے ایشیا کے مسلمان عموماً سیاست و مدن میں ابتری کی حالت میں ہیں، اور حبطرح ادنیٰ حکومت کے قواعد عقل و انصاف کے خلاف میں اسبطرح شرع کے بھی خلاف میں۔

نہ معلوم ایسے مضامین کے نقل کرنے سے پنڈت جی کو کیا فائدہ ہوا!  
 پھر مترنا شک کے حوالہ سے لکھتے کہ عربوں نے ملک ہسپانیہ کے قصبوں کو لوٹا، ملک کو بر باد و تباہ کیا، گرجاؤں کو ناپاک کیا، اور جلاوطنوں کی تکلیف نے فتح کنندوں کو آرام دیا۔  
 ماشاء اللہ! اب تو راجہ شیبو پرشاد صاحب بتا رہی ہیں کہ تو ہند کے اسپین کے بھی مورخ ہو گئے، مگر واقعات ایسے غلط کہ جنکا کہیں نام و نشان تک نہیں۔ گو ہند کے ذکر میں اسپین کا ذکر چھپرانا محض بے موقعہ ہے، مگر چونکہ پہلے پنڈت جی نے یہ بے موقعی اختیار کی ہے، اسلئے میں بھی ناظرین کی دلچسپی کے لئے راجہ شیبو پرشاد صاحب کی مورخانہ قابلیت ناظرین کو دکھلاتا ہوں:-

مسٹر واشنگٹن اردونک اپنی کتاب گریٹاڈ اینڈ اسپین میں بذکر دار فاتحین ہسپانیہ تحریر فرماتے ہیں کہ عرب بے دھڑک سنگدلی یا دیرانی کے ملزم نہیں ہیں، بلکہ اسکے خلاف وہ ایسے کھل و بریاری کے ساتھ رہے، جو تہذیب یافتہ سے تہذیب یافتہ فاتحوں میں بھی بہت کم پائی جاتی ہے۔ طارق (فتح اسپین) اگرچہ محض ایک جنگی آدمی تھا۔ جلے گل خیالات محاربانہ تھے تاہم اوس سے تعجب انگیز عقل و لطافتی ظاہر ہوئی اوس نے اپنے زبرد ماتھوں سے اپنی فوج کی غارتگری کی اور کو صلیب اندیش اور بے پناہ شہروں کو نقصان پہونچانے یا غیر مسلح یا غیر مزاحم لوگوں کو، جو اپنے گھروں میں چپ بیٹھے ہوں، تکلیف دینے اور ستانے سے انکرم

پھر صفحہ ۱۵ میں اکثر پڑ گوہر مسلمانوں کا اہل ہندوئی رسوم کو ماننا، اور اپنے لڑکوں کے دودھ نام، ایک ہندو اور ایک اسلامی رکھنا تحریر ہوا ہے۔ یہ ایک غیر متعلق بات ہے، جس سے میری اس کتاب کو کوئی سروکار نہیں۔

پھر صفحہ ۵۲ میں بھی یہ ایک غیر متعلق اور لچر دعویٰ تحریر ہوا ہے کہ مغلوں کی بعض قوموں کی نسبت بھٹی جادواں دعوے کرتے ہیں کہ جس زمانہ میں بہار راج غزنین زابلستان میں تھا یہ لوگ ہماری قوموں سے نکل کر مغلوں میں داخل ہو گئے۔ چاہے یہ دعوے سچ ہو یا جھوٹ اس کتاب سے اسکو کوئی تعلق نہیں۔

پھر صفحہ ۵ میں بھی ایسا ہی دعویٰ کیا گیا کہ مغلوں کا مورث اعلیٰ منگل نام چھتری تھا نہ معلوم کچھ اکثر ہندو ایسی قابل مضحکہ باتیں لکھ کر اپنے کو بڑا محقق مشہور کرانا چاہتے ہیں، یا کیا اگر ایسی تحقیق سے وہ اور بھی جاہل ثابت ہوتے ہیں۔

پھر صفحہ ۴۵ میں پندت جی اپنا خیال ظاہر فرماتے کہ بھٹیاریے جو ہیں وہ ہندو کہہ ماروں سے مسلمان ہوئے ہیں اور یورپ کی طرف جو کہہ مار مسلمان ہوئے وہ ناشکی سقہ اور بہشتی کہہ مارے ہیں یہ نہیں کہتا کہ پندت جی کا یہ خیال ہی غلط ہے، ہو سکتا ہے کہ ان کا خیال صحیح ہو۔

پھر اسی صفحہ میں "آئینہ تاریخ نما" کے حوالے سے پندت جی تحریر فرماتے ہیں کہ سکندر لودھی کے عہد میں ایک برہمن کو اس کہنے پر کہ ہندو اور مسلمان دونوں کا دین سچا ہے، قتل کیا گیا۔ ہندوؤں کے جاتروں کو بند کیا گیا۔ مندر توڑے گئے اور متھر میں ہندوؤں کی حجامت موقوف کی گئی۔

"آئینہ تاریخ نما" کوئی ایسی تاریخ نہیں جو قابل سند ہو علاوہ اسکے سکندر لودھی کے ظلموں کا اسلام ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ اور یاد رہے کہ (جیسا پہلے اور ثابت کیا ہے) ان باتوں کو اشاعت اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پھر راجہ شفیق پر شاہ صاحب بنارس کی طرف سے مسلمانوں پر یہ جھوٹا الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے کسی جدید (علم) کی تحقیق نہیں کی۔

ان جھوٹے جاہلوں کو ہم کیا کہیں۔ عربی زبان سے تو واقف ہیں ہی نہیں اردو کتابوں کو بھی یہ پڑھنا نہیں چاہتے اور بغیر سوچے سمجھے اندھا دھند اعتراضات کرنے کو تیار! اب تو خدا کے

اب ناظرین راجہ شیو پرشاد صاحب بنارس اور پنڈت لیکھرام پشاور کی غلط بیانیوں کا اندازہ خود کر لیں۔

پھر اسی صفحہ ۵۵ میں ہندوؤں کی تہک کے ثبوت میں امیر خسرو کا یہ مصرع  
 ”زاع اوزاع چہرہ زاع سرشت“

پیش کرتے ہیں۔ نہ معلوم امیر خسرو نے کس موقع پر اس مصرع کو لکھا ہے۔ اور اگر ہم مان بھی لیں کہ انہوں نے یہ مصرع قوم کی قوم کے لئے لکھا ہے، پھر بھی اس سے ہندوؤں کی عام تہک کا اندازہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس کے خلاف بہت سے ثبوت موجود ہیں، جنہیں سے کچھ مثالاً ہم نے ”حقوق ذمین“ میں درج کیا ہے۔

پھر صفحہ ۵۵ اور ۵۶ میں راجہ شیو پرشاد صاحب کے الفاظ میں ہند کے مسلمان بادشاہ گزرے وہ مذہبی لطائف کے نام سے، لیکن اصل میں لوط کے مال اور لوٹدی غلام کے لالچ سے ہند پر حملہ کر نیاے ٹھہرائے گئے ہیں۔ اور اگر کبیر سے اور نیک زب تک جو بادشاہ ہوئے وہ ملک کا نظام کرنے والے بنائے گئے ہیں۔ اور اودن کے بعد کے بادشاہ محض بیکار بنائے گئے ہیں۔ جنکے وقت میں مسلمانوں کا زور گہٹا اور سلطنت کو زوال آگیا۔

سبحان اللہ! خود ان مخالفوں کے بیان سے ثابت ہوا کہ حقیقت میں کسی بادشاہ نے دین کے پھیلانے میں کوشش نہ کی۔ اور بات یہی یہی ہے کہ جو کچھ ہند میں اشاعت اسلام ہوئی ہے، وہ اولیاء اللہ اور صوفیاء کرام اور علماء عظام کی کوشش سے ہوئی ہے۔ چنانچہ پنڈت رویش چندر دت صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

”محمد (صلعم) کے پہلے جانشین اشاعت اسلام اور کل کافر قوموں کے دین محمدی میں لانے کی انتہا درجہ کی گرم جوشی رکھتے تھے وہ گرم جوشی ایک صدی تک رہی اور محمد (صلعم) کی وفات سے ایک صدی کے اندر اندر آپ کا مذہب فارس اور خراسان سے ہمسایہ نیک پسنیگیا تھا پانچ صدیوں کے بعد یہ گرم جوشی بہت ہی کم باقی رہی اور عرب ہندوستان ۱۱۹۲ء میں فتح ہوا، تو فاتحین ہندوؤں کو مسلمان بنانے کی نسبت اپنی سلطنت کی وسعت، اپنی خراج کی ترقی



منع کیا گیا اور اس کے لئے سخت سزائیں تجویز ہوئیں کوئی غنیمت سوائے موقع جنگ، شکست کہاں  
ہوئے دشمنوں کے چلاؤ یا بزور فتح کئے ہوئے شہروں کے جائز نہیں رکھی گئی۔“ طارق کو اپنی سختی  
کے کام میں لایا یہی بہت ہی کم ضرورت تھی۔ اویکے احکام خوف کی نسبت زیادہ تر محبت کی وجہ سے ملنے  
جاتے تھے، کیونکہ وہ اپنے لشکر کا صم تھا۔

فی۔ ٹولکیو۔ آرنلڈ صاحب اپنی کتاب ”پریچنگ آف اسلام“ میں یذکر ہسپانیہ ملک  
جگہ نوٹ میں مذہبی آزادی کی نسبت نقل فرماتے ہیں۔

۵۰ الوگٹوس پہلی کتاب۔ فقرہ ۳۰۔ مذہبی معاملات میں بغیر کسی کی دست اندازی کے ہم  
اونیں (یعنی مسلمانوں میں) آباد ہیں (صفحہ ۷۱)

ایضاً۔ ایضاً۔ فقرہ ۱۸۔ اسلامی گورنمنٹ کی طرف سے کسی طرح کی سختی ایسی نہ تھی کہ عیسائی اپنے  
مذہب سے انکار کرتے یا اپنے مقدس دین کی پیروی سے علیحدہ کئے جاتے (صفحہ ۵۱)۔ یحییٰ گوزری  
(جس نے دسویں صدی عیسوی کے وسط میں ہسپانیہ کا سفر کیا) اپنی کتاب کے فقرہ ۱۲۱ میں لکھتا ہے  
اویکی حکومت میں عیسائی آزادی سے اپنے مذہب کے پابند تھے، اور اپنے مال سے نفع اٹھاتے تھے۔  
ایک ہسپانی اسقف نے یحییٰ گوزری سے عیسائیوں کی حالت اس طرح بیان کی۔ ہم اپنے گناہوں  
سے اس درجہ کو پہنچے کہ اب کفار (یعنی مسلمانوں) کی حکومت ہم پر ہے۔ ہمکو پولوس رسول کے  
کے حکم سے حاکم وقت کا مقابلہ کرنا منع کیا گیا ہے۔ لیکن صرف ایک بات تسکین کی ہے۔ جو ہمارے  
لئے باقی رہ گئی ہے، اور وہ یہ ہے کہ ان تمام مصیبتوں میں ہی ہمکو اپنے دین و آئین کی پیروی  
سے مسلمان منع نہیں کرتے، بلکہ وہ ایسے عیسائی پر جو اپنے مذہب کے سخت پابند ہیں مہربانی  
کرتے ہیں اور ان سے ہم دوستی پیدا کرتے ہیں، اور ملکر خوش ہوتے ہیں پس جب تک یہ وقت ہم پر  
ہے، ہم نے اہمات کو مصلحت جانا ہے کہ جب مسلمانوں نے ہمارے دین کو کچھ نقصان نہیں پہنچایا  
تو باقی باتوں میں ہم ہی اون کی فرمانبرداری کریں، اور اویکے احکام کی جہالت تک وہ ہمارے مذہب پر  
محل نہ ہوں، تمہیں کریں۔ (فقرہ ۱۲۲۔ صفحہ ۳۰۲) ۵۱

۵۲ دیکھو۔ گریناڈا۔ اینڈ۔ اسپن۔ مصنف وائلنگٹن اردنگ۔ جلد ۲۔ صفحہ ۲۸۸۔

۵۳ آردو پریچنگ آف اسلام۔ صفحہ ۱۶۴۔ ۱۲

پھر صفحہ ۵ میں جنہ پر اعتراض کیا گیا ہے - ہم اس پر ایک الگ باب میں بحث کر چکے ہیں یہاں پر کچھ لکھنا فضول ہے۔

پھر اسی صفحہ میں مسلمان بادشاہوں کا اپنی بیگیوں کے قابو میں رہنا اور محمود کا اپنی بیگم ہند کے خلاف کچھ نہ کر سکا جبراً اشاعت ۲ سلسلہ ۵ کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے۔  
• صدقے ایسی قوت استدلالی رکھنے والے مصنف پر!

پھر بہار میں بختیار خلجی کا سرمندے برہمنوں کو قتل کرنا تحریر ہوا ہے۔  
اگر مذہبی حیثیت سے وہ قتل کرتا تو خاص سرمندے برہمنوں کی کیا خصوصیت تھی، کل برہمنوں کو قتل کرتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان سرمندے برہمنوں کا ایک جتھا ہو گا۔ اور یہ بغاوت کرنے یا کر اینے کی کوشش میں ہونگے، یا کچھ اسی قسم کا اپنے بختیار کو خوف ہو گا۔ جس جہ سے قتل کئے گئے۔

پھر صفحہ ۵ میں جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے بارہ میں "قرنا شک" کے حوالے سے پیش کی مورتوں کا قلعہ کے دروازہ پر رکھنا، اور مائوہ کو دو دفعہ ٹوٹا کر مریا ہوا ہے۔  
یہ باتیں اشاعت ۲ سلسلہ ۵ سے کوئی سروکار نہیں رکھتیں۔

پھر صفحہ ۸ میں علاؤ الدین خلجی کا کھسبات کی طرف فوج بھیجتا، اور بہت کشت و خون ہونا، اور بہت سامان، بیس ہزار عورتوں، بہت سے لڑکوں اور لڑکیوں کا ماتہ آنا تحریر ہوا ہے  
ان باتوں سے اشاعت ۲ سلسلہ ۵ کو کیا سروکار ہے؟ اور علاؤ الدین کے افعال کا اسلام کیونکر ذمہ دار ہے؟

پھر اسی صفحہ ۵ میں سلطان فیروز شاہ کی نسبت "قرنا شک" کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ فتح کانگڑا کے وقت مورتوں کو توڑ کر گھوماس کے ساتھ برہمن پوجاریوں کے گلے میں لٹکا لیا، اور تمام بازار میں پھرایا۔ راجہ شمشیر پشا د صاحب نے اس واقعہ کو "تاریخ فرشتہ" سے نقل کیا ہے، جہاں کہ وہ خود لکھتے ہیں۔

یہ باتیں صرف مفتوحوں کی تذلیل کے لئے سخت مزاج بارہنوں سے ظہور میں آتی ہیں، ورنہ انکو اشاعت مذہب سے کوئی سروکار نہیں۔ مگر ہم کو اسی یں حلام ہے کہ یہ واقعہ حقیقت میں ہوا ہی ہے یا نہیں۔ مصنف "تاریخ فرشتہ" کے الفاظ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ صحت کو

اور اپنی مسجدوں اور محلوں کی تعمیر کے زیادہ خواہشمند تھے۔ تشدد اور سختی کے چند واقعات بیان کیے جاتے ہیں، لیکن ہند کے مسلمان حکمرانوں نے کوئی باضابطہ کوشش یہاں کے باشندوں کو مذہب اسلام میں لانی نہیں تھی۔ جنگیں سلطنتوں کی فتح اور دولت کے ماتھے آنے کے لئے لگی تھیں، لیکن تاریخ مذہب ہندو کے اٹھارہ سینکڑے لے کسی جنگ، کسی باضابطہ کوشش کا پتہ نہیں دیتی، اسلامی قوموں کے بڑے مرکز۔ اضلاع دہلی و آگرہ، اضلاع احمد نگر و بجا پور و گولکنڈہ آیتک ہندو آباد ہیں سے بہرے پڑے ہیں۔ شاہی قوت کافر قوموں کے کرنے کے لئے کسی باضابطہ طریق سے کام میں نہیں لائی گئی، اور ہندو ہندو ہی رہے۔

تاہم جب کا پتہ تاریخ سے معلوم نہیں ہوتا (لیکن جواب خوب معلوم ہے) (اور سارا جہان مانتا ہے)، ہندو مذہب گھٹتا گیا اور مذہب اسلام کی ترقی ہوتی گئی۔ اور اسی طرح پانچ کروڑ ہندو نکا ملاؤں اور جاگیرداروں کی تبلیغی کوششوں سے رفتہ رفتہ مسلمان ہو جانا مانتے ہیں۔  
پھر قمرنا شک کے حوالے سے تیمور کے ہندوستان میں آئیگی دو وجہ بتائی گئی ہے۔ ایک اسلام کے دشمن سے لڑنا، دوسرے لوٹ کے مال سے فائدہ اٹھانا۔ اور ان دونوں مقصدوں کو خود تیمور کی تحریر کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ اس نے خود یہ مقصد لکھے ہیں۔

مگر یہ محض غلط ہے۔ اس نے اپنی سوانح عمری میں، جو اس نے خود لکھی ہے، یہ لکھا ہے، کہ میں ہند پر فوج کشی کرنے کے لئے بوجہ ان خانہ جنگیوں کے، جو مکر و سلطان محمود اور اس کے امرا میں ہو رہی تھیں، مجبور ہوا۔  
پھر صفحہ ۵۶ سے ۵۷ تک محمد بن قاسم کی سندھ کی فتوحات کا قمرنا شک کے حوالے سے بہت سی غلط بیانیوں کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ محمد بن قاسم کے بارہ میں جو کچھ ہم اور لکھتے ہیں وہی ان غلط بیانیوں کے جواب میں کافی ہیں۔ اور فریسل کے مندر ڈھائے جانے کا رد بھی ہم کر چکے ہیں۔

۱۔ اے سہڑی آف لیبوٹیریشن ان انشٹا انڈیا، مصنفہ پنڈت رومیش چندر دت صاحب  
۲۔ و مترجم، رگ وید سنہیتا، وغیرہ۔ صفحہ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ تاریخ ہند، مصنفہ سر روبرتس  
۳۔ سی۔ آئی۔ ٹی۔ ام۔ ۱۔ مطبوعہ لندن ۱۸۹۹ء۔ صفحہ ۷۷۔ ۷۸۔

اگر ہم مان بھی لیں کہ یہ واقعات سچے ہیں، تاہم اس اشاعت ۱۰۰ سالہ کو کیا سروکار ہے؟ مگر بادشاہ مصوف کی بے تعصبی دیکھ کر ان واقعات کی صحت پر یقین نہیں ہوتا، فتوحات فیروز شاہی تو ہم کو نہیں ملی مگر اور تاریخوں سے، خاص کر ضیاء برنی کی، تاریخ فیروز شاہی سے جو اسی بادشاہ کے نام سے لکھی گئی، اور مستند تاریخ ہے، اس بادشاہ کا اہم غیر متعصب ہونا صاف ظاہر ہوتا ہے، اور مذکورہ بالا واقعات سے بھی اسکی بے تعصبی آشکارا ہے۔

اب دیکھو کہ ضیاء برنی کی تاریخ سے اسکی سلطنت میں ہر قوم و ملت کو مذہبی آزادی حاصل رہی، اور ہر فرقہ کا آرام و چین سے زندگی بسر کرنا صاف ثابت ہوتا ہے۔

۱۔ مضابطہ اول سلطان فیروز شاہی از برائے استقامت مصالح بہانداری ترک سیاست (لود) کہ از عہد و دولت روز افزون فیروز شاہی، بیچ موحدے و مسلمانے و مومنین و سنی و مطیع و ذمی و مظلومی و صاحب دینی و مسکینی و بے دینی را در پیش و حول دار السلطنت سیاست نشد۔ آدمیاں از زمین رستند و از آسمان باریدند۔ و جمیع بہائے فراواں و انبوه ثائے آبادان بے پایاں از سر طابغہ و طبقہ و درار ملک دہلی پیدا آید، و ممالک بہ نومی آبادان و سمرگشت و اماں برع لسیاں جلوہ کردہ ۱۰۰

نظام الدین احمد نے بھی اپنی تاریخ میں ایسا ہی لکھا ہے۔ جبکہ فرشتہ ان الفاظ میں نقل کرتا ہے: نظام الدین احمد در تاریخ خود مسطور ساختہ کہ از اں بادشاہ ضوابط عدل و احسان و قواعد امن و امان بسیار در میان خلایق مانده۔ و از جمیع ضوابط سے ضابطہ عمدہ است ضابطہ اول آنکہ سیاست کہ جزو اعظم بادشاہی است مطلقاً ترک دادہ بیچ مسلمان و ذمی را سیاست نکرد، و بسبب کثرت انعامات و ادارات و تالیف قلوب خلایق محتاج سیاست نشد۔ و ضابطہ دوم آنکہ خراج را موافق حاصل و ثنوت رعایا طلب کردے، و اضافہ توفیر و موافق دانستے سخن کہے را در حق رعایا گوش نکردے، و این ضابطہ باعث آبادانی ملک و رفاهیت رعایا و برابرا گشت۔ الخ ۱۰۰

۱۰۰ تاریخ فیروز شاہی ۳ مصنفہ ضیاء الدین المعروف بغیا و برنی مطبوعہ ۱۸۶۲ء - صفحہ ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰

۱۰۰ تاریخ فرشتہ - جلد اول - صفحہ ۱۵۰ -

یہو یحییٰ ہوا نہیں ہے کہ در بعض کتب مسطور است الخ - اور دوسرے یہ کہ خود ان واقعات  
 بے تعصبی کو جو اس بادشاہ سے فتح کا نگر طاکے وقت ظہور میں آئے بنظر غور دیکھا جائے، تو یہ  
 واقعات غلط معلوم ہوتا ہے :- اول تو یہ کہ راجہ نگر کوٹ کے ساتھ اس نے بہت عمدہ  
 سلوک کیا اور اسکی نوازش فرمائی - دوم یہ کہ دہلی کے بت خانہ میں جو بہت کتابیں پائیں، تو  
 انکو برہمنوں سے پڑھوا کر سنا، اور پسند کیا، بلکہ بعض کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کروایا - چنانچہ  
 فرشتہ لکھتا ہے کہ "دریں وقت بعض بادشاہ سائندند کہ .... یکنہاروی صد کتب از برہمن  
 دریں تجا نہ اس کہ بجالامکھی اشتہار دارد، و بادشاہ علمائے آن طائفہ را طلب کردہ بعض ان  
 کتب را ترجمہ فرمود، از ان جملہ اعز الدین خالد خانی کہ از شعرائے آن عصر بود کتابے حکمت  
 طبعی و اشگوں و نقادلات در سلک نظم کشیدہ" دلائل فیروز شاہی "نام کردہ است - والحق ان  
 کتابے است متضمن اقسام حکمت علمی و عملی - مورخ "سیر المتاخرین" لکھتا ہے - "پس بادشاہ  
 نے کا نگر طاکے بارہ کوس پر جو الامکھی میں پہونچکر دیکھا ایک تھکر کا حجرہ ویاں پر بنا ہے - اور  
 ہر در و دیوار سے شعلہ نور خیزاں ہے - علاوہ اسکے بہت سی چرائی کتابیں اس تجا نہ میں پائیں -  
 جکا مصنفین برہمنوں سے پڑھوا کر پسند کیا، بلکہ بعض کتب کا زبان فارسی میں ترجمہ کرایا - چنانچہ مولانا  
 اعز الدین نے چند کتابوں کو منتخب کر کے علم طبعی کا بیان نظم کیا، اور اس کا نام "دلائل (فیروز شاہی)  
 رکھا - بادشاہ نے نہایت پسند کیا، اور اسکے صلہ میں جاگیر و نقد و جنس عطا فرمایا - ایسے غیر تعصب  
 بادشاہ کی نسبت کسی طرح متذکرہ بالا غمتیوں کا گمان نہیں ہو سکتا - تیسرے یہ کہ مورخ "سیر المتاخرین"  
 نے باوجود کہ تجا نہ اور اسکی کتابوں کا ذکر کیا ہے، بت توڑنے وغیرہ کا کچھ ذکر نہیں کیا - اور جبکہ  
 راجہ سے صلح ہو چکی تھی تو یہ امر کیونکر کر سکتا تھا ؟  
 پھر صفحہ ۵۸ و ۵۹ میں اسی بادشاہ سلطان فیروز شاہ کی نسبت "تحرنا شک" کے حوالے  
 سے (جس میں یہ لکھا ہے کہ ان واقعات کو خود فیروز شاہ نے اپنی فتوحات میں لکھا ہے) چند مندرجہ  
 کے دو طے، کچھ کتاب وغیرہ کے جملہ اور بعض سرگردان مذہب ہنود کے قتل کرانے کا الزام لگایا ہے  
 ۱- ان واقعات کے لئے دیکھو، تاریخ فرشتہ جلد - مقالہ دوم - صفحہ ۴۴ و ۴۵ - مطبوعہ نولکھو  
 اور ترجمہ "سیر المتاخرین" جلد - صفحہ ۱۳۹ و ۱۴۰ -

مارے تین بار ڈیروں کی جگہ بدلتی پڑی۔

آریہ! یہ ثبوت اشاعت اسلام اور ہی ہن ہوتا ہے، جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ بابر ہندوستان میں بھی جہاں کہیں لڑا صرف پٹھانوں اور ان کے معاونوں سے لڑا۔ پھر اسی صفحہ میں یہ ثابت ہے کہ "نارنا شک" کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں: "اگر کے وقت میں امر کوٹ میں رانا سنگ راج کے مرنے پر اسپر چڑھائی ہوئی۔ سردار باڈاے، کو کو ذبح ہونے کا حکم دیا، اور ناپاک کافروں کی کثیف مورتوں کو بھڑٹ کر دیا۔ جہاں بت پرستی ہوتی تھی اسلام کا دین پکا را گیا۔ البوالقاسم نے عیش اور عشرت کا خوب مزہ اڑایا۔ مندر کے ڈھانے، گائیوں کے ذبح کرنے۔ بتوں کے توڑنے وغیرہ کا کسی تاریخ نویس

ہم ذکر نہیں پاتے۔ یہ خاص راجہ شیو پرشاد صاحب کی گڑبٹ معلوم ہوتی ہے، ورنہ لتھبرج صاحب، اور پنڈت رویش چندر دت اور پنڈت ہرپرشاد شاستری صاحبان نے ہی اپنی اپنی ہند کی تاریخوں میں ان واقعات کا کچھ ذکر نہیں کیا ہے، اور نہ پانی تاریخوں میں لکھنؤ نامہ، تاریخ فرشتہ، سیر المتاخرین وغیرہ میں کچھ انکا ذکر ہے، اور کیونکر ہو سکتا تھا کہ اگر جیسا غیر متعصب بادشاہ ایسے افعال کا مرتکب ہوتا۔ اگر کسی بے تعصبی کو کون نہیں جانتا، جس نے ٹوٹی ہوئی مندروں تک کو دوبارہ بنوا دیا، اور توڑنے والوں کو باجوہ وہ مسلمان تھا۔ سخت سزا دیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ وہ خود مندروں کو توڑتا۔

مورخ "سیر المتاخرین" لکھتا ہے: "جب بادشاہ نے دکن کو کوچ فرمایا، پٹنالیہ کے قریب خبر آئی کہ مسکان جمال میں مسلمان فقرا اور سنا میاں ہندی کے باہم ہاتھ پائی ہو گئی، اور مسلمانوں نے غالب ہو کر ان کے تنجانہ کو منہدم کر دیا۔ ..... یہ خبر پا کر اکثر فقرا نے مسلمانوں کو قید کیا، اور حکم دیا کہ نئے سرے سے اس کھرمے ہوئے مندر کی ترمیم و تعمیر کریں۔" پھر ملتان کی فتح کا ذکر کرتے ہیں، اور وہاں کی قتل و غارت دین بالبحر کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے۔

مارے تو گئے فریقین سے مسلمان اور ثبوت ہو گیا دین بالبحر! پھر سکندر کو وہی تک ہندوؤں میں فوجی کارواج نہ بننا اشاعت اسلام نے

اور والی سنگرہ رائے سدھن کی لڑکی کا اوسکے مقصد میں آنا، اور اوسکا اوسکو بیٹی بنا کر اپنی محافظت میں رکھنا ہی اولیٰ نیک دلی اور بے تعصبی کا ثبوت ہے۔ دیکھو "تاریخ فرشتہ" جلد اول صفحہ ۱۴۷۔

پھر صفحہ ۵۹ میں ایک مورخ کا جین یہی کی دھائی کو کلمات "پر نمنات" لکھنا اشاعت اسلام کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے۔

نجد انکلو عجیب جاہل سے پالا پڑا ہے!

پھر اسی صفحہ میں "تاریخ فیروز شاہی" کے حوالے سے دو ہندو مراخوں کا بوجہ سکر سکراری کی چاندی کو کم وزنی بنانے کے جلا وطن کیا جانا اسی ثبوت میں درج فرمایا گیا ہے۔

واللہ پندت جی عجیب جاہل تھے!

پھر اسی صفحہ میں غیاث الدین تغلق کا اپنے بہائی رجب کی شادی کے لئے رانا مل بھٹی کی لڑکی کا چھین لینا "تمرنا شک" کے حوالے سے تحریر ہوا ہے۔

اس سے اشاعت اسلام کو کیا سروکار! مگر تاریخوں مثلاً "فرشتہ"، "سیر المتاخرین" وغیرہ میں اس واقعہ کا کچھ ذکر نہیں ہے، اور نہ رجب کوئی اس بادشاہ کا بہائی تھا۔ یہ نئی گڑبٹ معلوم ہوتی ہے۔

پھر اسی صفحہ میں "تمرنا شک" کے حوالے سے فیروز شاہ کے زمانہ میں بہت سی ہندو عورتوں کا جیسم کی چڑھائی کے وقت خودکشی کر لینا تحریر ہوا ہے۔

نہ معلوم ایسے واقعات کو پندت جی نے کیا سمجھ کر نقل کیا ہے!

پھر صفحہ ۶۰ میں بابر کا لاسہور کے بازار میں چنگیز لوں کی رسم کے مطابق شگون کے طور پر بازار میں آگ لگانا تحریر ہوا ہے۔

یہ ہے ثبوت جبر اشاعت اسلام کا! اور اوس طرفہ یہ کہ حملہ کرنا والا ہی مسلمان، اور

جو حملہ دکنے والے ہیں وہ بھی مسلمان! شرم! شرم! شرم!!!

پھر تو ذک بابر سے اسی صفحہ میں نقل کیا گیا ہے کہ "لڑائی میں جو قیدی ہاتھ لگتے تھے اسکے ڈبیرہ کے سامنے دھج کئے جاتے تھے۔ ایک لڑائی کے بعد اتنے ذبح کئے گئے کہ خون اور لاشوں کے



بارہ میں ہم "حقوق الذمیین" میں دیکھا چکے ہیں کہ عالمگیر کے دربار میں بھی ہندو بڑے بڑے علماء پر سرفراز تھے، اور دفاتر تو ہندوؤں سے بھرے ہوئے تھے۔ اور اسی مضمون میں ہم خاص اُسکے فرمان سے ثابت کر چکے ہیں کہ اوس کے وقت میں بھی نوکریوں کے ملنے میں مذہب و ملت کا کچھ خیال نہیں کیا جاتا تھا، بلکہ صرف قابلیت کا لحاظ رکھا جاتا تھا۔

پھر اسی صفحہ ۷۱ میں "خلاصہ تاریخ سعودی" کے حوالہ سے سال ۱۲۸۰ مسعود و غازی کا ہندوستان کو لوٹنے کے لئے آنا، اور راجپوتوں کا اُسکو اور اسکے ساتھیوں کو مقابلہ کر کے مار ڈالنا تحریر ہوا ہے۔

نہ معلوم ان حوالوں سے نہ پتہ چلی کہ کیا فائدہ ہوا۔ پھر نہ پتہ چلی صفحہ ۷۲ و ۷۳ میں شتوی و معنوی سے ایک بزدل صوفی کا قصہ نقل کرتے ہیں، جو ایک قیدی کو باوجود دیکر اُسکا ہاتھ بندھا ہوا تھا، قتل نہ کر سکا، اور اُسکی رعیناک آنکھوں کو دیکھ کر خود سیدپوش ہو گیا، اور اُس قیدی نے اُسکو اپنی دانتوں سے زخمی کیا۔

نہ معلوم اس قصہ کو کیوں درج فرمایا ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا! پھر اسی شتوی کے دفتر اول سے نہ پتہ چلی دو شعر نقل کرتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

ہم جو وحشی پیش نشاب و رماح

لاجرم کفار را خون شد مباح

زانکہ بے عقل اند و مطرود و ذلیل

جفت و فرزندان شاں جملہ سبیل

اگر مولوی جلال الدین رومی کا یہ خیال بھی ہوتا کہ کافروں کا خون با وجہ بلا سبب بھی اگرچہ وہ مسلمانوں کو نہ بھی مانتے ہوں مباح ہے، تب بھی اوں کہلی کہلی قرآنی آیتوں کے سامنے جھینر

صاف صاف لکھا ہے کہ جو کافر تمکو تائب نہیں اور تمہاری آزادی میں خلل انداز نہ ہوں، اوں کو ہرگز سرگز نہ لڑاؤ، اور تمکو کوئی حق اُن سے لڑنے کا نہیں، یہ خیال کیا حقیقت رکھتا ہے۔ اور جبکہ

ہم نے قرآنی آیتوں اور آنحضرت اور صحابہ کرام کے افعال و اقوال سے ثابت کر دیا کہ نہ قرآن کریم، نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، نہ صحابہ کرام اس بات کو جائز رکھتے ہیں کہ بلا وجہ بلا سبب کافروں کا

خون کیا جائے، تو پھر کسی دوسرے کا قول کب قابل سماعت ہے۔ مگر "کامل علم کے لئے سر بات کا مقدم موخر اور موقع مناسب دیکھنا اور مہینا ضرور ہے" (بھومکا صفحہ ۵۲) اور "جو لوگ موقع و

محل مناسب دیکھیں، آگے کو پیچھے سے رعبانیں ایسے ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم سے

کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے۔

پتھرت جی ہی عجیب انسان تھے! اور کیا کہیں۔

پھر علماء الدین کا مندروں کے پتھر سے قلعہ بنوانا تحریر ہوا ہے۔ ایسے حوالوں کا بہت دفع

جواب ہو چکا، حاجت اعادہ کی نہیں ہے۔

پھر نپٹ جی صفحہ ۶۱ میں لکھتے ہیں کہ "تاریخ فرشتہ" میں لکھا ہے کہ گلبرگہ کے بادشاہ محمود نے تلنگ دیش کے راجہ کے لڑکے کی زبان کٹوا کر اسے جیتا آگ میں بھنوا ڈالا، اور پانچ لاکھ ہندوں کا گلا گاما۔ احمد جہاں جسدن بیس ہزار کے اور ہندو مارے جاتے تھے۔ منانا، اور مقام کر کے گانے بجانے ناچنے کا جشن دیکھتا۔ (دیکھو غرنا شک)۔ صفحہ ۷۷ حصہ سوم (۳۷۸)

ایسے حوالوں سے کیا ہوتا ہے! ان سے اشاعت اسلام کو کیا سروکار! مگر ناظرین کو یہ معلوم ہو کہ احمد بہمنی کا بیس ہزار ہندوؤں کے مارے جانے سے خوشیاں منانا تو "تاریخ فرشتہ" میں مذکور ہوا ہے، مگر محمود بہمنی حاکم گلبرگہ کے بارہ میں جو کچھ نپٹ جی نے لکھا ہے، یہ ہرگز "تاریخ فرشتہ" میں لکھا ہوا نہیں ہے۔ یہاں تک کہ میں نے احتیاطاً دوسرے محمود بہمنی حاکم بیدر کے حالات میں بھی دیکھا، مگر اس میں بھی کچھ ایسا ذکر نہ پایا۔ اس میں نپٹ جی کی یا راجہ شنید پریشاد صاحب بنارس کی سخت غلطی ہے۔

پھر مفتاح التواریخ کے حوالے سے عالمگیر کا ہندوؤں کو تمام بڑے بڑے عہدوں سے نکال دینا، مندروں کو توڑنا، اور رسومات مذہبی میں مزاحم ہونا تحریر ہوا ہے۔

ایسے حوالوں سے جیسا کہ میں اوپر ثابت کر آیا ہوں، اشاعت اسلام کو کوئی تعلق نہیں ہو سکتا کہا جاتا ہے کہ عالمگیر نے بنارس میں بارہ سو مندیں توڑیں۔ مگر کوئی ان بارہ سو مندروں کو ٹوٹنے کی وجہ سے صرف بارہ ہی ہندو کا سلمان ہو جانا ثابت کر دے، تو ہم مان لیں گے کہ مندروں کے ٹوٹنے کی وجہ سے ہندوستان میں کثرت سے اشاعت اسلام ہوئی۔ یا کم سے کم کوئی بھی ثابت کر دے کہ سکند نے جو فارس کے آتشکدوں کو ویران کیا، اور وہاں کی کل کتابوں کو تلاش کر کر کے جلا ڈالا، تو اس کی وجہ سے فارسی آتشپرستوں نے اپنا مذہب ترک کر کے یونانی عقاید کے معتقد ہو گئے۔ عالمگیر کا یہ مذہبی میں مزاحم ہونا کسی پرانی مستند تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا۔ اور نوکریوں کے

جو کفار قسطنطینیوں اور یہودان یسرب و خیسر کی طرح مسلمانوں کو ایذا دیں، انکی آزادی میں خلل انداز ہوں، اوں کو قتل کریں، ایزرائیل سے لاطین، اناؤنکو قتل کرنا چاہئے، تاکہ اسن قائم ہے، چنانچہ لاجرم کفار را۔ الخ کے حاشیہ میں ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ دریں بیت اشارت بآیت کریمہ کہ در سورہ انفال در سپارہ واعلموا واقع شدہ ان شتہ الدواب الخالطۃ یعنی بدستیکہ بدترین جنبدگاں بروے زمین نزدیک خدا آنا منکرہ را سنج شدند و کفر مراد معاندان قریش اند چون ابو جہل و عقبہ و نضیر و امثال ایشان بامکا بران یہود ۱۲ء ۱۳ء لے پھری صغہ میں روزنامہ تیمور سے دو اشعار نقل کئے گئے ہیں گو ان اشعار میں ہی کوئی لمبی بات نہیں جو قابل اعتراض ہو، مگر نہ معلوم نہایت ہی کو کیا ہو گیا ہے کہ اشعار پر اشعار لکھتے چلے جاتے ہیں وہ اشعار یہ ہیں:-

خدا نگش بکورنے دشمن رواں + رباید ز اعدائے ملت رواں  
نبرد و تقاض ز کیفار حیف + قوی داشت دست نبوت بسیف  
مطلب یہ کہ دشمنان دین جنہوں نے مذہبی مخالفت کی وجہ سے آپکو ستایا، آپکے قتل کے درپے ہوئے، مگر بارے اللہ کیا، اور آپ کے بہت سے ساتھیوں کو جان سے مار ڈالا، انکے انتقام کے لئے افسوس ہی کرتے نہ رہ گئے، بلکہ انتقام لیکر چھوڑا، (یہ بات الگ ہے کہ قابو پا کر معاف بھی کر دیا) اور تلوار کے زور سے اسن قائم کر کے نبوت کے کام یعنی تبلیغ و اشاعت اسلام کو تکمیل تک پہنچایا، اور لوگوں کو اسلام لانے پھر کوئی روک نہ سکا۔

پھر صفحہ ۴۶ میں اسی روزنامہ تیمور سے دکھاتے ہیں کہ تیمور کا ہندوستان آنا پہلا  
کے لئے تھا۔ یہ مصنف روزنامہ تیمور کا اپنا خیال ہے، مگر واقعات اس کے خلاف گو اسی دیتی ہیں، کیونکہ جو کچھ اس کے ماتہ سے نقصان پہنچا، اسکے نشانہ زیادہ تر مسلمان ہی تھے۔ اگرچہ اس مصنف کا یہ خیال ہو کہ انہیں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے آیا تھا، تو ہو سکتا ہے کہ یہ خیال سبجہا جائے۔

پھر لکھتے ہیں کہ نظامی سکندر نامہ میں محمد صاحب کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے  
نہ فیطیچہ گویم جو بارندہ میخ + بیکدست گوہر بیکدست تیج

۱۲۹۸- لے شہزادی سلطانہ نامی کا تیمور صفحہ ۴۶

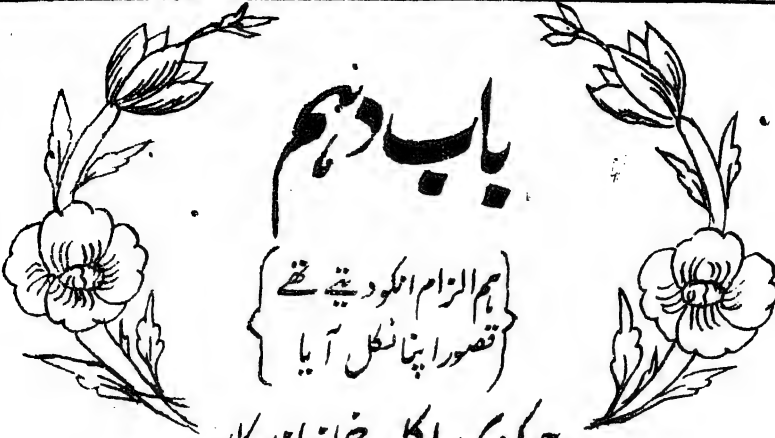
(بھوکھا صفر ۵۲)

ان دونوں شعروں کے قبل مولانا رومیؒ فرماتے ہیں :- ۱  
 عزت وحشی بدین ساقط شدست کہ مر انسان را مخالفت آمدست  
 ترجمہ :- وحشی کی عزت اس سبب سے ساقط ہوئی ہے کہ وحشی انسان کا دشمن ہے یہ مطلب  
 یہ کہ وحشی جانوروں کو جو قتل کیا جاتا ہے، وہ اس لئے کہ وہ انسان کے دشمن ہیں، اور نقصان  
 پہنچاتے ہیں، مثلاً شیر ہے کہ کہا جاتا ہے، سانپ ہے کہ ڈس لیتا ہے۔  
 پھر فرماتے ہیں کہ :- ۲

خز نشاید گشت از بہر صلاح + چوں شود وحشی بود خوش مباح  
 ترجمہ :- گدھے کو اسکی نیکی اور غیر مصرت ہونے کی وجہ سے نہیں مارنا چاہئے، مگر جب  
 وحشی ہو جائے (یعنی گور خر ہو) تو اسکا خون مباح ہے :- مطلب یہ ہے کہ خر تو دونوں ہیں مگر ایک  
 کو اسکی وحشت اور ضرر رسانی کی وجہ سے مارنا چاہئے، اور دوسرے کو اسکی نیکی اور غیر مصرت ہونے کی وجہ  
 سے نہیں مارنا چاہئے۔

پھر فرماتے ہیں کہ :- ۳  
 پس چو وحشی شد از ادم آدمی + کے بود معذور اے یار سہمی  
 ترجمہ :- پس جبکہ آدمی وحشی کی طرح ہو گیا، تو اذوقت سے وہ کب معذور ہو سکتا  
 اے یار بلند مرتبہ! مطلب یہ کہ جب انسان بھی وحشیوں کی طرح نقصان پہنچا نیوالا اور تانے  
 والا ہو جائے، تو وہ بھی کیونکر قتل ہونے سے معذور ہو سکتا ہے، یعنی نہیں ہو سکتا ہے۔  
 اس کے بعد فرماتے ہیں :- ۴

لا جرم کفار را شد خون مباح + بھو وحشی پیش نشاب و رماح  
 پس ثابت ہوا کہ اہل کفار کا خون مباح تھا جو وحش کی طرح مسلمانوں کو نقصان پہنچا  
 ستانے اور قتل کرتے تھے، در نہ اہل کافروں کا جو غیر مصرت ہیں، خون میل نہیں - تیسرے اور  
 چوتھے شعروں میں چو اور بھو قابل لحاظ ہیں۔ پس ان شعروں سے ہی وہی ثابت ہوا، جو ہم ثابت  
 کرتے آئے ہیں کہ انسان ہرگز جائز نہیں رکھتا کہ بلا وجہ بلا سبب کافروں کو قتل کیا جائے۔ ہاں



چو کردی بالکلوخ انداز پیکار  
سہر خود را بنادانی شکستی



۲۱ ہم آریوں ہی کی مستند کتب سے اُن الزاموں کو ثابت کرتے ہیں جنکو بیانات لیکر  
نے اپنے رسالہ میں محض بہت دیر ہی سے اسلام پر ثابت کرنا چاہا تھا جبکا غلط ہونا اظہر من الشمس  
ہو گیا۔ اور ان الزاموں میں کچھ اور باتیں بھی محض اتفاقاً طور پر آ گئی ہیں، جسکے لکھنے میں اپنے کو  
مسند و سمجھتا ہوں۔ ہم کو ضرورت نہ تھی کہ اس طرح وید اور تعلیم وید کا بھانڈا پھوڑتے، مگر چونکہ آریوں  
کی عادت ہے کہ جو اعتراضات خود انکے وید کے دہرم پر عاید ہوتے ہیں، انہیں اعتراضوں کو  
محض بدنیانیت کے ساتھ دوسرے مذہبوں پر پھوڑتے ہیں، اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ ان  
کا جواب دینے اور انکا غلط ہونا ثابت کر نیکی بعد خود انکے وید اور تعلیم وید پر ان الزاموں کا سونا پیل  
پر ظاہر کیا جائے، ممکن ہے کہ اب بھی وہ اپنی اس بیہودہ عادت کو چھوڑیں۔ اور سمجھنے جو کچھ وید و  
مستند کتب کا ترجمہ لکھا ہے، وہ آریوں اور ہندوؤں کا ہی ترجمہ لکھا ہے، تاکہ کوئی یہم نہ کہہ دے کہ یہم  
ترجمہ تم نے غلط کیا ہے۔ اور ہم یورپین محققوں کے ترجمے وغیرہ ہی پیش کر سکتے تھے، مگر اسی خیال  
سے ہم نے ان کو ہی ترک کیا۔

نالہ بلبل شیدا تو سنا سنس سنس کر  
اب جگر تمام کے بیٹھو میری باری آئی

بگو ہر جہاں را بیا راستہ ۛ بہ تیغ از جہاں داد دیں خواستہ ۛ  
 ان اشعار کا یہ مطلب ہے کہ گوئہر یعنی قرآن کی تبلیغ سے اور اس کے قبول کرنے سے باز رکھنی دے  
 کو تلواریں سے باز رکھا، اور دین کو جو جبراً روکا جاتا تھا، اس کا انصاف تلوار سے چاٹا، اور قرآنی تسلیم  
 کے فیوض سے جہاں کو آراستہ اور فیض یاب کر دیا۔ پھر اس اعتراض کیا ہے ۛ  
 پھر لکھتے ہیں کہ اندھا دھند کسی مذہب پر اعتراض کرنا اپنا شیوہ نہیں، اور نہ فضول اور طول  
 لکھ کر کاغذ سیاہ کرنے سے مطلب ۛ

یہ تو ناظرین کو اب خود معلوم ہو گیا ہو گا کہ آپ کیسا اندھا دھند اعتراض کرتے ہیں، اور کیسا فضول  
 اور طول لکھ کر کاغذ سیاہ کرتے ہیں!

پھر صفحہ ۶۴ و ۶۵ میں قنون ج کی تباہی، مٹھ کے مندر کی ویرانی، جھلسا کے مندر کی خرابی  
 اور دکن کے شوالہ کے تاراج کا ذکر کرتے ہیں۔ ان باتوں کا جواب چچکا، حاجت اعادہ کی نہیں۔  
 پھر صفحہ ۶۵ میں مندلوں کی اخلاقی و تمدنی خرابیوں کا رد و نادر کر یہہ جھوٹا الزام لگایا گیا ہے۔  
 کہ یہ سب خرابیاں مسلمانوں کی وجہ سے ہوئیں۔

اس کا جواب سوا لعنة الله على الكاذبین کے اور کیا دیا جائے۔

آخری التماس کا جواب میں یہاں پر نہیں دیتا ہوں، بلکہ میں نے اس کو سعادۃ بالتعبد کے لئے  
 لئے رکھ چھوڑا ہے، جو آخر کتاب میں ناظرین کی نظر سے گزرے گا۔

توڑتے ہیں، ویسے ہی اودھری (بے دین) دُشٹ شترؤں کے انگوں (اعضاء) کو چھن بہن کر دینا  
دوسرے ہمتا پر جانوں کے پالن میں تہ پر ہوں، جس سے شتر و جن ان پر جاؤں کو دکھ دینے کے سامنے  
نہ ہو سکتا ہے ۱۷

پھر عید کہتا ہے کہ جو لوگ اندر یعنی پریشور میں پرچہ یا (عبادت) کو قائم کرتے ہیں، اور جو تہا  
علوم، دہرم اور پُتر شارتہ (مست و تدبیر) میں قائم ہیں، وہ بالتحقیق ہمیں تمام علوم کا آپدیش کریں  
اور جو دوسرے ناسنک مند کرنے والے جاہل اور مکار ہیں، وہ سب اس جگہ سے کسی دوسری جگہ دور  
چلے جاویں۔ یعنی اودھری لوگ کہیں بھی نہ رہنے پائیں ۱۸ (رگوید - منڈل ۱ - ادھیائے ۲ - سوکت  
۴ - منتر نمبر ۵) ۱۹

آری لو! دیو دین بالجمبر کی کسی صاف صاف تعلیم ہو رہی ہے۔ نوٹ میں ہے کہ منوسمرتی میں  
وید کی تندرانیو الیکو ناسنک بتایا ہے۔

دین بالجمبر کا اور بھی ثبوت لو :-  
"اندر اپنے آریہ بھگت کو جنگوں میں بچاتا ہے۔ وہ جو اسکو انگنت موقعوں میں محفوظ رکھتا  
کل جنگوں میں بھی محفوظ رکھتا ہے۔ وہ اون لوگوں کو جو یکے نہیں کرتے آدمیوں یعنی آریوں کے فائدہ  
کے لئے مفتوح و مقہور کرتا ہے" (رگوید - ۱ : ۱۳۰ : ۸) - ۲۰

"۱۷ اندر! رشی اب تک اس قدیم دلیری کے کام کی تعریف کرتے ہیں! تو نے بہت سے لوہیروں کو  
جنگ کا خاتمہ کرنے کے لئے ہلاک کیا۔ تو نے بہت سے کن دشمنوں کے شہروں پر چڑھائی کی ہے، جو دیوتاؤں  
کی پرستش نہیں کرتے۔ اور تو نے اون دشمنوں کے اسلحہ کو، جو دیوتاؤں کو نہیں پوجتے، نیچا کر دیا ہے"

(رگوید - ۱ : ۴۴ : ۸) - ۲۱

۱۷ دیاتندی بھاش - صفحہ ۶۹۹ - سوکت - ۳۶ - ۲۲ مہرشی دیاتندی کا ترجمہ دیبا جترم (ابا بونہال سنگہ کرناٹ  
نومی آریہ) (رگوید آدی بہا نیہ بہرکھا صفحہ ۴۶ - ۲۳ دیکھو، ۱۷ ہسٹری آف سیویلیزیشن ابن انشٹاٹ انڈیا  
مصنف نپوت، رمیش چندر دت مترجم و مولف بنگالی ترجمہ رگوید سنہیتاؤ وغیرہ - صفحہ ۵۴ -  
۱۷ ۱۰ ہسٹری آف سیویلیزیشن ابن انشٹاٹ انڈیا - مصنف نپوت، رمیش چندر دت  
- صفحہ ۵۴ :-



## فصل اول

{ دین بالجبر قتل و غارت، تباہی و بربادی اور جنگ و جدل وغیرہ کے احکام و دعا، تعلیم و تخریب وغیرہ کا وید وغیرہ مستند کتب سے ثبوت }

حسب ید مقدس آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک شریٹ اور دوسرے دسیو اور دشت۔ ویانند جی لکھتے ہیں کہ آریہ نام دہرم پر چلنے والے عالم، راست باز آدمیوں کا، اور اودن کے خلاف لوگوں کا نام دسیو یعنی ڈاکو، بد اعمال، دہرم پر چلنے والا، اور جاہل ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ آریہ ورت ملک سے علاوہ جو ملک ہیں، وہ دسیو دلشیں اور یلچہ دلشیں کہلاتے ہیں۔ منومرتی میں بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ براہمن اور کشتری اور ویشیہ اور شودر، ان چاروں کو لڑائی کی کمریاؤں کے لوہے سے جتنی ذات ہوئیں، ان کا نام یلچہ بھاشا میں ہو خواہ آری نام بہا شایر ہو، یہ سب ذات دسیو کہلاتی ہے۔

پس ان حوالجات سے ثابت ہو گیا کہ آریہ ورت میں نہ بنے والوں، غیر آریوں، وید کے دہرم پر نہ چلنے والوں کا نام وید مقدس وغیرہ کتب میں دسیو وغیرہ ہے، چنانچہ اوپر جو مضمون آریہ نام دہرم پر الخ "ستیا رتھ پرکاش" سے نقل کیا ہے، اسکو لکھکر سوامی جی لکھتے ہیں کہ جب وید لیا کہتا ہے، تو دوسرے غیر ممالک کے رہنے والوں کی من گڑبست باتوں کو عقل مند لوگ کہہ ہی نہیں مان سکتے۔

۱۲ اب سنئے کہ ان دہرم پر نہ چلنے والوں، بے دین بد معاشوں کے بارہ میں وید کہتا ہے:-  
"سینا دہیش آدی لوگ (سپہ سالار) جیسے لوہا کے گھن سے لوہے اور پاشاں (پتھر) آدکے

۱۵ دیکھو، منتر ۸- رگوید منڈل نمبر ۱- سوکت نمبر ۸- اور مگدھ میں مصنف پنڈت لیکھرام- صفحہ ۹-

۱۷ ۱۵ ستیا رتھ پرکاش- ترجمہ پنڈت ریل اس جی آریہ اور لالہ آتمارام جی آریہ- صفحہ ۲۹-

۱۸ منومرتی (ترجمہ لالہ سوامی دیال صاحب)- ادھیائے ۱۰- منتر ۴۵-

ہاک کہو جیو! قتل کرانگو، اور واسطہ قوم کو برباد کر دے (رگوید۔ ۱۰: ۲۲: ۸) ۱۔  
 دین بالجمہر کی تعلیم دیدیں، تمکو معلوم ہو چکی، اب وید سے اخذ کی ہوئی کتاب منومرتی  
 سے بھی کچھ سنو:-

۲۔ جو وید کے احکام کو بذریعہ علم منطق غلط سمجھ کر وید پر شہسوتر کی توہین کرتا ہے، وہ ناستک  
 یعنی کافر ہے، اسکو سادھ لوگ اپنی منڈلی سے باہر کر دیں۔ منومرتی۔ ۱۔ ۲۔ اشوک نمبر ۱۱۔ ۱۲۔  
 ۳۔ اس سب سے دھشت انشٹ میں وید کے موافق ہے۔ ۴۔ شہسوتر فائیم کرے، اس سے  
 انحراف نہ کرنا چاہئے۔

ایشور نے اُس راجہ کے واسطے سب جانداروں کی حفاظت کے لئے اپنے بیٹے برہم بیج روپ  
 ڈنڈ (سنرا) کو پہلے ہی پیدا کیا۔

اُس ڈنڈ کے خوف سے جاندارانِ ساکن و متنحرک بھوک کرنے کے لئے سمترتھ ہوتے ہیں، اور  
 اپنے دہرم سے منحرف نہیں ہو سکتے (منومرتی۔ ادھیائے ۷۔ اشوک ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵) ۱۔  
 ۲۔ دہرم مٹ جانے کی حالت میں زمانہ کی تحریک سے براہمن، کشتری، ویشیہ، تینوں ورن  
 ہتھیاروں کو دھارن کریں (منومرتی۔ ادھیائے ۸۔ اشوک ۳۴۸) ۱۔  
 ۲۔ عام قتل و غارت وغیرہ کے احکام ددعا وغیرہ کو ملاحظہ فرماؤ۔

۳۔ اچھے گن کرم اور سبھاؤ والے سبھاوہیکش راجہ کو چاہئے کہ راج کی رکھیانیتی اور ڈنڈ (سنرا)  
 کے بچے سے سب نشوں کو باپ سے بڑا، سب شتروں کو مار، اور ودوان کی سب پر کارسیوا کر کے  
 پر جا میں گیان اور سکھ اور اوستہا بڑ مانے کے لئے سب پرانیوں کو شب گن بکت سدایا کرے ۱۔  
 اب دیکھئے کہ وید نے دشمنوں کے جلانے کا بھی حکم دیا ہے:-

۴۔ سبھاوہیکش آدمی راج پر شتوں اور پر جا کے نشوں کو چاہئے کہ جس پر کارا گئی آدمی پدگر  
 بن آدمی کو بھسم کر دیتے ہیں (جصلح اگ جنگل کو جلا دیتی ہے)، ویسا ہی دھک دینے والے شتروں میں

۱۔ ۲۔ سڑی آف سیو ملیٹریشن ان انشٹ انڈیا صفحہ ۵۔ ۳۔ منومرتی۔ مترجمہ لاسوامی دیال صاحب  
 مطبوعہ نئی دہلی، ۱۹۴۷ء۔ ۴۔ منومرتی مترجمہ لاسوامی دیال صاحب ۱۱۔ ۱۲۔ رگوید جیشن  
 مصنفیناٹ دیانند جی۔ صفحہ ۶۶۶۔

یہ معلوم ہو چکا ہے کہ وید وغیرہ کتبیں فل غیر آریوں کو جو وید کے دہرم کو قبول نہیں کرتے  
دسیو کہتے ہیں۔ ان دسیوؤں کے بارہ میں وید مقدس فرماتا ہے۔

۱۔ اندرنے جس سے بہت سے لوگ دعا کرتے ہیں، اور جب کے ساتھ اسکے چالاک ساتھی میں، دسیو فلز  
کو جو زمین پر رہتے ہیں، اپنے برق سے ہلاک کر ڈالا، اور تب اسنے کھیتوں کو اپنے گورے رنگ کے دونوں  
یعنی آریوں میں تقسیم کر دیا۔ وہ کرٹاکنے والا آفتاب کو چمکاتا اور پانی برساتا ہے۔ (رگوید - ۱۰: ۱۸۱)

۲۔ اندرنے اپنے سلاح (برق) سے اور پوری طاقت سے دسیو کے شہروں کو تباہ و برباد کر دیا  
اور اپنی خواہش سے گشت لگایا۔ اسے برق کے مالک! تو (ہمارے بھجنوں سے) واقف ہو، اور اپنا  
سلاح دسیو کے خلاف چلا، اور آریوں کی طاقت اور شہرت کو بڑھا۔ (رگوید - ۱۰: ۳۵ - ۳۶)

۳۔ بہت ہی مشہور اور خوش ادا اندر آدمیوں یعنی آریوں پر مہربان ہے۔ ہلا کو اور طاقتور اندر  
نے بداندیش واسمہ کے سر کو دے مارا ہے۔ (۴۔ ہمارا، اتنی فحش!) (رگوید - ۲: ۲۰ - ۲۱)۔  
۴۔ تب چالاک کرشنہ اسی موتی ندی کے کنارے چمکتا ہوا ظاہر ہوا۔ اندرنے میر، پستی  
کو اپنا شریک بنایا، اور اس چالاک اور کافروں کو ہلاک کر دیا۔ (رگوید - ۸: ۹۶: ۵)۔

پس صاف ظاہر ہے کہ وید کے رشی اور انکے ساتھی، جو قتل و غارت، خون خرابا کرتے تھے، ہلو  
اندر وغیرہ دیوتاؤں کی مدد سے سمجھتے تھے، ایسے ان افعال کو انہیں کی طرف منسوب کر دیتے تھے، چنانچہ  
کہا ہے کہ:-

۵۔ وہ اندر تھا جسے سودا س کو ان افعال کے کرنیکے قابل بنایا۔ اندرنے بکرے کو زور اور  
شیر کے قتل کے قابل بنایا۔ اندرنے یگ کے نتون کو سوئی سے گرادیا۔ اسنے کل مال و دولت سودا  
کو عنایت فرمائی۔ (رگوید - ۱۸: ۱۷: ۵)۔ پھر لکھتا ہے:-

۶۔ ہم سب جہا طرف سے دسیو تو مومن سے گھرے ہوئے ہیں۔ وہ یگ نہیں کرتے، وہ کسی چیز کا  
اعتقاد نہیں رکھتے۔ انکے مراسم دوسرے ہیں۔ وہ (گویا) انسان نہیں ہیں! اے دشمنوں کے

۷۔ اے ہڑی آف سیولیزیشن ان انشٹا انڈیا، مصنف، پٹن رویش چندر دت - صفحہ ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ -  
ہڑی آف سیولیزیشن ان انشٹا انڈیا، صفحہ ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ -  
سودا س آریوں کا ایک بڑا بہادر لڑاکا تھا۔ (دیکھو - کتاب مذکور صفحہ ۵۸)۔  
۸۔ اے ہڑی آف سیولیزیشن ان انشٹا انڈیا، صفحہ ۵۹ -



کو بنائش کے لئے اس پر کار پر تین کریں ۷۵

قتل و عارت، جبر و قادی کا اور یہی ثبوت لو :-

۷۶ جیسے بجلی میگیہ کے آؤ پو سے بدلیوں کو تینگین بیگ سے چمن بھن اور بھومی پر گر کر اسکو ش میں کرتی ہے، ویسے ہی سہا سنیاد سیکش کو چاہے کہ بدھی شریل واسینا کے بیگ سے شترؤں کے

بیگ چمن بھن اور شترؤں کی اچھی پر کار پر تار سے پر بھومی پر گر کر اپنے سمتی میں لاویں ۷۷

۷۸ اے فرمانبردار لوگو! تمہارے اسلحہ آتشیں وغیرہ از قسم توپ و تفنگ، تیر و تلوار وغیرہ شتر مخالفوں کو مغلوب کرنے اور انکو روکنے کے لئے قابل تعریف یا استحکام ہوں، تمہاری فوج مستوجب توصیف ہو، تاکہ تملوگ ہمیشہ نتیجہ یافتہ رہو ۷۹ (رگوید۔ منڈل اول۔ سوکت ۳۹۔ منتر ۲)۔ ۸۰

ایک مقام پر دعایوں مرقوم ہے :-

۸۱ میں اوس محافظ کائنات، صاحب جاہ و جلال، نہایت زور آور، فاتح کل، تمام کائنات کے راجہ، قادر مطلق، اور سب کو قوت عطا کرنیوالے پر میثور کو، جکے آگے تمام زبردست بہادر اہل اہل

ختم کرتے ہیں، اور جو انصاف سے مخلوقات کی حفاظت کرنیوالا اندر (قادر مطلق پر میثور) ہے، ہر جنگ میں فتح پانے کے لئے مدد کو کرتا ہوں، اور پناہ لیتا ہوں۔ وہ اعلیٰ دولت و حشمت کا عطا

کرنیوالا قادر مطلق ایسور ہمارے تمام کار و بار سلطنت میں امن و امان، فتح و نصرت، اور خیر و فلاح قائم رکھے ۸۲ (یجور وید۔ ادھیائے ۲۰۔ منتر ۵۰)۔ ۸۳

ایک جگہ پر میثور دعا دیتا ہے۔

۸۴ اے انسانو! تمہارے آیدہ، یعنی توپ، بندوق وغیرہ آتشگیر اسلحہ، اور تیر و کمان، تلوار

وغیرہ بہت ہیامیری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں۔ بدکردار دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو، تم مضبوط، طاقتور اور کار نمایاں کرنیوالے ہو ۸۵ تم دشمنوں کی فوج کو ہر میت دیکر انہیں روکنا

و نسیب کرو۔ تمہاری فوج حرار و کار گزار اور نامی گرامی ہو، تاکہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو، اور تمہارا حریف ناہنجار (ایسی خفیٰ آغابا تلوار میاں کن) شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے ۸۶

۸۷ رگوید۔ دباندی بھاشن صفحہ ۷۰۔ ۸۸ ایضاً صفحہ ۶۱۶۔ ۸۹ اردو ستیا رتھ پرکاش۔ صفحہ ۱۸۱۔

۹۰ اردو رگوید آدی بھاشیہ بھوکا۔ مصنف نہ لٹ دیا ندھی۔ صفحہ ۱۸۱۔

اپنے راج کے رات ظہار دشمن ہے اور اوس کی سیوا کرنے والا ہی دشمن ہے اوس راجہ کے ملک کے آگے جو راجہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور دوست سے آگے جو راجہ ہے وہ اداستین ہے (منو)۔

(۱۵۸: ۷)

پس صفات کیا ہے کہ سارا جہان آریوں کا دشمن ہے اور اوس کا قتل کرنا، اوس کے ملک کو چھین لینا جائز اور واجب ہے۔ ہم سرحد راجہ کو دشمن بتایا گیا ہے، تو ادا نکو قتل کرنا اوس کے ملک کو فتح کر لینا اوس کی سیوا کرنے والی رعایا کو ترسیخ ہے درینہ کرنا لازم نہیں، اور جب وہ ملک فتح ہو گیا تو جو دوست تھا وہ بھی دشمن ہو گیا۔ اس طرح سارا جہان دشمن ہوتا جائیگا۔ اور آریہ خوب خوب قتل و غارت، لوٹ مار کرتے جائیگے۔ وہ یہ خوب قاعدہ کلیہ ہے، مختصر الفاظ میں اپنا مطلب حاصل ہو گیا، اور عام قتل و غارت کی اجازت مل گئی اور آریوں کے گل جبر سے اڑنے لگے !

پھر لکھا ہے :-

نیت جاننے والا راجہ سب تدبیروں سے اپنے کو ایسا کرے کہ جس میں دوست و اداستین و دشمن یہ سب اپنے سے بڑے نہ ہونے پاویں ۔ (منو - ۷: ۱۷۷)۔

آریو! نتیجہ، کیسا اخلاق کا خون پورنا ہے!! پھر لکھا ہے کہ:- .... فتح کی خواہش کرنے والا راجہ خوف بھڑک کر جب سب گروہ و شاخچے ہوں تب لڑائی کرے۔ (منو - ۷: ۱۷۷)۔

آتما اور یگیہ کے سامان اور استری اور براہمن انہوں کی حفاظت کر نہیں اور سیدان جنگ میں دھم سے مارنے والے کو دوش نہیں ہوتا۔ (منو - ۸: ۳۴۹)۔

سزا سے حاصل کی ہوئی تمام دولت کو براہمن کو دیکر اور ملک بیٹے کو دیکر جنگ میں ترک قالب کرے۔ (منو - ۹: ۳۴۳)۔

آریو! نگہ بھاڑ کر دیکھو کبھی جنگ و جدل، مار دھاڑ کی ترغیب ہو رہی ہے۔ پھر دیکھو لکھا ہے کہ:- شمشتر یعنی ہتھیار و استر یعنی جو نتر بڑا کرکھلا یا جاوے، ان دونوں کا دارن کرنا کشتریوں

۱۔ منو سمرتی مترجمہ لالہ سوامی دیال صاحب - اور ۱۷۷: ۱۷۷ سمرتی آف سیولیزیشن اشٹا اڈیا، مصنفہ پنڈت راجن چندر صاحب - ۵۸۲ - ۵۸۳ منو سمرتی مترجمہ لالہ سوامی دیال صاحب - اور ہتھیار تہہ پر کاش - صفحہ ۲۰۰ - ۵۸۳ سمرتی مترجمہ لالہ سوامی دیال صاحب - ۵۸۳ منو سمرتی مترجمہ لالہ سوامی دیال صاحب - ۵۸۳ منو سمرتی مترجمہ لالہ سوامی دیال صاحب

چونکہ ہم کو جنگ و جدل، قتل و غارت کے تاریخی ثبوت میں وید کی شریعتیں بھی نقل کرنی پڑیں گی، اسلئے یہاں پر اتنا ہی لکھ کر منسخر کرتی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، جسکو بنگلہ دیا بندجی قابل سندا اور معتبر مانتے ہیں۔  
 جو راجہ لوگی میدان جنگ میں ایک دوسرے کو جوہر تیج دکھلانے کی خواہش میں بے خوف و خطر

جلاشت نمائی اپنی تمام طاقات سے جنگ کرتے ہیں اور راحت پاتے ہیں۔ اس سے کہی ہٹنا نہیں چاہتے  
 ہاں کہی کہی دشمنوں کو معلوم کرنے کی غرض سے اس کے سامنے سے چپ جانا واجب ہے۔ کیونکہ جز  
 و ہنگ سے دشمن کو مغلوب کر سکیں۔ ویسے ہی کام کرنے چاہئیں۔ یہ غیر غضب ناک ہو کر سامنے آتا ہے۔  
 اور اسلئے شعلہ زن سے فوراً ہلاک ہو جاتا ہے۔ ویسے ہی قونی کر کے نیرت و نابود نہ ہو جائیں۔ (منو۔ ۱۹) ۱۹  
 ۹ مطلب براری کے لئے پہ سالار اور سپاہ کے دو حصہ کر کے فتح حاصل کرنا دو ٹیڈہ کہلاتا ہے۔

(منو۔ ۱۶) ۱۶ — واہ خوب مطلب براری ہے۔ — پھر لکھا ہے: —  
 جو دھارمک راجہ ہو اس سے کہی مخالفت نہ کرے بلکہ اس سے ہمیشہ میل رکھے اور بدر دار  
 اگر طاقتور بھی ہو تو اسکو مغلوب کرنے کے واسطے مذکورہ بالا تدابیر کو عمل میں لانا چاہئے۔ ۱۷  
 وید پر عمل کرنے والے سے بڑھکر بدر دار اور کون ہو سکتا ہے۔ اور وید پر عمل کرنے والے  
 کے سوا اور کون دھارمک کہلا سکتا ہے۔

جس راجہ کی خوشی میں لکشی رہتی ہے اور پر اکرم میں فتح اور غصہ میں موت وہ راجہ تمام  
 تیجوں کا دارن کرنے والا ہے۔ (منو مرقی۔) (دھیائے۔ ۱۱) ۱۱

غصہ میں موت۔ واہ خوب! اندھی لکری چو پٹ راج!! اور طرفہ یہ کہ ایسے راجہ سے دشمنی  
 کرنے والا ناش ہو جاتا ہے۔ اور ناش کرنے کا حکم بھی ہے۔

جو آدمی سوہ سے ایسے راجہ کے ساتھ دشمنی کرتا ہے وہ ضرور ناش ہو جاتا ہے۔ ایسے آدمی کے  
 ناش کے لئے راجہ بہت جلد دل لگاتا ہے۔ (منو۔ ۱۲) ۱۲

اگر مندرجہ بالا وید کی شریعتوں اور منو مرقی کے حوالوں میں دشمنوں کے قتل و غارت کا عام حکم گذر  
 چکا ہے اور ٹیڈہ ہی آئیگا۔ اسلئے دشمنوں کی ایرین ترفیع سے بھی ناظرین کو آگاہ ہونا چاہئے۔

۱۵ ستیا رتھ پرکاش۔ صفحہ ۱۹۔ ۱۶ ستیا رتھ پرکاش۔ صفحہ ۲۰۔ ۱۷ ستیا رتھ پرکاش۔ صفحہ ۲۱۔  
 ۱۸ منو مرقی مترجمہ لالہ سوامی دیپال صاحب۔ ۱۹ سوامی دیپال صاحب۔





کا کرم ہے..... (منو۔ ۱۰: ۷۹) ۷

۸۔ اسلحوں سے فتح کا حاصل کرنا راطائی میں نہ بہا لگنا یہ دونو کام راجہ کا دہرم ہے..... (منو۔ ۱۰: ۱۱۹) ۷۔

۹۔ ایشیہ برہمن میں لکھا ہے:-

۱۰۔..... کل جانداروں کا پرشجاعت کشتری حاکم یعنی سہیا دھیکش (میراجمن) پاپی یا جہراہم پیشہ رعیت کے لوگوں کو کھانے یا فنا کرنے، دشمنوں کے شہر کو غارت، بدوں کو قتل ویدوں کی حفاظت اور دہرم کی حمایت کر کے لئے پیدا ہوا ہے۔..... (ایشیہ برہمن پنچکا۔ ۸۔ کٹھ کا ۱۴)

## فصل دوم

(تمام عالم کے فتح کر کے ترغیب)

تمام عالم کے فتح کرنے کی ترغیب دیکر وید نے ایک عام کشت و خون قتل و غارت کا دروازہ کھولا ہے..... میں سمجھتا ہوں کہ پریشور کی غیر متناہی قدرت اور علم و معرفت کے خزانہ سے جاہ و جلال اور عالمگیر حکومت اعلیٰ ناموری اور نیک سیرت حاصل کرنے اور فرایض سلطنت کو انجام دینے کے لئے مقرر کرتا ہوں (بجودید۔ ادھیائے ۲۰۔ منتر ۲۲۔) ۷

۱۱۔ ہمارا ج ادھیراج پریشور! یہ قدیم اور اہل راج دہرم سے سمور لا وال اور گونا گوں تہا ہی ہے۔ آپ کے فضل و کرم سے یہ ہمیں حاصل ہے۔ (اس طرح التجا کرنے پر ایشور ایشیر باد دیتا ہے کہ) میری پیدا کی ہوئی تمام روئے زمین تمہارے تابع ہو (اتھرو وید۔ کاند۔ ۷۔ الوک۔ ۱۰۔ ورگ۔ ۶۸۔ منتر ۲) ۷

۱۲۔ انسانو! تمہارے آئندہ یعنی توپ بندوق وغیرہ آتشگیر اسلحہ اور تیر، کمان، تلوار وغیرہ تمہارا میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں، بدکردار دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو، تم مضبوط، طاقتور اور کار نمایاں کر نیوالے ہو، تم دشمنوں کی فوج کو نہریمیت دیکر انہیں روگرداں و پساکرد، تمہاری فوج

۷۔ منو سمرتی مترجمہ لادھاسوی دیال صاحب۔ ۷۔ منو سمرتی مترجمہ لادھاسوی دیال صاحب۔ ۷۔ رگویدادی جاشیہ

بھو کا صفحہ ۱۴۵۔ ۷۔ ۷۔ ۷۔ ۷۔ رگویدادی جاشیہ بھو کا۔ صفحہ ۱۴۲۔

ہم لوگ کمان سے مویشیوں کو جیتنے، ہم لوگ کمان سے فتح کر نیے، ہم لوگ کمان سے وحشی اور مغرور دشمن کو فتح کر نیے! ایسا ہو کہ کمان دشمن کی آرزوں کو خاک میں ملا دے ہم کمان سے اپنی تسخیر کو ہر طرف پھیلائیے! (ارگوید۔ ۴: ۷-۲: ۷) ۷

۲۔ اب دیکھو کہ نسبت تجھ برابرہن میں اس کے متعلق کیا لکھا ہے:-

نہ کشتری کی بہادری اور شجاعت تھی کہ جنگ کرے کیونکہ اس کے بغیر اسلئے دولت اور شہر حاصل نہیں ہو سکتا۔ (اشت تجھ برابرہن۔ کاندہ ۱۳۱-۱- ادھیائے ۱- برابرہن ۵- ۷) ۷

پھر پنڈت دیانند جی لکھتے ہیں کہ: لکھنؤ ادھیائے ۲- لکھنؤ ۱ میں سکرام (جنگ) اور مہادھن (دولت عظیم) کو مترادف بتایا ہے۔ چونکہ جنگ سے بیشمار دولت حاصل ہوتی ہے، اسلئے اس کا نام مہادھن ہے۔ جنگ کے بغیر اسلئے عزت اور دولت کثیر حاصل نہیں ہوتی ۷

اب دیکھو کہ منوجی کا جی یہ مان ہے کہ: بگلا کی طرح اپنے ماں کا غور کرے، غلہ کی مانند پر اکرم کرے، بھیڑ یا کی طرح چیزوں کو پیوے اور خرگوش کی طرح بہہ لگے (نور۔ ۷: ۱۰۶) ۷  
آریو! اب شرم کے مارے منہ چھپا لو اور ہرگز اسلئے دم پر اعتراض کرنے کا نام نہ لو تم ہرگز اسقام پر کوئی الزام ثابت نہیں کر سکتے بلکہ اولٹا تمہارے ہی وید پر تقدس پر ۷  
جائیگا اور وید کا پول ظاہر ہو جائیگا۔

## فصل چہارم

(لوٹ کے مال کی تقسیم)

پنڈت ریش چندر دت صاحب لکھتے ہیں کہ: رتھ، گھوڑے، ہاتھی، غلہ مویشی اور

عورتیں جو جنگ میں لوٹی جائیں وہ لوٹنے والے ہی کا انعام ہیں ۷

چنانچہ منومرتی میں بھی لکھا ہے کہ: رتھ، گھوڑا، ہاتھی، پھرتی، دھن، دھانیہ، چار پایہ، عورت اور تمام دولت سوائے سونا اور چاندی کے سیسا پتیل وغیرہ ان سب کو جو فتح کرے۔

۷ اسے ہٹری آف سیولیزیشن ان انٹرنٹ انڈیا۔ مصنف پنڈت ریش چندر دت صفحہ ۲۰۷-۲۰۸ رگوید کی بھاشہ پر ۷  
صفحہ ۱۸۷-۱۸۸ رگوید آریو۔ ۷ منومرتی مترجمہ لادھامی دیال صفحہ ۷۵-۷۶ ہٹری آف سیولیزیشن

رہے۔ زمین کا شہنشاہ بنجاتا ہے، اور جسم چھوڑنے کے بعد سورک کوک یعنی عین راحت، قائم لذات اور نور مطلق پر بخیر کو پا کر موش کا شکمہ اور تمام مرادیں حاصل کرتا ہے، اوس کی سب مرادیں براتی ہیں، اور اوسے موت اور طرٹایا نہیں ستاتا۔ ..... ۱۲۔ (اتیر یہ برہمن۔ پنجکا ۸۔ کنڈ کا ۱۴)۔ ۱۵

پھر تیر یہ آرتیک میں لکھا ہے کہ ۱۶ اے قاد مطلق پر مشور! اپنے ظل حمایت میں ہم آب کی مدد و عنایت سے باہم ایک دوسرے کی حفاظت کریں، اور ہم سب بڑی محبت سے ملکر اعلیٰ درجہ کی شمت و اقبال یعنی تخیر عالم وغیرہ سامان (راحت) حاصل کر کے ہمیشہ آپکے فضل و کرم سے آئندہ بھگیں۔۔۔۔۔ (تیر یہ آرتیک۔ پیر پانٹک ۹۔ انواک ۱)۔ ۱۵

منو سمرتی میں ہی بلاوجہ تخیر ممالک کا حکم ہے:-

۱۷ راجہ اس طریق سے کاروائی شمولہ دہرم کو اچھی طرح سے کرتا ہوا اُن ملکوں کے فتح کرنے کی خواہش کرے جو کہ فتح نہیں ہوئے، اور پھر ممالک مفتوحہ کی پرورش کرنے کی خواہش کرے (۱۷ منو)۔ اوصیائے ۹۔ اشلوک ۲۵۱)۔ ۱۵

## فصل سویم

### { لوٹ مار کی ترغیب }

۱۸ جسطرح لوگ چور کے پیچھے، جننے کوئی لباس چرایا ہو، غل و شور کرتے ہیں اسی طرح دشمن دہرے (مقدس جنگ گھوڑے) کو دیکھ کر جھپٹتے اور چلاتے ہیں۔ جسطرح چڑے باز کو اترتے دیکھ کر چلاتے ہیں۔ اسی طرح دشمن دہرے (مقدس جنگ گھوڑے) کو چلا اور ملیشی کی لوٹ کی تلاش میں سرپٹ دوڑا دیتے دیکھ کر شور مچانے لگتے ہیں۔ (رگوید ۴: ۳۸: ۵)۔ ۱۵

پھر فاضل نپٹ ریش چنر دوت صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۹ جو تپے منڈال کی سولہویں رگ میں لکھا ہے کہ اندرنے و سیکو جو دغا باز اور کافر تھا، لگا کو دولت مرحمت فرمانے کے لئے قتل کر ڈالا۔ (منتر ۹)۔ ۱۵

۲۰ رگیا دی جاشیہ بھوسکا صفحہ ۱۴۵ و ۱۴۶۔ ۱۵ رگوید آدی جاشیہ بھوسکا صفحہ ۱۴۵۔ ۱۵ منو سمرتی منتر ۵۰۔ ۱۵ رگیا دی جاشیہ بھوسکا صفحہ ۱۴۵۔ ۱۵ رگوید آدی جاشیہ بھوسکا صفحہ ۱۴۵۔ ۱۵ منو سمرتی منتر ۵۰۔ ۱۵

یاد دوسروں کا دیا ہوا، بزرگوں سے چلا آیا ہوا غلام، بننے کے طور پر غلام بنایا ہوا۔ (منو - ۸ -)

۵۵ (۱) - ۵۵

قید بان جنگ کے غلام و کثیر بنانے کا حکم نکلوا معلوم ہو چکا، اب اس ظلم کو بھی ذرا منظر انصاف دیجو کہ جو کچھ وہ کما کما حاصل کریں وہ بھی برہمن اور ان کے مالک سلیپس، اوسیں کچھ بچا رہ کر ہیں اور اسکو اپنی ماں کا درد دھ سمجھیں :-

= براہمن داس شودر سے دولت لے لیوے، اوسیں کچھ نہ بچا رہ کرے، کیونکہ وہ دولت کچھ اوس کی ملکیت نہیں ہے، وہ بے زر ہے، وہ جو دولت فراہم کرے اوس دولت کا مالک اسکا سوامی ہے۔ (منو - ادھیائے ۸ - اشلوک ۷۷) ۵۶

## فصل پنجم

{ چار لکڑی خوراک وغیرہ اسباب خراب برہمن کا حکم }

اب ذرا ویدک اخلاق کو بھی ملاحظہ فرماؤ کہ کیسی قابل شرم اور وحشیانہ کارروائی کا پرمان

(حکم) دیتا ہے :-

= کس وقت مناسب سمجھے تو دشمن کو چاروں طرف سے محاصرہ کر کے روک رکھے اور اس کے ملک کو تکلیف پہونچا کر چار (مارج) لگو تاکہ لکھا لگائی؟ خوراک پانی اور ہیزم کو تلف اور خراب کر دیوے (سچے بارحم مجسم سماجیو! ایسا غضب مت کرو)۔ (منو - ۷ - ۱۹۵) ۵۷

عام رعیت کو تکلیف دینا ظلم اور چار، لکڑی، پانی وغیرہ کو خراب و تلف کر دینا دھت اور جہالت ہے -

لالہ سوامی دیال صاحب نے اشلوک نمبر ۱۹۵ و ۱۹۶ کا اس طرح ترجمہ کیا ہے :-

= دشمن قلم میں رہے یا باہر رہے اور جنگ بھی نہ کرنا ہو لیکن اسکو گھیرے رہے، اور اسکی

۵۸ آگے ہرطری آف نیو بلینریش ان انشٹاڈیا - صفحہ ۵۹۲ - ۵۸ سو مرق مترجم لالہ سوامی نے

۵۸ ستیا تھ پرکاش - صفحہ ۲۱۱ -

وہی اوسکا مالک ہوتا ہے۔ سونا چاندی، زمین وغیرہ جو عمدہ چیزیں فتح ہوں اُنکا فتح کر لیا اپنے راجہ کو دیوے، یہ وہید میں لکھا ہے۔ اور راجہ اوس چیز کو اوس سب پہلوانوں کو تقسیم کرے جنہوں نے ملک فتح کیا ہو۔ (منو۔ ۷: ۹۶ و ۹۷) ۷

اسکو پنڈت دیانند جی نے بھی کچھ تغیر کے ساتھ یوں نقل کیا ہے :-  
 ۳۔ اس آئین کو کبھی نہ توڑے کہ لڑائی میں جس جس کا لازم یا افسر نے جو بھگتاوی گھوڑا، باغی، چھتر، دو رستہ گائے وغیرہ جانور نیز عورت (ہن، پنڈت جی! یہ کیا؟) اور دیگر سب قسم کا مال و متاع اور گھی تیل وغیرہ کے کپے فتح کئے ہوں وہی اوسکو دیوے۔ لیکن فوج کے آدمی فتح کی ہوئی چیزوں سے سولہواں حصہ راجہ کو دیوے، اور راجہ بھی اوس دولت میں سے جو سب نے ملکر فتح کی ہو سواہواں حصہ فوج کے سپاہیوں کو دیوے۔ اور اگر کوئی لڑائی میں مر گیا ہو تو اوس کا حصہ اُسکی عورت اور اولاد کو دیوے۔ (منو۔ ۷: ۹۶ و ۹۷) ۷

پھر اس تقسیم کا دہرم سے ہونا بھی لکھا ہے :-  
 ۴۔ تقسیم میں، ملازمین، دھینے ملا، جو خرید کیا گیا، جو فتح سے ملا، جو بیوہ مار کرنے سے ملا، جو کام کر کے ملا، جو اچھے آدمیوں سے دان لینے سے ملا۔ ان سب کا دہرم سے شرا ہے۔ (منو۔ اوصیائے ۱۰۔ اشوک ۱۱۵) ۷

تیسری بات اب ذرا آئندہ پھاڑ کر دیکھو کہ قیدیان جنگ کے غلام و کنیزک بنانے کا کیسا صاف حکم ہے۔  
 ۵۔ دھو جاہرت (جسکو جنگ سے فتح کر کے لائے)، بھگت داس (یعنی بھوجن کے واسطے داس کرم کو منظور کرنے والا)، گھرن داسی سے پیدا ہوا، مول لیا ہوا، دان میں ملا ہوا، بزرگوں سے چلا آیا، ڈنڈ داس (یعنی کسی قصور کی سزا کے عوض میں داس بھاؤ کو منظور کرنے والا)، یہ سب تو بھی داس ہی ہیں۔ (منو۔ ۸: ۲۱۵) ۷

چنانچہ پنڈت رومی ش چندر دت صاحب لکھتے ہیں کہ غلام سات قسم کے مانے گئے ہیں، یعنی قیدیان جنگ، روزانہ بھوجن کے لئے کام کر لیا، گھر میں پیدا ہوا غلام، غلام خرید لیا

۱۶۔ نو سرتی مترجمہ لالہ سوامی دیال صاحب ۷ ستیا رتھ پرکاش - صفحہ ۱۶۶ - ۷ نو سرتی مترجمہ لالہ

۱۷۔ دیال صاحب - ۷ نو سرتی مترجمہ لالہ سوامی دیال صاحب -

پھر لکھا ہے کہ: راجہ بہر مہینہ اٹھن میں دشمن کے اوپر جاتا کرے خواہ بھاگن یا جیت  
میں اپنی فوج کے موافق جاتا کرے۔ دوسرے وقت پر بھی جب یقیناً اپنی فتح جانے  
تب بگاڑ کر کے جاوے اور دشمن کے اوپر جیب دکھ دیکھے تب بھی جاوے (منو۔ ۷) :

۱۸۳ و ۱۸۴ (۱۷۷)

## فصل ہفتم

{ شہوت رانی اور جانوروں سے بد فعلی کی اجازت و ترغیب }  
کھانا کھا کر عورتوں کے ساتھ محل میں بہار کرے، اُسکے بعد بوقت موقع پھر امور مملکت  
کو دیکھے (منو۔ ۷: ۲۲۱) ۷

ناظرین! یہ سمجھو کہ سپہ کل عورتیں راجہ صاحب کی اپنی بیویئیں نہیں، بلکہ شہوت رانی  
ہی کی عرض سے محل میں رکھی گئی ہیں، کیونکہ راجہ صاحب کو سوا ایک عورت کے اور کسی سے بیاہ  
کرنے کی اجازت نہیں۔ دیکھو لکھا ہے کہ:-

۷۔ اس قدر کام کرنے یعنی برہم چریہ سے تحصیل علم کرنے اور یہاں تک راج کے کام کو  
انجام دینے کے بعد خوبصورت نیک اوصاف نہایت دلکش عالی خاندان، نیک فصاحت، اپنے  
کشمکش گھرانے کی لڑکی سے جو علم وغیرہ اوصاف عمل اور مزاج میں اُسکے مانند پوشادی کرے،  
اور ایسی ایک ہی عورت کے ساتھ شادی کرے... (منو۔ ۷: ۷۷) ۷

خیر، پھر لکھا ہے کہ: جو عورت خوبصورت اور صاف زیور رکھنے والی اور ایک دل  
رہنے والی اور استخوان کی ہرٹی ہو، وہ نکلیا اور پانی اور دھوپ اور اسپر یعنی چھونا ان سب کاموں  
کو کرے (منو۔ ۷: ۲۱۹) ۷

صاف زیور رکھنے کے ساتھ خوبصورت بھی ہے! پھر تو مزا ہی مزا ہے اور چین  
ہی چین لگتا ہے !!

۷۔ منوسمرتی مترجمہ لاد سوامی دیال صاحب - ۷۔ منوسمرتی مترجمہ لاد سوامی دیال صاحب -

۷۔ تیلانہ پکاش - صفحہ ۱۹۳ - ۷۔ منوسمرتی مترجمہ لاد سوامی دیال صاحب -



راج کو تکلیف دے، اور گھاس اور لٹری اور پانی انہوں میں ناکارہ چیز ڈال کر خراب کرے۔  
 تالاب و قلعہ و بالا خانہ و کھائیں ان سب کو کہو ڈالے۔ بے خوف دشمنوں کو باخوف کرے، اور برہمی  
 لیکرات کو دھمکانام باجمہ کی آواز سے زیادہ تکلیف دے (منو۔ ۷: ۱۹۵ و ۱۹۶) ۵  
 آریو! باین وحشت و جہالت، ظلم و قندی تم دعوئی کرتے ہو کہ ہم تہذیب یافتہ اور سیولائزڈ  
 تھے؟ شرم! شرم! شرم!!!

## فصل ششم

(صلح میں دھوکا دینا، دغا بازی، فریب کرنا)  
 تم دیکھ چکے ہو کہ قرآن کریم صلح کا حکم دیکر کس شد و مد سے اُسپر قائم رہنے کی تاکید کرتا ہے، اب  
 اُسکے مقابلہ میں ذرا ویدک اخلاق کو بھی ملاحظہ فرماؤ:-

”جب یہ معلوم ہو جاوے کہ فوراً لڑائی کر نیے کسی قدر تکلیف پہونچگی اور بعد میں کرنے سے اپنی بہتری  
 اور فتح ضرور ہوگی تب دشمن سے صل کر کے وقت مناسب تک صبر کرے۔ جب اپنی تمام رعایا یا فوج کو غارت  
 درجہ خوشحال ترقی پذیر کساح و تمدن جانے اور ویسا ہی اپنے کو بھی سمجھے تب دشمن سے جنگ یعنی دگر دگر  
 کیوے“ (منو۔ ۷: ۱۹۹ و ۱۷۰) ۵

سماجیو! منہ نہ چھپاؤ، صاف کہہ دو کہ یہ جدوجہد کی بے ایمانی ہے۔ اس سے بڑھکر اور  
 کیا دغا بازی ہوگی کہ جب خود کمزور ہو جائے، تو صل کرے، اور جب پھر طاقتور ہو جائے، تو سارے  
 عہد و پیمان پر خاک ڈال کر اپنی مطلب برآری کے لئے لڑنے کے لئے تیار ہو جائے؟ شرم! شرم! شرم!!!  
 لالہ سوامی دیال صاحب ان اشلوگوں کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں:-

”جب لڑائی کے پیچھے اپنی لڑائی کو یقیناً جانے اور ادا وقت تھوڑے ہی دھن وغیرہ کا نقصان پہونچو  
 تب صل کرے۔ جب اپنی پرکرت کو بلوان دیکھے اور اپنے کو نہایت اونچا دیکھے تب بگاڑ کرے“ (منو۔ ۷:-  
 ۱۹۹ و ۱۷۰) ۵

۵ منورتنی مترجمہ لالہ سوامی دیال صاحب - ۵ ستیا رتھ پبلش - صفحہ ۲۰۶ - ۵ منورتنی مترجمہ لالہ  
 سوامی دیال صاحب -

پاک کرے۔ (منہ - ۹: ۲۰) ۷

استغفر اللہ! کیا بڑی تعلیم ہے!

اب فوراً مسئلہ نیوک کو دیکھو، جو کھلی زنا کاری اور دلیرانہ زنا کاری ہے۔ جو یہ مقدس کا پران ہے کہ:-

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

(ترجمہ دیانند جی)

جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو، تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اسے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنیوالی عورت! تو مجھے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر، کیونکہ اب مجھے اولاد نہیں ہو سکے گی۔ تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوک کر کے اولاد پیدا کرے، لیکن اس پر مہاشے خاوند کی خدمت میں مکر بستہ رہے۔ ویسے ہی عورت بھی جب بیماری وغیرہ احوال میں مبتلا ہو کر تولد اولاد کی خواہش مجھ سے چھوڑ کر کسی دوسری بیوہ عورت سے نیوک کر کے اولاد پیدا کیجئے۔

(رگوید - منڈل ۱۰ - سہکت ۱۰ - منتر ۱) ۷

دیکھو، اس منتر میں جو رگوید کے دسویں منڈل کا منتر ہے آریہ صاحب کو کار پر پیشور بڑی دیا اور کرپا سے ارشاد فرماتا ہے کہ جب تم میں اولاد جانے کی طاقت نہ رہے یا لفظ کی خرابی وغیرہ کی وجہ سے اولاد نہ ہو، تو اپنی بیوی کو کہدو کہ پتر لینے کے لئے کسی دوسرے شخص سے ہمستر ہو۔ استغفر اللہ! کیا بڑی تعلیم ہے۔ کہ اولاد کی خاطر اپنی بیوی سے زنا کرتے رہو۔!! ناظرین! تم دیکھتے ہو کہ یہ اولاد کے بہانے سے کیسی کھلی زنا کاری اور دیوتانہ زنا کاری کی تعلیم ہے۔ شوہر کے جیتے جی اویکے گھر میں، اسی کی بیوی رہ کر، اویکی سیوا کرتے ہوئے دوسرے

۷۷ منورنی مترجم لالہ سوامی دیال صاحب - ۷۷ ستیا رتھ پرکاش - مترجم پنڈت رحن داس جی آریہ سبھا سدولالہ آتما رام جی سابق منتری واپیشک سبھا مذکور الذیل - حسب تجویز فخر بختی آریہ ہتی دیو جی سبھا

پنجاب - صفحہ ۱۵۴ - ۱۵۵ -

کے: قابل ہو تب اپنے خاوند کی اجازت دے کہ اسے نیک بخت اولاد دے

راجہ صاحبوں کا بھوک تو لحاظ فرما چکے، اب دیکھو کہ عام شہوت رانی کی کیسی صاف صاف ترغیب دی گئی ہے۔

۱۰ اپنی ذات سے اپنی ذات کو چاہنے والی کنیا تھوڑا بھی ڈنڈا نہیں پاسکتی... (منو۔ ۸: ۳۶۵)۔

پھر لکھا ہے کہ ۱۱... خواہش کرنے والی ہم قوم کنیا کو کچھ دیکر اس سے جماع وغیرہ (دوسرے شاید کہیں خلاف وضع فطری کے لئے نہ ہو!) کرنا بالاسرا کے لائق نہیں ہوتا۔ اور اگر اسے کنیا کا باپ راضی ہو تو کچھ معاوضہ دیکر شادی کرے ۱۲ (منو۔ ۸: ۳۶۶)۔

آریو! ذرا غور تو کر کہ یہ کیسی کیسی گندہ تعلیمیں تمہاری مقدس کتابوں میں درج ہیں! کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ ان گندہ تعلیموں کو ایک دفعہ ترک کر کے صاف اور سیدھے راستہ پر چلے آؤ؟ مگر نہیں، تم تو اور اڑتے ہو، اور نیوگ کے مسئلہ پر بے جا ضد کرتے ہو! خیر پھر لکھا ہے کہ ۱۳۔

۱۴... نفسانیت و بدچلنی ان سب کو من جی نے شروع پیدائش میں عورتوں کو دیا، اسلئے تدریس سے حفاظت کرنا چاہیے ۱۵ (منو۔ ۹: ۱۷)۔

۱۶ بد فعلی کرنا عورتوں کی عادت ہے۔ یہ وہ وید میں پہلے لکھا ہے... ۱۷ (منو۔ ۹: ۱۸)۔

بد فعلی و بد چلنی کو عورتوں کی فطرت و عادت میں داخل کرنا محض غلط اور بد فعلی کی ترغیب ہے جب بیچاری عورتوں کی فطرت ہی میں یہ داخل ہے کہ وہ بد فعلی کریں، تو وہ ضرور بد فعلی کرنے میں معذور ہیں۔ یہ گندہ ترین تعلیم اور سخت ترین ترغیب اس امر کی ہے کہ عورتیں بلا درنج بد فعلی کیا کریں۔

پھر لکھا ہے کہ ۱۸ اپنی والدہ کی بد فعلی باطنی دیکھ کر کہنا چاہئے کہ میری والدہ نے غیریت برتا ہو کر غیر مرد میں رغبت کیا، تو والد کے رُج روپ (یعنی صورت نطفہ) اس غیر مرد کو میرا والد

۱۹ منو سمرتی منتر جب لالہ سوامی دیال صاحب۔ ۲۰ منو سمرتی منتر جب لالہ سوامی دیال صاحب۔

۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰

سے گندھ و جو دو کے پیچھے تیسرا خاوند ہوتا ہے، وہ بہت حرارت رکھنے سے انکی نام والا، او جو تیسرے چوتھے سے لیکر گیارہویں تک نیوگ سے خاوند ہوتے ہیں وہ منش نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ (ارگویدہ منڈل ۱۰ - سوکت ۸۵ - منتر ۴۰ -)

اور جیسے اس منتر سے گیارہویں مرد تک عورت نیوگ کر سکتی ہے، ویسے مرد ہی گیارہویں عورت تک نیوگ کر سکتا ہے۔ ۵

واہ! اس نیوگ میں تو خوب لطف ہے کہ ہر ایک نئی رات میں نیا آشنا جو وہ ہو سکتا ہے۔ اس ہدایت کی رو سے جو اوپر گذر چکی یہہ اختیار حاصل ہے کہ کسی آریہ کی عورت اپنے شوہر سے اولاد نہ ہونے کی حالت میں اولاد حاصل کرنے کے لئے صبح کو کسی غیر مرد سے ہمبستر ہو کر اسکی منی پتلی اور ناقابل اولاد پاوے، تو دوپہر کو کسی اور بیرج داتا کے ساتھ سوئے، اور اگر دوپہر والا بھی اس نقص سے خالی نہ ہو، اور ایسی تسلی نہ کر سکا ہو، جس سے اولاد کی امید ہو سکتی ہو، تو شام کو کسی اور سے ہمبستر ہو جاوے، اور اگر شام والا بھی نامتتام نکلے تو رات کو ایی آزمائش کے لئے کسی اور جوان کے آگے پڑے۔ اسے ناظرین! ذرا دیکھو تو کہ اس میں اور ہمسوا کے پیش میں کیا فرق ہو؟ پھر نیطت دیا نند جی تحریر فرماتے ہیں کہ (سوال) جب ایک بیاہ ہو گا، ایک مرد کے لئے ایک عورت اور ایک عورت کے لئے ایک مرد رہے گا۔ اس عرصہ میں عورت حاملہ، دائم المریض ہو جائے، اور دونوں کا عالم شباب ہو اور رمانہ جائے، تو پھر کیا کریں؟ (جواب) اسکا جواب نیوگ کے مضمون میں دیکھئے ہیں۔ اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ میں مرد سے یا دائم المریض مرد کی عورت سے نہ رمانا جائے تو کسی سے نیوگ کر کے اسکے لئے اولاد پیدا کر دے۔ ۵

آریو! یاد رہے کہ نیطت صاحب کی اس تحریر سے یہ بھی ظاہر ہو گیا ہے کہ صرف اولاد ہی کے بیان سے نیوگ کی اجازت نہیں، بلکہ محض جوش شہوت کے فرو کرنے کے لئے بھی نیوگ جائز ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ کیونکر جائز ہوتا کہ ایک مرد، باوجودیکہ اسکی عورت حاملہ ہے۔ پھر غیر عورتوں سے نیوگ کرتا پھرے؟ پس صاف ظاہر ہے کہ نیوگ ایک بہت بڑا ذریعہ شہوت رانی کا ہو، اور کھلی شہوت رانی ہے۔ ۵ ستیا رتھ پرکاش - صفحہ ۱۵۴ - ۵ ستیا رتھ پرکاش - صفحہ ۱۵۵ -



قوت سے ناقابل ہو جس سے اولاد پیدا ہو سکے تو وہ اپنی بیوی کو اجازت دیاوے کہ وہ کسی دوسرے سے اولاد حاصل کر لے، تب ایک غیر شخص اسی گھر میں جہاں اس عورت کا خاوند رہتا ہے، اُسکی بیوی سے ہمبستر ہو جے، اور نہ صرف ایک دفعہ بلکہ کئی سال تک اور جب تک کہ دس خزانہ بچے پیدا نہ ہو جائیں وہ اس سے ہمبستری کرتا رہے، اور نہ صرف ایک ہی غیر مرد بلکہ دس غیر مردوں سے وہ عورت حسب ضرورت و حسب خواہش بد فعلی کرتی رہے، مگر ساتھ ہی یہ بھی حکم ہے کہ عورت اپنے خاوند کی خدمت اور بیوا میں بھی لگی رہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اسی گھر میں اس دیوت خاوند کا رہنا بھی ضروری ہے، جسکی عورت سے دن رات ایک اجنبی اُسکی آنکھوں کے سامنے بدکاری کر رہا ہے۔ اے آریو! کیا تم ایسی دیوتی قبول کرتے ہو؟ شاید تم قبول کرتے بھی ہو، کیونکہ تمہارا رے ہی آباد اجداد تو تھے جو بڑی خوشی سے بیرج داناؤں سے اپنی عورتوں کو خراب کرایا کرتے تھے، مگر باغیرت قوم ہرگز قبول نہیں کر سکتی، اور ایسی تعلیمیں اور ایسی کتابوں اور ایسے مہاشاؤں پر اُست بھیجتی تھے۔

اور کیا تم یہ قبول کرتے ہو کہ اگر تمہاری عورت کو صرف لڑکیاں ہی پیدا ہوں، یا بچے پیدا ہو کر مر جایا کریں، اور اس میں تمہاری قوت کا قصور ہو، تو تم اپنی بیوی کو اجازت دو کہ نیوک کرادے، اور کسی بیرج دانا کو بٹا دے، اور وہ تمہاری آنکھوں کے سامنے یعنی اوسی گھر میں جس گھر میں تم رہتے ہو تمہاری عورت سے صحبت کرے، اور ایک دراز مدت تک کرتا رہے؟

اور کیا تمہاری انسانی حمیت اور غیرت اس بات کو قبول کرتی ہے کہ تم اگر تجارت و دھرم و غیرہ کے لئے کسی اور ملک میں جاؤ، تو تمہاری بیوی کچھ مدت صبر کر لینے کے بعد دوسرے غیر مرد سے آشنائی جوڑ لے، اور بچے پیدا کر اتی اور اپنی شہوت کو بجھاتی رہے، اور تم کو اپنی اور اپنے حرامی بچوں کی خیریت سے مطلع کرتی رہے، اور تم اس پر اظہارِ مسرت کرتے رہو، اور جب تم آؤ تو ان بچوں کو بڑی فیاضی، خوشی اور عالی حوصلگی سے اپنا بچہ سمجھو؟ شاید تم ان باتوں کو موروثی حصہ ہونے کی وجہ سے قبول کر لو اور غصہ قبول کرتے ہی ہو، مگر باغیرت قوم ہرگز قبول نہیں کر سکتی۔

اے آریو! کیا تمہاری غیرت اس بات کو قبول کرتی ہے کہ تم اگر اپنی یا اپنی بیوی کی جراحی کی وجہ سے اپنی بیوی کو تکلیف دو، تو وہ تمہیں فوراً چھوڑ کر دوسرے غیر مرد اور مردوں سے ہمبستری کر لے، اور کرتی ہی رہے، جب تک دس خزانہ بچے نہ ہولیں، اور ان حرامی بچوں کو تمہارے سر قہوتی جائے، اور

پھر اور سو کہ بغیر بیماری و حمل وغیرہ کے بہانہ کے عرف غور و پیوی کے الگ ہو جائے اور  
بد زبان اور اولاد نہ نہ ہونے وغیرہ کے بہانہ سے بھی نیوگ جائیگا۔

اگر بیاہا خاندن دسہم کی عرض سے ملک میں گیا ہو، تو بیاہی عورت آٹھ برس، اور اگر  
علم و نیکنامی کے لئے گیا ہو، تو چھ برس، اور دولت وغیرہ بھوک کے لئے گیا ہو، تو تین برس تک  
انتظار کر کے پھر نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔ (سنو - ۹: ۷) ۱۵

خوب! بہت اچھی ترکیب ہے! دسہم، علم، اور دولت بھی حاصل ہو گئی، اور کھیت بھی  
پڑتی نہیں! - جب گھر آئے تو مفت کا اڑا کا بھی موجود ہے۔ واہ کیا کہتے ہیں!!  
پھر نہایت دیانندگی کہتے ہیں کہ ایسے ہی مرد کے لئے بھی قاعدہ ہے کہ۔

عورت باخچہ ہو تو آٹھویں برس (بیاہ سے آٹھ برس تک عورت کو حل نہ ٹھہرے) اولاد ہو کر  
مر جائے تو دسویں برس، جب جب اولاد ہو تب تب لڑکیاں ہی ہوں لڑکے نہ ہوں، تو گیارہویں برس  
تک اور جو بد کلام بولنے والی ہو، تو جلدی ہی اس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کر کے  
اولاد پیدا کرے۔ (سنو - ۹: ۸) ۱۶

آریو! تم تو اسکو بد کلامی وغیرہ کے بہانہ سے چھوڑ کر دوسری عورت سے اپنی شہوت فرو کر دے،  
مگر وہ بیماری کیا کرے گی؟ ناں! ناں! تمکو اس کے لئے بھی ایک بد کلام مرد تلاش کرنا پڑے گا۔ پھر  
کیا بات ہے، تو ہی سہی نہیں دو دو بچے، اور لطف یہ کہ نان و نفق صرف ایک ہی عورت کا۔  
پھر کہتے ہیں کہ ایسے ہی اگر مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو، تو عورت کو چاہئے کہ اس کو چھوڑ کر  
دوسرے مرد سے نیوگ کر اولاد پیدا کر کے اسی بیاہے خاندن کے وارث اولاد کرے۔ ۱۷

شرم! شرم! شرم!!! نف ہے ایسی تعلیموں اور ایسی تعلیم دینے والوں پر!  
آریو! تم دیکھتے ہو کہ نہایت دیانندگی، تمہارے ریفارمر نے وید وغیرہ مستند کتب کے حوالہ کو  
سید کیا کچھ لکھا ہے؟ کیا تمہارا کائنات، تمہاری غیرت اس بات کو جائز رکھتی ہے کہ تم ایسی کتاب  
ایسی تعلیموں کو خدا کی طرف سے سمجھو؟ کیا تم اس بات کو قبول کرتے ہو کہ اگر تم میں کا کوئی مرد اس مرد کی

۱۵ ستیا رتنہ پرکاش - صفحہ ۱۵۵ - ۱۶ ستیا رتنہ پرکاش - صفحہ ۱۵۵ -

۱۷ ستیا رتنہ پرکاش - صفحہ ۱۵۵ -



نہیں چاہتا کہ اسکے بندوں میں زنا پھیلے اور حرامی اولاد پیدا ہو۔ ایسے بیٹے کی خواہش پر بھی ہنزار  
 نعمت ہے جسکی والدہ اپنا عزیز خاوند چھوڑ کر دوسرے کے آگے پڑتی ہے، اور نف ہے اس اولاد پر جو رحمت  
 کے ذریعہ سے حاصل کی جاتی ہے۔ عزیز و ادرا سوچو، کہاں ہے تمہاری شرافت، کہاں ہے تمہاری  
 انسانی حمیت، کہاں ہے تمہارا کائنات؟ غیر کا نطفہ تمہارا بیٹا سر کر نہیں ہوگا، وہ تمہاری خوبو کہاں  
 سے لائیگا، وہ تمہارے جو سر بدن سے حصہ کیونکر پائیگا، جو تمہارا بیٹا ہو سکیگا؟ ایسی تعلیم دینے  
 والی کتاب کوست و دویاؤں کی کتاب کیونکر کہہ رہے ہو! یہ سچے علوم کے اکدم خلاف ہے کہ دوسرے  
 کے نطفہ کا بچہ اپنا بچہ ہو جائے۔ غیر کا نطفہ تمہارا بیٹا کیسی نہیں ہو سکتا، پھر ناحق بی بیائی سے  
 اپنی عورتوں کی پاکدامنی کو گندگی میں کیوں ڈال رہے ہو! دنیا میں کچھ سب سے زیادہ بے شرم  
 اور فاسق قوم ہے، مگر وہ بھی اپنی بیویوں اور بہو سے حرام کاری نہیں کرتے؛ مگر تم پر افسوس کہ جائز  
 رکھتے ہو کہ تمہاری بیوی اور بہو بھی تمہارے اور تمہارے بیٹے کے سوا کسی اور کے پاس جاوے!  
 قیدیں جنگ میں آئی ہوئی | یادداشت :- ناظرین خوب یاد رکھو کہ نیک کی صورتوں میں سے  
 شوہر دار عورتوں سے بد | ایک صورت یہ بھی ہے کہ خاوند بیوی سے الگ ہو جائے، تو بیوی غیر مردوں  
 فعلی کی آریوں کو اجازت دے | سے صحبت کر کے اپنے سوامی کے لئے بچہ پیدا کر لے، جیسا کہ اوپر لکھ چکا۔  
 اب دیکھو کہ آریوں کو جو جنگ کر نیکا حکم ہے وہ عموماً مال و دولت ہی کے لئے، چنانچہ تم دیکھ  
 چکے ہو کہ شہریت پتھ براہمن میں صاف صاف لکھا ہے کہ جنگ کے بغیر ملے دولت اور سکھ حاصل نہیں  
 ہو سکتا، اور گھنٹوں میں بھی جنگ (سنگرام) اور دولت عظیم (مہادھن) کو مترادف بتایا گیا ہے۔ اور  
 تم یہ بھی دیکھ چکے ہو کہ جنگ میں عورتوں کے قید کر نیکا اور اولیٰ تقسیم کا یہی حکم ہے، لوجب عورتیں قید ہوئیں اور  
 ان کے شوہر میدان جنگ سے ہیاگ گئے، تو جدائی ہو گئی، اور یہ جدائی دولت ہی کی وجہ سے ہوئی۔ پس  
 اس آریہ عورت پر فرض ہو گیا کہ دوسرے غیر مرد سے بد فعلی کر کے کچھ پیدا کر لے۔ اور فتح آریوں کو  
 بھی مزہ ہے کہ جنگ کی بددات مال و دولت کے علاوہ مفت میں عورتیں بھی بد فعلی کے لئے مانتی ہو گئیں  
 اور یہاں تین برس جبر کرنے کی بھی ضرورت نہیں، کیونکہ قیدیان جنگ کو غلام و لونڈی بننے کا قسم ہے  
 پس جو وقت وہ قید ہوئیں اسی وقت لونڈیاں بنیں، اور شوہروں سے ملنے کی امیدیں منقطع ہو گئیں  
 اور فتح آریوں کے لئے ان مفتوح آریہ عورتوں سے بد فعلی کرنے کی راہ کھل گئی۔ واہ رے نیک اہل

تم بڑی خوشی سے اُن بچوں کو اپنا حقیقی اور وارث بیٹا سمجھو؟

اے آریہ تمہاری غیرت کیا ہوئی؟ تمہاری حیثیت کہاں گئی؟ جو تم ایسی تعلیموں کو پریشواری طرف سے سمجھ بیٹھے! باوجود اسکے کہ وہید میں ایسی ایسی گندہ تعلیمیں ہیں، پھر بھی تم نے انہیں اس کٹنا کے خدا کی طرف سے ہونیکا انکار نہیں کیا! جس سے صاف ظاہر ہے کہ تم نے ان اور ایسی تعلیموں کو بڑی خوشی سے قبول کر لیا ہے، اور خفیہ ایسی کارروائیاں کرنے اور کرانے لگے ہو۔ اے آریہ! تمہاری غیرت نے اس بات کو کیونکر قبول کیا کہ تمہارے جیتے جی نیوگ کے بہانہ سے تمہارا چھوٹا بہائی یا برادری میں سے کوئی شخص تمہاری پیاری بیوی پر صحبت کی غرض سے حملہ کرے، بلکہ باجواز وہید کام بھی کر لے، یا کوئی برہمن تمہاری عورت کے ساتھ ایسی حرکت کا مرتکب ہو، اور تم باوجود موجود ہوئے اہ قوت شہوانی رکھنے کے، صرف اسوجہ سے کہ تمہارے لطف میں اولاد یا شریہ پیدا کرانے کی قوت نہیں ہے، یا ہے بھی تو بچے مر جائیا کرتے ہیں، یا سب کچھ ہے مگر بیوی کو تکلیف دیا ہے، الگ ہو بیٹھو اور کچھ چوں نہ کرو، بلکہ پاس کی کوٹھڑی میں خاموش بیٹھے رہو، اور اپنی آنکھوں سے دیکھو کہ ایک اجنبی تمہاری سہروں کی منکوحہ اور برات کی بیابتا سے جو ننگ و نام کے خاندان سے آئی تھی، ہنسا اور غلبہ کرے، اور صرف بوس و کنار پر بس نہیں کرتا بلکہ حرکت زنا سے تمہاری ساری پست اور عزت کو خاک میں ملاتا ہے، اور تمہاری غیرت ذرا جوش نہیں مارتی؟

اے آریہ صابو! تمہاری مردانہ غیرت اور شریفانہ حیثیت نے اس بات کو کیونکر بے پشت کیا کہ یہ بے شرمی کا کام تمہارے گھر میں تمہاری نظر کے سامنے ہوا اور تم چپکے اوکو دیکھتے رہو، اور ایسی تعلیموں سے بیزار ہو جنہوں نے یہ دن تمہیں دکھلائے اور لعنت کا طوق تمہارے گلے میں ڈالا؟

میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ لوگوں کا وہید یہ کیسی ہدایت لایا جو انسانی فطرت کی طبعی شرم اور حیا اور حیثیت کے برخلاف ہے۔ کیا کوئی شریف الفطرت اس بات پر راضی ہو سکتا ہے کہ اولاد کی خواہش سے یا لڑکیوں کی کثرت کے بعد لڑکا پیدا ہونے کی تنہا سے یا خود تکلیف دہندہ ہونے کی وجہ سے ایک اجنبی کو اپنے گھر میں آپ بٹلا لے، اور اپنی عورت کو اس سے ہمبستر کر دے، اور آپ الگ بیٹھا جوش شہوت کی حرکات دیکھتا رہے؟ کیا ایسی تعلیم ہی خدا کی طرف سے ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

اے میرے پیارے سماجو! اُس خدا سے ڈرو جو نہایت ہی بڑا ہے اور کو پسند نہیں کرتا۔ وہ ہرگز

ادھیائے ۱۲۰، شلوک ۳۴ و ۳۵؛ وادھیائے ۱۱۱ و ۱۱۳۔ وثنائی پر پ، ادھیائے ۷۲، شلوک ۱۲۔  
 وادھیائے ۳۴، شلوک ۷۲)۔ آدی پر پ کے ادھیائے ۱۰۳ میں دیر گھنٹا کی نظیر آتی ہے، جسے  
 راجہ بن کی اجازت سے اسکی رانی سودیشنا سے بطریق نیوگ پانچ اولاد پیدا کیں۔ عورت کا کئی خاوندوں  
 سے نیوگ کرنا بھی ثابت ہے، مثلاً کنتی نے تین مختلف براہمن رشیوں سے تین اولاد حاصل کیں۔  
 (دیکھو آدی پر پ۔ ادھیائے ۱۲۳)۔ ..... علاوہ ازیں مہا بھارت میں نیوگ کی اور بھی نظیر پائی  
 جاتی ہیں۔ . . . . سموداس کی بیوی مدہنتی نے اپنے خاوند کی اجازت سے دس شلک کے ساتھ  
 نیوگ کیا (آدی پر پ۔ ادھیائے ۱۲۲)۔ راجہ کلماش پادی کی رانی بھاو دی نے اپنے خاوند کی  
 اجازت سے بطریق نیوگ ایک اولاد حاصل کی (آدی پر پ۔ ادھیائے ۱۲۲)۔ راجہ پانڈو کی  
 دوسری رانی مادری نے اشونی کمار سے نکل اور سہدیو فرزند ان توام حاصل کئے۔ (آدی پر پ۔ ادھیائے  
 ۱۲۴)۔ نتیجہ ریشی کی بیوی ممتانہ نے نیوگ کیا (آدی پر پ۔ ادھیائے ۱۰۴)۔  
 اولاد رشی کی بیوی نے نیوگ سے شوبیت کیتو پیدا کیا (ثنائی پر پ۔ ادھیائے ۳۴، شلوک ۲۱)۔

۱۵۔ اس نیوگ کے ذکر میں یوں لکھا ہے کہ اس رشی کی جو رو مہتا کے پاس ایک روز اس رشی کا بیہوش  
 برہنہ جماع کرنے کو آیا۔ اس عورت نے کہا کہ مجھ کو تیرے بہائی سے حمل پھیرنا ہے اور اس کا  
 لڑکا جو میرے پیٹ میں ہے وہ پڑتا ہے، اور سنا نہ ہی تیرا لفظ ٹھہر جاوے گا کہ یعنی جماع کا تو مہتا  
 نہیں، لیکن پیٹ میں ایک پٹل جی تشریف رکھتے ہیں، اون کا لٹھا چاہئے! (مولف غنی عنہ) لیکن  
 برہنہ شہوت کے غلبہ کو ضبط نہ کر سکا اور اس سے صحبت کرنے لگا، جب لفظ گرنے لگا وہ لڑکا  
 پیٹ میں سے بولا میری جگہ کو تنگ مت کر۔ برہنہ نے کچھ نہ مانا اور غم بزمی کی۔ اس بچہ  
 نے اپنا قدم آگے بڑھا کر بچہ دان کا سہ بند کیا اور برہنہ کا لفظ ضائع کر دیا۔ برہنہ نے غصا  
 ہو کر کہا کہ تو نے میرا عیش بے مزہ کر دیا میں بھگوان سے چاہتا ہوں کہ تو مادہ زائد ہا سو چھانچا اس کی  
 دعا قبول ہو، لڑکا کا اندام ہی پیدا ہوا۔ سبحان اللہ! ایسے ناکارہ شہوت پرست کی دعائیں زمانہ کے وقت  
 بہلاوید کے پریشور کے یہاں سے کیوں قبول ہوتی! اس نیوگ کی کوئی وجہ نہیں کہی، ضرور برہنہ کو اپنی بیوی سے  
 لڑکے پیدا نہ ہوتے پہلے جب ہی تو وہ اپنی بھاری جماع کر کے اولاد حاصل کر لے آیا تھا مگر وہ ہی اس کی لڑکے

بیجان السد مسکرمک منض پوزنیکای بی ذریعہ ہے کہ اولاد اولاد انرا پیدا کرے سکویا سرک کی کمی زنا اور دیوثی ہے - ۱۲

بدولت تو آری کی پر پڑی گئی میں ہیں !!  
 ناظرین! یہ نہ سمجھو کہ اس مسئلہ نیوک کے بانی صرف منوجی اور پنڈت دیانند جی ہیں، اور عید  
 ہی تک محدود ہے ورنہ اسکا عمل درآمد کبھی نہیں ہوا، بلکہ سینہ ٹڈا کر یوں کے بزرگوں کا  
 سینٹ بڑا عزیز مسئلہ بنا ہے، اور وہ بڑی خوشی اور عالی حوصلگی سے اپنی پیاری بیابستا عورتوں کو اپنی  
 جیتے جی اپنے ماٹھوں غیر مردوں سے خراب کرتے رہے ہیں۔ گویہ فعل ناجائز پردہ میں ہوتا رہا ہے، تاہم  
 تاریخ کی کتابوں سے، جو سندوں کی کم تو بھی سے بہت ہی کم ہیں، بہت کچھ پتہ چل ہی جاتا ہے۔  
 پنڈت دیانند جی نے اپنی کتاب ستیا رتھ پرکاش میں صرف پانڈ راجہ کی عورتوں کتنی  
 اور ماورسی کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے اپنے دیوت خداوند کے حکم سے غیر مردوں سے بدنی کر کے بچے پیدا  
 کرائے تھے، مگر گوید آدی بھائی بھومکا "مصنف پنڈت دیانند جی مترجمہ بابو نہال سنگھ کرنا ل نوکی  
 آریہ سماج کے صفحہ ۱۳۷ و ۱۳۸ کے نوٹ میں اور بھی بہت سے ثبوت درج ہیں، جسکو میں بلفظ نقل  
 کرنا ہوں۔

زمانہ قدیم میں نیوک کا رواج ہونا مہا بھارت وغیرہ اتھاس (تواریخ) کی کتابوں سے  
 ثابت ہے۔ چنانچہ آدی پر ب۔ ادھیائے ۱۲۰۔ شلوک ۲۶ میں لکھا ہے کہ پانڈ راجہ نے (بوہجہ  
 مریض ہونے کے) غلوٹ میں اپنی رانی کنتی سے کہا کہ تو آپت کال کے قاعدہ سے بذریعہ نیوک اولاد حاصل  
 کرنے کی تدبیر کر۔ نیوک کی اجازت مہا بھارت میں جب ذیل موقعوں پر پائی جاتی ہے۔ (دیکھو آدی پر ب۔  
 ۱۵۷ دیکھو، ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۱۵۷۔ ۱۵۸ اسی مقام پر یہ بھی لکھا ہے کہ راجہ صاحب نے نیوک کی ہدایت اپنی  
 بیوی کو کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ اولاد سرک میں نہیں جاتا ہے پھر یہ بھی لکھا ہے کہ کنتی نے  
 کہیں کہیں سے تین بیٹے حاصل کئے، ایک جدرہ شتر، دوسرا بھیم، تیسرا ارجن۔ راجہ پانڈ راجہ سے خوش ہوا  
 اور کہا کہ جی تو نے اولاد حاصل کی اسی طرح ماورسی کے لئے بھی اولاد حاصل کر۔ ماورسی راجہ پانڈ کی دوسری  
 بیوی تھی۔ چنانچہ ماورسی کے بھی اسی طرح دو بیٹے ہوئے، ایک نکل اور دوسرا سہیو۔ اور یہ پانچ بھائی  
 پانڈ کو کہلاتے ہیں کہ اس دیوت بے غیرت کی حرامی اولاد ہیں۔ اور ان پانچوں حرامیوں کی صرف ایک ہی بیوی تھی، جکا  
 نام دروہی تھا۔ سات سات دن ہر ایک بھائی اپنی اپنی نوبت پر اس سے کامرائی کرتا تھا۔ یہ ہی گندہ ترین نسخہ  
 بدکاری و بے برقی نیوک ہی کی بدولت ہے۔ ۱۲

یہ سترہویں باب تھا، اسکا ذکر اور ستم ہے وہ دیکھو



ناظرین! اب ذرا جانوروں سے بد فعلی کی ترغیب کو بھی ملاحظہ فرماؤ۔ منہجی لکھتے ہیں :-

॥ अस्मादिमप्रमा वे सा ति यै जा कृ ष योऽन वन ॥  
पूजिता अशस्ता अतस्मा हो नं श स्य ते ॥  
(मनुस्मृति: १०: १२)

ترجمہ :- تحجیم کی فضیلت سے ہرنی سے پیدا شرنگی ریش وغیرہ برہمن ریش پوجنے کے لائق ہو گئے۔ اسوجہ سے تم بڑا ہے :- (منہجی - ۷۲: ۱۰) ۷  
ہرنی سے پیدا شدہ بچوں کو ریش اور برہمن ریش وغیرہ بتانا جانوروں سے بد فعلی کی ترغیب نہیں تو اور کیا ہے؟ ایسے تحجیم کی فضیلت پر بھی لعنت ہے جو تحجیم بے زبان، قابل رحم جانوروں سے بد فعلی کرنے میں ضائع ہو۔ افسوس ایسی تعلیموں اور ایسی تعلیموں کے دینے والوں پر!

## فصل ششم

{ آریہوں کے قتل و غارت، لوٹ مار اور بے رحمی اور زیادتیوں کے تاریخی ثبوت }

میں اس ہڈنگ کے نیچے صرف ان واقعات کا ذکر کروں گا جو آریہوں کے ہاتھوں سے غیر قوموں، غیر مذہب والوں کے مقابلہ میں وقوع میں آئے ہیں، اور ان واقعات کو میں ہرگز بیان نہیں کروں گا جو سخت سے سخت ظلم و زیادتی ان لوگوں نے اس میں کی ہے۔ میں سکھوں کے مظالم بھی بیان کرتا مگر شاید آریہ بھائی یہ کہہ دیں کہ وہ وید مقدس کے پیرو نہیں، اسلئے میں نے ان کو بھی نظر انداز کیا۔

موجودہ ہندوؤں اور آریہ سماجیوں کے آباؤ اجداد، قوم آریہ خاص اس ملک کی سہو والی قوم نہیں تھی۔ اس قوم کا اصلی وطن وسط ایشیا میں کہیں تھا، چاہے سب قول پنڈت دیانند جی

پندرہ رد میں چند روت صاحب قدیم آریوں کی جنگوں اور فرادوں کا مضمون شروع کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے قدیم ہندوؤں نے دریائے سندھ اور اس کے سادہ نہیوں کے زرخیز قطعہ سوائے پنجا ب کے قدیم اصلی باشندوں سے چھین لئے۔ لیکن آدی نو اسیوں (قدیم باشندوں) نے بھی اپنے حق ولادت کو بغیر جنگ و جدل کے ہاتھ سے نہ دیا۔

پھر لکھتے ہیں کہ یہ بات بیان کرنی بیکار ہے کہ فاتحین قدیم باشندوں کو حقوق اور نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے، جو کل فتح قوموں کی چال چلن میں پائی گئی ہے چاہے دریائے سندھ کے ساحل پر سترہ سو برس قبل مسیح ہو یا دریائے سیسی کے ساحل پر سترہ سو برس بعد مسیح ہو، تاریخ دور کرتا ہے۔ پنجاب طبعاً اسی طرح غیر آریہ قدیم باشندوں سے خالی کیا گیا تھا جیسا کہ پوناٹنڈ اسٹیٹ امریکہ حال کے زمانہ میں بہت سے زور آور اور دلیہ امریکہ کے خاص باشندوں سے خالی کیا گیا، جو اس کے قدیم جنگوں میں رہتے تھے، مثلاً کینیڈا اور حکومت کرتے تھے۔ ۵۷

مگر مبارک ہے اسلام کہ امن سے مفتوحین کو تحارّات اور نفرت کی نگاہ سے کبھی نہیں دیکھا، اور ایسا سلوک اون سے ہرگز نہیں کیا کہ ملک سے اکدم نکال دیا اور انکی زمینوں پر خود قابض ہو بیٹھے۔

چہرہ لکھتے ہیں کہ ان آدمی نو اسیوں کے ساتھ بخلوں کے حوالے رگ وید میں کثرت سے ملتے ہیں، اور ان شرتیوں میں سے بعضوں کا ترجمہ کر دینا ہی ان بے انتہا بخل و جہل کے تصور کے لئے زیادہ عمدہ ہو گا نسبت اس کے کہ ہم ان کو بیان کریں۔ حوالے اس کثرت سے ہیں کہ انتخاب کرنا بھی مشکل ہے۔ اس کے بعد وہ چند شرتیوں کا ترجمہ درج کرتے ہیں، جس کو میں بھی نقل کرتا ہوں۔ دیکھو! :-

اندر نے، جس سے بہت سے لوگ دعا کرتے ہیں اور جس کے ساتھ اسکے چلاک ساتھی ہیں، وسین اور سمیون کو جو زمین پر رہتے تھے اپنے برق سے ہلاک کر ڈالا ہے، اور تب اوس نے کھیتوں کو اپنے گورے نرلے کے دوستوں (آریوں) میں تقسیم کر دیا ہے۔ وہ کڑکنے والا آفتاب کو چمکانا اور پانی برساتا ہے۔ (رومانو ۱۰: ۱۱-۱۲)

۱۔ اے ہسٹری آف سیویلیزیشن ان انشنت انڈیا صفحہ ۵۲ - ۵۳

۵۴ " " " " " صفحہ ۵۳۔

۵۴ " " " " " ۵۵



اتیک جنگلوں اور پہاڑوں میں مثلاً بھیل، سنتال، کول وغیرہ رہتی ہے (قتل کرنا، اون کے اسباب وغیرہ کو بتانا شروع کیا آخر ان کو مار بہگایا، اون کی زمینیں چھین لیں، اور جو نہ بہاگ سکے وہ کوئلہ کی غلام بنائے گئے، اور اون پر ناجائز کی غلامی کرنی فرض ہوئی گو کوئی لائن ~~میں~~ <sup>میں</sup> بارہ میں نہیں ہے تاہم رگوید سے بہت کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔

پنڈت رویش چندر دت صاحب رگوید کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ، عموماً شکار سادے اور صاف ہیں، اور دیوتاؤں کے ساتھ بھٹکانہ اور احمقانہ اعتقاد ظاہر کرتے ہیں، جن پر چڑھاوے چڑھائے جاتے اور سوم کے عرق کی شراب کے چڑھاوے اُندیلے جاتے ہیں، اور جن سے اولاد، مویشی اور دولت کی ترقی کے لئے استدعالی جاتی اور پنجاب کے سیاہ رنگ کے آدمی نواسیوں (اصلی باشندوں) کے ساتھ ہنوز مشتبہ جھگڑوں میں آریوں کی مدد کے لئے التجا کی جاتی ہے۔ ۱۷

پنڈت ہرا پرشاد شناستری صاحب بھی تحریر فرماتے ہیں کہ رگ وید کے رشی ہمیشہ ایک سیاہ رنگ کی قوم سے (جو اس ملک کی اصلی رہنے والی تھی) لڑنے میں مشغول رہتے تھے، اور اون کی دعائیں ان پر فتح پانے کے لئے اتیک رگوید میں بھری پڑی ہیں۔ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ یہاں کے وہ اصلی باشندے جنہوں نے اطاعت قبول نہ کی وہی اب جنگلی قومیں ہیں، جو بگڑے اور پہاڑوں میں گزر کر رہتے ہیں اور جنہوں نے اطاعت قبول کی وہی اب ہندو سوسائٹی میں اونے ترین ذات کے لوگ یعنی شدر اور انتبا چاہیں۔ ۱۸

پہر لکھتے ہیں کہ صدیوں کی متواتر اور پیہم لڑائیوں کے بعد شمالی اور جنوبی ہندوستان سیاہ رنگ۔ قدیم باشندوں سے حاصل کیا گیا۔ ۱۹

۱۷۔ اے سہٹری: سیولیزیشن اینڈ انڈیا، صفحہ ۳۵۔

۱۸۔ اے اسکول سہٹری آف انڈیا، مصنف پنڈت ہرا پرشاد شناستری صاحب، سینئر

پروفیسر سنسکرت پریسی ڈنسی کا لچ کلکتہ۔ وغیرہ وغیرہ صفحہ ۳۔

۱۹۔ اے اسکول سہٹری آف انڈیا، صفحہ ۸۔





گئے ہیں بلکہ دوسرے مقاہم میں وہ انسان بھی مشابہ خیال کئے گئے ہیں۔ ایک جگہ لکھا ہے :-  
 ہم ہر چہار طرف سے وسیع قوموں سے گہرے ہوئے ہیں۔ وہ یکایک نہیں کرتے، وہ کسی چیز  
 کا ایک نہیں کرتے، وہ کسی چیز کا اعتقاد نہیں رکھتے، ان کے مراسم مختلف ہیں، وہ انسان نہیں ہیں!  
 اسے دشمنوں کے ہلاک کرینا ہے، بقتل کرانکو، اور واسع قوم کو ہلاک کر دے (رگویدہ - ۸: ۲۲: ۱۰) ۱۔  
 پھر لکھتے ہیں کہ رگویدہ - ۱۰: ۲۵ - میں اندر ظاہر کرتا ہے کہ اسے وسیع قوم کو آریہ نام سے محروم  
 کر دیا ہے (منتر ۳)۔ اور یہ کہ اس نے واسع قوم کے نو واسع اور برہنہ کو ہلاک کر دیا ہے (منتر  
 ۴)۔ اور یہ کہ وہ واسعوں جفت جفت قتل کر دیتا ہے۔ وہ اسی انجام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں! (منتر ۵) ۲۔

اسکے بعد فاضل ہندت رویش چندر دت صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ: ایسے تھے قدیم  
 باشندے جبکہ ساتھ قدیم ہندوؤں نے ختم نہ ہونے والی جنگ قائم رکھی، اور ایسا تھا انجام جس انجام کو  
 قدیم ہندوؤں نے اپنے کم آراستہ ہمایوں یعنی ملک ہند کے قدیم مالکوں کو پہونچایا! یہ اظہر من الشمس  
 ہے کہ فاتحوں اور مغتوحوں کے درمیان محبت و رحم کا کوئی شبہ بھی ظاہر نہیں ہوا۔۔۔۔۔ وہ (یعنی  
 فاتحین) عقیر و حیوں سے خوف کیا تھے اور فطری حقارت کے ساتھ نفرت کرتے تھے۔ جب موقع  
 ملتا انکو کثرت سے قتل کرتے، اپنے رسالوں سے انکی صفوں کو درہم برہم کر دیتے، اور انکو چنگھاڑانی  
 والے شکاری کہتے، سپہ زبان بشر اور انسان کے درجہ سے گئے ہوئے جنگی کہا کرتے۔ اور یہاں  
 تک کہ انکو یقین تھا کہ وہ قتل کئے جائے ہی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں؟۔۔۔ (بیچارے) وحشی  
 کچھ تو آدم نیت و نابود کر دئے گئے اور کچھ آریوں کی ہمیشہ برستی جی انیوالی تربیت یافتہ قوموں  
 سے شکست کہا کہا کر ان جنگوں اور مغوطا مقاموں میں بھاگ بھاگ کر جاتے رہے، جہاں اون کی

اولادیں اب تک رہتی ہیں ۳۔

لیکن یہ بھی معلوم کیا جاسکتا ہے کہ کم و بیش کمزور وحشیوں نے پانیمالی اور جلا وطنی سے ذلیل  
 تابعداری کو ترجیح دی، چنانچہ ہم کو رگویدہ میں ان وسیعوں کا بھی پتہ ملتا ہے، جنہوں نے آخرش زبردست  
 ۱۔ آسے سہڑی آف میوینریشن ان انٹنٹ انڈیا صفحہ ۵۔ ۲۔ آسے سہڑی آف میوینریشن ان انٹنٹ  
 انڈیا صفحہ ۵۔ ۳۔ آسے سہڑی آف میوینریشن ان انٹنٹ انڈیا صفحہ ۵۸ و ۵۹۔

غرض سے اُسکے گھر آیا۔ (منتر ۱۰) اور یہ کہ اُس نے پچاس ہزار سیاہ رنگ کے دشمنوں کو جنگ میں قتل کیا  
(منتر ۱۳) ۷۷

۷ اور رگوید - ۴: ۲۸: ۴ - میں یہ بیان ہے کہ اندر نے دسٹوں کو کل خوبیوں سے محروم کر  
رکھا ہے، اور کل آدمیوں کی نفرت کے لائق بنایا ہے۔ اور رگوید - ۴: ۳۰: ۱۵ - میں یہ ذکر ہے کہ اندر  
نے ایک ہزار اور پانچو داسٹوں کو ہلاک کر ڈالا ۷۸

پھر کہتے ہیں کہ ایسے ہی حوالے دسٹوں اور داسٹوں کو فتح اور غارت کر نیکی رگوید - ۵: ۷۰: ۳۰ +  
۶: ۱۸: ۳ + اور ۲: ۲۵: ۲ - میں بھی ہیں ۷۹

پھر آگے حاکم تحریر فرماتے ہیں کہ قدیم باشندوں کے ایک دوسرے زور آور سردار کا ذکر بھی کثرت  
سے پایا جاتا ہے جو کرشنشہ غالباً اپنے سیاہ رنگ کی وجہ سے موسوم ہے۔ اس کے متعلق چند شریوں کا ترجمہ  
ذیل میں درج کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے ۸۰

اس کے بعد چند شریوں کا ترجمہ درج کرتے ہیں جنکو میں بھی نقل کرتا ہوں :-  
چالاک کرشنشہ دریائے اسویتی کے کنارے دس ہزار فوجوں کے ساتھ رہتا تھا۔ اندر نے اپنی عقلندی  
سے اس پر شور مچا دینے والے سردار کو معلوم کر لیا۔ اُس نے انسانوں کے فائدہ کے لئے اس اویسی شکر کو غارت  
کر دیا ۸۱ (رگوید - ۸: ۹۶: ۱۳) ۸۲

اندر نے کہا میں نے چالاک کرشنشہ کو دیکھا ہے وہ دریائے اسویتی کے نزدیک پوشیدہ گہرات  
میں ہے، جیسے آفتاب ابر میں ہو۔ اے مارو تو! میں تم سے چاہتا ہوں کہ تم اڑائی میں شریک ہو اور اُسکو ہلاک  
کر دو ۸۳ (رگوید - ۸: ۹۶: ۱۴) ۸۴

تب چالاک کرشنشہ اسویتی ندی کے کنارے چمکتا ہوا ظاہر ہوا۔ اندر نے برہسپتی کو اپنا شریک بنایا  
اور اوس چالاک اور کافر فوج کو ہلاک کر دیا ۸۵ (رگوید - ۸: ۹۶: ۱۵) ۸۶

پھر کہتے ہیں کہ قدیم باشندے صرف غل و شور کر نیوالے اور زبان سے ناواقف ہی نہیں ظاہر کئے

۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴

۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸

۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲







اپنے ان مظالم اور زیادتیوں اور لوٹ مار کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو قوم مرہٹہ نے ہند میں عموماً اور مسلمانوں پر خصوصاً کی ہیں۔ ناظرین خوب یاد رکھو کہ مرہٹہ وہ قوم ہے جسکے اکثر افراد ویدوں کو دروزبان رکھتے اور اونپر حتی الوسع عملدرآمد کرنا چاہتے ہیں، یہاں تک کہ سیوا جی مالگڈاری بھی آریوں کے قدیم طریقہ کے مطابق وصول کرتا تھا اور اس کے سپرد مانوں میں ایک پنڈت بھی ہوتا تھا جو ویدوں اور شاسترون کا پورا عالم ہوتا۔  
اب دیکھو کہ اسی سیوا جی کے حال میں لکھا ہے کہ جب ابھی وہ شخص نوجوان ہی تھا کہ چند لوگ سے گرد ہوں کا سردار بنا اور قرب و جوار میں ڈاکا ڈالنے لگا۔ اسکے مہوں کی شہرت نے بہت سے مرہٹوں کو اسکی طرف مائل کیا جو اسکی پیروی سردار مانکر کرنے لگے۔

پنڈت ہرا پرشاد شاستری صاحب لکھتے ہیں کہ اُسے (یعنی سیوا جی نے) خزانہ بیجا پور اسٹیٹ کی بدتر رسانی لوٹنے کی جہت کی۔

پھر لکھتے ہیں کہ اپنے باپ کے آزاد ہوتے ہی سیوا جی نے پہلے ہی سلطنت مغلیہ کو لوٹا اور تین لاکھ روپیہ اور تین سو گھوڑے جمع کر لئے۔

ناظرین! اب ذرا سیوا جی کی دغا بازی اور قابل شرم دغا بازی کو بھی ملاحظہ فرماؤ۔ پنڈت جی موصوف لکھتے ہیں:-

”مگر اُسے (یعنی سیوا جی نے) افضل خان کے ایک برائے منہ انٹرکوشوت دی، اور اسکے ذریعہ پرانیوٹ ملاقات کا بندوبست کیا، جس میں اُسے دغا بازی سے اسکو ایک خطرناک سلاح یا گھٹک سے قتل کر ڈالا، جسکو وہ اپنے ساتھ جیپا کرے گیا تھا۔“

اس واقعہ کو مولوی عبد الکرم صاحب - بی - اے - سابق انسپکٹر آف اسکولس بہار کچھن فیصل کے ساتھ یوں لکھتے ہیں:-

”۱۷۹۹ء میں سلطان (بیجا پور) نے اپنے جاگیر دار کے بیٹے (سیوا جی) کی لوٹ مار کے روکنے کیلئے

ماسٹر آرمی رام جی کریم ساجی نے بھی اپنے کلچر میں مقام قادیان آریہ سراج قادیان کے سالانہ جلسہ سنہ ۱۷۹۷ء کے موقع پر بڑی خوشی اور توفیق کے ساتھ بیان کیا تھا کہ یہ فخر و کھین اور صرف کھینوں کو ہے کہ وہ میدان کو دروزبان رکھتے ہیں۔“

تاریخ ہند مصنف پنڈت ہرا پرشاد شاستری صاحب - صفحہ ۱۵۲ - دیکھو اگر نری تاریخ ہند مصنف مولوی عبد الکرم صاحب - بی - اے -

۱۷۹۷ء دیکھو تاریخ ہند مصنف پنڈت ہرا پرشاد شاستری صاحب - صفحہ ۱۵۲ و ۱۵۳ - تاریخ ہند مصنف ہرا پرشاد شاستری صاحب - صفحہ ۱۵۳

جنوبی ہند کی بھی یہی حالت ہوئی، وہاں بھی بدھ مت والے راجاؤں کی جگہ ہندو حاکموں نے لڑا جھگڑا کر لے لی، اور وہ بچارے بیدخل کر گئے۔ ۱۷

یہی زمانہ تھا کہ بچارے بدھ مت والوں کے اخراج کے لئے قانون تک بنا۔ پنڈت رومیش چندر دت صاحب، مسومرتی ۱۷ ادھیائے ۱۹ شلوک ۲۲۵ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ کافر فرقہ کے پیروؤں یعنی بدھ مت والوں کے اخراج کا حکم ہے۔ ۱۸

پھر بدھ مت کی تاریخ کے آخر میں پنڈت جی موصوف تحریر فرماتے ہیں۔

ہم یہ ہے ہند میں بدھ مت کی تاریخ، اور یہ تاریخ بہت سے عظیم تصورات و خیالات کو ہندوؤں کے پیش نظر کر دیتی ہے۔ ایک نئے مذہب کا ایک قدیم قوم میں ظہور کرنا اور پھر اس کا پھیلنا اور وقت تک، جنگ کہ وہ ظلم و زبردستی سے موقوف نہ کیا گیا، قائم رہنا تاریخ دینا میں بے مثل و بے نظیر ہے (یعنی اس کی کوئی نظیر پائی نہیں جاتی) ۱۹

پھر لکھتے ہیں کہ تب ایک بڑے بالٹیکل انقلاب کا زمانہ آیا۔ قدیم قومیں کمزور ہو گئیں، پُرانی سلطنتیں برباد کر دی گئیں، اور دسویں صدی آتے آتے راجپوت شمالی ہند کے مالک ہو بیٹھے۔ کچھ تو ذاتی مزگنی اور کچھ (ہندوؤں کی) استغمری اور ظلم و زیادتی کی وجہ سے بدھ مت ہندوستان سے اکدم نیست و نابود ہو گیا۔ ۲۰

بچارے جینیوں کے ساتھ بھی ایسے ہی ظلم و زیادتی کو کام میں لایا گیا، اور ان کے بتوں کے توڑنے میں اتھار سبانتھ اور سی لی گئی کہ بچارے جینی انکو زمین میں خود کاٹنے لگے تاکہ کسی طرح ٹوٹنے سے بچ جائیں۔ چنانچہ پنڈت دیانت داس اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں خود تحریر فرماتے ہیں کہ:-

شکر اچاریہ کے وقت میں جمن و دھولنس (ہوئے) اب جتنے بُت جینیوں کے نکلتے ہیں وہ شکر اچاریہ کے وقت میں ٹوٹ گئے تھے۔ اور جو بغیر ٹوٹے نکلتے ہیں، وہ جینیوں نے زمین میں کاٹ دئے تھے کہ توڑ بے نہ جائیں، وے اب تک کہیں کہیں زمین میں سے نکلتے ہیں۔ (دیکھو اور دوتیار تھ پرکاش ۱۷ صفحہ ۳۸، ۳۸ د)

۱۷ تاریخ ہند ۱۷ صنف پنڈت ہرا پرثاد شاستری صاحب - صفحہ ۵۲ - ۱۸ ہٹری آف سیولیزیشن اینڈ کلتھ ان انڈیا - صفحہ ۵۹ - ۱۹ ہٹری آف سیولیزیشن اینڈ کلتھ ان انڈیا - صفحہ ۲۹ و ۳۰ - ۲۰ ہٹری آف سیولیزیشن اینڈ کلتھ ان انڈیا - صفحہ ۲۹

گواسد نیرخان دوران اور سعادت علی کی شفقہ فوج نے کچھ دیر کے لئے باجی راؤ کو بڑھنے سے روک دیا مگر وہ بھاگتا رہا اور دہلی کے قریب وجہار کو لوٹا۔ ۱۷

۱۸ = مرہٹوں نے روز شنبہ ۱۹ شوال ۱۱۸۷ھ کو قصبہ سانہرہ میں، جو کہ شاہجہان آباد سے سو کوس پر ہے، ڈانکا مارا اور اسی وقت دہان کے فوجدار فخر و نام نے چار ماہی اور تین لاکھ روپیہ کے قریب مال و اسباب مرہٹہ کو دیکر انان چاہی۔ مرہٹہ نے اُسے التفات نہ کر کے جیسا چاہا غارت کیا۔ ۱۹

۲۰ = راؤ ملہار، جو عمدہ سردار باجی راؤ کا تھا، پایاب کی راہ دریا کے جہت سے اتر غفلت میں برہان الملک کے عقب میں آکر چکڑاٹاؤ سے مسوقی باغ واقع اکبر آباد تک جہاں آبادی پانی آتش نادانی میں جلادی اور قصبہ سعد آباد اور جالید کو لوٹا لیا۔ ۲۱

۲۲ = شنبہ ششم ذی الحجہ ۱۱۸۷ھ کو باجی راؤ سپہ سالار مرہٹہ نے تعلق آباد میں پہونچ کر شاہجہان آباد کے آدمیوں کو، جو ہندو مسلمان معبد کالکامین واسطے تیار کئے گئے تھے، خوب لوٹا، اور خواجہ قطب الدین کے مزار پر رات کاٹ کر بدھ کی صحن کو مینا بازار اور دیگر دو کانات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا، اور دوپہر کے قریب قصبہ بالہ کو تاراج کیا۔ ۲۳

مرہٹی جب تاب مقابلہ نہ لاسکے، تو بیٹاب ہو کر قصبہ ریواڑی اور پاٹوڑی کی طرف چلے، اور اور دونوں قصبوں کو من مانا لوٹا۔ ۲۴

مہابت جنگ کے زمانہ میں مرہٹوں نے بنگال پر چڑھائی کی، اور بردوان کے اسی موضع میں، جہاں مہابت جنگ آباد تھا، پہونچ کر بعض آبادیوں میں آگ لگادی۔ ۲۵

اسی زمانہ میں جب مرہٹوں سے مہابت جنگ لڑا رہا تھا، ایک دن مرہٹوں نے شام کے وقت نشان و سرم دہار محصوروں کے مقابلہ میں نصب کر کے منادی کی کر جو کوئی اسکے نیچے آئیگا سلامت جان پائیگا۔

نامردوں نے جیلا اور بہانہ سے اسکے زیر سایہ جا کر پناہ لی، اور مرہٹوں نے ان کو غارت کر دیا۔ ۲۶ یہ بیچارے سیدہ ... مسلمان اس دعا باز قوم کے قریب میں آگئے، جنگی مقدس کتابیں دعا بازی کی تعلیم دیتی ہیں۔

۱ تاریخ ہند۔ پتہ ہر پشاد صاحب شاستری۔ صفحہ ۱۶۱۔ ۲ ترجمہ سیر المتاخرین۔ جلد دوم۔ صفحہ ۹۰۔

۳ ترجمہ سیر المتاخرین۔ جلد ۲۔ صفحہ ۹۸۔ ۴ ترجمہ سیر المتاخرین۔ جلد ۲۔ صفحہ ۹۹۔

۵ ترجمہ سیر المتاخرین۔ جلد ۲۔ صفحہ ۱۰۰۔ ۶ ترجمہ سیر المتاخرین۔ جلد ۲۔ صفحہ ۱۳۵ و ۱۳۶۔

ایک فوج افضل خان کی ماتحتی میں تھی۔ اس دغا باز مرہٹوں نے اپنے میں بیجا پور کے جنرل کا کھلمے میدان میں مقابلہ کرنے کی قابلیت نہ دیکھ کر اپنی بازگشت دغا بازی کی طرف دیکھی جسے اُسکے نام کو گنہگار نہ ملنے والا دھبہ لگایا۔ اس نے اطاعت کی عاجزانہ باتیں کہیں بھیجیں اور افضل خان کو تنہا ملنے پر راضی کیا۔ اپنے ماتحتوں کو سب کچھ تعلیم دیکر کہ اس آئیوے عنکابن ماجرہ میں کیا کیا کرنا ہو گا سیوا جی نے باگہ نگہ سے اپنے کو مسلح کیا اور ایک پیش قبض اپنے کپڑوں میں چسپاں کر لیا۔ جب افضل خان ملاقات کے مقررہ مقام کو آیا، تو دغا باز مرہٹوں نے اس کے قدموں پر گر پڑا۔ اور جب وہ نیک گمان جنرل اُس سے بغلیں ہونے لگا، تو اُس نے اپنے ہیبت ناک باگہ نگہ سے اُس پر وار کیا، اور پھر پیش قبض سے قتل کر ڈالا۔ مرہٹوں نے بیجا پور کے سپاہ پر جا گرے، جو (بیجا رے) بھاگ چلے۔ ان کا تاقب کیا گیا اور لوٹا اور تلوار پر دہرایا گیا۔ ۱۷

پھر پنڈت ہرا پریشاد شاہ ستری صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اے بکے بد سیوا جی نے سورت کو لوٹا، اور بارسیلو کو بھی، جو سلطنت بیجا پور کا مشہور بندر گاہ تھا، سمندر کی راہ سے تاخت و تاراج کیا، اور اپنے راج دانی کو لوٹ کے مال سے لدا ہوا واپس آیا۔ ۱۸

۱۹ اُسے سورت کو دوبارہ شکستہ میں بھی لوٹا۔ ۲۰

فرخ سیر کے زمانہ میں بندر سورت کے قریب مرہٹوں نے چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بنا کر بطور تراق انہیں رستے تھے، اور جو قافلہ ادھر سے گذرتا، اُس سے مل قافلہ کی مالیت کا چھارم حصہ وصول کیا کرتے اور اگر دینے کو انکار کرتے تو سارا قافلہ لوٹ لیا جاتا۔ علاوہ اسکے مردمان قافلہ کی فخر کچھ روپیہ دیکر مٹائی پاتے۔ ۲۱

محمد شاہ کے عہد سلطنت میں مرہٹوں نے صوبہ گجرات و مالوہ کو خوب خوب لوٹا، اور بڑھتے ہوئے گوالیار تک چلے آئے اور جاگیرات امیرانہ اور خلات خالص کی لوٹ مار میں بھی جبروت کی ۲۲

پنڈت ہرا پریشاد شاہ ستری صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ باجی راؤ ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ مالوہ میں داخل ہوا، جس نے اُسے محمد شاہ کو لکھا کہ گجرات اور مالوہ کی حکومت ہم کو دیدی جائے، اور خطر و آواز کرنے کے ساتھ ہی متحدہ مستان کو لوٹنا ہوا۔ اہل کے دروازوں تک پہنچ گیا، اور جواب کا انتظار تک کیا۔ ۲۳

۲۴ تاریخ ہند انگریزی مولوی عبد اللہ رحمہ اللہ ص ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱۔ ۱۴۵۲۔ ۱۴۵۳۔ ۱۴۵۴۔ ۱۴۵۵۔ ۱۴۵





بلکہ ہیشاون کی ذلت و تحقیر اور حق تلفی کے در پے رہے۔ اب میں وہ حق تلفیان دکھانا چاہتا ہوں، جو قاتل کرپین نے قند و خون بینی مفتوحوں کے ساتھ کی ہیں، اور صرف کین ہی نہیں بلکہ قانون میں داخل کر چھوڑا ہے۔

سب سے پہلے قانونی حق تلفی ہے۔ تم دیکھ چکے ہو کہ ۲ اسلکھ نے قانون میں کوئی بھی امتیاز قاتل مفتوح، اسلام و کفر کا نہیں رکھا ہے، مگر یہاں اس کے خلاف ہے، بات بات میں فرق بات بات میں امتیاز ہے۔

اگر قاتل برہمن کسی برہمن کو قتل کرے، تو اس کو راج صرف پیشانی داغ کر اپنے راج سے نکال دے؛ اور اگر وہ کسی مفتوح (شدر) کو قتل کرے، تو صرف دنل کا ٹھکان جبرمانہ دیدے۔ اور اگر بچہ مرہ مفتوح (شدر) کسی فاتح (برہمن وغیرہ) کو مار ڈالے، تو وہ قتل کیا جائے اور اس کی کل جائداد ضبط کر لی جائے۔ ۱۷

جب ایسے ہی قانون میں اندھیر ہے، تو اسی سے قیاس ہو سکتا ہے کہ کس قدر بچہ مرہ مفتوح بلیکٹا مار ڈالے گئے ہونگے اور صرف قتل ہی پر کیا موقوف ہے، ہر بات میں بے انصافی، ہر جگہ بیاطفداری موجود ہے۔

{زنا کی سزا میں بے انصافی} اگر فاتحون (برہمن، کشتری وغیرہ) میں سے کوئی مفتوح (شدر) کی عورت سے (اور قابل شرم طہفداری) زنا کرے، تو صرف جلا وطن کیا جائے، اور اگر بچہ مرہ مفتوح (شدر) کسی فاتح آریہ کی عورت سے زنا کرے، تو جان سے مارا جائے۔ ۱۸

منوسمرتی میں بھی ایسے ہی بے انصافی کا قانون ہے کہ اگر شدر (مفتوح) کسی برہمن وغیرہ (فاتح) کی محفوظ عورت سے جملہ کرے تو اس کا عضو تناسل قطع کیا جائے، تمام دولت چھین لی جائے، اور سزائے قتل بھی دی جائے۔ اور اگر وہ عورت غیر محفوظ ہو تب بھی قطع عضو تناسل اور تمام دولت چھین لینا چاہئے۔ (منو ۸: ۳۷-۳۸) اور اگر فاتح (برہمن) کسی مفتوح (شدر) کی عورت سے زنا کرے تو صرف پانچ سو پٹن ڈنڈ دینا چاہئے۔ (منو ۸: ۳۸-۳۹)

۱۷ بودھیانہ ۱۰: ۱-۱۸-۱۹ اور انشٹنٹ انڈیا ۱۷ پنڈت رویش چندر دت صاحب منوسمرتی ۱۷ الیمبا ۱۰: ۲-۱۷ انشٹنٹ انڈیا ۱۷ پنڈت آرسی۔ دت صفحہ ۷۴۸-۱۷ منوسمرتی منتر ۱۷

لالہ سوامی دیال صاحب -



## فصل نہم

(مفتوحوں کے ساتھ آریوں کا سلوک)

جسطرح آریوں نے ہند کے اصلی باشندوں کو ہتھ تیغ بیدر بچ گیا، وہ ناظرین کو معلوم ہو چکا، اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ اکثر ان بچارے ہندیوں کو جنگل اور پہاڑوں میں بھگا جھوڑا، اور جن بچاروں نے مفتوح ہو کر رہنا قبول کیا، ان کو اپنے فاتحوں کی غلامی کرنی پڑی۔ اب انہیں مفتوحوں کے ساتھ آریوں نے جو سلوک کیا اسکو میں کچھ مفصل لکھنا چاہتا ہوں۔

ہند کے اصلی باشندے جنگو آریوں نے فتح کیا وہی شذر بنائے گئے اور ہیں، اسلئے جو کچھ شذروں کے بارہ میں تو انہیں ہیں۔ وہ ان بچارے مفتوحوں کو ایسا ذلیل کیا گیا کہ خود ان کو شذر کے لقب سے عار نہیں رہا۔ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسی قوم ہوگی جس نے مفتوحوں کو ایسا ذلیل کر چھوڑا ہو۔

دوسری قومیں بھی جو وید مقدس کی منکر ہیں اور آریہ اون سے واقف تھے، شذر گئی گئی ہیں اسلئے پس اون کے ساتھ جو سلوک آریوں نے کیا ہو گا یا اگر فتح پاتے تو کرتے، وہ وہی سلوک ہو گا یا ہوتا جو عام شذروں کے حق میں ظاہر ہوا۔

آریوں نے ہند کے اصلی باشندوں کے ساتھ مفتوح کر لینے کے بعد بھی کچھ ایسا سلوک نہیں

کے منوجی فرماتے ہیں کہ رفتہ رفتہ عدم تمیز فراموشی سے، اور براہمن کے مذہب سے معضد ذلیل کثرتی دنیا میں شذر ہو گئے۔

اسنو سمرتی: ۱: ۳۴) پونڈوک، اور ڈور، درڈر، کامیوچ (کابل)، لین (یونان)، شک (توران)، پارو پہلو (فارس)، چین، کرات، و در کھش ان ملکوں کے رہنے والے کثرتی لوگ جنہو وغیرہ سنکا لار وید خوانی وغیرہ اعمال کے کرنے سے شذر ہو گئے (سنو: ۱: ۳۴)۔

نیلٹ رومیش چندر دت صاحب نے بھی ان دونوں شکلوں کو اپنی کتاب اشٹا کے صفحہ ۵۷۳ میں یہ لکھ کر نقل کیا ہے کہ اس بڑے محقق نے کل معلوم شدہ قوموں کو (شذمین) شامل کر نیکی عام کوشش کی ہے۔

بعض ملکوں کا موجودہ نام جو ہم نے بریکٹ میں لکھا ہے وہ اسی مصنف کی تفصیل کے مطابق لکھا ہے۔ ۱۲۔

حاشیہ در حاشیہ: اسنو سمرتی مترجمہ لالہ سوامی دیا ل صاحب ۱۲۔

لکھنؤ، تارک پور، ہند۔ پرنٹرز اور شاستری صاحب صفحہ ۳۰۲۔

غیر مذہب والوں کے اخراج بالجوہر وغیرہ کا ثبوت تم سن چکے ہو اور یہ بھی تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ بدھ مت والوں کے لئے بھی قانون بنا تھا۔ اب بیچارے عام مفتوحوں کی مذہبی حق تلفیوں کو بھی ملاحظہ فرماؤ:۔

پنڈت رویش چندر دت صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ آریوں کی ذات ناقابل اشتمال ہے اور انہوں نے مشدروں کو ظلم و زیادتی کے ساتھ الگ رکھا، اور مذہبی معلومات اور مذہبی مراسم کو ادا کرنے سے باز رکھا، اور ان کے لئے بے انصافانہ اور ظالمانہ دیوانی اور فوجداری قوانین بنائے۔ ۵۷

پھر لکھتے ہیں کہ بنیش صدیان گذر گئیں جبکہ پنجاب کے آریوں نے (بیچارے) مفتوح واسلوں کو کل مذہبی تقادیر و مراسم سے باز رکھا تھا۔ . . . . . بیچارے مشدروں کی اس ذلت و تحقیر کا خیال بدقسمتی سے موجودہ زمانہ تک قائم ہے۔ ۵۸

پھر یہ بھی حکم ہے کہ اگر مشدر (مفتوح) وید مقدس کو سنے، توسیس یا یین نکلا کر اس کے کان میں ڈال جائے اور اگر وہ وید پڑھے تو زبان کاٹی جائے، اور اگر وہ وید کے مضامین کو یاد کر لے تو اس کا بدن ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ (گوتم - ۱۲) ۵۹

پھر لکھا ہے کہ جو مشدر برہمنوں کو غرور سے دہرم کا پیش کر نیوالا ہے اس کے منہ اور کان میں گرم تیل اتر جائے ۶۰ (منو - ۲: ۲۷۷) ۶۱

جب کل غیر مذہب والی قوموں کو مشدر کیا گیا ہے تو وہ بیچارے بھی اپنے مذہب کی اشاعت و تبلیغ ہندو آریوں کے راج میں مطلقاً نہیں کر سکتے، اور ان کو کچھ بھی مذہبی آزادی حاصل نہیں ہو سکتی۔

تمدنی اور عام تمدنی حقوق میں بھی حد سے زیادہ حق تلفی کی گئی ہے، اور جہاں تک ممکن ہوا ہے حق تلفیان اور حق تحقیر و تذلیل سے باز نہیں رہا گیا ہے۔

مفتوحوں کو سوائے فائقوں کے سب سے پہلے مشدروں پر اپنے فاتحوں کی خلائی کرنا فرض ہوئی، اور ان خلائی کار کوئی کام کر سکی اجازت نہیں تھی۔ [۶۲] کئے لئے آزادانہ زندگی بسر کرنا اور صوبہ خواہش دنیا کے کاموں میں مشغول ہونا ناممکن ٹھہرایا گیا اور فاتحوں کی خلائی اور سیا کے سوا ان کو کچھ چارہ نہ رہا، اور ان سے جبراً خلائی کرایا جاتا رہا۔

۱۔ اشنٹ انڈیا ۷ صفحہ ۳۰۴ و ۳۰۵۔ ۲۔ اشنٹ انڈیا۔ صفحہ ۳۴۴۔ ۳۔ اشنٹ

انڈیا پنڈت رویش چندر دت صاحب۔ صفحہ ۲۴۹۔ ۴۔ موسیقی مترجمہ لارسمائی دیال صاحب۔

ہرگز نہیں

نہایت ہی اہم ہے

یہی جابر انڈیا زچھوٹے چھوٹے جرمن کی سرزمین بھی ہے، مثلاً اگر بچارہ شدر (مفتوح) کسی فلاح برہمن، کشتری وغیرہ سے سخت زبانی کرے تو اسکی زبان میں سوراج کیا جائے۔ اور اگر ۱۹:۱۰ سے تو خدا نے برہمن سے بچ۔ ایسا باوازلہ بد برہمن وغیرہ (فائقین) کے نام اور ذات کو کہے تو اسکے منہ میں بارہ انگلی کی سیج آہنی جاتی ہوئی ڈالی جائے۔ (منو: ۸: ۲۰: ۲۱: ۲۲) اور اگر فلاح برہمن کو چور کہے تو زبان کاٹ لی جائے۔

(منو: ۸: ۲۶) اور اگر نو فلاح برہمن سخت بات مرتومہ بالا (یعنی چور) کسی شدر کو کہے تو صرف ڈنڈا دو اور وہ بھی صرف بارہ پن۔ (منو: ۸: ۲۶۸)۔

اگر مفتوح (شدر) کسی فلاح (برہمن، کشتری وغیرہ) کو جبرے ناموں سے یاد کرے تو اسکی زبان کاٹ ڈالی جائے۔ اور اگر فلاح کی برابری کا دعویٰ کرے تو بید لگائے جائیں۔ (اپستہا: ۲: ۱۰: ۱۱: ۱۲) اور اگر فلاح برہمن کسی شدر مفتوح کو گالی دے تو اسکے لئے کوئی سزا نہیں۔ (گوتم: ۱۳: ۱۲)۔

یہی جو شدر برہمن (فلاح) کے بال دیاؤں و داڑھی و گلاب و فوط کو غرور سے پکڑنے والا ہو، اُس کا ماتہ کاٹنا چاہئے، یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ اسکو تکلیف ہوگی۔ (منو: ۸: ۲۸۳)۔ اور فلاحوں کسے ایسے جرمن میں کوئی سزا نہیں۔

قانون دیوانی میں بھی قانون فوجداری کی بے انصافیوں، بیجا طرنداریوں اور حق تلفیوں کو تو مختصر ۱ بیجا طرنداری موجود ہے۔ دیکھ چکے۔ اب دیکھو کہ قانون دیوانی میں بھی ایسی ہی طرنداری موجود ہے۔ جہاں فلاحوں کو ۲۴ سالہ، ۲۵ سالہ اور ۲۶ سالہ فی سیکڑ سو سالہ لینے کا حکم ہے وہاں بچارے مفتوح شدر ورن سے شہ سیکڑ سالانہ۔ (منو: ۸: ۱۲۲)۔

اور پھر اس طریق سود کو الٹ پلٹ کر نیسے ناجائز طریق ہو جاتا ہے۔ تنوہی لکھتے ہیں کہ:۔  
سود مندرجہ ثانی سے زیادہ سود نہیں ہوتا۔ اور جس ورن سے جو سود لینا لکھا ہے اُس کو الٹ پلٹ کر نیسے ناجائز طریق کہلاتا ہے۔ ۱۰۰۰ (منو: ۸: ۱۵۲) اور منو: ۸: ۱۵۳ میں ہے کہ خلاف ثانی کے سود لیر، اگر لیر تو ادھم ہو گیا ہے۔

۱۔ منوہی مترجمہ لاسوامی دیال صاحب۔ ۲۔ اشنٹ انڈیا پبلیکیشنز ریش چندر دت صاحب۔ صفحہ ۲۴۹۔  
۳۔ منوہی مترجمہ لاسوامی دیال صاحب۔ ۴۔ اشنٹ انڈیا پبلیکیشنز ریش چندر دت صاحب۔ صفحہ ۵۸۔ اور  
۵۔ منوہی مترجمہ لاسوامی دیال صاحب۔ ۶۔ منوہی مترجمہ لاسوامی دیال صاحب۔



پینڈت رویش چندر دت صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ راجہ پرغرض تھا کہ دو جہناؤں  
(یعنی آریہ فاتحوں) کی سیوا شدروں سے کروے۔ ایک برہمن (فاتح) ہر شدر سے چاہے خرید لیا ہو  
اپنے لئے داس کا کام کرا سکتا تھا۔ کیونکہ برہمن (یعنی پریشور) نے شدروں کو برہمن (فاتح کا غلام  
پیدا کیا ہے۔ (منو۔ ۸: ۱۳۳) ۷۷

گوتم۔ ۱۰: ۲۲۱ میں بھی بیمارے شدروں پر اپنے فاتح برہمن، کشتری، ویشیہ کی غلامی  
کرنی غرض بتائی گئی ہے۔ ۷۸

(مفلوہوں سے بھیدیں ایک دن) بیمارے شدروں سے علاوہ غلامی عامہ کے ایک دن مہینہ میں فاتح  
مفت کام کرا لیا حکم بھی ہے (مفت کام کرا سکتا ہے، مزدوری دینے کی اجازت نہیں، وہی کام کرانا  
اون کی مزدوری ہے۔ (منو۔ ۷: ۱۳۸) ۷۹

(غلامی سے مفتوح) پھر لکھا ہے کہ جہالک داس کرم سے داس کو آزاد نہیں کرتا، وہ داس داس کرم  
(الگ نہیں ہو سکتے) سے آزاد نہیں ہوتا، کیونکہ داس کرم شدر کے سو بھاؤ سے پیدا ہے، اس کرم  
کو کون چھڑا سکتا ہے؟ (منو۔ ۸: ۱۴۱) ۸۰

پھر منو سمرتی۔ ۸: ۱۸۸ میں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ شدر (مفتوح) اپنے کام (یعنی غلامی) سے بیکار  
نہ ہونے پاوین، کیونکہ اگر ایسا ہوا تو زمانہ کو برا شوب کر نیلے۔ ۸۱

اگر بیمارے شدر اپنے فاتحوں کی خدمت نہ کر سکیں، اعداد کو غلامی کر لیا بھی موقع نہ دیا جاوے  
تب بھی کوئی اسے کام نہ کریں، چاہے بھوک کیوں نہ مرین، بلکہ ذیل ہی کاموں میں لگے رہیں سکھائی  
۷۷ شدر دو جہناؤں کی سیوا نہ کر کے اعداد کے منف و غرض نہ بھوک سے دکھی ہوں، تو  
روٹی کرینو ان کے کام سے اوقات بسر کرے۔ جن کاموں سے دو جہناؤں کی سیوا ہو سکے وہ کام  
کے۔ (منو۔ ۱۰: ۱۰۰ و ۹۹) ۸۲

کام کر کے جہنم کے فاتحوں کی سیوا کرے

تتبعہ فلانیا و سفر ۵۵ و ۵۶

تتبعہ فلانیا و سفر ۵۵ و ۵۶

تتبعہ فلانیا و سفر ۵۵ و ۵۶







فاتحون کو ان بچارے مفتوحوں کی دولت چہین لینے کا بھی پورا اختیار حاصل ہے۔ ایستو  
سارے مفتوحوں کو غلام بنارہنما ہی بظاہر ظلم تھا، اس پر ظہر یہ کہ جو کچھ وہ حاصل کریں وہ بھی ان  
کے قبضہ میں نہ رہے۔ دو۔ منوجی فرماتے ہیں کہ:-

براہمن داس شود در سے دولت لے لےوے اسین کچھ بچار نہ کرے کیونکہ وہ دولت  
کچھ اس کی ملکیت نہیں ہے۔ وہ بے زر ہے، وہ جو دولت فراہم کرے اس دولت کا مالک اسکا سوامی  
ہے (منو-۸: ۲۱۷) لے

مفتوح بچاروں کو دہرم کا اپدیشک ہو نیکی اجازت نہیں۔ منوجی فرماتے ہیں۔

جو ذات ہی میں براہمن ہو اور براہمن کا کرم کچھ بھی نہ کرتا ہو اور یہ کہہ ہو تو بھی وہ دہرم کو دہرم  
کا اپدیشک کر سکتا ہے۔ اور شندر کیسا ہی ہو وہ اپدیش نہیں کر سکتا (منو-۸: ۲۰) جس راہ  
کے دہرم کا بچار شود کرتا ہے اس ماہ کا راج اس کے دیکھتے ہی دیکھتے مٹ جاتا ہے (منو-۸: ۲۱) لے

مفتوح بچاروں کو حکومت میں بھی کچھ اختیار نہیں مل سکتا۔ دیاسندھی لکھتے ہیں کہ جو لوگ  
پیدائش سے ہی برہمن چہرہ اور راست گوئی وغیرہ کے عہد واتی سے یا علم اور غور سے بے بہرہ  
شل شودر کے چلے آتے ہیں۔ ایسے ہزاروں شخصوں کی فراہمی انہیں نہیں کہلاتی (منو-۱۲: ۵) لے

مفتوحوں کو فوج کا لباس پہننے اور انکا نشان دھارن کی نیکی بھی اجازت نہیں۔ اگر کوئی ایسا کرے  
تو اس کے نابود کر دیا حکم ہے۔

..... اور جو شندر کہ براہمن و کشتری (فاتح) کے نشان کو دھارن کرنا لا ہے اسکو راجہ  
نابود کرے (منو-۹: ۲۲۴) لے

اب عام تدبیر جو مفتوحوں کی رواج کی گئی ہے اسکو ملاحظہ فرماؤ:-  
براہمن کے نام کے ساتھ لفظ منگل یعنی خوشی، اور کشتری کے نام میں لفظ بل یعنی طاقت اور ویشیہ کے

لے منوسرتی مترجمہ لالہ سوامی دیال صاحب - ۱۱ - لے منوسرتی مترجمہ لالہ سوامی دیال صاحب - ۱۲ - لے یہاں انہیں  
سے انہیں شوری مراد ہے - ۱۳ - لے ستیا رتھ پرکاش مترجمہ آریہ پرتی ندھی مہاراجا - صفحہ ۱۸۵ -

لے منوسرتی مترجمہ لالہ سوامی دیال صاحب - ۱۴ -

سوتے ہو؟ براہ مہربانی سوچو اور غور فرما کر قرآن کریم کی تعلیم پر دھیان دو۔ کیونکہ تمام غیر مستصحب فاضل اور محقق عالم عالم کے چاروں طرف سے تصدیق کر رہے ہیں کہ قرآن اعلیٰ درجہ کی توحید کا معلم، اخلاق و محبت کا ماہر، خلافتی (سائنس) البیات کا گروہ ہے۔ تمام دنیا میں جو کچھ سچائی کا بیج ہے اسکا ماغبان قرآن ہے۔ جو کام علم کر سکتا ہے وہ تلوار اور گندہ دہنی سے نہیں ہو سکتا۔ اور یہی بڑا بھاری سبب ہے کہ قید یا وجود وید (علم) کے بھی ناکامیاب رہا، کیونکہ اسکی ترقی کا سامان علم نہیں تھا، بلکہ خون بہا، اور تلوار چلانا تھا۔

پیارے بھائیو! آؤ، محبت سے ملکر بغض اور کینہ کو دلسے، اور کر کے ایک پر ماتمی جھلکی کریں، اور دوزخ کا عالم کو اذیت اور ابدیت وغیرہ میں اسکا شریک نہ سمجھیں، ایک ہی قرآنی نور سے دلوں کو تر کر دیں۔ رجوع کا دروازہ کھلا ہے؛ جبر کا جو اگر دن سے انا کر آؤ، صداقت سے میل کر دو، اور ست دہرم کے پہیلائے میں ہمارے سہا بلک بنو۔ کیونکہ خدا اس کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد خود کرتا ہے، اور جو اپنے اوپر دیکھ کر ہلاکت ہے وہ رحمت الہی سے دور بہا لگتا ہے۔

سچ ہے بارش کی بوندوں سے کھیتوں کو سیراب کر دیتے ہو، اور گونا گون نعمتوں کے دانا ہو۔ ہم انکی کس کس نعمت کا دھنبا دین۔ پس آپ مہاشائیکستان سے ہماری بھی پراقتضا ہے کہ جسے دل میں ہے لغزت اور دولش ہے، انہیں اور ہم میں محبت اور پریم ہو کر دولش کا ناش اور ست کا پرکاش ہو۔ کہیں تم انہیں

### { آریہ سملج جی خدمتین آخری التماس }

سملج جی سے عموماً اور اس کے لیڈروں سے خصوصاً میری یہ عرض ہے کہ اس کتاب کے بنور پر غور لینے کے بعد اگر انہیں سے کسی کا ارادہ جواب لکھنے کا ہو، تو وہ ضرور جواب لکھیں۔ بلکہ ان کے جوابات سے بڑی خوشی حاصل ہوگی۔ مگر ایسا ظلم نہ کریں کہ میری کتاب کی ایک آدھ بات لیکر بحث کر دیں، کیونکہ میری کتاب کی اکثر بحثوں کو ایک دوسرے سے اشد تعلق ہے، اور کل باتوں کو ہلکے میں پیش کئے بغیر صداقت کا اظہار ناممکن ہے۔ اسلئے امید دار ہوں کہ اگر وہ جواب دیں تو ساری کتاب کا جواب دیں اور ہر بات پر بحث کریں، جب کہ میں نے بغض خدا پنڈت لیکر ہم جی آریہ مسافر کے وصال و جھکا دکا اسی کتاب میں جواب دیتے ہوئے کیا ہے، گو اس کتاب کی دوسری جلد کے شائع کرنا بھی بہت جلد ارادہ ہے، جس میں شاعت و تبلیغ اسلام و غیرہ کا ذکر ہوگا۔ مگر جواب دینے والوں خصوصاً آریہ سملجیوں کو اسکا انتظار نہ کرنا ضرورت نہیں، کیونکہ اس جلد کو اس جلد

# { آریہ بھائیوں کی خدمت میں التماس }

## بجواب

محمدی بھائیوں کی خدمت میں التماس :-

(بطور معارضہ بالقلب)

خلق خدا کے ساتھ جو سلوک وید کے بھائیوں اور اُن کے پیروں نے کئے ہیں وہ پہنے مٹے نمونہ از خروار سے خاص وید اور دوسری آریہ سماج کی مسلک کتابوں اور مستند تاریکوں کے حوالوں اور لائق مورخوں کی شہادتوں سے خدمت والا میں پیش کر دیئے۔

ان تمام کے لکھنے سے ہمارا مدعا یہ ہے کہ آپ لوگ خدا کو حافظِ ناطق جانکر اور کتبِ تواریخ وغیرہ مطالعہ فرما کر اور امنینِ سیکناہِ خلق اللہ کے حق میں ایرینِ خونریزی کو چڑھ کر دلیں جو چین کہ جس دین نے لاکھوں کیا اور دین کو اونڈی غلام بنایا، کروڑوں کے خانہ خراب کئے، بیشتر مخلوق کی بے حرمتیاں کیں، اور جتنے قتل کئے اُنکا شمار تو سوائے عالم الغیب پر مینود کے صحیح کوئی نہیں بتا سکتا، کیا ایسا دین اُس مالکِ کل جگہ، شرابِ اعمالین کی نظر سے ہو سکتا ہے؟ اور کیا اسقدر تباہیاں اور خانہ خرابیاں خدا کے غنودہ کرنے یا دینِ حق پہیلانے یا خدا کی مرضی کے مطابق واقع ہوئیں؟ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!!

پیارے رفیقو! ملکی مجبوا اور خصوصاً تعلیم یافتہ بھائیو! درحقیقت سوچنے کا مقام ہے کیونکہ نیچے دہرم اور دینِ حق کو اس طرح کی باتوں اور ایسی تعلیموں سے بہت سی نفرت ہے۔ بچے دیالو اور عادل پریشور کا دہرم وہ ہے جو چین سب کے ساتھ انصاف کا برتاؤ ہو، جبر اور قہر کا کوئی لگاؤ نہ ہو۔ منصب اور بیجا طرفداری سے کام کرنا عادلِ حقیقی پر الزام ہے، اور جس مذہب میں ایسی باتوں سے پرہیز نہیں وہ درحقیقت بدنام ہے اور اوس کے ماننے والو کا بخیر انجام ہونا نہایت ہی ناممکن ہے۔

یہ بات ہر طرح آپ لوگوں پر ظاہر ہے اور اسلام خصوصاً اس زمانہ میں اوس کا امام مہام مہدی علیہ السلام دیکھنے کی جوت سے ہر گھر بکار رہا ہے۔ اٹھو سو نے والو سحر ہو گئی۔

گمراہ لوگ ابی ننگ اُس مقدس دہرم سے کیوں بے پروا ہیں؟ کیوں محبت اور نیکی کے طریق میں راہ رواں منزل (از رنگانِ اسلام خصوصاً مسیح موعود علیہ السلام) کے رفیق نہیں ہوتے اور اچھی ننگِ غفلت کی نیند میں پڑے

اگر وہ خفیہ تاجان مجرموں و ضعیف و قانون ورادوں بدلتوں کے لئے کسی حکم ہے ۱۰۰ روپے سے زیادہ کی رقم ہے۔

خلیفہ محمد حسین قہ لیبی مالک کا چاند رفیق الصحت لاہور عتبہ

[illegible]

مینچر۔ ریویو آف ریلیمنز۔ قادیان (ضلع گورداسپور۔ پنجاب)

سے چند ان سروکار نہیں ہے اور نہ ہلات لیکچر ام جی کے رسالہ جہاد کا جواب اسی جلد میں سرچکا ہے اور یہی جلد اس کے جواب کے لئے کافی و وفاقی ہے۔

# خاتمۃ الکتاب

لہجی محمد ٹھکانے لگی محنت میری  
طے ہوئی آن کی منزل میں مسافر میری

خدا کا نذرانہ ارشاد کر رہا کہ اس نے اس عاجز کے ہاتھ سے وہ کام لیا جس کا خواب و خیال میں بھی گمان نہ تھا اور پھر جس چیز کے شروع کرنیکی بہت دلائی اس کو تمام بھی کرادیا۔ اور او سکی ذات سے قوی امید ہے کہ وہ اس کتاب کو کامیاب بھی کرے گا۔ اور اس سے بہت سے لوگوں کو فائدہ پہونچائے گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ ملک و قوم کے خیر خواہ اس کتاب کو ماثون ہاتھ لینے، اور بجائے خود اس کی اشاعت میں کوشش کریں گے اور ساتھ ہی اس عاجز کو بدعائے خیر یا دفرمائیں گے۔

غرض تفتیش کز من یاد ماند  
کہ ہستی رائے بینم بقائے  
مگر صاحب دے روزے برمت  
کند در کار این مسکین دعائے

وصلے اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین  
برحمتک یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین۔ آمین ثناء مین!

عاجز  
سید وزارت حسین احمدی  
اور بنی نوگیری

{ بائنی پور (پٹنہ)  
۲۰ جنوری ۱۹۵۰ء }